ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الخیر الکثیر

مترجم اردو

مصنف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ

مترجم

مولانا عابد الرحمن صدیقی کاندہلوی

ناشر

قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

باہتمام:۔ محمد سعید اینڈ سنز

ناشر:۔ قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی

مطبوعہ:۔ مطبع سعیدی، کراچی،

قیمت:۔ چھ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہم حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح کی مایۂ ناز تصنیف "خیر کثیر" کا اردو ترجمہ مع متن پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں،

اہل علم حضرات شاہ صاحب رح کے مقام اور ان کی علمی دسترس اور کمال سے اچھی طرح واقف ہیں، اور اس حقیقت کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب کے تمام علوم وہبی تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر علم و فن میں وہ کمال عطا فرمایا تھا، جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔

زیر نظر تصنیف میں بھی حضرت شاہ صاحب رح کا یہ وصف نمایاں طور پر نظر آرہا ہے جس میں آپ نے معرفت و طریقت کے وہ علوم ظاہر فرمائے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نے ظاہر نہیں کئے، تصوف کا مذاق و سلیقہ رکھنے والے اور اس کی اصطلاحات سے واقف حضرات ہی اس کا صحیح اندازہ لگا سکیں گے کہ ان غامض اور دقیق مسائل کو اس نئے انداز سے حل کرنے کا حصہ صرف شاہ صاحب رح ہی کا تھا،

اصل کتاب چونکہ عربی زبان میں تھی جس سے اس کی افادیت ایک مخصوص طبقہ تک محدود ہو کر رہ گئی تھی، کتاب کی نافعیت کے اعتبار سے اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ اسے سلیس اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا جائے تاکہ اردو دان تعلیم یافتہ طبقہ بھی اس سے مستفید

ہوسکے۔ اس لئے ہم اس بے نظیر کتاب کو ایک کالم میں عربی متن مع اعراب اور دوسرے مقابل کالم میں سلیس اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس ناچیز کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور علوم دینیہ کی اشاعت کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے۔

طالب دعا

محمد سعید عفی عنہ

فہرست ابواب خیر کثیر مترجم اردو

چھٹا خزانہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ سرزمین ہند کے ان اکابرین سے ہیں، کہ جن کی نظیر نہ صرف اپنے عصر اور ہندوستان میں بلکہ بہت سے قرون اور ممالک اسلامیہ میں ڈھونڈھنے سے نہیں ملتی،

حضرت موصوف بقول حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کے ان افراد امت میں سے ہیں، کہ سرزمین ہند میں اگر صرف شاہ ولی اللہ ہی پیدا ہوتے تو ہندوستان کے لئے یہی فخر کافی تھا،

حضرت شاہ صاحب کی زندگی اور علمی و عملی کمالات کے اتنے گوشے ہیں، کہ ان میں سے ہر ایک مستقل تصنیف کا محتاج ہے، مثلاً حضرت ممدوح کی جامعیت، تبحر، دقت نظر اور ظاہری و باطنی علوم کا حیرت انگیز اجتماع مکاشفات و کمالات، تصنیف و تالیف، ترجمۂ قرآن کی بنیاد، نصاب حدیث کی تاسیس، درس کی اصلاح اسرار شریعت کی دلنشین تشریح، کلام تصوف فلسفہ اخلاق اور نظام حکومت میں ان کے خاص خاص امور قابل قدر نظریات، اصول تفسیر و اصول حدیث میں خصوصی تحقیق جہاد کا

جوش حکومت اسلامیہ کی خلافت راشدہ کے اصولوں پر تشکیل وغیرہ وغیرہ اتنے کمالات و خصائص ہیں، جو اہل نظر و فکر کے لئے اور اہل دل و اہل ذوق اور ارباب قلم کے لئے کافی جولانگاہ تحقیق و تدقیق ہیں، حضرت موصوف کیا تھے؟ خدا تعالے کی ایک حجت قاطعہ، جو بارہویں صدی میں ہندوستان میں ظاہر ہوئی، اس مترجم کی بساط ہی کیا ہے، کہ ارباب نظر کے لئے شاہ صاحب کے کمالات کے کسی شعبہ پر قلم اٹھا سکے، اسلام کے جس فن کے بھی اعاظم رجال کی تاریخ لکھی جائے، حضرت شاہ صاحب کا تذکرہ اس میں خاص امتیاز کے ساتھ کرنا مصنف کا فرض ہوگا، جس میں کوتاہی اس کی ناقابلیت یا تصنیفی بددیانتی سمجھی جائے گی، مثلاً اگر مفسرین قرآن کی تاریخ لکھی جائے، تو شاہ صاحب کی خاص تفسیری تصانیف کا تقاضا ہوگا، کہ ان کے نام نامی کو ان میں نمایاں حیثیت دیجائے، علی ہذا اگر محدثین اور شارحین حدیث نبوی پر کوئی کتاب تیار کی جائے، تو اس کے لئے ضروری ہوگا، کہ اس میں بھی اُن کا ذکر نمایاں کیا جائے، اور اگر فقہاء اسلام کی کوئی تاریخ مرتب ہو تو تفقہ میں حضرت شاہ صاحب کو جو ید طولیٰ حاصل ہے، اور جو بیش بہا اور نادر الوجود علمی ذخائر ہیں، ان کی قدر و قیمت سمجھنا ہو گی اور اگر علم کلام کی کوئی تاریخ مدون ہو، تو امام ابوالحسن اشعری اور امام غزالی اور امام ابن تیمیہ کے زمرہ میں شاہ ولی اللہ کا ذکر کرنا

مورخ پر فرض ہوگا، اور اگر صوفیہ وائمہ سلوک ومعرفت کی کوئی جامع تاریخ لکھی جلئے، تو اس باب کی شاہ صاحب کی مستقل تالیفات خیر کثیر، القول الجمیل، الطاف القدس وغیرہا کی بنا پر امام غزالی اور مجدد الف ثانی کے ساتھ ان کا بھی ذکر کرنا مورخ کا فرض ہوگا،

ایسے ہی اگر امت محمدیہ میں حقائق واسرار الہی پر کلام کرنے والوں کی فہرست تیار کی جائے، تو حضرت شبلی اور شیخ ابن عربی کے ساتھ شاہ صاحب کے اس فن کے رسائل بھی نمایاں جگہ پر ہونگے،

بہرحال شاہ صاحب کا سب سے بڑا امتیازی کمال ان کی یہی جامعیت ہے، جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور اپنے جد اعلےٰ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے انہیں میراث میں ملی ہے،

مقام مجددیت اور شاہ صاحب

حضرت شاہ صاحب کے اوصاف وکمالات کا جائزہ لیجئے تو معلوم ہوگا کہ حضرت شاہ صاحب اسلام کے بہترین مفکر حکیم اور زبردست عالم ربانی اور اسلامی فلاسفر تھے،

حضرت شاہ صاحب نے تفہیمات، الخیر الکثیر اور حجۃ اللہ البالغہ کے شروع میں جو کچھ اپنے متعلق لکھا ہے، ایک طرف آپ اسے دیکھئے، اور دوسری جانب آپ نے اپنی تصنیفات میں شریعت وطریقت کی تطبیق کی جو کوشش کی ہے، اس کو ملاحظہ فرمائیے

توصاف عیاں ہو جائیگا، کہ بے شک آپ اس مقام رفیع پر سرفراز تھے، جو مجددیت کا مرتبہ کہلاتا ہے،

حضرت شاہ صاحب خود اپنے اس مقام کا تفہیمات میں اس طرح اظہار کرتے ہیں "مجھ کو میرے رب نے یہ سمجھایا ہے کہ ہم نے تم کو اس طریقہ کا امام بنا دیا، اور حقیقت قرب تک پہونچنے کے تمام راستوں کو بند کر کے صرف ایک راستہ کھلا رکھا ہے، اور وہ تمہاری محبت اور اطاعت کا راستہ ہے، جو شخص تمہارا دشمن ہے، اس کے لئے آسمان آسمان نہیں، اور زمین زمین نہیں، پس اہل مشرق و مغرب تمہاری رعیت ہیں، اور تم ان کے بادشاہ اس غرض سے نہیں، کہ یہ لوگ جانتے ہیں، یا نہیں، اگر جانتے ہیں تو کامیاب ہوں گے ورنہ نقصان اٹھائیں گے، چنانچہ ہر زمانہ کے مفاسد کے لحاظ سے دین کے مجددین کا ہر عرصہ میں ظہور ہوتا رہا ہے، اور انہوں نے خداداد قوت عمل اور ربانی محبوبیت اور انسانی مقبولیت پاکر زمانہ کی مشکلوں کا پورا مقابلہ کر کے اصل دین کے چہرے سے زمانہ کے گرد و غبار کو صاف کیا ہے، اور پھر دین کی حقیقت کو بے غبار کر کے اس زمانہ سے رخصت ہو گئے سب سے پہلے حضرت امام احمد حنبل رح نے پہلی صدی کے خاتمہ کا مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیز رض المتوفی سنہ ۱۰۱ھ اور دوسری صدی کا مجدد امام شافعی رح المتوفی سنہ ۲۰۴ھ کو مانا ہے اور اسی زمانہ کے مجدد لڑ لوئی رح

اصحاب امام ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں، تیسری صدی میں امام ابوالحسن اشعریؒ اور پھر امام الحرمین، اور پھر امام غزالی کو بہتوں نے اس منصب کے قابل قرار دیا۔ اس کے بعد اہل حدیث نے حافظ ابن تیمیہؒ کو بھی ساتویں صدی کا مجدد بتایا (فیض القدیر)

ہندوستان میں دسویں صدی کے خاتمہ پر حضرت شیخ احمد سرہندی پھر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے بعد ایک جماعت نے مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کو مجدد تسلیم کیا ہے، یہاں ایک بات اہل نظر کو صاف نظر آئے گی، وہ یہ کہ دینی قطبیت کا مرکز دوسرے اسلامی ملکوں سے ہندوستان کو منتقل ہو گیا، چنانچہ دینی و مذہبی خدمت علوم و فنون کی خدمت حدیث و تفسیر کی خدمت اور ہدایت خلق و احیائے سنن اور رد بدعات کے لحاظ سے ہندوستان تمام دوسرے اسلامی ملکوں سے سبقت لے گیا ہے، چنانچہ ان صدیوں میں جو ہستیاں ہندوستان میں نمایاں ہوئیں ان کی نظیر دوسرے ممالک میں نہیں، مثلاً گیارہویں صدی کے آغاز پر حضرت شیخ احمد سرہندی المتوفی ۱۰۳۴ھ اور بارہویں صدی کے وسط میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور تیرہویں صدی کے وسط میں شاہ اسماعیل شہیدؒ شاہ ولی اللہؒ کے کارنامے سب کے سامنے ہیں، اور انہوں نے اپنے متعلق خود بھی اس چیز کا اشارہ کیا ہے، اور ایسے ہی شاہ اسمٰعیل شہید سے دین اسلام نے جو قوت اور توانائی پائی، اور عقائد

اسلام جس طرح رسوم اور بدعات سے پاک ہوئے اور بہت سی مردہ سنتیں جس طرح ان کے دم قدم سے زندہ ہوئیں، اور اب تک ہی وہ محتاج دلیل نہیں،

بہرحال کسی مجدد کا مجدد ہونا یہ یقینی بات نہیں، مگر خواص امت کو اس کے دینی کارناموں کی بنا پر یا اس شخص کو اپنی کوششوں کی مقبولیت کے بنا پر یہ گمان ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے اسے اس صدی کا مجدد بنا کر بھیجا ہے تفصیل بالا اسی چیز کی شہادت دیتی ہے،

فلسفہ تشریع کی تدوین

حضرت شاہ صاحبؒ کی ایک اور امتیازی خصوصیت فلسفہ تشریع کی تدوین بلکہ اس کی ایجاد ہے۔ امت محمدیہؐ میں آپ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے کل نظام شریعت کا فلسفہ مدون فرمایا، اور شریعت اسلامیہ کے تمام کلی و جزئی احکام کو باہمدگر اس فلسفہ کے ساتھ اس طرح مرتبط اور منظم کر دیا، کہ دیکھنے والا، اب آپکی رہنمائی میں اسلام کی پوری شریعت کو ٹھیک اس طرح دیکھ سکتا ہے کہ گویا وہ ایک مشین ہے اور ہر ہر حکم اس کا ایک پرزہ ہے اور ان پرزوں کے ساتھ اس مشین کا تعلق ایسا چپاتا ہے کہ نہ تو وہ کسی ایک پرزہ کی علیحدگی ہی کو قبول کر سکتا ہے اور نہ کسی اجنبی پرزہ کے اضافہ کی اس میں گنجائش ہے،

نئی روشنی کے اس دور میں جبکہ ہر مسئلہ کی حکمت اور علم دریافت کی جاتی ہے اور فلاسفی دریافت کئے بغیر لقمہ بھی توڑا نہیں جاتا شاہ صاحب کی کتابوں کے ذریعہ مذہبی دنیا کے میدان مسابقت میں صرف مسلمان ہی بازی لے جا سکتے ہیں، شاہ صاحب کا یہ وہ کارنامہ ہے جس کی وجہ سے اسلام کے علمی خادموں میں ان کو بلا شرکت غیر ایک امتیازی خصوصیت حاصل ہے،

حجۃ اللہ البالغہ کے دیباچہ میں خود بھی تحریر فرماتے ہیں

اور اللہ تعالے کی تمام نعمتوں میں عظیم ترین نعمت مجھ پر یہ بھی ہے کہ اس نے مجھے اس علم (اسرار دین یا فلسفہ شریعت کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے"

حجۃ اللہ البالغہ اور بدور بازغہ اس فن کی مستقل کتابیں ہیں اور آپ نے تمام ابواب شریعت اور احکام اسلام کے مصالح کا کافی حصہ ان میں درج فرمایا ہے،

خیر کثیر اور اس کی اہمیت

شاہ صاحب کی تالیفات کا ایک ذخیرہ ہے جس میں انہوں نے مشائخ زمانہ صوفیائے عصر اور متکلم وقت کو چونکانے کی کوشش کی ہے تصوف کے خالص اسلامی حصہ میں زمانہ کی ضرورتوں سے مجبور ہو کر حضرات صوفیہ نے جن غیر چیزوں کو شریک کر لیا تھا، شاہ صاحب

نے اس کو کانٹ چھانٹ کر صاف کر دیا، اور مسائل تصوف کی ایسی توضیح اور تشریح فرمائی جو اساس اسلامی کے خلاف نہ ہو اور شرائع و احکام الٰہی کے اسرار اس قدر محکم دلائل سے بیان فرمائے، کہ اب اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی، الخیر الکثیر کتاب خاص اسی مقصد کے لئے لکھی گئی ہے،

اسی سلسلہ میں اپنے زمانہ کے معقولی علماء کی اصلاح کو پیش نظر رکھا ہے حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحب کی یہ کتاب تصوف اور علم اسرار حقائق میں ایک بہت ہی بلند پایہ کتاب ہے خیر کثیر کے شاہ صاحب نے دو حصے کئے ہیں پہلے حصہ میں مسائل تصوف اور بعض ماوراء الطبیعاتی مسائل سے بحث کی ہے چنانچہ ان بحثوں میں شاہ صاحب نے تصوف کی اصلی حقیقت کو واضح کر دیا۔ تصوف کے بعض مشہور اختلافی مسائل پر تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے، مثلاً ولایت کی حقیقت طریقہ اولیاء کا بیان اور ولایت کے اقسام وغیرہ اور اہل صفا کے مختلف طریقے اور پھر ان کے بعد عبادات کے اسرار و حقائق سے بحث کی گئی ہے مثلاً نماز روزہ، حج اور زکوٰۃ کی حکمتیں نہایت عجیب و غریب انداز میں بیان کی ہیں، خلاصہ یہ کہ الخیر الکثیر میں شاہ صاحب نے قرآن وحدیث کی کلیات سے خود ایک فلسفہ تیار کیا ہے، جسے اسلامی فلسفہ کہنا درست ہوگا، اور اس کتاب میں مسلمانوں کے

غور و خوض کے لئے ایک وسیع میدان پیش کر دیا ہے، غرضکہ تفاصیل بالا کو ملحوظ رکھتے ہوئے ناظرین کرام خود کتاب کی اہمیت سے بہرہ ور ہو جائیں گے، شاہ صاحب خود اس کتاب کے خاتمہ پر اپنی وصیت میں تحریر فرماتے ہیں،

کہ جو کچھ ہم نے اپنی اس تصنیف خیر کثیر میں لکھ دیا ہے اس کا انکار نہ کیا جائے، نہیں تو دنیا و آخرت میں ذلیل ہو گے، اس کا مضمون سراسر علم ربانی ہے جو باطل کی تمام برائیوں سے محفوظ ہے۔ اور مقدمہ کتاب میں فرماتے ہیں، کہ جو کچھ ہم نے اس کتاب میں لکھدیا ہے وہ سراسر علوم حکمت ہیں، چنانچہ جسے حکمت سے بہرہ ور کیا گیا اسے خیر کثیر عطا کیا گیا اور آخر میں فرماتے ہیں یہ کتاب حکمت ربانیہ قدسیہ پر مشتمل ہے اس لئے اس کی غلطیوں کو معمولی سمجھنا چاہیئے، ضرورت تھی کہ اس عظیم الشان کتاب کا اردو ترجمہ ہو جائے تاکہ ہمہ قسم کے حضرات منتفع ہو سکیں سو الحمد للہ کہ اللہ رب العزت نے اس احقر کو اس کے ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی۔ فللہ الحمد اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً و صلی اللہ علی رسولہ سرمداً ابداً۔

عابد الرحمن صدیقی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمۂ کتاب

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا عَزَّتْ ذَاتُکَ فَتَعَالَیْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ جَلَّتْ اَسْمَائُکَ فَتَبَارَکْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ عَمَّ جُوْدُکَ فَبَرَأْتَ الْخَلْقَ فَلَکَ الْحَمْدُ تَمَّ نُوْرُکَ فَھَدَیْتَ الْحَقَّ فَلَکَ الْحَمْدُ لَکَ الْاَمْرُ وَالْخَلْقُ لَکَ الْمُلْکُ وَالْمَلَکُوْتُ لَکَ الْعَظْمَۃُ وَالْقُدْرَۃُ وَالْکِبْرِیَاءُ وَالْجَبَرُوْتُ اَنَا بِکَ وَاِلَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ

اے ہمارے پروردگار تیری ذات عزیز ہے اور تو ہی برتر وعظیم ہے اور حمد وثنا کا مستحق ہے تیرے اسماء پاکیزہ اور بزرگ ہیں اسی لئے تو بابرکت ہے اور حمد وتعریف تیرے ہی لئے ہے تیرا جود عام ہے اسی وجہ سے تو نے کائنات کو پیدا کیا لہذا تو ہی ہر ایک قسم کی حمد وثنا کے لائق ہے تیرا نور کامل ہے تو نے (اپنے بندوں کو) حق کا راستہ بتلایا تیرے ہی لئے حمد وثنا ہے تو ہی حکم کرنیوالا اور پیدا کرنیوالا ہے ظاہر وباطن کی بادشاہی سب تیرے ہی لئے ہے عظمت قدرت اور کبریائی اور تصرف کامل سب تیرے ہی شایان شان ہے میرا سب کچھ تجھ سے ہے اور میرا رجوع تیری ہی طرف ہے ہمہ قسم کی خیر وبھلائی تیرے قبضۂ قدرت میں ہے

بَیَدَیْکَ اَنْتَ الْاَوَّلُ
فَلَا شَیْءَ قَبْلَکَ وَالْاٰخِرُ
فَلَا شَیْءَ بَعْدَکَ وَالظَّاهِرُ
فَلَا شَیْءَ فَوْقَکَ وَالْبَاطِنُ
فَلَا شَیْءَ دُوْنَکَ

تو ہی اول ہے کہ تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں اور تو ہی آخر ہے کہ جس کے بعد کوئی چیز نہیں تو ہی ایسا ظاہر وغالب ہے کہ جس سے بالاکوئی ہستی نہیں اور تیری ہی ذات اس قدر باطن ہے کہ کوئی چیز بھی اس کے قریب نہیں۔

اَسْئَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ
سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ
شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ یَوْمَ
الدِّیْنِ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لِاِنْفِرَادِہٖ
مِنْ فِیْ جَلَالَتِہٖ کِفَاءً
لِاِسْتِغْرَاقِنَا فِیْ لُجَّۃِ مِنَنِہٖ
جَزَاءً وَعَلٰی اِخْوَانِہٖ مِنَ
النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ
وَاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ
وَاَصْحَابِہِ الْکَامِلِیْنَ الْمُکَمَّلِیْنَ
وَاَتْبَاعِہِ الْمُهْتَدِیْنَ
الْهَادِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِیْنَ - اٰمِیْن

میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو اس ذات پر درود اور رحمت نازل فرما کہ جسکا اسم گرامی محمدؐ ہے، اور جو اولین اور آخرین کا سردار ہے اور قیامت کے دن گنہگاروں کی شفاعت کرنیوالا ہے یہ رحمت ایسی ہو جو اس کی یکتائی کی جلالت اور اسکی شان کے مناسب ہو اور اسکے احسانات میں ہمارے مستغرق ہونیکی جزا ہو سکے نیز دوسرے انبیاء اور مرسلین پر جو کہ اسکے بھائی ہیں، اپنی رحمتیں نازل فرما اور اسکی طیب و طاہر اولاد اور کامل و مکمل اصحاب اور ہدایت یافتہ اور دوسروں کے رہنماؤں کو بھی اپنی رحمت اور مہربانی سے اس میں شامل فرما، برحمتک یا ارحم الراحمین آمین

اَمَّا بَعْدُ فَيَقُوْلُ	اما بعد بندہ عاجز ولی اللہ دنیا اور
الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ الْمَدْعُوُّ	آخرت میں اللہ تعالیٰ ہی اسکے حصہ میں
بِوَلِيِّ اللّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهُ	آئے اور اپنی بڑی نعمتیں اور عظیم رحمتیں
فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى وَاَتَمَّ	اس کے لئے کامل کرے یہ بیان کرتا
عَلَيْهِ نِعْمَتَهُ الْكُبْرٰى وَ	ہے کہ جو کچھ میں نے اس کتاب میں لکھا
رَحْمَتَهُ الْعُظْمٰى هٰذِهٖ عُلُوْمُ	ہے وہ سراسر علوم حکمت ہیں، چنانچہ
الْحِكْمَةِ الَّتِيْ مَنْ اُوْتِيَهَا	جسے حکمت سے بہرہ ور کیا گیا، یقیناً
فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا	اسے خیر کثیر عطا کیا گیا، اور یہی حکمت
وَالَّتِيْ هِيَ ضَالَّةُ الْحَكِيْمِ	حکیم (مومن) کی گم شدہ چیز ہے جہاں
فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ	اسے پائے وہی اس کا سب سے زیادہ
اَحَقُّ بِهَا وَمَنْ لَمْ يُرْزَقِ	مستحق ہے، لیکن جس شخص کو فطرۃً
الذِّهْنَ الْوَقَّادَ جِبِلَّةً وَلَا	ذہن وقاد نہ ملا ہو اور نہ ہی اس نے
الْاِدْرَاكَ الْاَشْرَفَ مِنَ	اپنی قوت تعقل کو صرف کر کے اکتسابی
التَّعَقُّلِ كَسْبًا فَلْيَكُنْ مِنْ	استعداد حاصل کی ہو اسے اس کتاب
مُطَالَعَتِهَا عَلٰى حَذَرٍ حَاذِرٍ	کے مطالعہ سے پرہیز کرنا چاہیئے تاکہ
لِئَلَّا يُخْطِئَهَا وَاِنَّمَا هِيَ حِكْمَةٌ	غلطیوں میں مبتلا ہو جائے، یہ کتاب
رَبَّانِيَّةٌ قُدْسِيَّةٌ نَبْخَلُ ۔	حکمت ربانیہ قدسیہ پر مشتمل ہے اس

لئے اس کی غلطیوں کو معمولی نہ سمجھنا چاہیئے (مشہور شعر ہے)

وَمَنْ مَّنَحَ الْجُهَّالَ عِلْمًا اَضَاعَهُ	نا اہل کے سامنے علم و حکمت

وَمَنْ مَنَعَ الْمُسْتَوْجِبِيْنَ فَقَدْ ظَلَمَ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَ سَمَّيْنَا الْكِتَابَ بِالْخَيْرِ الْكَثِيْرِ وَلَقَّبْنَاهُ بِخَزَائِنِ الْحِكْمَةِ صَانَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْ فِتْنَةِ الْمُتَعَسِّفِيْنَ الْاَغْبِيَاءِ وَمُكَابَرَةِ الْمُكَابِرِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاَحْجَاءِ

کے حقائق بیان کرنا اضاعت علم ہے اور اہل استحقاق کو علم سے محروم رکھنا ظلم ہے۔ حسبی اللہ ونعم الوکیل لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اسی بنا پر ہم نے اس کتاب کا نام خیر کثیر رکھا اور لقب خزائن الحکمت اللہ تعالیٰ اسے کند ذہن کجرو وں کے فتنہ اور نامعقول جھگڑالوں کے تنازعہ سے محفوظ رکھے، آمین۔

اَلْخِزَانَةُ الْاُوْلٰى — پہلا خزانہ

(وجود اور وجوب کی حقیقت)

اَلَمْ يَقْرَعْ سَمْعَكَ مَا سَنَّهُ اَهْلُ النَّظَرِ بِاَقْصٰى هِمَمِهِمْ مِنْ اَنَّ الْوُجُوْدَ اَمْرٌ اِنْتِزَاعِيٌّ مُدْرَكُهُ

کیا کبھی تمہارے کانوں نے یہ بات نہیں سنی ہے کہ اہل نظر نے اپنی پوری ہمتیں صرف کر کے یہ اصول متعین کیا ہے کہ وجود امر انتزاعی ہے اور تم اس مفہوم کا ادراک صرف اپنی

يَرِدُ عَلَيْكَ إِنَّمَا كُنْهُهُ
ذٰلِكَ الْإِدْرَاكُ ثُمَّ
إِنَّ بِإِزَائِهِ أَمْرًا مُتَحَقِّقًا
فِي الْوَاقِعِ قَدِ اصْطُلِحَ
عَلَى التَّعْبِيرِ عَنْهُ بِفِعْلِيَّةِ
الْمَاهِيَّةِ وَتَقَرُّرِ الذَّاتِ فَإِنَّهُ
قَدِ انْحَصَرَ التَّقْسِيمُ فِي مَوْجُودٍ
مِنْ نَفْسِهِ إِنَّمَا مِصْدَاقُ
حَمْلِ الْوُجُودِ وَمَنْشَاءُ
اِنْتِزَاعِهِ نَفْسُ ذَاتِهِ الصِّرْفَةِ
الْمَحُوضَةِ مِنَ الْحَيْثِيَّاتِ
وَالْاِعْتِبَارَاتِ بِأَسْرِهَا
فَلَا جَرَمَ أَنَّهُ نَفْسُ
التَّحَقُّقِ وَعَيْنُ الْمَاهِيَّةِ
وَمَوْجُودٌ مِنْ غَيْرِهِ إِنَّمَا
مِصْدَاقُ حَمْلِ الْوُجُودِ
وَمَنْشَأُ اِنْتِزَاعِهِ فِيهِ
اِسْتِنَادُهُ إِلَى مَا هُوَ التَّحَقُّقُ
فِي نَفْسِهِ فَلَا تَخْرُجُ أَنَّهُ

قوت عاقلہ کے ساتھ کر سکتے ہو اور
یہی ادراک اسکی حقیقت ہے، پھر
اس مفہوم انتزاعی کے بالمقابل عالم
خارجی میں اسکا مصداق امر متحقق ہوتا
ہے جس کو اصطلاح میں فعلیت اور
ماہیت کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے،
اور تقرر ذات سے بھی اسے موسوم
کرتے ہیں، بہر حال وجود کے مفہوم کی
تقسیم کو (ان دونوں قسموں میں) منحصر
کیا گیا ہے (۱) سو وجود فی الذات جسکا
منشاء یہ ہے کہ وجود کا اطلاق اس پر
بذاتہ ہوتا ہو اور مفہوم انتزاعی کا منشا
صرف اس وجود کی ذات ہوتی ہے کسی
خاص حیثیت اور اعتبار کو ملحوظ نہیں رکھا
جاتا۔ لہذا اس کا مفہوم ہی نفس تحقیق
اور عین ماہیت سمجھا جاتا ہے۔ اور
دوسرا موجود من غیرہ اس قسم پر وجود
کا اطلاق براہ راست اور مفہوم انتزاعی
کا منشا کسی دوسرے موجود متحقق فی

فَاقِدُ الذَّاتِ اِنَّمَا وُجُودُہٗ لِنَفْسِہٖ وُجُودُہٗ لِعِلَّتِہٖ ۔

نفسہ کے ساتھ منسوب ہوتا ہے اسے فاقد الذات کہنے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہوتا۔ اس کا وجود بذات خود اس کی علت ہی کا وجود ہوتا ہے

وَاِنَّ الْفَصْلَ فِی بُقْعَۃِ الْاِمْکَانِ بَیْنَ الْمَاھِیَّۃِ وَالْفِعْلِیَّۃِ اَنَّ الشَّیْئَ اِذَا لُوْحِظَ اِلَیْہِ مِنْ حَیْثُ ھُوَ ھُوَ فَقَدْ لُوْحِظَ بِتِلْقَاءِ الْمَاھِیَّۃِ وَاِذَا لُوْحِظَ اِلَیْہِ مِنْ حَیْثِیَّۃِ اِسْتِنَادِہٖ فِی نَفْسِہٖ اِلَی الْجَاعِلِ فَقَدْ لُوْحِظَ تِلْقَاءَ الْفِعْلِیَّۃِ ۔

عالم امکان میں ماہیت اور فعلیت میں یہ فرق ہے کہ اگر کسی چیز کو اس حیثیت سے ملحوظ رکھا جائے، کہ کوئی حیثیت بھی ملحوظ نہ ہو تو گویا کہ اس کی ماہیت کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور اگر کسی شئے کو اس حیثیت سے دیکھا جائے کہ وہ فی نفسہ اس کی طرف منسوب ہے کہ جس نے اسے ہستی بخشی ہے تو اسے مفہوم فعلیت سے تعبیر کیا جاتا ہے،

(جعل بسیط اور مرکب)

وَاِنَّ الْجَعْلَ الْبَسِیْطَ اَثَرُہٗ الشَّیْئُ بِنَفْسِہٖ لَوْلَاہُ لَکَانَ بَاطِلَ الذَّاتِ مَسْلُوْبًا صِرْفًا وَاِنَّ الْجَاعِلَ لَہٗ بِالنِّسْبَۃِ اِلٰی مَجْعُوْلِہٖ

اور جعل بسیط کا نتیجہ میں اثر خود بخود ہوتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کی ذات باطل اور معدوم محض ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ چیز بھی ہے کہ جاعل کو بالنسبت اپنے مجعول

خصوصيةٌ فلا يستوجب
إلّا ذلك والمجعولُ لهُ
بالنسبة إلى جاعله
خصوصيةٌ فلا يصدُرُ
إلّا منه فلا جرم أنّ
للجاعلِ جهةً هي نسخ
المجعول وكنهه كلها
بجله وإنما هو تمثالها
وانّه تامٌ بنفسه في
درجته وانما يقتضي
المجعول جهةً تامّة
وانّه لما كان في طباع
الممكن استناده إلى
جاعله في أصل فعليته
وفي طباع كلّ مجعول ان
يكون له جهة راسخة في جاعله
امتنع ان يكون في بقعة التحقّق
واقليم الفعلية اي تحقق كان
واية فعلية كانت امر ما لا يكون

کے ساتھ ایک خصوصیت ہوتی ہے جس
کی بنا پر جاعل ہی اس کے ظہور کا
موجب ہوتا ہے، اور اسی طرح مجعول
کو اپنے جاعل کے ساتھ خصوصیت ہوتی
ہے اسلئے وہی اس سے صادر ہو سکتا ہے
دوسرے الفاظ میں یہ سمجھو کہ جاعل (پیدا
کرنیوالا) میں ایک ایسی جہت ہے جو
مجعول کے ظہور میں آنے کی بنیاد ہے
اور اسکے تمام امور کی کنہ اور حقیقت
ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے پر
یکسر منطبق ہوتے ہیں، اگرچہ اپنے درجہ
وجود میں کامل بنفسہ ہوتا ہے اور مجعول
کی تکمیلی حیثیت اپنے جاعل کی مقتضی
ہوتی ہے اور چونکہ ہر ممکن کی طبیعت اور حقیقت
میں موجود ہے کہ وہ اپنی فعلیت میں اپنے جاعل اور
خالق کا محتاج ہو اور ہر ایک مجعول کی طبیعت یہ
ہے کہ جاعل ہی کی ایک حیثیت اس کے ظہور میں آنے
کی بنیاد ہو اسلئے عالم تحقق اور عالم فعلیت میں خواہ
کسی قسم کا تحقق اور کسی قسم کی فعلیت ہو کسی ایسی چیز

لَهُ جِهَةٌ فِي الْوَاجِبِ جَلَّ مَجْدُهُ ظہور میں نا ممتنع اور نا ممکن ہے جسکی حیثیت ایجاد کی بنیاد واجب الوجود جل مجدہ کی ذات اقدس میں نہ ہو،

وَإِنَّ سَبِيْلَ تَمْجِيْدِهِ سُبْحَانَهُ أَنْ يُقَالَ هُوَ مُحِيْطٌ بِمَا لَا يَتَنَاهَى إِحَاطَةً غَيْرَ مُتَنَاهِيَةٍ إِلَّا أَنَّهُ أَمْرٌ مَا يَسْتَنِدُ إِلَيْهِ الْمُمْكِنَاتُ بِأَسْرِهَا بِالضَّرُوْرَةِ الْبُرْهَانِيَّةِ بَعْدَ أَنْ فَرَضَ الْعَقْلُ خِلَافَ ذٰلِكَ فَهُوَ عَيْنُ التَّقَرُّرِ وَلَا يُقَالُ إِنَّ وَرَاءَهُ مَفْهُوْمًا مَا مِنَ الْمَفْهُوْمَاتِ وَفِعْلِيَّةً مَا مِنَ الْفِعْلِيَّاتِ إِذْ كُلُّ أَمْرٍ لَيْسَتْ جِهَتُهُ مِنْكَ رِجْزٌ فِيْهِ فَهُوَ مُمْتَنِعٌ امْتِنَاعًا ذَاتِيًّا اسْتِرْقًا ؞

اور اللہ تعالی کی تمجید اور تقدیس کے اظہار کا طریقہ یہ ہے کہ وہ غیر متناہی پر محیط ہے کہ اسکا احاطہ لا متناہی ہے اس بات کے کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ برہان (منطقی) کا ضروری اقتضاء یہ ہے کہ تمام ممکنات اپنی ہستی میں اس کے محتاج ہیں، چاہے عقل نے اس کی نقیض کو ذہن میں فرض کر لیا ہو یہ تو عین تقرر ہے، اور اسی طرح یہ بھی نہ کہنا چاہیئے کہ ذات اقدس کے علاوہ مفہومات میں سے کوئی مفہوم اور فعلیات میں سے کوئی فعلیت ہے کیونکہ ہر وہ چیز جس کی حیثیت ذات اقدس میں نہ ہو تو وہ ممتنع بالذات اور اسکا موجود ہونا ناممکن ہے۔

ذات اقدس کلی اور جزئی سے بری ہے

وَهُوَ مُنَزَّهٌ مِنْ أَنْ ... نیز اس کی ذات اقدس کلی اور

يكون كليًا او جزئيًا اما انه
ليس كليًا فلما انه لا لبس
فيه ولا خداع اصلًا انما
هو ليس بحت وتمام
محض واللبس والخداع
امر يتعلله العقل اذا
لاحظ ما ليس له وقوع
قط اعني عدم الاستناد
الى الجاعل في ما يعقل
ويعلم.

واما انه ليس جزئيًا
فلما انه لا اعم منه ولا
شيء يندرج معه في
امر ما انما هو الواحد الحق
جل جلاله وان الواحد
من كل جهة لا
يصدر عنه ولا يلزمه الا
الواحد كيف ولا معنى
للواحد الا ما

جزئی ہونے سے بری ہے کلی کا اطلاق
تو اسلئے نہیں ہو سکتا کہ عدم اور نقص
کو اسکی ذات میں دخل نہیں وہ سراسر
عدم اور نقص ہے اور عدم اور نقص تو
ایسے امور ہیں کہ جنہیں عقل نے پیدا کر
رکھا ہے جس وقت وہ ایسی چیز کا تصور
کرتی ہے جو کہ کبھی وقوع میں نہ آئے،
یعنی جہاں تک تعقل اور علم کا تعلق ہے
وہ کسی جاعل کی طرف منسوب نہ ہو
(تو اسے ہم عدم اور نقص سے تعبیر کرتے ہیں اور

اسی طرح ہم اس ذات کو جزئی
بھی نہیں کہہ سکتے اسلئے کہ جزئی کو
عموم نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی چیز
کسی بھی امر میں اسکے ساتھ مندرج
ہو سکتی ہے وہ تو واحد حق جل جلالہ
ہے، اور جو ہر حیثیت سے واحد ہو
اس سے ایک ہی چیز صادر اور اسے
ایک ہی چیز لازم ہو سکتی ہے کیونکہ
واحد کے معنیٰ ہی یہ ہیں، کہ اس کا

يَصْدُرُ عَنِ الْوَاحِدِ الْبَسِيْطِ	صدور واحد بسیط سے ہو اس حیثیت
مِنْ حَيْثُ اَنَّهُ وَاحِدٌ	کے ساتھ کہ وہ واحد ہے اس بات
فَتَدَ كَّرُوْا ثُمَّ تَدَبَّرُوْا	کو خوب ذہن نشین کر لو،

واجب اور ممکن میں افتراق

اَوَلَمْ يَتَّضِحْ لَكَ	کیا ان کے فلسفہ سے تم پر یہ بات
مِنْ فَلْسَفَتِهِمْ اَنَّ الْعَوَارِضَ	واضح نہیں ہوئی کہ کسی شے کے تمام
كُلَّهَا مَنْ قُوْعَةٌ اِلٰى مَا يَلْزَمُ	عوارض کا مرجع اس کا لازم ذاتی ہے
الشَّيْئَ مِنْ حَيْثُ اِقْتِضَائِهِ	جو کہ اس کے جوہر کا تقاضہ ہے اور
فِيْ جَوْهَرِهِ وَسِلْسِلَةُ اللَّوَازِمِ	تمام لوازم کا سلسلہ ایک ہی لازم پہ
تَنْحَصِرُ عِنْدَ لَازِمٍ وَاحِدٍ	ختم ہوتا ہے جو کہ اس کی ذات کا
وَهُوَ كُلُّ مَا يَقْتَضِيْهِ الشَّيْئُ	مقتضی ہو اور اس کی حیثیت ایجاد کا
وَتَمَثَّلَ جِهَتِهِ وَاَنَّ التَّقَرُّدَ	تجسم ہو، بیشک کسی چیز کا تقرر ماہیت
اَوَّلُ تَمَثُّلِ الْمَاهِيَّةِ الَّتِيْ	کا اول ترین تمثل ہے، ماہیت پر
اِنَّمَا تَقَدَّمَهَا عَلَيْهِ بِالذَّاتِ	اس کو تقدم صرف اس کی ذات کی
وَالْاَشْيَاءُ الْمُتَاَخِّرَةُ عَنْهُ	وجہ سے اور جو اشیاء اس ماہیت کی
تَمَثُّلَاتٌ لَهُ بِشَرْطِهِ ◆	اس سے متاخر ہیں وہ اسکے تمثلات بشرطہ ہیں
وَاِنَّ الْفَصْلَ بَيْنَ الْمَاهِيَّةِ	ممکن کی ماہیت اور واجب
الْاِمْكَانِيَّةِ وَالْحَقِيْقَةِ الْوَاجِبَةِ	الوجود کی حقیقت میں بڑا فرق ہے،

مَعَ اشْتِرَاكِهِمَا فِي وَحْدَةِ	گویا کہ یہ چیز ان دونوں میں مشترک ہے
اللَّازِمِ الْأَوَّلِ وَانْتِهَاءِ	کہ لازم ذاتی دونوں کا ایک ہوتا ہے
اللَّوَازِمِ وَالْعَوَارِضِ إِلَيْهِ	اور دیگر تمام لوازم اور عوارض کا
هُوَ أَنَّ الْمُمْكِنَ انْفِعَالِيٌّ	مرجع وہی ہوتا ہے، فرق اتنا ہے کہ
إِنَّمَا الْمَانِعُ فِي الدَّرَجَةِ	ممکن کی ماہیت انفعالی ہے درجہ تقدم
الْمُتَقَدِّمَةِ بِالذَّاتِ عَنْ	میں اس کے ضروری اور غیر ضروری
تَمَثُّلِ فَرَائِضِ الْكَمَالَاتِ	کمالات کے ظہور میں آنے سے خود اس
وَنَوَافِلِهَا نَفْسُ الْعَجْزِ فِي	کی ذات مانع ہے کیونکہ وہ بذات
نَفْسِهِ وَفُقْدَانُهُ فِي ذَاتِهِ	خود ناقص اور فاقد الذات ہے
وَانْتِظَارُهُ الَّذِي هُوَ أَشَدُّ	اور اس کی یہ محتاجی اور دوسرے کا
مِنَ الْمَوْتِ وَأَنَّ الْوَاجِبَ	انتظار موت سے بھی زیادہ سخت ہے
فِعْلِيٌّ إِنَّمَا الْمَانِعُ فِي	اور واجب الوجود کی حقیقت فعلی ہے
الدَّرَجَةِ الثَّانِيَةِ عَنْ	اسکے درجہ تقدم میں اسکے ضروری اور غیر
فَرَائِضِ الْكَمَالَاتِ وَنَوَافِلِهَا	ضروری کمالات کے ظہور میں آنے سے
هُوَ امْتِلَاؤُهُ وَسَبْقُهُ وَكِبْرِيَاؤُهُ	اسکا علو سبقت کبریائی اور عزت مانع
وَعِزَّتُهُ وَأَنَّهُ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ	ہے اور وہ ہر ایک چیز سے پہلے ہے
وَاسْتِسْلَامُ كُلِّ خَيْرٍ لَهُ وَ	ہر ایک قسم کی خیر و برکت اس کے
ائْتِمَامُ كُلِّ فِعْلِيَّةٍ بِهِ	سامنے جھکتی ہے اور ہر ایک فعلیت
وَأَنَّ الْكُلِّيَّةَ وَالْجُزْئِيَّةَ	اس کی اقتدا کرتی ہے اور کلی اور جزئی

مِنْ بِدْعَاتِ تَعَمُّلِ الْعَقْلِ
وَصُنْعِ الْإِدْرَاكِ وَأَمَّا الشَّيْءُ
فِي نَفْسِهِ فَبَرِيٌّ مِنْهَا
إِذْ كُنْهُ الْأَمْرِ وَدُخْلَةُ
السِّرِّ جِهَةُ الْمَجْعُولِ فِي
جَاعِلِهِ وَهِيَ كُلُّهَا بِكُلِّهِ لَا
الْمَجْعُولُ أَعَمُّ مِنْهَا وَلَا
أَخَصُّ وَلَا يَقَعُ هُنَالِكَ
بِحَسَبِهَا أَمْرٌ مَا غَيْرُهُ وَلَا
مَفْهُومٌ مَا سِوَاهُ وَإِنَّ
الْجِنْسَ وَالْفَصْلَ وَ
التَّعَيُّنَ كُلُّهَا إِنَّمَا يَتَمَيَّزُ
فِي الْعَقْلِ الْمَقْطُوعِ عَمَّا
هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ ۔

کا مفہوم عقل کی اختراع ہے اور عاقلہ
و مدرکہ کی صناعی ہے، کوئی بھی شئے
ہو وہ فی نفسہ ان دونوں سے بری ہے
کیونکہ کسی امر کی حقیقت اور اسکا
راز مجعول کی وہ حیثیت ہے جو جاعل
میں اسکے کلیات کے ظاہر ہونے کا
باعث ہے بایں طور کہ یہ مجعول نہ تو
اس سے عام تر ہے اور نہ اس سے اخص
ہے، موطن جعل میں کوئی امر اور کوئی
مفہوم اس حیثیت مذکورہ سے قطع نظر
کرکے نہیں آتا، جنس اور فصل اور تعینات
ان سب کا مفہوم عقل انسانی کی اختراع
ہے، جنکا تعلق ان امور سے منقطع ہے
جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہیں

وَإِنَّ الْوُجُودَ خَيْرٌ صِرْفٌ
وَكُلُّ مَعْقُولٍ فَعْلِيَّةٌ مَحْضَةٌ
وَالشَّرِّيَّةُ وَالْعَدَمِيَّةُ إِنَّمَا
تَنْشَآنِ فِي الْمُلَاحَظَةِ
الْمُضِيعَةِ لِحُقُوقِ الْاِسْتِنَادِ

جو چیز بھی موجود ہے وہ خیر محض ہے
اور جو چیز عقل میں آتی ہے وہ محض
فعلیت ہے اور کسی شئے کا شر کا
مصداق ہونا اور اسکا معدوم ہونا
اس لئے کہ اسے جاعل کی طرف

إِنَّ الْجَاعِلَ فَلَا جَرَمَ أَنَّهَا لَيْسَ لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ،

منسوب ہونیکا فخر حاصل نہیں ہے وہ دعوت حق سے محروم ہے۔

وَإِنَّ التَّفَارُقَ بِالْعَدَدِ إِنَّمَا هُوَ نَصِيبُ الْحَادِثَاتِ الدَّنَسِيَّةِ وَأَمَّا الْكَائِنَاتُ الْقُدْسِيَّةُ فَإِنَّمَا مَبْدَأُ التَّفَارُقِ فِيهَا الْمَاهِيَّةُ بِنَفْسِهَا،

عدد کی وجہ سے دو چیزوں کا آپس میں مختلف ہونا، یہ حدوث کے ساتھ آلودہ ہونیکا ثبوت ہے برخلاف اسکے جو کائنات قدسیہ ہیں ان میں افتراق اور اختلاف کا مبداء خود انکی ماہیت ہوتی ہے،

عالم علوی میں دنیا کی اشیاء کی مثال موجود ہے

وَإِنَّ الشَّيْءَ الْمُتَمَثِّلَ فِي النَّشْأَةِ الدُّنْيَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ لَهُ إِمَامٌ فِي النَّشْأَةِ الْعُلْيَا تَكُونُ قُدْوَتُهُ بِهِ فِي أُصُولِ الْكَمَالِ وَفُرُوعِهِ حَتَّى عَيَّنُوا لِلْأَفْلَاكِ أَعْيَانًا وَأَثَرَ بَتْ إِشْرَاقِيَّتُهُمْ عِبَادَةَ النُّورِ وَالنَّارِ مِمَّا وَجَدُوا

جو شئے اس نشاۃ دنیا میں ظہور اور معرض وجود میں آتی ہے ممکن ہے کہ اس کی اصل جسکا وہ اپنے کمال کے اصول اور فروع میں اقتدار کرتی ہے، عالم بالا میں موجود ہو، حتیٰ کہ فلاسفہ نے افلاک یعنی سورج چاند اور ستاروں کیلئے یہ نظریہ تسلیم کیا ہے اور اشراقیین نے اپنی جہالت اور دشمنی میں کچھ ایسے وجوہات پیش نظر رکھکر نور اور نار

وَاِنَّ السُّؤَالَ بِلِمَ فِي انْضِمَامِ اللَّوَازِمِ وَالذَّاتِيَّاتِ بِشَيْءٍ مَاهُنَا مِنَ الْفُضُوْلِ لَا يَسْتَحِقُّ الْجَوَابَ اَصْلًا فَلَا يُقَالُ لِمَ كَانَ الْاِنْسَانُ نَاطِقًا اَوْ مُتَعَجِّبًا وَلِمَ كَانَتِ النَّارُ حَارَّةً اِذْ بِهَذِهِ الْمَجْعُوْلِ فِي جَاعِلِهِ تَنْظِمُهَا فِي سِلْكٍ وَاحِدٍ وَيَاتِيَانِ مِنْ حِمَى الْعَدَمِ مُتَعَانِقَيْنِ مُتَلَاصِقَيْنِ

کی عبادت کرنا شروع کردی کسی چیز کے لوازم اور ذاتیات کے متعلق کیوں کا لفظ استعمال کرنا ہیں قدر بیہودہ سوال ہے کہ وہ قطعاً اس لائق نہیں کہ اس سوال کا جواب دیا جائے بھلا یہ بھی کوئی معقول سوال ہے کہ انسان ناطق کیوں ہے؟ یا اس میں تعجب کرنے کی خاصیت کیوں رکھی گئی ہے؟ اور آگ جلاتی کیوں ہے؟ کیونکہ مجعول کی جو حیثیت جاعل میں موجود ہے وہ کسی مجعول اور اسکے لوازمات کو ایک دوسرے کے ساتھ ہو کر ظہور میں لاتی ہے،

وَاِنَّ اللَّازِمَ اِنَّمَا تَفْصِيْلٌ لِاِجْمَالِ الْمَاهِيَّةِ وَشَرْحٌ لَهَا وَاِنَّمَا سَلَكَهُمَا فِي سِلْكٍ وَاحِدٍ جَاعِلُهُمَا لِاَمْرٍ يَجْمَعُهُمَا۔

اور کسی چیز کا لازم اجمال ماہیت کی تفصیل اور اسکی شرح ہوتا ہے اور جاعل ان دونوں کو ایک ہی لڑی میں پرو کر اسلئے ظہور میں لاتا ہے کہ ان میں کوئی امر جامع ہوتا ہے

وَاِنَّ الْجَوْهَرَ وَالْعَرَضَ اِنَّمَا سُلْطَانُ افْتِرَاقِهِمَا فِي مُخَيَّمِ التَّمَثُّلِ وَاَمَّا الْجِهَةُ فَكَمَا الطَّبِيْعَتَيْنِ سَوِيَّتَانِ بِالنِّسْبَةِ اِلَيْهَا اِنَّمَا تَدُلُّ كَرَّ

اور جوہر و عرض میں جو فرق ہے وہ صرف تمثیل کے میدان میں ہے لیکن جس حیثیت کو ہم نے جاعل اور مجعول کی حیثیت قرار دیا ہے اسکے لحاظ سے دونوں کی نوعیت ایک سی کیا نہیں فلاسفہ کا وہ نظریہ معلوم

حنيفيتهم في إلزام الحركة الدورية للفلك. فتلك مسائل يرتضيها وينصرها الحكيم الرباني من مذهب أهل العقل وحزب البرهان تأمل ولا تغفل.

نہیں جو افلاک کیلئے حرکت دوریہ لازم قرار دینے کیلئے وہ یہاں کیا کرتے ہیں، یہ وہ مسائل ہیں جو اگرچہ اہل عقل و برہان کا مذہب ہیں مگر حکیم ربانی انکو پسند کرتا اور انکی تنقیح و تخصیص کرتا ہے کما حقہ ان مسائل کو سمجھ لو،

صادر اول دراصل اسم مقدس ہے

ثم إنا ذاكرون مسئلة هي أصل الحكمة وبذر التحقيق أما عرفت الاسم ما كان عنوانا للشيء ولا يفترق عنه إلا بالهيئة الشرحية والخصوصية التفصيلية.

اب اسکے بعد ہم ایک مسئلہ بیان کرتے ہیں جو حکمت کی جڑ اور تحقیق کا تخم ہے یہ تو تم جانتے ہوگے کہ کسی چیز کا نام اسی شیئے کا نام ہوتا ہے۔ ہیئت شرح اور خصوصیت تفصیل کے علاوہ اور کوئی فرق نہیں،

فاعلمن أن الصادر الأول إنما هو اسم من أسمائه تعالى لوجهين الأول أن التفارق بالإجماع بين الواجب والصادر الأول إنما هو بالماهية ثم

اب اسکے بعد یہ سمجھ لو کہ (فلاسفہ کا) صادر اول اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک اسم ہے اور اسکی دو وجہیں ہیں (۱) اس پر اتفاق ہے کہ واجب وجود اور صادر اول کے درمیان صرف ماہیت کا فرق ہے اسکے

نقول الیس ھو عنوانا
یفضی بصر رائیہ الی
الحقیقۃ الواجبۃ والانسلاخ
عن ذلک یباین طبائع
الامکان لاسیما فی المنزھات
الیست جھۃ مندمجۃ فی الواجب
جل مجدہ وانما ھو شرحھا
وتمثالھا فلا جرم انہ اسمہ

بعد ہم کہتے ہیں کہ کیا یہ صادر اول ایک
عنوان نہیں ہے کہ جسے دیکھکر دیکھنے والے
کی نظریں واجب الوجود کی حقیقت تک
نہ پہنچ جاتی ہوں اس سے علیحدہ اور جدا
رہنا یہ امکان کی طبیعت کے خلاف ہے خصوصاً
منزہات میں (اور) کیا اسکی حیثیت
واجب الوجود جل مجدہ میں مندرج نہیں
ہے؟ اور کیا وہ اس کی شرح اور تمثال
نہیں ہے تو پھر اسکے (باری تعالیٰ کے) اسم ہونے میں کیا مضائقہ ہے،

الثانی الیس ان الواجب
لکینکا رجع فی وحدتہ الصرفۃ
جھات قاطبۃ الممکنات
موجودھا ومفروضھا وکذلک
الصادر الاول اما علمت ان
کلہ بکلھا ونحن نعبر عن
ذلک بالاطلاق۔

دوسرے کیا یہ صحیح نہیں کہ واجب
وجود کی خالص وحدت میں جملہ ممکنات
کی حیثیتیں پنہاں ہیں؟ خواہ انکا وجود
ہو یا نہ محض فرضی ہوں، صادر اول
کی بھی یہی کیفیت ہے اسکا اور واجب
کا وجود ایک دوسرے پر یکسر منطبق ہے
جسے ہم اطلاق کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں،

وکل ماسوی اللہ سبحانہ
فان وجودہ مستھلک فی اللہ
وذلک لان اللہ محیط بکل فعلیۃ

اور ماسوی اللہ کا وجود اللہ تعالیٰ
کی ذات میں مستہلک ہے اور یہ اسلئے
کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک حیثیت سے

مِنْ كُلِّ حَيْثِيَّةٍ وَالْامْتِيَازُ
إِنَّمَا هُوَ بِالْخُصُوصِيَّاتِ
اللَّازِمَةِ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى •
وَكُلُّ مُسْتَهْلَكٍ فِي
شَيْءٍ إِذَا كَانَ مُطْلَقًا يَصِحُّ
أَنْ يُحْمَلَ عَلَيْهِ وَيَكُونُ
عُنْوَانًا لَهُ لَا امْتِيَازَ إِلَّا
بِالْخُصُوصِيَّةِ وَأَنَّهُ
غَيْرُ مُضَادٍّ لَهُ فِي إِطْلَاقِهِ
وَلَا فِي تَحَقُّقِهِ فَإِذَنْ
إِنَّمَا هُوَ التَّفْصِيلُ لِلْجِهَةِ
وَشَرْحٌ لَهَا •
وَيَمْتَازُ عَنْ سَائِرِ
اللَّوَازِمِ بِأَنَّهُ كُلُّهَا بِجُمْلَتِهِ
وَكُلُّهُ بِكُلِّهَا لَا يُغَادِرُ
صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا
أَحْصَاهَا مَا كَانَ فِي بُقْعَةِ
التَّحَقُّقِ فِي مَرْتَبَةِ اللُّزُومِ
إِلَّا هٰذِهِ الْخُصُوصِيَّةَ نَقُولُ

ہر ایک فعلیت پر محیط ہے، امتیاز تو
صرف خصوصیات لازمہ کی بنا پر ہے
جو مرۃً بعد اُخریٰ ظہور پذیر ہوتی ہیں،
اور ہر ایک مستہلک چیز جو کسی میں
ہو جبکہ وہ مطلق ہو وہ اس پر محمول ہو
سکتی ہے اور اسکا عنوان بن سکتی ہے،
خصوصیت کے علاوہ اور کوئی امتیاز
باقی نہیں رہتا۔ اور بحالت اطلاق
دونوں میں کسی قسم کا تضاد نہیں پیدا
ہوتا اور نہ اسکے تحقق میں، لہٰذا یہ اس
جہت کی وجہ کہ جاعل اور مجعول ہیں
ہوتی ہے اشرح اور تفصیل ہوتی ہے
اور یہ دوسرے لوازم سے اس بات میں
ممتاز ہے کہ وہ اصل پر کلیتہً منطبق ہوتا
ہے اور اسکا اصل اس پر یکسر منطبق ہوتا
ہے صغیرہ اور کبیرہ ہر ایک کا اس میں
احاطہ ہوتا ہے عالم تحقق اور مرتبہ لزوم
میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا،
خواہ ہم اسکے خصوص کے قائل ہوں یا اسکے

اَوْ بِعُمُوْمِهٖ لَيْسَ هُنَالِكَ
خُصُوْصٌ وَّلَا عُمُوْمٌ لَا كَمَا
يَتَوَهَّمُهٗ بَعْضُهُمْ اَنَّهٗ
يَتَقَدَّمُ لِاَنَّهٗ يَلْزَمُ الْخَيْرَاتُ
ثُمَّ اَنَّهٗ جُزْئِيٌّ اَمَامَ
الْجُزْئِيَّاتِ مِنْ قِبَلِ الْمَاهِيَّةِ
وَذٰلِكَ هَذَرٌ مِنَ الْقَوْلِ
بَاطِلٌ فِيْ حَقِّهٖ مُمْتَنِعٌ
مِنْ طَبِيْعَتِهٖ فَلَيْسَ لَهٗ
كُنْهٌ وَّلَا حَقِيْقَةٌ اِلَّا تِلْكَ الْجِهَةُ
فَحَسْبُ وَلَا يُمْتَازُ عَنْهَا اِلَّا
بِالْهَيْئَةِ التَّفْصِيْلِيَّةِ فِي الْخُصُوْصِيَّةِ
الشَّرْعِيَّةِ فَاِذَنْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ
الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

عموم کے اس مقام پر نہ خصوص ہے اور
نہ عموم اور نہ بعض کے وہم کا وہاں
دخل ہے کہ اصل کو تقدم حاصل ہے
اسلئے کہ اسے تمام خیرات لازم ہیں پھر
انکا وہم یہ بھی ہے کہ صادر اول باعتبار
ماہیت کے جزئیات میں سے ایک
جزئی ہے تو یہ خیال بیہودہ اور بیکار
ہے اسکے حق میں یہ خیال کرنا طبعاً
باطل اور ممتنع ہے کیونکہ اس حیثیت کے
علاوہ اس کی اور کوئی کنہ اور حقیقت
نہیں اور یہ اس سے تفصیلی ہیئت اور
خصوصیت شرع کے علاوہ کسی اور طرح
ممتاز نہیں، سو اب یہ نتیجہ یہ ہوا کہ
جَاءَ الْحَقُّ الخ

صادر اول کی حد

وَاعْلَمْ اَنَّ هٰذَا الْحُكْمَ
مُنْسَحِبُ الذَّيْلِ فِيْ اِيْجَادِ
الثَّانِيْ وَالثَّالِثِ وَهَلُمَّ

اسکے بعد یہ بھی جان لو کہ اسمائے
پاک کے دوسرے اور تیسرے ظہور
کا بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح سلسلہ

أجلًا أمّا عرضًا فلا نهاية له
بحذاء لانتهاء الواجب جلّ
مجده في ذاته قال رسول
الله صلّى الله عليه وآله و
سلّم أسألك بكلّ اسم
هو لك سمّيت به
نفسك أو أنزلته في
كتابك أو علّمته أحدًا
من خلقك أو استأثرت
به في علم الغيب
عندك وأمّا طولًا فإلى
أن ينتهي التمثيلات
المجرّدة الأصلية وتوجد
وتنشأ الإرادة ومن
هنالك ينشأ العالم
الحادث المقهور تحت
الإرادة في تخاليط أحكام
الأسماء لإيجاد يوجد
هنالك كلّ بكلّ

چلتا رہتا ہے اور کیونکہ واجب الوجود
کی ذات میں قطعاً تناہی نہیں اسی لئے
صادر اول کا عرض بھی غیر تناہی ہے
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک
دعا کے یہ الفاظ منقول ہیں میں تیری
جناب میں ہر ایک ایسے اسم کا واسطہ لاتا
ہوں جو تیرا اسم مقدس ہے اور تو نے
اسے اپنے لئے مقرر کیا یا تو نے اسے
اپنی کتاب میں نازل کیا، یا اپنی
مخلوق میں سے کسی کو اس کا علم دیا یا
اپنے علم میں اسکا جاننا اپنے لئے مخصوص
فرمایا اور اسکے طول کی یہ حد ہے کہ
جہاں پر تمثیلات مجردہ اصلیہ منتہی ہو
کہ ان میں وحدت پیدا ہوتی ہے،
اور ارادہ ظاہر ہوتا ہے اور اسی مقام
پر عالم حادث ظہور میں آتا ہے جو کہ
اسماء پاک اسکے احکام کے خلط ملط
ہونے میں ارادہ قاہرہ کے تابع ہے اس
مقام پر انطباق کلی مفقود ہو جاتا ہے

وَلَا تَقْدِيْسَ وَلَا عَنْوَانِيَّةَ	اور تقدیس اور عنوانیت کچھ باقی نہیں
فَلَا جَرَمَ اَنَّهُ الْغَيْرُ الْمُحْدَثُ	رہتی چنانچہ اسی بناپر بہ مغایر اور
الْمَعْلُوْلُ ثُمَّ يَثْبُتُ فِىْ	حادث اور معمول ہے، پھر تصرفات
جَانِبِ مُضِيِّ الْعَالَمِ تَمَثُّلَاتٌ	عالم میں تمثلات مجردہ اور حقائق مقدسہ
مُجَرَّدَةٌ وَاِنِّيَّاتٌ مُقَدَّسَةٌ	کا اثبات کیا جاتا ہے جنکا افضاء اور
كَامِلَةُ الْاِفْضَاءِ تَامَّةُ	عنوان کامل اور تام ہوتا ہے چنانچہ
الْعُنْوَانِيَّةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَى	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، الی اللہ المصیر
اللّٰهِ الْمَصِيْرُ - اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ	انا للہ وانا الیہ راجعون، الا الی
رَاجِعُوْنَ - اَلَا اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ	اللہ ترجع الامور، چنانچہ یہ اللہ
الْاُمُوْرُ فَتِلْكَ اَسْمَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰى	تعالیٰ کے وہ اسماء ہیں جنہیں عددیہ
الْعَدَدِيَّةُ وَمَنْ وُفِّقَ لِاِدْرَاكِ	کہا جاتا ہے کہ جسے اس سلسلہ دوریہ کی اس کے
هٰذِهِ السِّلْسِلَةِ الدَّوْرِيَّةِ بِاَحْكَامِهَا	احکام کے ساتھ سمجھنے کی توفیق ہوئی تو ہمہ قسم کے
فَقَدْ وُفِّقَ لِلْخَيْرِ كُلِّهِ ۔	خیر کے دروازے اس کے لئے کھل گئے۔
وَالْكَلِمَةُ الْجَامِعَةُ عِنْدَ	حکمت والوں کے نزدیک جامع
حِزْبِ الْحِكْمَةِ هِيَ اَنَّ الْعَالَمَ	کلمہ یہ ہے کہ تمام عالم غیر اللہ ہے اس
كُلَّهُ غَيْرُ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ لَا	معنی کے اعتبار سے نہیں جو عوام کے
بِالْمَعْنَى الَّذِىْ يَتَصَوَّرُهُ	دماغ میں پیوست ہیں جنہیں وہ استقلال
الْعَامَّةُ مِنْ اِسْتِقْلَالِ	فعلیت اور اسکے مقابلے میں تحقق کے
الْفِعْلِيَّةِ وَاِنْحِيَازِ التَّحَقُّقِ	جمع ہو جانیکو تعبیر کرتے ہیں حاشا وکلا

بِحَيَالِهِ كَلَّا بَلْ هُوَ تِمْثَالٌ
لِجِهَةِ الْوَاجِبِ وَشَرْحٌ
لِكَمَالِهِ.

بلکہ یہ ذات واجب الوجود کی تخلیق کی تصویر اور اس کے کمال کی شرح اور تفصیل ہے،

وَإِنَّمَا مَنَاطُ الْغَيْرِيَّةِ
انْتِهَاؤُهُ فِي نَفْسِهِ وَتَعَيُّنُهُ فِي
ذَاتِهِ إِنَّمَا انْتِشَاؤُهُمَا مِنْ سَعَةِ
الْاِنْتِهَاءِ وَتَعَرِّي الْاِطْلَاقِ شِدَّةُ
الْاِحَاطَةِ وَلَوْ لَمْ يَشْمَلْهُ لَمَا
كَانَ مِنْ غَيْرِ التَّنَاهِي فِي شَيْءٍ
وَتَنَاسُبِهِ فِي جَوْهَرِهِ وَتَلَوُّنِهِ
فِي طَبِيعَتِهِ الَّذَيْنِ إِنَّمَا هُمَا
مِنْ كَمَالِ الْقُدُّوسِيَّةِ وَتَمَامِ
السُّبُوحِيَّةِ وَلَوْ لَمْ يَتَمَّمْهُ
لَمَا كَانَ مِنَ الْقُدُّوسِ فِي
شَيْءٍ وَإِنْسِدَادُ الْعُنْوَانِيَّةِ
وَالْعِدَامُ الْاِنْضِاءِ الَّذَانِ
صُدُوْرُهُمَا مِنْ شِدَّةِ شَعْشَعَانِ
الظُّهُوْرِ وَلَوْ لَمْ يَطْرِهِ لَمَا كَانَ
مِنَ الظُّهُوْرِ فِي شَيْءٍ

غیریت کا مدار اس پر ہے، کہ وہ چیز اپنے نفس کے اعتبار سے متناہی اور باعتبار ذات کے متعین ہو، اور ان دونوں کا منشاء کامل درجہ کی وسعت ہے اور اسکا مطلق ہونا اور احاطہ کا ہمہ گیر ہونا ہے اور اگر یہ مشمول نہ ہو تو پھر کسی وجہ سے اسے غیر متناہی کہہ سکتے ہیں اور وہ چیز باعتبار اپنے جوہر و طبیعت کے بہرہ ور ہو کمال قدوسیت اور سبوحیت کے یہی معنیٰ ہیں اور اگر یہ نہ ہو تو پھر قدوسیت کا کیا مفہوم باقی رہ جاتا ہے عنوان اور افضاء کا معدوم اور ختم ہو جانا یہ ان دونوں کے شدت ظہور کا ثمرہ ہے اگر انکا اس پر اطلاق نہ کیا جائے، تو پھر اس پر ظہور کا اطلاق کرنا بے سود ہے

لَيْسَ مِثْلُهُمَا اِلَّا مِثْلُ
الْحَيَوَانِ الْمُطْلَقِ لَا بِشَرْطِ
شَيْئٍ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْحَيَوَانِ
الْكُلِّيِّ بِشَرْطِ لَا شَيْئٍ وَالْحَيَوَانِ الْجُزْئِيِّ
بِشَرْطِ شَيْئٍ فَاِنَّهُ اِنَّمَا تَشْمَلُهُمَا
بِشِدَّةِ اِطْلَاقِهِ وَاَمَّا
ذَالِكَ فَاِنَّهُمَا قَدْ سَدَّ
تَنَاهِيْهِمَا فَصْلَ تَدَنُّسِهِمَا
عَنِ الْعُنْوَانِيَّةِ وَاَنْ يَكُوْنَ
كُلُّهُمَا بِكُلِّهِ فَنَجْعَلُكَ بَعْدَهَا
حَكَمًا هَلْ يُمْكِنُ اَنْ يَكُوْنَ
الصَّادِرُ الْاَوَّلُ بِطَبِيْعَتِهِ تِلْكَ
غَيْرَ لَيْسَمَّى بِالْعَقْلِ حَاشَاهُ
عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ حَاشَاهُ .

وَلَا يُهَوِّلَنَّكَ صُدُوْرُ
الْكَائِنَاتِ الدَّنَسِيَّةِ مِنْ
سِنْخِ الْقُدُّوْسِيَّةِ عَلٰى
سَبِيْلِ الظُّهُوْرِ وَالتَّمَثُّلِ

ان دونوں کی مثال حیوان مطلق کے
طریقہ پر ہے جو لابشرط شیئ کے ساتھ
موسوم ہے۔ اب اسکے ساتھ حیوان کلی
بشرط لاشیئ اور حیوان جزئی بشرط
شیئ کا موازنہ کرو، لیکن حیوان مطلق
اپنی شدت اطلاق کے ساتھ ان دونوں
کے مفہوم کو شامل ہے برخلاف اس
کے (کہ حیوان کلی اور حیوان جزئی) کا
مفہوم متناہی اور متدنس ہونیکی وجہ
سے اس قابل نہیں کہ اسے عنوان
قرار دیا جائے اور پھر دونوں ایک
دوسرے پر یکسر منطبق ہوں اب ہم یہ
فیصلہ تم پر ہی چھوڑتے ہیں، کہ کیا
صادر اول کو اس کی طبیعت کے لحاظ
سے غیر کہہ کر عقل اول موسوم کر سکتے ہیں۔ حاشا وکلا ثم حاشا وکلا،

اور رہی یہ بات کہ متدنس اور
غیر مقدس کائنات ظہور اور تمثل کے
طریقہ پر قدوسیت سے وجود میں آئی
تمہیں ناگوار نہ ہونی چاہیئے کیونکہ ہر

فَاِنَّهٗ لِکُلِّ مُتَدَنِّسٍ قُدُّوْسِیَّةٌ هِیَ اَقْرَبُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ وَهُوَ اَبْعَدُ مِنْهَا بِمَا هُوَ هُوَ کَبُعْدِ الْمَشْرِقَیْنِ فَعَلَیْكَ بِالْمِثَالِ الَّذِیْ ضَرَبْنَاهُ۔

ایک متدنس کی قدوسیت ہے اگرچہ وہ اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اسکے قریب ہے لیکن وہ اس ذات سے پھر بھی اس قدر دور ہے جیسے بعد المشرقین سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسلئے ہماری بیان کردہ بات پر ہی کاربند ہونا چاہیئے۔

صفات مقدسہ کا طریقۂ تعبیر

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَا یَعْلَمُ اَحَدًا وَلَا یُرِیْدُهٗ وَلَا یَخْلُقُهٗ اِلَّا مِنْ حَیْثُ هُوَ هُوَ اَیْ مِنْ حَیْثُ اَنَّهٗ خَیْرٌ مَحْضٌ وَوُجُوْدٌ صِرْفٌ مِنْ عُکُوْسِ حَضَرَاتِ الْاَسْمَاءِ وَهٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ مِنْ عَمِیْقَاتِ الْمَسَائِلِ لَا یُدْرِکُهَا اِلَّا مَنْ جُبِلَ لَهَا وَلِنُمْلِ عَلَیْكَ شَیْئًا فِیْهِ اُسْوَةٌ لِتَصْنِیْفَاتِنَا فِی الْمُتَاخِرَاتِ بِاَجْمَعِهَا

یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ اپنے علم اور ارادہ کے مطابق جس کسی کی بھی تخلیق فرماتا ہے تو وہ تخلیق اسکی ذات کی حیثیت سے ہوتی ہے جسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسکا وجود خیر محض ہے، اور ذات اقدس کے اسماء پاک کا پرتو ہے یہ ایک دقیق مسئلہ ہے جسے وہی سمجھ سکتا ہے جو کہ اس سے فطری مناسبت رکھتا ہو پھر بھی ہم اسکی کچھ وضاحت کئے دیتے ہیں جس سے اور دیگر تمام مسائل بھی حل ہوسکیں،

اَلَیْسَ اَنَّ لِلزَّوْجِ اَرْبَعَةً

کیا کبھی تم نے غور کیا ہے کہ زوج

اِعْتِبَارَاتٌ الاَوَّلُ حِیْنَ تَقُوْلُ الزَّوْجُ كَنْ اَوْ تَعْنِیْ بِهٖ اَرْبَعَةٌ وَتَجْعَلُهُ عُنْوَانًا لَهَا فَالزَّوْجُ فِیْ هٰذَا اللِّحَاظِ تَجَلِّیْ لِلْاَرْبَعَةِ وَاِسْمٌ لَهَا لَیْسَ یُمْکِنُ اَنْ یُقَالَ هُوَ هُوَ مِنْ شِدَّةِ الْوَحْدَةِ لِاِعْتِبَارِ اَحَقِّ الْاِعْتِبَارَاتِ وَاَحْکَامِهَا فِیْ نَفْسِ الْاَمْرِ وَهُوَ مَذْهَبُ الْحُکَمَاءِ الرَّبَّانِیِّیْنَ فِی الْاِلٰهِیَاتِ فَعِنْدَهُمْ اَنَّ الْعَلِیْمَ قَبْلَ الْعِلْمِ وَالسَّمِیْعَ قَبْلَ السَّمْعِ وَاَحَقُّ الْکَلَامَیْنِ عِنْدَهُمْ اَنْ یُقَالَ الْعَلِیْمُ وَالسَّمِیْعُ وَالْحَکِیْمُ وَالْقُرْاٰنُ وَارِدٌ عَلٰی اَحَقِّ الْکَلَامَیْنِ عِنْدَهُمْ وَاَحَقُّ الْحِکَایَاتِ عِنْدَهُمْ اَنْ یُقَالَ الْاِسْمُ عَیْنُ الْمُسَمّٰی بِاعْتِبَارٍ وَالْاِسْمُ لَا عَیْنُ الْمُسَمّٰی وَلَا غَیْرُهٗ بِاعْتِبَارٍ اٰخَرَ۔

(جو فرد کے مقابل ہے) کیلئے چار اعتبارات ہیں (۱) تم زوج کی تعریف کرو اور تمہارے پیش نظر چار کا عدد ہو اور تمہارا زوج کی تعریف کرنا اس کا عنوان ہو تو زوج اس اعتبار سے چار کے عدد کا مظہر اور اسکی تجلی ہے اور اسی کا اسم ہے شدت اتحاد کی بنا پر اس قسم کا اطلاق کرنا ناممکن ہے زوج کے مفہوم کی یہ حیثیت تمام حیثیات سے افضل اور حقیقت نفس الامر کے زائد مطابق ہے حکماء ربانیین الہیات میں اسی کے قائل ہیں اور انکے نزدیک علیم علم سے مقدم اور سمیع سمع سے مقدم ہے اور انکا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق بہترین پیرایہ کلام ہے کہ وہ سمیع علیم اور حکیم ہے اور بقول ان کے قرآن کریم نے بھی وہی طریقہ تعبیر اختیار کیا ہے اور انکے مذہب کی بنا پر ایک لحاظ سے تو اسم کو عین مسمی کہنا چاہیئے اور دوسرے لحاظ سے کہیں کہ اسم نہ عین مسمی ہے اور نہ غیر مسمی۔

الثانی حین تقول الاربعة زوج فانك قد اخذت الزوج مفهوما یصدق علی الاربعة ومعنی ذلك حیثیتین ان الاربعة والزوج وان کانا مفهومین فانهما متحدان فی لحاظ تعلق حیثیة هذا الحکم علما غیر شیء وهذا الاعتبار اوکس من الاول۔

دوسری شکل یہ ہے کہ جس وقت تم اس بات کے قائل ہو کہ چار کا عدد زوج ہے تو تم نے اسکا یہ مطلب سمجھا کہ زوج کا مفہوم مختلف ہے لیکن دونوں اس حیثیت سے متحد ہیں کہ چار کا مفہوم زوج کے مفہوم میں شامل ہے یہ حیثیت پہلے کی نسبت سے ناقص ہے۔

وهو مذهب المتکلمین فی الالهیات وعندهم ان العلم قبل العلیم والحکمة قبل الحکیم واحق الکلامین عندهم ان یقال صفة العلم له وصفة الحکمة له لا انه العلیم الحکیم وهم لا یعلمون العلیم والحکیم الا علما غیر شیء۔

اور یہی متکلمین کا مذہب ہے الٰہیات میں اور انکے نزدیک علم کا درجہ علیم سے مقدم ہے اور ایسے ہی حکمت کو حکیم پر تقدم حاصل ہے انکے نزدیک بہترین تعبیر یہ ہے کہ باری تعالےٰ صفت علم اور صفت حکمت کیساتھ موصوف ہے یہ وجہ نہیں کہ وہ علیم اور حکیم ہے وہ علیم اور حکیم کو عین علم اور عین حکمت کہتے ہیں

الثالث حین تلاحظ مغایرة الاربعة فی خصوصیة الزوجیة وتجعل الوحدة للسابقة التی انما

تیسری صورت یہ ہے کہ ہم چار کے مفہوم کو زوج کے خصوصی مفہوم میں اس سے پہلے جو اتحاد تھا اور جسکا منشاء

لانتشاؤها من ملاحظة النظر و سرعة نفوذها ظهريًا وتنصب دونها سرادق هي عنوان تلك الوحدة في تخاليط الذهن و هو مذهب الصوفية واحق التعبيرات عندهم انه تعين للاربعة ومظهر لها وهو برزخ بين الاعتبارين السابقين.

نفوذ نظر کی سرعت تھی اسے نظر انداز کریں اور تخلیات ذہن کی بنا پر اس وحدت کا جو عنوان تھا اس پر موٹے موٹے پردے ڈال دیں یہ صوفیہ کا مذہب ہے اور انکے نزدیک تعبیر کی بہترین شکل یہ ہے کہ زوج کا عدد چار کا ایک تعین اور اسکا مظہر ہے اور یہ حیثیت پہلی دونوں حیثیتوں کے بین بین ہے

الرابع حين تقول الاربعة وتحفظ معناها في ذهنك ثم تقول الزوج وتحفظ معناه في جانب اخر من ذهنك ثم تنظر ما النسبة بينهما فتدرك ان الاول علة للثاني والثاني معلول له ولولا لم يكن في بقعة الايسية اصلا.

چوتھی شکل یہ ہے کہ چار کا عدد بول کر اسکے معنی اپنے ذہن میں محفوظ کر لو اور پھر زوج کے مفہوم کو ذہن کے کسی اور کونہ میں محفوظ کر لو پھر دیکھو کہ ان دونوں میں کونسی نسبت ہے تو غور کے بعد معلوم ہوگا کہ پہلا مفہوم علت اور دوسرا اسکا معلول ہے اگر یہ علت نہ ہو تو معلول کا معرض وجود میں آنا محال ہے۔

وهو مذهب الفلاسفة

فلاسفہ کا یہی مذہب ہے اور

وَعِنْدَهُمْ اَنَّ الْعِلْمَ
مَعْلُوْلٌ لَهُ وَمُحْتَاجٌ اِلَيْهِ
وَاَحَقُّ التَّعْبِيْرَاتِ عِنْدَهُمْ
اَنْ يُقَالَ الْعِلْمُ لَوْ لَمْ يَكُنِ
الْوَاجِبُ لَمْ يَكُنْ وَاِنَّمَا كَانَ
بِسَبَبِهٖ وَاقْتِضَائِهٖ

فَاِذَا قِيْلَ لَكَ اَيُّهَا
الْفَطِنُ اِنَّ الْعَالَمَ مُسْتَنِدٌ اِلَى
الْعَقْلِ الْفَعَّالِ فَصَدِّقْهُمْ
فِيْمَا حَكَمُوْا وَخَطِّئْهُمْ فِيْ مَا
عَنْوَنُوْا بِهٖ مَوْضُوْعَ قَضِيَّتِهِمْ
وَحَقِيْقَةُ كَلَامِهِمْ بَعْدَ
الْاِنْسِلَاخِ عَنِ الْمَلَابِسِ الْمُبْتَدِعَةِ
هُوَ اَنَّ الْوَاجِدَ الْفَيَّاضَ الْخَلَّاقَ
الْجَوَادَ اَفَاضَ الْعَالَمَ وَاَوْجَدَهٗ
وَاَخْرَجَهٗ مِنَ الْعَدَمِ وَمِثْلُ
ذٰلِكَ حَيْثُ يَقُوْلُوْنَ الْوَحْيُ
مِنْ تَعْلِيْمِ الْعَقْلِ الْفَعَّالِ
فَالَّذِيْ هُوَ اصْطِلَاحُ

بقول انکے اسکا علم اسکا معلول اور
محتاج ہے اور بہترین تعبیر کا طریقہ ان
کے نزدیک یہ ہے کہ اگر واجب الوجود
نہ ہوتا تو علم بھی نہ ہوتا، یہ تو سراسر
اس کے سبب اور اقتضاء کی بنا
پر ہے،

اور اے سمجھ دار جسوقت تم سے
یہ کہا جائے کہ عالم حادث کی تخلیق
عقل فعال کی طرف منسوب ہے تو
اسے غلط نہ سمجھو۔ لیکن اس قضیہ کا جو
عنوان دیا گیا وہ باطل ہے اور عرف
کا لباس اتارنے کے بعد انکے کلام
کی حقیقت کو دیکھا جائے، تو اس کا
مفہوم یہی ہے کہ واحد فیاض تعالے
وتقدس نے جو خلاق جواد ہے عالم
پر اپنا فیض نازل کرکے اس کو
نیست سے ہست کیا اور اسی طرح
(یہ فلاسفہ) اپنی فلسفیانہ اصطلاح
میں کہتے ہیں کہ وحی عقل فعال کی تعلیم

كَلَامِهِمْ أَنْ يُقَالَ الْوَحْيُ مِنْ إِفَاضَةِ الرَّبِّ الْمُتَكَلِّمِ الْجَوَادِ ۔

ہے اسکے برخلاف یہ کہا جائے کہ وحی اس پروردگار عالم کی جو متکلم جواد ہے افاضہ ہے ،

وَبِالْجُمْلَةِ فَاعْلَمَنْ أَنَّ حَدِيثَ الْعُقُولِ مِنْ بِدْعَاتِ الْعُقُولِ وَأَنَّهُ لَيْسَ فِي مَنْصَبِ الْإِيجَادِ إِلَّا اللهُ سُبْحَانَهُ بِأَسْمَائِهِ وَهٰذَا الْبُرْهَانُ الْمَتِينُ كَافٍ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ۔

خلاصہ یہ کہ عقول عشرہ کا مسئلہ عقل کی ایک بدعت ہے حقیقت یہ یہ ہے کہ منصب ایجاد وتخلیق سوائے باری تعالے کے اور کسی کے شایان شان نہیں یہی اسکے اسماء پاک کا جلوہ اور ظہور ہیں باقی لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ اس کیلئے یہ برہان قوی وقطعی انشاء اللہ تعالی کافی ہے ،

وَيَجِبُ عَلَيْكَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّا لَا نُرِيدُ بِالْأَسْمَاءِ مَفْهُومَاتٍ انْتِزَاعِيَّةً حَاشَاهَا مِنْ ذٰلِكَ بَلْ إِنِّيَّاتٌ مُقَدَّسَةٌ وَهُوِيَّاتٌ مُنَزَّهَةٌ وَتَجَلِّيَاتٌ وَاجِبِيَّةٌ وَأَنَّ

اور تم پر اس چیز کا جاننا بھی واجب ہے کہ حاشا وکلا ہماری مراد اسماء سے مفہومات انتزاعیہ نہیں بلکہ ہماری مراد ان کے حقائق مقدسہ اور منزہ ماہیات اور واجب الوجود تعالیٰ وتقدس کی تجلیات ہیں۔ اور ان تجلیات مقدسہ کیلئے

العدم الذي اثبته بعض
اهل الكشف وبعض
اهل النظر للاثبات
المقدسة ليس بشيء لانه
اذا ثبت الاسماء حق
اثباتها فليس هناك عدم
الا بحسب الحكاية
العقلية الغير الواقعية
الا في اوهام العقل واذا
جعلت صفات او عقولا
فالعدم انما تنشأ لانقطاعها
عن الواجب في نظرتهم
تلك ولله در الحكماء فيما
اصطلحوا من قضية
وجدانهم على انبجاس
الاثبات المقدسة مسمى
بالاتصاف والموسومية في انبجاس
الاثبات الملونة حقيق
بان يسمى بالخلق ويوصف

بعض اہل کشف اور بعض اہل نظر
جس عدم کا اثبات کرتے ہیں وہ قطعاً
باطل ہے کیونکہ اگر اسماء پاک کا کما
حقہ اثبات کیا جائے تو اس مقام پر
عدم باقی ہی نہیں رہتا مگر یہ کہ عقل
کسی امر غیر واقع کا تصور باندھتے ہوئے
اس کا بھی تصور کرے جو کہ اوہام عقل
کا نتیجہ ہے اور اگر ان کو صفات اور
عقول سمجھ لیا جائے تو عدم اندریں
صورت انکی نظروں میں اسکا تعلق
واجب الوجود سے منقطع ہو جائے گا
حکماء کی یہ اصطلاح جو ان کی قضیہ
وجدان پر مبنی ہے قابل تعریف ہے
کہ یہ حقائق مقدسہ کے ظہور کو اتصاف
ذات کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں یا اس
بات کے قائل ہیں کہ باری تعالےٰ
اس سے موسوم ہے، اور غیر مقدس
حقائق کے ظہور میں آپکو خلق کیساتھ
موسوم کرنا زیادہ بہتر ہے اور حادث

بِالْحُدُوْثِ لِاَنْقِهَارِهَا تَحْتَ الْاِرَادَةِ وَاخْتِلَاطِ اَحْكَامِ الْاَسْمَاءِ فِيْهَا بِحَيْثُ لَا يُوْجَدُ كُلٌّ بِكُلٍّ وَفِي اخْتِلَافِ الْمَدَارِكِ دُوْنَ الْاِدْرَاكِ اِذَا اُقِيْمَتِ الْبَرَاهِيْنُ فَيُوْشَكُ اَنْ يَصْطَلِحُوْا وَاَمَّا اخْتِلَافُ الْاِدْرَاكِ فَاَعْسَرُ اَللّٰهُمَّ اِلَّا اَنْ يُنَبِّهُوْا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ ۔

کیساتھ بھی اسے موسوم کرتے ہیں، کیونکہ اسکا ظہور ارادہ قاہرہ کے ماتحت ہوا ہے اور اسماء پاک کے احکام اس میں مخلوط طور پر پائے جاتے ہیں اور انطباق کلی اس میں نہیں ہوتا اور مدرک کے اختلاف کی شکل میں جبکہ نفس ادراک میں کوئی اختلاف نہ ہو، تو براہین کے قائم ہونے کے وقت ان اقوال میں تطبیق ممکن ہے اور اگر نفس ادراک میں اختلاف ہو تو یہ مرحلہ بہت مشکل ہے، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو مطلع کردے، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

اَلْخِزَانَةُ الثَّانِيَةُ — دوسرا خزانہ

(معرفت الٰہی اور تقدس)

مِلَاكُ الْحِكْمَةِ عِرْفَانُ ذَاتِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ

حکمت ربانی کی اصل اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کی معرفت اسی کی

بِذَاتِهٖ ثُمَّ عِرْفَانُ اَسْمَائِهٖ	ذات کیساتھ کرنا ہے اس کے بعد اسکے
بِخُصُوصِيَّتِهَا وَاَحْكَامِهَا ثُمَّ	اسماء پاک کی انکی خصوصیات اور
عِرْفَانُ النَّشْأَةِ وَالْمُنْشَئَةِ	احکام کے ساتھ معرفت حاصل کی جائے
وَظُهُوْرِ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى	اس کے بعد اس عالم ثانی کی حقیقت
سُبْحَانَهٗ فِيْهَا بِوَجْهٍ خَاصٍّ	کا علم کیا جائے اور یہ کہ اسماء پاک نے
ثُمَّ عِرْفَانُ الْاَسْمَاءِ الْعَوْدِيَّةِ	کن خاص خاص حیثیتوں سے ظہور کیا
بِاَحْكَامِهَا وَاِفْضَائِهَا اِلَى	اسکے بعد اسماء عودیہ کے احکام
اللّٰهِ تَعَالٰى فَتِلْكَ السِّلْسِلَةُ	اور ایصال الی اللہ تعالے کی
الذَّهَبِيَّةُ مَنْ اُوْتِيَ عِلْمَهَا	معرفت کا درجہ ہے، سو یہ سلسلہ ذہبیہ
بِالذَّوْقِ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا	ہے کہ جس کسی کو اس کا علم ذوق اور
كَثِيْرًا وَنَحْنُ نُفَصِّلُهَا عَلٰى مَا	وجدان کے طور پر عطا کیا گیا فَقَدْ
وَفَّقَنَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ ۔	اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا اور ہم اللہ تعالے

کی حسن توفیق کے مطابق اس کی تفصیل کرتے ہیں،

اَمَّا ذَاتُ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ	اللہ سبحانہ و تعالے کی ذات اس
فَاَجَلُّ مِنْ اَنْ يُّحِيْطَ بِهَا	سے بہت بلند ہے کہ کوئی اپنے دراک
الْاِدْرَاكُ اِنَّمَا يُوْصَلُ اِلَيْهِ	سے اسکا احاطہ کر سکے اللہ تعالے
بِالتَّجَلِّي الذَّاتِيِّ الَّذِيْ لَيْسَ	تک پہونچنے کا ذریعہ صرف تجلی ذاتی
مِنَ الْاِدْرَاكِ فِيْ شَيْءٍ	ہے کہ جس میں کچھ بھی درجہ ادراک نہیں
اِنَّمَا هُوَ حَيْرَةٌ حَائِرَةٌ	وہ تو سراسر حیرت ہی حیرت ہے اور

وَاَنْ یُوْصَفَ بِالتَّعَیُّنِ اَیْ
تَعَیُّنٍ کَانَ اِنَّمَا هِیَ اِطْلَاقٌ
مَحْضٌ وَّوَحْدَةٌ صِرْفَةٌ وَ
لَا نَعْنِیْ بِالْاِطْلَاقِ کَوْنُهَا
کُلِّیًّا فَنَحْنُ قَدْ اَبْطَلْنَا
الْکُلِّیَّةَ رَاْسًا بَلْ کَوْنُهَا
بِحَیْثُ یَنْدَرِجُ فِیْهَا کُلُّ
الْاِعْتِبَارَاتِ وَیَنْطَمِسُ فِیْهَا
کُلُّ الْجِهَاتِ اِنْدِرَاجًا صِرْفًا
لَا یُبْقِیْ کَلِمَةً وَّلَا حَرْفًا وَ
یَکُوْنُ سَادًّا لِاُفُقِ الْفِعْلِیَّةِ
غَاشِیًا لِاِقْلِیْمِ التَّحَقُّقِ وَ
لَا بِالْوَحْدَةِ مَا یُقَابِلُ
الْکَثْرَةَ اِذِ الْکَثْرَةُ
مِنْ بِدْعَاتِ التَّجَلِّیَاتِ
الْمُتَاَخِّرَةِ وَکَذَا هٰذِهٖ
ضَابِطَةٌ کُلِّیَّةٌ اَجْمَعَ
عَلَیْهَا الْحُکَمَاءُ مِنْ اَنَّ التَّضَادَّ
بَیْنَ کُلِّ الْمُتَضَادَّیْنِ

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس کو کسی بھی تعین
کیساتھ موصوف کیا جائے، مگر وہ تو
اطلاق محض اور وحدت صرفہ ہے
اور لفظ اطلاق سے ہمارا مقصود اسکا
کلی ہونا نہیں کیونکہ کلیہ کا توہم سرے
ہی سے ابطال کر چکے بلکہ اطلاق تو
اسلئے بولا جاتا ہے کہ تمام عتبارات
اور جہات اس ذات اقدس میں شامل ہو
کر ختم ہو جاتے ہیں بایں طور کہ نہ کلمہ
باقی رہتا ہے اور نہ کوئی حرف اور
وہ فعلیت کے افق پر ایک سرے
سے دوسرے تک چھا جاتا ہے، اور
اقلیم تحقق کو ہر طرف سے گھیر لیتا ہے
اور اسی طرح وحدت سے وہ مراد نہیں
کہ جس کے مقابلہ میں کثرت ہے کیونکہ
کثرت مابعد کی تجلیات کی تراشیدہ
بدعت ہے چنانچہ یہ ایک ضابطہ
کلیہ ہے کہ جس پر تمام حکماء کا اتفاق
ہے کہ اضداد کے درمیان جو تضاد پایا

مُسْتَنِدٌ اِلٰی خُصُوصِیَّتِهِمَا	جاتا ہے وہ ان دونوں کی خصوصیات
لَا اِلَی النَّفَسِ الرَّحْمَانِیِّ بَلْ	کا نتیجہ ہے ذات رحمانی کا اس میں
ھٰذَا اصْطِلَاحُنَا عَلٰی اَنَّ کُلَّ	کوئی دخل نہیں، ہم سب نے متفقہ طور
مَا تَنَزَّہَ عَنِ الْوَحْدَۃِ وَالْکَثْرَۃِ	پر یہ اصطلاح متعین کی ہے کہ جو ذات
کُلَیْهِمَا اِنَّمَا ھُوَ وَاحِدٌ اَیْ	اقدس وحدت اور کثرت دونوں کے
یَسْتَحِقُّ الْحَقَّ وَاحِدٌ وَھِیَ بِمَا	مفہوم سے بالاتر ہے وہی واحد حق
ھِیَ ھِیَ مَنْفِیٌّ عَنْهَا الضِّدَّانِ	کہلانے کی مستحق ہے اور ہر ایک احد
مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ	کی اصل وہی ہے اس کی ذات پاک
بِحَسَبِهِمَا عَلٰی اَنَّهُمَا اَمْرَانِ	ہر ایک دو اضداد سے مبرّا اور منزہ
بِخُصُوصِهِمَا وَھِیَ تَقَبُّلُهُمَا فِیْ	ہے دونوں کے مفہوم اور حقیقت میں
مَرَاتِبِ الْاِتِّصَافِ بِجَمِیْعِهَا	جو اختلاف نظر آتا ہے وہ انکی خصوصیات

کا نتیجہ ہے اور اس سے قبل یہ دونوں مراتب اتصاف میں برابر ہیں،

اسماء و صفات کے مراتب

وَاَمَّا الْحَقَائِقُ الْاِمْکَانِیَّۃُ	اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت
فَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ یَجِلُّ عَنْهَا بِمَا	حقائق امکانیہ سے بہت بلند ہے،
ھِیَ تِلْكَ الْحَقَائِقُ وَکَوْنُهَا تِلْكَ	یہ حقائق سراسر عالم ارادہ کا ظہور اور
الْحَقَائِقَ مِنْ بَدِیْعَاتِ عَالَمِ	تمام کائنات اسکے ماتحت مقہور
الْاِرَادَۃِ وَمِنْ مَقْهُوْرَاتِهَا وَھِیَ بِمَا	ہے ان ممکنات کو الوہیت محض کے

هِيَ تِلْكَ مَسْلُوبَةٌ عَنِ الْإِلٰهِيَّاتِ بِأَجْمَعِهَا سَلْبًا بَسِيطًا صِرْفًا لَا أَنَّهَا حَقَائِقُ أَوْ أَشْيَاءُ يَجِبُ سَلْبُهَا مِنْ تِلْكَ الْمَرْتَبَةِ الْمُنَزَّهَةِ إِنَّمَا هٰذَا الْإِدْرَاكُ مِنْ تَعَمُّلِ الْعَقْلِ فَقَطْ وَلٰكِنْ لَهَا أُصُولًا وَأَتِمَّةً هِيَ ظِلَالٌ لَهَا وَمُؤْتَمَّةٌ بِهَا إِذَا أُمْعِنَ فِي مَا وَرَاءَ الْإِرَادَةِ يَتَّصِفُ بِهَا الْبَارِي الْحَقُّ فِي مَرَاتِبِ الْاِتِّصَافِ ۔

مرتبہ سے ایسے امور سمجھیں اور سادہ طور پہ اسکی نفی کریں، یہ خیال کرنا درست نہیں کہ وہ ایسے حقائق اور موجودات ہیں کہ جنکا اس مرتبہ منزہہ سے نفی کرنا لازم ہے اس قسم کا ادراک تو فقط عقلی تعامل ہے البتہ ان ممکنات میں سے ہر ایک کی اصل اور بنیاد ہے، کہ جس کیساتھ اس ممکن کو سایہ کی نسبت ہے اور اسکا مقتدی ہے اسکے متعلق اگر ارادہ سے آگے امعان کے ساتھ غور کیا جائے، تو معلوم ہوگا کہ باری تعالیٰ کی ذات اقدس مرتبہ اتصاف میں ان کے ساتھ موصوف ہے

وَبِإِزَاءِ هٰذِهِ الْمَرْتَبَةِ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ أَمَّا اللّٰهُ فَمَوْضُوعٌ لَهَا بِاعْتِبَارِ لَا انْتِهَائِهَا وَإِنَّمَا سُلْطَانُ الْاِعْتِبَارِ فِي الْعُنْوَانِ دُونَ الْمُعَنْوَنِ وَأَمَّا لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَمَوْضُوعٌ

اور اسی مرتبہ کے بالمقابل اللہ لا الٰہ الا ھو ہے اللہ تعالیٰ کا اسم مقدس اس مرتبہ کیلئے اس لحاظ سے وضع کیا گیا ہے کہ وہ لا متناہی ہے اور اعتبار کی اصلیت عنوان ہی میں ہوا کرتی ہے معنون میں نہیں اور لا الٰہ الا ھو، کو اس مرتبہ کے لئے

لِهَا بِاعْتِبَارِ اِنَّمَا هِيَ	وضع کیا گیا ہے تاکہ اعتبار کیا جائے
وَاحَقُّ النَّاسِ بِمَعْرِفَةِ	کہ اسے من حیث ھی ھی لیا گیا ہے
الذَّاتِ رَجُلٌ مُقَرَّبٌ غَايَةَ	اور ذات اقدس کی معرفت سب سے
الْقُرْبِ سَلِيْمُ الْقَلْبِ مُنْسَلِخُ	زیادہ اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو
الصُّوْرَةِ مُؤَيَّدٌ بِاِسْمِ الْمُطْلَقِ	غایت درجہ کا مقرب ہو اور قلب سلیم
نَشَأَ مِنْ صَدْرِهِ وَهٰذَا الرَّجُلُ	رکھتا ہو اس کی صورت ختم ہو چکی
هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	ہو اور اسے اس اسم مطلق کی تائید
وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِمَامُ	حاصل ہو کہ جسکا منشاء اس کا سینۂ
الْمُرْسَلِيْنَ وَاَمَّا سَائِرُ الْاَنْبِيَاءِ	مبارک ہے یہ شخص محمد رسول اللہ
فَبِحَسَبِ اِسْتِعْدَادَاتِهِمْ	صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جو خاتم النبیین
وَالْاَوْلِيَاءُ بِحَسَبِ صُوْرَةِ	امام المرسلین ہیں اور دیگر انبیاء کرام
الْمِزَاجِيَّةِ لَا يَتَحَيَّرُوْنَ فِيْ	کو یہ دولت استعداد کے موافق نصیب ہوتی ہے
قَامُوْسِ اِطْلَاقِهٖ وَصُرَاحِ تَعَرِّيْهِ	اور اولیا اپنی صورت مزاجیہ کے مطابق اس سے
وَالْحُكَمَاءُ يَقِفُ عِلْمُهُمْ فِيْ	بہرہ ور ہوتے ہیں اور وہ اطلاق اور عدم تقیید
مَيَادِيْنِ قُرْبِ الْوُجُوْدِ ۔	کے دریا میں غوطہ زن ہو کر متحیر نہیں

ہوتے برخلاف انکے حکماء کا علم قرب وجود کے میدان تک محدود ہوتا ہے

اَلثَّانِيْ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ	دوسرا مرتبہ الحی القیوم
اَلْحَقُّ النُّوْرُ وَهُوَ بَارِزٌ	الحق النور کا ہے سب سے پہلی
اَوَّلِ التَّجَلِّيَاتِ وَاَعْظَمِهَا	اور سب سے بڑی گرامی ترین تجلی کا

وَاَکْرَمِهَا وَاَبْسَطِهَا هُوَ کُلّ	مظہر بھی اسماء پاک ہیں اور سب سے
اللّازِمِ لِلْمَرْتَبَةِ الذَّاتِيَّةِ	سادہ اور بسیط ہیں اور مرتبہ ذاتیہ کا
وَشَرْحٌ لَهَا بِجَمِيعِهَا وَقَدْ	یہ لازم کل اور اس کی پوری شرح
غَلِطَ فِيْهِ كَثِيْرُوْنَ فَزَعَمُوْهُ	اور تفصیل ہے بہت سے لوگوں نے غلطی سے
ذَاتًا وَاِنَّمَا هُوَ شَرْحٌ لَهَا	اسے عین ذات سمجھ لیا، بلکہ یہ ذات کی
يَتَمَيَّزُ مِنْهَا بِالْهَيْئَةِ	شرح ہے جو کہ ہیئت تفصیلہ کیساتھ
التَّفْصِيْلِيَّةِ اِذْ هُوَ عُنْوَانُ التَّقَرُّرِ	اسے ممتاز کر دیتی ہے اور تقرر کا وہ
الَّذِيْ هُوَ اَوَّلُ تَمَثُّلٍ	عنوان ہے جو کہ ماہیت کا اول
لِلْمَاهِيَّةِ وَاِنَّمَا صَدَرَ عَنْهَا	ترین تمثل ہے اور ہر ایک قسم کی
رَيْنَامُ كُلِّ خَيْرٍ لَهَا۔	خیر کی اقتداء کا اسی سے صدور ہوتا ہے
اَلثَّالِثُ الْمَجِيْدُ الْعَظِيْمُ	تیسرا مرتبہ المجید العظیم العلی الکبیر
الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ الْجَلِيْلُ وَهُوَ	الجلیل کا ہے اور یہ عالم تقرر کی مختلف
شَرْحٌ لِجِهَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ	جہات میں سے ایک جہت کی شرح
جِهَاتِ التَّقَرُّرِ وَحَقِيْقَتُهُ	اور تفصیل ہے اور اسکی حقیقت یہ ہے
خُصُوْصِيَّةُ التَّحَقُّقِ بِنَحْوٍ	کہ نفس تحقق کبریاء کی ایسی خصوصیت
مِنَ الْكِبْرِيَاءِ الَّذِيْ هُوَ	پیدا ہو گئی ہے جسے اللہ تعالےٰ نے
رِدَاءُهٗ۔	اپنی چادر بنایا،
اَلرَّابِعُ الْغَنِيُّ الْوَاسِعُ	اور چوتھا مقام الغنی الواسع
الْقَوِيُّ ذُوالطَّوْلِ الْمُبَارَكُ	القوی، ذوالطول المبارک ہے یہ

وَهُوَ شَرْحُ الْجِهَةِ مِنْ جِهَاتِ الْكِبْرِيَاءِ ٭	کبریاء کی جہات میں سے ایک جہت کی شرح اور تفصیل ہے،
اَلْخَامِسُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ الْبَرُّ الْقَادِرُ وَهُوَ تَمَثُّلُ الْفَنَاءِ مِنْ حَيْثُ الْإِفَاضَةِ الْإِضَافِيَّةِ ٭	پانچواں مرتبہ، الرحمٰن الرحیم البر القادر کا ہے اس میں افاضت کی شکل کو فناء کی صورت میں بنایا گیا ہے،
اَلسَّادِسُ اِسْمُ الْمُرِيْدِ وَلَهُ جُزْئِيَّاتُ الْبَارِئُ الرَّازِقُ الْمُصَوِّرُ الْهَادِئُ الْغَفَّارُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِي الْمُمِيْتُ ٭	چھٹا اسم مرید ہے جس کی جزئیات، الباری۔ الرازق المصور الہادی، الغفار القابض، الباسط الخافض۔ الرافع۔ المبدی المعید المحیی الممیت ہیں،
وَبِالْجُمْلَةِ فَلِكُلِّ نَوْعٍ جِهَةٌ مُقَدَّسَةٌ يَتَضَمَّنُهَا اِسْمٌ مِنْ حَيْثُ الْإِفَاضَةِ الْإِضَافِيَّةِ وَهِيَ كُلُّهَا مِنْ جُزْئِيَّاتِ الْاِسْمِ الْجَامِعِ الْإِضَافِيِّ الْمُعَبَّرِ عَنْهُ بِالْمُرِيْدِ وَبِهَا تَمَّتِ السِّلْسِلَةُ الْبَدْئِيَّةُ وَلَا أَقُوْلُ اِنَّ الْحَيَّ الْقَيُّوْمَ مَثَلًا	خلاصہ یہ کہ ہر ایک نوع کی ایک مقدس حیثیت ہوتی ہے، کہ جس پر کوئی اسم پاک باعتبار افاضۂ اضافیہ کے مشتمل ہوتا ہے اور یہ سب کے سب ایسے اسم پاک کی جزئیات ہیں جو ان سب کا جامع ہے یعنی المرید اسی پر سلسلہ بدئیہ تمام ہو جاتا ہے میں یہ نہیں کہتا اَلْحَیُّ الْقَیُّوْم مثلاً

إنما شرحته بجميعه في أطوارها
العلي العظيم بل هو شرح
الجهة من جهاته وتضييق
حدقة العقل عن اكتناه
كنهها بأسرها وتحقق أعدادها
في أطوارها يمنعها وقس
على هذا حكم الأسماء
بجميعها في طبقاتها لترسخ
قدمك في موقف العلم
فتدرك أن لكل اسم
خصوصية شرحية وهيئة
تفصيلية بالنسبة إلى ما
تقدم عنه فالتقرير الذي
يعنون عنها بالحيوة
التي هي حضور ذاته لذاته
بذاته فلا تعدد أصلا وبالعلم
الحضوري في لسان الصوفية
وبالتقوم والتحقق في لسان
الحكماء وبالنورية التي هي هيئة

تمام اطوار سے العلی العظیم اسکی شرح
ہے، بلکہ یہ اسکی جہات میں سے کسی
ایک جہت کی شرح اور تفصیل ہے
لیکن عقل دوربین کی آنکھ اس کی کنہ
اور حقیقت سمجھنے سے قاصر ہے اور اس
کے تحقق اعداد کو تمام اطوار میں کما حقہ
نہیں سمجھ سکتی اور تمام اسماء کے احکام
کو انکے طبقات کے مطابق اسی پر
قیاس کرو تمہیں مقام علم میں ثابت
قدم رہ کر یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہر ایک اسم
اسکے مقام کی نسبت کے لحاظ سے
ایک خصوصی شرح اور تفصیلی ہیئت ہوتی
ہے چنانچہ وہ تقریر جسے اس حیات سے
تعبیر کیا گیا جسکے معنی بغیر کسی قسم کے
تعدد کے اسکی ذات کیلئے ذات کیساتھ
حضور ذاتی کے ہیں اور جسے صوفیا کی
زبان میں علم حضوری کہتے ہیں اور حکماء
کی اصطلاح میں تقوم اور تحقق اور
کبھی نوریت سے تعبیر کرتے ہیں کہ جسکا

اَلْكِشَافِيَةُ تَمَثَّلَ بِالْمَرْتَبَةِ الذَّاتِيَّةِ	مفہوم انکشافیہ ہے پہ مرتبہ ذاتیہ کا تمثل
وَشَرْحٌ لَهَا كَأَنَّهُمَا مُجْمَلُهٌ وَمُفَصَّلُهٌ يُجْزِيهِمَا	اور اسکی شرح ہے دونوں ایک دوسرے
لَا يُمْتَازُ عَنْهَا إِلَّا بِالْمَهِيئَةِ التَّحْقِيقِيَّةِ	پر یکسر منطبق ہوتے ہیں باوجود شدت
مَعَ شِدَّةِ الْإِجْمَالِ وَغَايَةِ الْطَّمَاسِ	اجمال کے ہیئت تحقیقیہ کے علاوہ ان
الْجِهَاتِ وَالْاعْتِبَارَاتِ بِأَسْرِهَا ،	دونوں میں کوئی امتیاز نہیں اور یہاں

اگر تمام حیثیات اور اعتبارات کلی طور پر ختم ہو جاتے ہیں،

وَالْأَمْرُ الْمَعْنُوِيُّ عَنْهُ	اور وہ امر کہ جسکا عنوان عظمت
بِالْعَظَمَةِ وَالْعُلُوِّ وَالْكِبْرِيَاءِ	علو اور کبریاء ہے اسم پاک الحیّ
تَمَثَّلَ لِجِهَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ	کی ایک ہی حیثیت کا تمثل ہے اس
جِهَاتِ الْحَيِّ وَتِلْكَ اِطْلَاقُهُ	کا اطلاق ایک خاص حیثیت کیساتھ
مِنْ حَيْثُ التَّعَرِّيْ تَمَثَّلَتْ	مقید ہو کر عظمت اور علو و کبریاء کی
عَظَمَةً وَعُلُوًّا وَكِبْرِيَاءً	شکل میں متمثل اور نمودار ہوتا ہے اسی
مِنْ حَيْثُ التَّمَثُّلِ وَ	طرح وہ خصوصیات جن کو غنی سعتہ
الْخُصُوصِيَّاتِ الْمُسَتَّاتِ	رحمت برکت اور اعطاء سے تعبیر کیا
بِالْغِنَاءِ وَالسَّعَةِ وَالْبَرَكَةِ وَ	جاتا ہے وہ اسم عظیم کی جہات میں
السُّبُوغِ شَرْحٌ لِجِهَةٍ وَاحِدَةٍ	سے ایک جہت کی شرح اور تفصیل
مِنْ جِهَاتِ الْعَظِيْمِ وَهِيَ شَامِلَةٌ	ہے اور اسکا مفہوم بذات خود شامل
فِيْ نَفْسِهِ تَمَثَّلَتْ بَرَكَةً وَغِنَاءً	ہے کہ جس سے غنا اور برکت متمثل
غَيْرَ أَنَّ الْغِنَاءَ وَالْبَرَكَةَ	ہوتی ہیں اگرچہ غنا اور برکت ہر ایک

مُنْبَعٌ لِهٰذَا فَاضَاتِ وَجَامِعٌ لِشُئُوْنِهَا وَانْطَمَسَتِ الْمَنْبَعِيَّةُ فِي الشَّامِلِيَّةِ وَالرَّحْمَةُ وَالْقُدْرَةُ شَارِحَتَانِ لِجِهَةٍ مِنْ جِهَاتِ الْمُتَبَارِكِ وَهِيَ هَيْئَةٌ اسْتِعْدَادِيَّةٌ لِكَمَالَاتِ الْاِفَاضِيَّةِ تَمَثَّلَتْ مَلَكَةً لَهَا مَعَ التَّعَرِّيْ عَنِ الْاِفَاضَةِ بِالْفِعْلِ الْمُسْتَنَدَةِ بِالذَّاتِ وَالرَّحْمَةُ وَالْقُدْرَةُ وَاحِدَةٌ وَكُلُّ مَقْدُوْرٍ اِنَّمَا قُدِّرَ عَلَيْهِ بِرَحْمَتِهٖ قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ثُمَّ رَاعِيْ حَقَّ التَّمَثُّلِ فَكَتَبَهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ وَيُسَمّٰى مَا وَرَاءَ ذٰلِكَ بِالْقُدْرَةِ فَسُلْطَانُ الْفَرْقِ فِي الْعُنْوَانِ وَمَوْطِنِ التَّمَثُّلِ دُوْنَ الْمَعْنُوْنِ وَحَيِّزِ الْاِطْلَاقِ •	تمام کے فیض کا منبع اور اسکے مختلف احوال کی جامع ہے لیکن اس کا منبع ہونا شمولیت میں آکر مٹ جاتا ہے اور رحمت اور قدرت یہ دونوں المتبارک کی جہات میں سے ایک جہت کی شرح اور تفصیل کرنے والی ہیں اور یہ کمالات فاضیہ کیلئے بمنزلہ ہیئت استعدادیہ کے ہیں جو کہ ملکہ کی شکل میں ظاہر ہوتی ہیں مگر افاضہ بالفعل ممتند بالذات سے عاری ہیں اور رحمت وقدرت واحد ہیں اور ہر ایک چیز پر قادر ہونا بہ رحمت کا نتیجہ اور ثمرہ ہے ورحمتی وسعت کل شئی اس کے بعد اس کے تمثل کے حق کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس چیز کو ان لوگوں کے لئے جو کہ نبی امی کی اتباع کرتے ہیں متعین کر دیا، اور اس کے علاوہ تمام چیزوں کو قدرت سے تعبیر کیا جاتا ہے، تو فرق

صرف عنوان اور تمثل میں ہے معنون۔ اور حیز اطلاق میں کوئی فرق نہیں،

ثُمَّ اِنَّ الرَّحْمَةَ تَمَثَّلَتْ	پھر جب کہ رحمت میں افاضہ بالفعل

إِذَا ضُدّتْ بِالْفِعْلِ وَتُسَمّٰى بِالْإِرَادَةِ
وَهِيَ هَيْئَةٌ وُحْدَانِيَّةٌ كَأَنَّهَا
خِتَامٌ مُسْتَوٍ لِلْاِنْتِهَاءِ وَ
الْإِطْلَاقِ فَلَيْسَ يَحِقُّ لِطَامِحٍ أَنْ
يَطْمَحَ غَيْرَهَا أَوَّلًا وَبِالذَّاتِ
إِنَّمَا الْحَرِيُّ اِرْجَاعُ الْكُلِّ
إِلَيْهَا بِالْقَصْدِ الْأَوَّلِيِّ وَ
اِنْعَكَسَتْ صُوَرُ الْأَسْمَاءِ
فِيْهَا وَذٰلِكَ لِأَنَّ الْأَسْمَاءَ
لِشِدَّةِ إِطْلَاقِهَا وَسِعَةِ لَا
اِنْتِهَائِهَا تَصِيْرُ كَالْمِرْآةِ
الصَّيْقَلِيَّةِ لِكُلِّ مَا فَوْقَهَا
مِنْ أَنْفُسِهَا وَاسْتِعْدَادَاتِهَا
الْمُنْطَمِسَةِ وَالظَّاهِرَةِ وَ
هٰذِهِ مُطَّرِدَةٌ فِي الْأَسْمَاءِ
أَجْمَعِهَا غَيْرَ أَنَّ عِرْفَانَ الْعِبَادِ
يَنْتَهِيْ عِنْدَ الصُّوْرَةِ
الْمُنْعَكِسَةِ فِي الْإِرَادَةِ ۔
وَمَا أَيْسَرَ أَنْ تَسْتَبِيْنَهَا

کی شکل نمودار ہوتی ہے تو اسے ارادہ
کیساتھ موسوم کیا جاتا ہے اور یہ ایک
ہیئت وحدانیہ ہے جو انتہاء اور اطلاق
کیلئے ختام مستوی ہے کسی بلند ارادہ
کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ اولاً اور بالذات
کسی دوسری طرف نظر اٹھائے اسکے
لئے مناسب یہی ہے کہ تمام امور کا مرجع
مقصد اول ہی کو قرار دے جس میں اسماء
حسنی کی صورتیں منعکس ہیں اور یہ اس
وجہ سے کہ اسماء پاک میں شدت اطلاق
اور وسعت لاانتہاہی پائی جاتی ہے
تو اسکی مثال صیقل کردہ آئینہ کے
طریقہ پر ہو جاتی ہے کہ اس میں تمام
مافوق نفوس اور استعداد ظاہرہ وغیرہ
ظاہر ہوتی ہیں اور تمام اسماء کیلئے
یہ نظریہ مسلم ہے، لیکن لوگوں کی معرفتیں
اپنی تک محدود رہتی ہیں جو ارادہ
کے ضمن میں منعکس ہوتی ہیں،
اگر اطلاق اور اس کی حقیقت نہایت

لو دریت معنی الاطلاق و
کنهه الیس ان الکاتب فی
مرتبة الواقع انعکس فیه
صور متضادة تترا بأسرها
فمن الکاتب الناطق و
الحیوان والجسم والجوهر
ومن الکاتب المتعجب
والضاحک والماشی وهلم
جرا علی ان لکل متصادق
حقیقة مستقلة قد اتحد
اتحادا عرضیا بهذا الذی
نحن فیه فبهذا صدرت
جهات الانواع بل الاشخاص
وهی التی تسمی بالاعیان
الثابتة وبازاء کل
جهة اسم جزئی وتسمی
بالصفات الفعلیة کما ان التی
سبق ذکرها تسمی بالصفات
الذاتیة لشدة اطلاقها ولو

ذہن نشین ہو چکی تو اسکا سمجھنا تمہارے
لئے بہت آسان ہے کیا نفس واقع
میں کاتب کے مفہوم کے اندر وہ تمام
صورتیں عکس انداز نہیں ہوتیں کہ جن
کیساتھ اسے تصادق کی نسبت ہے
چنانچہ کاتب ہی کی شکلوں میں سے
ناطق حیوان جسم در جوہر متعجب ضاحک
اور ماشی وغیرہ ہیں کہ جن پر اسکا اطلاق
ہوتا ہے، حالانکہ ان میں سے ہر
ایک کا مفہوم ایک مستقل حقیقت ہے
اور کاتب کے مفہوم کے ساتھ جو اسے
اتحاد حاصل ہے وہ اتحاد عرضی ہے سو
اسی وجہ سے جہات انواع بلکہ اشخاص
صادر ہو گئیں اور انہیں کا نام اعیان
ثابتہ رکھا جاتا ہے اور ہر ایک جہت
کے مقابلہ میں ایک اسم جزئی ہے جو کہ
صفات فعلیہ کہلاتی ہیں جیسا کہ ہم نے
بیان کیا کہ مقدم الذکر صفات کو
بوجہ شدت اطلاق صفات ذاتیہ

كُلُّهَا بِجَلِّ الذَّاتِ فَهٰذَا اَصْلُ التَّكْوِيْنِ وَبَدْءُ الْحِكْمَةِ ۔

کہا جاتا ہے۔ اور ان کا مفہوم یکسر ذات اقدس پر منطبق ہوتا ہے یہ تکوین کی اصل اور حکمت کی ابتداء ہے

ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ كَمَا كَانَ مُحِيْطًا بِالْعَالَمِ مِنْ جَانِبِ اِتْيَانِ الْعَالَمِ وَمُعْطِيْهِ كِلَيْهِمَا ثَبَتَ لَهٗ اِنِّيَّاتٌ عَوْدِيَّةٌ مُقَدَّسَةٌ اَزَلِيَّةٌ اَبَدِيَّةٌ تَامَّةُ الْاِطْلَاقِ ۔

اس کے بعد یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ اس عالم پر ہر طرح محیط ہے خواہ اتیان عالم کو ملحوظ رکھا جائے یا معطی عالم کو غرضکہ یہ سب کچھ حقائق مقدسہ ازلیہ ابدیہ کامل الاطلاق کا نتیجہ ہے جو انیات عودیہ کہلاتی ہیں

طبقاتِ اسمائے پاک

فَالطَّبَقَةُ الْاُوْلَى الْعَلِيْمُ السَّمِيْعُ الْخَبِيْرُ الْبَصِيْرُ الشَّهِيْدُ وَكُنْهُهَا حُضُوْرُ الْعَالَمِ بِتَخَالِيْطِهٖ وَاَحْكَامِهٖ وَاٰثَارِهٖ رَاجِعًا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِالْاِحَاطَةِ غَيْرِ الْاِحَاطَةِ الْاُوْلٰى عَلٰى اَنَّهَا غَيْرُ اللّٰهِ بِعَدَدِ نَحْوِ

پہلا طبقہ۔ العلیم، السمیع الخبیر البصیر الشہید ہے اور انکی حقیقت یہ ہے کہ تمام عالم اپنی تخلیط احکام اور آثار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے علم میں حاضر ہیں اور وہ اس پر محیط ہے لیکن یہ احاطہ پہلے احاطہ سے مختلف ہے علاوہ ازیں کسی قدر تحلیل کے بعد یہ احاطہ غیر اللہ قرار پاتا ہے اور

مِنَ التَّحْلِيْلِ حَتّٰى صَارَ ذَا نُفُوْذٍ شَفَّافًا بَرَّاقًا۔

اَلثَّانِيَةُ اَلْمَلِكُ الدَّائِمُ اَلْمُتَعَالِي الصَّبُوْرُ الشَّكُوْرُ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ الْحَمِيْدُ الْبَاقِي الْوَاحِدُ الْوَارِثُ وَكُنْهُهَا تَمَثُّلُ الطَّبْقَةِ الْاُوْلٰى فِي جَانِبِ التَّعَرِّي لَا اَقُوْلُ بَقَاءَهَا مُتَعَرِّيًا مُطْلَقًا كَمَا كَانَتْ اَوَّلًا اِذْ هِيَ بِعَيْنِهَا اَسْمَاءُ اللهِ الْبَدَائِيَّةُ فَنَشَأَ بِاِزَاءِ كُلِّ تَخْلِيْطٍ تَقْدِيْسٌ هُنَالِكَ بِاَنْحَاءِ التَّقْدِيْسَاتِ بِتَفَاصِيْلِهَا۔

اَلثَّالِثَةُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الصَّمَدُ السُّبُّوْحُ وَكُنْهُهَا التَّقَدُّسُ التَّامُّ وَالْاِفْضَاءُ الْعَمِيْقُ وَاِنَّمَا بَعْدَهَا ذَاتُ اللهِ سُبْحَانَهُ وَهٰذِهِ الْاَسْمَاءُ

شفاف و براق دکھائی دیتا ہے جس کے آس پاس نظریں نفوذ کرتی ہیں

دوسرا طبقہ، الملک، المتعالی الصبور، الشکور الحلیم، الرشید الحمید، الباقی، الواحد، الوارث کا ہے ان کی حقیقت طبقہ اولی کا تمثل ہے کہ جس میں تعری کا پہلو ملحوظ ہو اس سے میرا مقصود یہ نہیں کہ وہ اپنے پہلے اطلاق اور تعری پر باقی ہوں اسلئے کہ یہ تو بعینہٖ اللہ تعالےٰ کے اسمائ بدئیہ ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ایک تخلیط کے بالمقابل تقدیس ظہور میں آتی ہے تقدیسات کے اپنی تفاصیل کے ساتھ مائل ہونیکی وجہ سے،

تیسرا طبقہ ان اسماء حسنیٰ کا ہے، القدوس، السلام، الصمد، السبوح ان کی حقیقت تقدس تام اور افضاء عمیق ہے اور انکے بعد ذات اقدس سبحانہٗ وتعالےٰ کا مقام ہے اور ان

يَنْحَلُّ اِلَيْهَا التَّجَلِّي الذَّاتِيُّ
عَلَى الْوَجْهِ الَّذِيْ اَشَرْنَا
اِلَيْهِ بِحَسَبِ الْعَوْدِ كَمَا اَنَّ
الْاَسْمَاءَ الَّتِيْ مَرَّ ذِكْرُهَا
يَنْحَلُّ اِلَيْهَا التَّجَلِّي بِحَسَبِ
الْبَدْءِ اَمَّا الطَّبَقَةُ الْاُوْلٰى
فَحَضْرَةٌ جَامِعَةٌ لِصُوَرِ
الْعَالَمِ كُلِّهَا وَذٰلِكَ يَكُوْنُ
مَرَّتَيْنِ مَرَّةً عِنْدَ تَفْصِيْلِ
الْاِفَاضَةِ الْاِضَافِيَّةِ وَسَيَرِدُ
عَلَيْكَ مُلَقَّبًا بِالْكَلَامِ وَمَرَّةً
عِنْدَ اِنْعِكَاسِ النِّظَامِ
الْمُرَتَّبِ فِي الْاِسْمِ الَّذِيْ
حَمَلَهُ اللَّوْحُ وَهُوَ الْمُرَادُ هٰهُنَا
وَنُسَمِّيْهِ بِالْعِلْمِ الْاِنْفِعَالِيِّ
وَاَمَّا الْقُدُّوْسُ فَتَمَثُّلٌ
لِجِهَةِ التَّعَرِّيْ عَنْ كُلِّ التَّمَثُّلَاتِ
الْمُنْطَوِيَةِ فِي الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ
وَاَمَّا الْمَلِكُ الدَّائِمُ

ہی اسماء کیساتھ تجلی ذاتی کی اسی طرح
پر تحلیل کی جاتی ہے جیسا کہ ہم نے
پہلے بھی اشارہ کر دیا کہ اس میں عود کا
پہلو ملحوظ ہوتا ہے برخلاف ان اسماء
کے جن کا ذکر ہو چکا ان میں تجلی باعتبار
بدء کے ظاہر ہوتی ہے یا پہلا طبقہ تو وہ
تمام عالم کی مختلف صورتوں کا جامع
ہوتا ہے اور یہ دو مرتبہ ہوتا ہے ایک
افاضۂ اضافیہ کی تفصیل کے وقت اس
کی تشریح عنقریب آئے گی اور اسکا
لقب کلام ہے دوسرے اسوقت جبکہ
وہ نظام انعکاس کے طور پر ظاہر ہوتا
ہے جسکی ترتیب اس اسم پاک میں ہے کہ
جسکا متحمل لوح محفوظ ہے اس مقام پر یہی
مقصود ہے اور ہم اسے علم انفعالی کہتے ہیں،
اور اسم قدوس کے تمثل کی حقیقت یہ
ہے کہ جو تمثلات الحی القیوم کے ضمن
میں منطوی تھے ان سب سے اس کی
تجرید کی گئی ہو اور الملک الدائم کا

فشرح للقدوس بحسب
التنزلات النازلة في كل
مرتبة مرتبة والحكمة
تبتدي من الحيرة في الذات
وعرفان الأسماء البدئية
وتنتهي إلى الأوبة مآل إلى
الأسماء العودية ويحق لها
ذلك إذ العالم على شرف
اللحوق ولأجل ذلك ترى
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يجعل اسم الأعظم تارة الله
لا إله إلا هو الحي القيوم بحسب
البدء وتارة الأحد الصمد
الذي لم يلد ولم يولد و
لم يكن له كفوا أحد بحسب
العود وترى أكثر الأدعية
النبوية ابتهالا إلى الأسماء
العودية تسبيحا وتقديسا
ليس إلا من الأسماء

مفہوم مراتب مختلفہ کے تنزلات کے
مطابق ہر ایک مرتبہ میں القدوس کی شرح ہے
حکمت کی ابتداء ذات اقدس کی معرفت
کی حیرانی سے ہوتی ہے اور یہ کہ اسماء
بدئیہ کی معرفت اسے حاصل ہو اور انتہا
اس طریقہ پر ہوتی ہے کہ اسماء عودیہ
کی طرف منکسرانہ رجوع کیا جائے کہ جسکا
وہ مستحق ہے کیونکہ عالم خاتمہ کے قریب ہے
اسی بنا پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کبھی تو بدء کو ملحوظ رکھکر اللہ لا
الہ الا ھو الحی القیوم کو اسم
اعظم بتلاتے اور کبھی حالت عودیہ کو پیش
نظر رکھکر الاحد الصمد الذی
لم یلد ولم یکن لہ کفوا احد
کو اسم اعظم قرار دیتے چنانچہ تو دیکھے
گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر
دعاؤں میں اسماء عودیہ کی جانب
انکسار اور ابتہال پایا جاتا ہے اور
آپکی تسبیح و تقدیس میں بھی یہ اسماء عودیہ

الْعَوْدِیَّۃِ — رہتے تھے،

اسماء حادثہ

وَمِنَ الْاَسْمَاءِ اَسْمَاءٌ	اور بعض اسماء حادث ہیں، جو کہ
حَادِثَۃٌ بِھَا نِظَامُ الْحَوَادِثِ	نظام حوادث کا موجب ہیں اور اس
وَتَحْقِیْقُ الْقَوْلِ فِیْھَا عَلٰی مَا	قول کی حقیقت جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
خَصَّنِیَ اللّٰہُ بِتَعْلِیْمِہٖ مِمَّا سَتَجْرِی	مجھے خاص طور سے تعلیم فرمائی ہے یہ
اَنَّ مِنْ اَنْوَاعِ الْقُرْبِ قُرْبُ	ہے کہ قرب کے اقسام میں سے ایک
الْفَرَائِضِ وَکُنْھُہٗ تَجَلِّی اللّٰہِ	قسم قرب بالفرائض ہے اور اسکی حقیقت
سُبْحَانَہٗ فِیْ اَعْیَانِ الْعِبَادِ	یہ ہے کہ اسکے بندوں کو جس وقت قرب
بَعْدَ اِقْتِرَابِھِمْ بِقُرْبِ	وجود حاصل ہوتا ہے تو اللہ سبحانہٗ و
الْوُجُوْدِ فَاِذَا تَجَلّٰی فِیْھَا	تعالیٰ اعیان عباد میں تجلی فرماتے ہیں
تَحَقَّقَ تَحَقُّقًا لِمَا اَنَّ اللّٰہَ	اس تجلی کے بعد ایک قسم کا تحقق ہوتا ہے
سُبْحَانَہٗ اَصْلُ التَّحْقِیْقِ	اسلئے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تحقق کی
وَسِنْخُہٗ وَمِثْلُ ھٰذَا التَّحَقُّقِ	اصلیت اور اسکی بنیاد ہیں اور اس
مُعْتَمِدٌ عَلَی الْعَیْنِ فِیْ عَالَمِ	تحقق کے تمثل کا انحصار عالم غیب میں
الْغَیْبِ وَعَلَی النَّفْسِ النَّاطِقَۃِ	عین پر ہوتا ہے اور عالم شہادت میں
فِیْ عَالَمِ الشَّھَادَۃِ مِثْلُ تَحَقُّقِ	نفس ناطقہ پر جیسا کہ روح انسانی کے
الرُّوْحِ مُعْتَمِدًا عَلٰی اَمْشَاجِ الْبَدَنِ	تحقق کا دارومدار اخلاط جسم پر ہوتا ہے

وَمِثْلُ تَعَلُّقِ هٰذَا الْاِسْمِ الْمُتَحَقِّقِ مِثْلُ تَعَلُّقِ هٰذَا النَّفْسِ بِالْبَدَنِ فَكَمَا اَنَّ النَّفْسَ شَيْءٌ مُجَرَّدٌ بَسِيْطٌ لَا يَمْنَعُهَا تَعَلُّقُهَا بِالْبَدَنِ مِنْ تَجَرُّدِهَا وَلَا بَسَاطَتِهَا كَذٰلِكَ هٰذَا الْاِسْمُ اَمْرٌ اِلٰهِيٌّ غَيْبِيٌّ لَا يَمْنَعُهُ تَعَلُّقُهُ بِالتَّعَيُّنِ وَالنَّفْسِ مِنْ تَاَلُّهِهٖ وَتَقَدُّسِهٖ قَالَ اللّٰهُ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ وَمَعْنَى الْاٰيَةِ فِيْ مَذْهَبِ الْبَطْنِ الرَّابِعِ هٰذَا الْاِسْمُ الَّذِيْ حَقَّقْنَاهُ ؕ

اس اسم پاک کے تحقق کی مثال بعینہٖ نفس انسانی کے بدن کیساتھ تعلق رکھنے کی ہے سو جیسا کہ نفس شئے مجرد اور بسیط ہے لیکن اسکا یہ تجرد اور بساطت بدن سے تعلق پیدا کرنے کیلئے مانع نہیں اسی طرح یہ اسم پاک باوجودیکہ امر الٰہی غیبی ہے مگر یہ تعین ثابت اور نفس ناطق سے تعلق پیدا کرنے میں مانع نہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہونے اور تقدس میں فرق نہیں آتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق اس آیت کے معنی البطن رابع کے مطابق یہی اسم پاک ہے کہ جس کی ابھی ہم نے تحقیق بیان کی ہے،

ملائکہ کا مقام قرب اور اُن کے اسماء

وَمِنَ الْمَلَائِكَةِ قَوْمٌ قَرُبُوْا قُرْبَ الْوُجُوْدِ وَ

ملائکہ کی ایک جماعت کو قرب وجود کا درجہ حاصل ہوا ہے اور ان کے

سَبَخَتْ اَعْیَانُہُمْ فَاقْتَرَبُوْا	اعیان میں کمال آگیا تو انہوں نے
بِقُرْبِ الْفَرَائِضِ فَتَجَلَّی اللّٰہُ	قرب فرائض کا قرب حاصل کرنے کی
سُبْحَانَہٗ وَتَحَقَّقَ تَحَقُّقًا اِلٰہِیًّا	کوشش کی اللہ تعالےٰ نے ان پر تجلی
فَاقْتَضٰی مِنْ قَبْلِ ھٰذَا	فرمائی اور اسکی الوہیت متحقق ہوئی
التَّحَقُّقِ تَاْثِیْرًا تَکْوِیْنِیًّا فَانْقَادَتْ	یہ تحقق تکوین اور اثر انداز ہونے کا
لَہٗ نُفُوْسُہُمُ الْمُجَرَّدَۃُ وَاَرْوَاحُہُمْ	مقتضی ہوا جسکے سامنے انکے نفوس مجردہ
الْاَمْشَاجِیَّۃُ فَخَلَقَ وَکَوَّنَ	اور ان کے جسم بذیر روحیں طاعت
بِوَسَاطَۃِ نُفُوْسِہِمْ وَاَرْوَاحِہِمْ	کے طور پر جھک گئیں چنانچہ اللہ

تعالےٰ نے اس کے تحقق کے ذریعہ نفوس اور ارواح کو پیدا فرمایا

مِنْہُمْ مِیْکَائِیْلُ وُکِّلَ عَلَی	انہیں ملائکہ میں سے ایک میکائیل
الْاَرْزَاقِ وَعَلٰی کُلِّ تَکْوِیْنٍ تَکْوِیْنٍ	علیہ السلام ہیں جنہیں ہر ایک قسم کی
وَانْقَادَ لَہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ فِیْ ذٰلِکَ	تکوین اور ایصال رزق کا کام سپرد
مِنْہُمُ التَّصْوِیْرُ فِی الرَّحِمِ وَاِنْبَاتُ	کیا گیا ہے بہت سے ملائکہ ان کے متبع اور مطیع
الْاَشْجَارِ وَغَیْرِہَا وَعِزْرَائِیْلُ	ہیں جو رحم میں بچوں کی تصویر اور درخت وغیرہ اگانے
وُکِّلَ عَلٰی قَبْضِ الْاَرْوَاحِ وَ	کے کام انکے سپرد ہیں اور عزرائیل ؑ قبض ارواح کے
اِسْرَافِیْلُ بَعْثُہُمَا وَکَانَہُمَا	فرائض انجام دینے پر مقرر کئے گئے ہیں اور اسرافیل ؑ
مِنْ تَفَاصِیْلِہٖ وَمِنْہُ الْاِیْجَادُ	کے کام ان دونوں سے عام ہیں گویا کہ
الْکُلِّیُّ وَالْاِعْدَامُ الْکُلِّیُّ تُنْسَبُ	ان دونوں کے کام ان کے کام کی شرح اور
النَّفْخَتَانِ اِلَیْہِ نَفْخَۃُ الْاِعْدَامِ	تفصیل ہے اور اسی سے ایجاد کلی اور

وَنَفْخَةُ الْاِيجَادِ ۔

وَجِبْرِيلُ هُوَ صَاحِبُ
التَّرْبِيَةِ الْكَمَالِيَّةِ وَمِنْ
جُنُودِهِ أَقْوَامٌ مِنْهُمُ
اللِّمَّةُ الْمَلَكُوتِيَّةُ وَكُلُّ
رَسُولٍ فَإِنَّ لَهُ اِسْمًا
يَتَجَلَّى فِي صَدْرِهِ بِهِ
كَمَالُهُ وَإِلَيْهِ مَآلُهُ
وَاعْتَنِ بِتَحَيُّزِ الْأَنْبِيَاءِ
فِي كَمَالِهِمْ عُمُومُ
الْاِسْمِ وَإِطْلَاقُهُ وَسَيَرِدُ
عَلَيْكَ بَعْضُ التَّفْصِيلِ
لِهٰذَا الْاِسْمِ فَتَعَرَّفْهُ
وَبَعْدَ ذِكْرِ مَا أَسْلَفْنَا
لَكَ مِنْ أَنَّا لَا نُرِيدُ
بِالْأَسْمَاءِ مَفْهُومَاتٍ
اِنْتِزَاعِيَّةً وَإِنَّمَا نُرِيدُ
اِنِّيَّاتِ الْمِصْدَاقِ نَسْتَرِوَ

اعدام کی چنانچہ دونوں نفخات اسی کی
طرف منسوب ہیں نفخۃ الاولیٰ اعدام کیلئے اور نفخہ ثانیہ ایجاد کیلئے ہے،
اور جبرئیل علیہ السلام کے تربیت
کمالیہ کے کام سپرد کیے گئے ہیں اسکے
لشکر میں بہت سے ملائکہ شامل ہیں
جو بنی آدم کے دلوں میں القاء خیر
کرنے میں مشغول ہیں اور تمام رسل ان
میں سے ہر ایک کیلئے ایک اسم پاک
ہوتا ہے جو اسکے قلب پر تجلی انداز
ہوتا ہے غرضکہ یہ تمام اسی کے کمال در
ایصال سے فیض یاب ہیں، اس اسم
پاک کے ضمن عاطفت میں جسکی
بعض تفصیلات میں تم سے عنقریب
بیان کروں گا تمام انبیاء کرام پناہ
گزیں ہوئے جسکا باعث اس اسم پاک
کا عموم اور اطلاق ہے اور جو کچھ ہم پہلے
بیان کر چکے وہ تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ہماری
مراد اسماء پاک سے اسکا مفہومات انتزاعیہ
نہیں ہوتا ہمارے پیش نظر تو حقائق

وَتَجَلِّيَاتٍ اَزَلِيَّةٍ وَاعْلَمْ اَنَّ مِنْ هٰذِهِ الْجِهَاتِ الَّتِيْ عَيَّنَّاهَا اُمُوْرًا اِنْتِزَاعِيَّةً اَقْنَابِجَنَا اِمُوْرٍ غَيْبِيَّةٍ هِيَ اُصُوْلُ التَّجَلِّيَاتِ وَاَنَا قَدْ تَرَكْنَا كُلَّ اِنْتِزَاعِيٍّ وَظُهُوْرًا حِيْنَ خُضْنَا فِيْ بِحَارِ الْاَسْمَاءِ لٰكِنَّ اللِّسَانَ يَعْتَقِلُ فِيْ بَيَانِهَا فَاضْطَرَرْنَا اِلٰى مَفْهُوْمَاتٍ اِنْتِزَاعِيَّةٍ۔

مقدسہ اور تجلیات ازلیہ ہوتی ہے، اور یاد رکھو کہ ان ہی جہات میں جنکا ہم نے تم سے تذکرہ کیا ہے، بعض کا مفہوم انتزاعی ہے کہ جسکو ہم نے امور غیبیہ کے مقابلے میں تعبیر کیا ہے جو تجلیات کی اصل ہیں جو وقت ہم اسمار پاک کے متعلق گفتگو کرنے لگتے ہیں تو ہر ایک مفہوم انتزاعی کو پس پشت ڈالدیتے ہیں لیکن زبان اسکے بیان کرنے سے عاجز ہوتی ہے اسلئے ہمیں مجبوراً مفہومات انتزاعیہ کیطرف رجوع کرنا پڑتا ہے،

صفت علم

وَلْنَتَكَلَّمْ فِي الْعِلْمِ عَلٰى حِدَةٍ نَقْدَ كَثْرَةِ الْاٰيَاتِ فِيْهِ وَفِي الْاِرَادَةِ فَاِنَّهَا لَمُخْتَصٌّ عِرْفَانُهَا بِالْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَبِالْحُكَمَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَالْكَلَامُ فَاِنَّهُ اَصْلُ الشَّرْعِ وَسِنْخُ الْوَحْيِ

صفت علم کے متعلق ہمارا خیال علیحدہ بحث کرنیکا ہے جسکے متعلق کثرت سے آیات قرآنیہ وارد ہوئی ہیں اور ارادہ جسکی خصوصی معرفت انبیاء علیہم السلام اور حکماء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو حاصل ہوتی ہیں اور مثلاً کلام جو کہ شریعت اور وحی کی اصل اور بنیاد ہے اور وحدت الوجود کے متعلق بھی بحث

وفي وحدة الوجود اذ كثر النزاع فيه.

اما العلم فيطلق بالاشتراك على معنيين الاول تجلي الله سبحانه بما تجلى به وهو من السلسلة البدئية وكنهه اندراج الفعليات تحت فعليته سبحانه فلما كانت ذاته حاضرة عنده سبحانه استلزم ذلك حضور الكل عنده بتمايزاتهم وخصوصياتهم واحكامهم وآثارهم وانما علمه تزين نفسه بحسب ذلك الحضور المقدس ولا يمتاز علمه بواحد منهم لا بذلك الواحد بعينه وعليك بالتأمل الصادق فان

کریں گے اسلئے کہ یہ ایک معرکۃ الآراء بحث ہے

اشتراک کے طور پر علم کا اطلاق دو معنی پر ہوتا ہے ایک تو اللہ سبحانہٗ و تعالےٰ کی تجلیات میں سے وہ تجلی جس کا تعلق سلسلۂ بدئیہ سے ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ تمام فعلیتیں اللہ سبحانہٗ و تعالےٰ کی فعلیت میں مندرج ہیں اور کیونکہ اسے اپنی ذات اقدس کا علم حضوری حاصل ہے اسلئے یہ ضروری ہے کہ تمام اشیاء کا علم حضوری اسے حاصل ہو انکے تمام امتیازات اور خصوصیات اور احکام اور آثار ہر وقت اسکے علم میں حاضر رہتے ہیں اسکا علم ایک حضور مقدس ہے جسکا تعلق اس کی ذات اقدس کے نفس علم کے لحاظ سے یکساں ہے اور ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی اسکا علم اس واحد بعینہ کے علاوہ ممتاز نہیں ہوتا اس پر خوب اچھی طرح سے غور کرنا

المسئلة عميقة وهي مفوضة
إلى ذوق الحكيم لا تذكر
في الوحي لما سبق منا
الإشارة إليه الثاني
الإحاطة العودية على أنها
حاضرة عند الله ومشرفة
على الانحلال فهو من
سلسلة العودية و
كنهه أن الله سبحانه
محيط بكل فعلية من
كل حيثية تفرض
سواء في ذلك المجيء
والمضي ورسول الله
صلى الله تعالى عليه وآله
وسلم حل العقدة
في مسئلة القدر بما
قال جف القلم بما هو
كائن واعتذر آدم عليه
السلام بعلم الله سبحانه فيه

چاہیئے کیونکہ یہ ایک دقیق مسئلہ ہے اور
جسے صحیح طور پر حکیمانہ ذوق سلیم حاصل
نہ ہو وہ اس کی تہ تک نہیں پہنچ سکتا
جسکی طرف ہم پہلے ہی اشارہ کر چکے ہیں
علم کے دوسرے معنیٰ احاطہ عودیہ کے
ہیں بایں شرط کہ سب اشیاء اللہ تعالےٰ
کے علم میں حاضر ہیں لیکن وہ عنقریب
زائل ہونیوالی ہیں اسکا تعلق سلسلہ
عودیہ سے ہے اور جسکی حقیقت یہ ہے
کہ اللہ تعالےٰ ہر ایک حیثیت سے
ہر ایک فعلیت پر محیط ہے قطع نظر
اس سے کہ وہ حیثیت مفروضہ ہو کسی
فعلیت کا ظہور میں آنا اور اسکا زائل
ہونا اس میں برابر ہے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تعدیہ کا مسئلہ
حل کرتے ہوئے یہ الفاظ فرمائے تھے
کہ جو کچھ ہونیوالا ہے قلم اسے لکھ کر خشک
ہو گئے اور آدم علیہ السلام نے یہی
بات بیان کی کہ اللہ تعالےٰ کو انکے

اِنَّہٗ مُنِیْبٌ فَارْجِعَا لِکُلٍّ
اِلَی الْمُبْدِئِ بِصِیْغَۃِ الْمَاضِیْ
عَلٰی سَبِیْلِ الْوُجُوْبِ فَلَا
جَرَمَ اَنَّہُ الْمُبْدِئُ وَقَالَ
اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ
فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ
صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکَاذِبِیْنَ
فَجَعَلَہُ السَّبَبَ الْغَائِیَّ فِیْ
ذٰلِکَ بِصِیْغَۃِ الْمُسْتَقْبِلِ عَلٰی
سَبِیْلِ التَّعْقِیْبِ فَلَا جَرَمَ
اَنَّہُ الْعَوْدِیُّ وَقَدْ اَشَارَ
اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اِلَی انْتِہَاءِ
لُقْمَانَ فِیْ حِکْمَتِہٖ بِمَا حَکٰی
عَنْہُ یَا بُنَیَّ اِنَّہَا اِنْ تَکُ
مِثْقَالَ حَبَّۃٍ الْاٰیَۃَ وَبِالْجُمْلَۃِ
فَکُلَّمَا نَزَلَ فِی الْقُرْاٰنِ مِنْ
ذِکْرِ الْعِلْمِ فَاِنَّمَا ھُوَ الْعَوْدِیُّ
وَھٰذِہٖ ضَرُوْرَۃٌ مِنْ طَبِیْعَۃِ
یَجِبُ کَلَالَتِہٖ دُوْنَ نَفْسِہٖ

گناہ کرنیکا علم تھا غرضکہ ہمارے رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آدم علیہ السلام
نے مبدا کی طرف رجوع کرنے کے لئے
وجوبی طور پر ماضی کا صیغہ استعمال کیا
کہ جس سے یہ بات ثابت ہو گئی، کہ
یہی وحدہٗ لاشریک کی ذات مبدی ہے
اور اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے قرآن عظیم
میں فرمایا فلیعلمن اللّٰہ الخ یعنی
اللہ تعالےٰ جھوٹوں اور سچوں کو ضرور
جان لے گا اس آیت میں فاء تعقیب
کے بعد مستقبل کا صیغہ استعمال فرمایا ہے
اور ذات اقدس کو علت غائیہ قرار دیا
ہے تو اسے عودی تعبیر کرنے میں کسی
قسم کا کوئی مضائقہ نہیں اور اللہ تعالےٰ نے لقمان
علیہ السلام کی حکمت کے کمال کو بیان کرنے کیلئے
جو اشارہ فرمایا ہے اس میں ہے یا بُنیّ انہا ان تک
مثقال حبۃ الخ خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن
کریم میں جہاں بھی علم کا ذکر آیا ہے اس سے
عودی مراد ہے اور یہ ضرورت وحی کے

مِنْ حَیْثُ اِیْجَابِہٖ فَتَعَرَّفْ وَ تَاَخُّرُ الْعِلْمِ الْاِنْفِعَالِیِّ هُوَ التَّاَخُّرُ الْاِنْطِبَاعِیُّ فَلَا یُنَافِیْ اَزَلِیَّتَہٗ

اقتضار کی وجہ سے باعتبار اس کی دلالت کے نفس کے ظاہر ہونے کی بنا پر نہیں بعد میں تم اس کی مراد سمجھ لوگے اور علم انفعالی کا تاخر یہ تاخر انطباعی ہے جو اس کی ازلیت کے منافی نہیں۔

صفت ارادہ

وَاَمَّا الْاِرَادَةُ فَنَشَاَتْ مِنْ تَوَحُّدِ اللّٰهِ سُبْحَانَہٗ بِذٰلِكَ النِّظَامِ الْمُقَدَّمِ عَلَیْهَا مِنْ حَیْثُ الْاِفَاضَةِ وَذٰلِكَ لِاَنَّ كُلَّ حَالَةٍ سَابِقَةٍ تَقْتَضِی الْحَالَةَ اللَّاحِقَةَ وَكُلَّ حَالَةٍ لَاحِقَةٍ تَتَوَحَّدُ فِیْهَا السَّابِقَةُ وَ هَلُمَّ جَرًّا حَتّٰی انْتَهٰی ذٰلِكَ اِلَی الْاِرَادَةِ الَّتِیْ هِیَ الْاِفَاضَةُ بِالْفِعْلِ فَلَا جَرَمَ اَنَّهَا تَوَحَّدَ فِیْهَا كُلُّ النِّظَامِ وَ اِنَّهَا لَا تَقْتَضِیْ اِلَّا الْمُرَادَ

اور صفت ارادہ کا ظہور اللہ سبحانہ تعالیٰ کے اس نظام مقدم میں اس افاضہ کی بنا پر ہوا جو کہ وحدت کو قائم رکھنا چاہتا ہے اور یہ اس لیے کہ ہر حالت سابقہ حالت لاحقہ کی مقتضی ہے اور ہر حالت لاحقہ میں حالت سابقہ متوحد ہو کر رہ جاتی ہے اور یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے تا آنکہ یہ سلسلہ ارادہ ہی پر منتہی ہو جاتا ہے، جس کا مفہوم افاضہ بالفعل ہے تو اب ہر نظام میں وحدت پیدا ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں اب اس سے جو اشیا ظہور میں آتی ہے وہ قید امکان سے

المقيدة المعلول الذي لبس
كله بحلل المتدنسين
بالمتدنسات المتراكمة التي
صدته أن ترجع إلى الله
سبحانه ونزها يستلزم من
جوهرها انتهاء السلسلة
الاطلاقية بها لا بما أنها
انتهاء واحد ومتغاير بل
بما أنها شاملة نافذة
نفوذ الالهيات الاطلاقية
في الكائنات المتعينة
أما ترى أن الانسان
يحصل له أولا صورة
ذهنية يترتب عليها فتنبعث
كيفية شوقية على
سبيل الوجوب ثم
تحدث صفة وجدانية
هي الارادة وهي الافاضة
بالفعل وهي منبع

مقید اور ارادہ قاہرہ کی معلول ہوتی ہیں
متدنسات متراکمہ میں سے ہر اس
تدنس کیساتھ جو لہ اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع
کرنے سے مانع ہو اور ارادہ کا اصل
جوہر اس بات کا مقتضی ہے کہ سلسلہ
افاضیہ کا اختتام اس پر ہو جائے اس
بنا پر نہیں کہ وہ انتہاء واحد اور اسکے
متغایر ہے بلکہ اس کا شمول اور نفوذ
ایسا ہی رہتا ہے جسطرح دوسری صفات
الہیہ اطلاقیہ کا شمول اور نفوذ تعین
پذیر کائنات میں پہنچ کر قائم رہتا ہے
کیا یہ چیز نہیں دیکھی کہ انسان
کے ذہن میں اولاً کوئی صورت ذہنیہ
حاصل ہوتی ہے جو اسکے حسن اور زینت
کو قائم کر دیتی ہے پھر اسکے بعد لازمی
طور پر کیفیت شوقیہ پیدا ہوتی ہے
اور اسکے بعد صفت وجدانیہ
جو کہ ارادہ ہی ہوتا ہے جسکا مفہوم افاضہ
بالفعل کے مرادف ہے اور یہی ارادہ

اَلْحَرَكَةُ الْقَوْلِيَّةُ وَالْفِعْلِيَّةُ	حرکات قولیہ اور فعلیہ کا منبع ہے،
فَاعْلَمَنْ اَنَّ هٰذِهِ الصِّفَةَ	اسلئے یاد رکھو کہ اس صفت ازلیہ
الْاَزَلِيَّةَ الْاِفَاضِيَّةَ الْفَائِضَةَ	افاضیہ کو ان اسماء پاک کا فیض ہے
مِنَ الْاَسْمَاءِ الْمُتَقَدِّمَةِ عَلَيْهَا	اس سے متقدم ہیں یہ حق حاصل ہے کہ
يَحِقُّ لَهَا اَنْ تُسَمّٰى بِالْاِرَادَةِ	اسکو تمثلات کلامیہ میں ارادہ سے موسوم
فِي التَّمَثُّلَاتِ النَّازِلَةِ الْكَلَامِيَّةِ	کیا جائے اور اولاً بالذات اسکے علاوہ
وَاَنْ لَا يُسْتَنَدَ مُسْتَمَدٌّ اَوَّلًا	کسی اور کی جانب منسوب نہ کیا جائے
وَبِالذَّاتِ اِلَّا اِلَيْهَا وَاَمَّا ثَانِيًا	البتہ ثانیاً اُن کی نسبت ان اسماء
وَبِالْعَرَضِ فَاِنَّمَا نَسْتَنِدُهُ اِلَى	متقدمہ کی طرف کی جاسکتی ہے جو کہ
الْاَسْمَاءِ الْمُتَقَدِّمَةِ بِاِزَاءِ اِسْتِنَادِ	اس نسبت کے موافق ہوں جو اس
هٰذَا الْمَجْعُوْلِ اِلَى الصُّوَرِ الْمَعْلُوْمَةِ	مجعول کو صور معلومہ کیساتھ ہے جسکی مثال
فِي الْمَثَلِ الَّذِيْ ضَرَبْنَاهُ ٭	ہم پہلے بیان کر چکے۔
وَلِذٰلِكَ لَمَّا كَانَ عِلْمُ الْاِمْكَانِيِّ	اور جبکہ علم انفعالی کا مفہوم یہ ہے کہ
حُضُوْرَ صُوْرَةٍ اِنْطِبَاعِيَّةٍ	کسی چیز کی صورت انطباعیہ اسطرح
عَلٰى سَبِيْلِ الْاِحَاطَةِ مِنْ	حاضر ہو کہ وہ حضور اس پر محیط ہو کہ
شَيْءٍ لِغَيْرِهٖ حَقَّ اَنْ يُسَمّٰى	جسطرح کوئی چیز کسی کو گھیرے ہوئے
الطَّبَقَةُ الْاُوْلٰى مِنَ الْاَسْمَاءِ	ہوتی ہے اسلئے مناسب ہے کہ اسماء عودیہ
الْعَوْدِيَّةِ بِهٰذَا الْاِسْمِ فِي التَّمَثُّلَاتِ	کے پہلے طبقہ کو تمثلات کلامیہ میں اسی نام
الْكَلَامِيَّةِ وَلْيَكُنْ هٰذَا	سے موسوم کیا جائے یہ ایک لطیف

السِّرُّ اللَّطِيفُ مَحْفُوظًا عِنْدَكَ
فَسَيَنْفَعُكَ فِي مَا يَأْتِيكَ إِنْ
شَاءَ اللهُ تَعَالَى ۔

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ
بِمَا هُمْ أَنْبِيَاءُ قَدْ زَالَتْ
عَنْهُمُ الْجِنَايَةُ الْمُبْتَدِعَةُ عَتْوَ
صَارُوا فَتَنَ تَوَحَّدَ لَهُمُ اللهُ
سُبْحَانَهُ بِأَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ
فَلَاجَرَمَ أَنَّهُ لَيْسَ لَهُمْ
مَطْمَحٌ دُونَ الْإِرَادَةِ فِي
سِلْسِلَةِ الْبَدْءِ وَلَا دُونَ
الطَّبَقَاتِ الثَّلٰثِ الْعَوْدِيَّةِ
وَإِنَّهُ يُلْقِي مِنْ حَيْثُ طَبِيعَةِ
كَلَامِهِمْ تَفَاصِيلَ الْعِلَّةِ
الْفَاعِلِيَّةِ وَالْعِلَّةِ الْقَابِلِيَّةِ أَمَّا
الْعِلَّةُ الْفَاعِلَةُ فَظَاهِرٌ أَنَّ التَّوْحِيدَ
يَأْبَاهُ وَأَمَّا الْقَابِلَةُ فَتَفَاصِيلُهَا
إِنَّمَا تَنْبَعِثُ لَا سِيَّمَا فِي نَظَرِ
الْحَكِيمِ مِنَ الْعِلَّةِ الْفَاعِلَةِ

راز ہے اسے اپنے پاس محفوظ رکھو ما بعد
کے مباحث ہیں اس سے تم کو بڑا فائدہ
حاصل ہو گا۔

پھر اسکے بعد یہ بھی سمجھو کہ انبیاء
کرام علیہم السلام انبیاء ہونے کی وجہ
سے عقل کی بدعتوں سے محفوظ ہیں اور
اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توحید اسماء اور
صفات کیساتھ انکے سامنے جلوہ گر ہوتی ہے
اس لئے سلسلہ بدیہ میں ارادہ کے علاوہ
انکا اور کوئی مطمح نظر نہیں ہوتا اور سلسلہ
عودیہ میں ان کی نظر طبقات ثلثہ پر بھی
نہیں ہوتی اور انکے فطری کلام کا تقاضا
یہ ہے کہ وہ علت فاعلیہ اور علت
قابلیہ کی تفاصیل کو بھی ملحوظ نہیں رکھتے
یہ بات تو ظاہر ہے کہ علت فاعلیہ کو
ملحوظ رکھنے سے تو توحید منافی ہے اور
علت قابلیہ کی تفاصیل کو اسلئے کہ
نظر انداز کر دیتے ہیں کیونکہ درحقیقت
حکیم کی نظر میں وہ بھی علت فاعلہ

وَمِنَ الْاِرَادَةِ اِرَادَةٌ مُتَجَدِّدَةٌ	وابستہ ہے ارادہ کی ایک قسم ارادہ متجددہ
اِلَيْهَا تُسْتَنَدُ الْحَوَادِثُ	ہے جس کی جانب حوادث یومیہ منسوب
الْيَوْمِيَّةُ وَكُنْهُهَا اِفَاضَةُ	ہوتے ہیں اس کی حقیقت یہ ہے کہ
الْاَسْمَاءِ الْحَادِثَةِ بِالْفِعْلِ مِنْ	وہ ملائکہ مقربین کہ جنہیں تدبیر کائنات
صُدُوْرِ تَمَامِ الْمُقَرَّبِيْنَ	سپرد کی گئی ہے انکے سینوں میں اسمائے
وُكِّلُوْا عَلٰى تَدْبِيْرِ الْخَلْقِ	حادثہ بالفعل کا افاضہ ہوتا ہے،
فَاِذَنْ مَا اَحَقُّ مَا يَتَفَصّٰى بِهٖ	اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جسوقت امام ابو
الْاِمَامُ اَبُو الْحَسَنِ الْاَشْعَرِيُّ	الحسن اشعری رح اعتراضات سے تنگ آ
فِي الْمَضَائِقِ مِنَ	گئے تو انہوں نے صفت ارادہ کو
الْاِعْتِصَامِ بِالْاِرَادَةِ	مضبوطی کے ساتھ پکڑ کر خصم سے پیچھا
لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ	چھڑایا اور یہ استدلال کیا دلا یسئل
وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ الْاٰيَةَ	عما یفعل الخ کہ اللہ تعالےٰ سے اس
وَيَقُوْلُ اِنَّ الْاِرَادَةَ	کے افعال کے متعلق کوئی دریافت نہیں
مُخَصِّصَةٌ بِنَفْسِهَا	کرسکتا اور ان سے پوچھا جاتا ہے،
وَلَيْسَتْ اَفْعَالُ اللّٰهِ	امام موصوف فرماتے ہیں، کہ ارادہ
سُبْحَانَهٗ مُعَلَّلَةً بِالْاَغْرَاضِ	بذات خود مخصص ہوتا ہے اور نیز یہ کہ
يَعْنِيْ اَنَّ التَّخْصِيْصَ	اللہ تعالےٰ کے افعال معلل بالاغراض
اِنَّمَا يَفُوْرُ مِنْ نَفْسِهَا	نہیں ہوتے یعنی تخصیص کا منبع بذات
مِنْ حَيْثُ اَنَّهَا جَامِعَةٌ	خود ارادہ کی صفت ہے جو کہ دیگر

لِلْاَسْمَاءِ اَجْمَعِهَا وَاَهْلُ الْحَقِّ يَعْنُوْنَ بِالْقَدَرِ اِقْتِضَاءَ الْاِرَادَةِ الْقَدِيْمَةِ وَبِالْقَضَاءِ اِقْتِضَاءَ الْاِرَادَةِ الْمُتَجَدِّدَةِ وَفِي الْحَدِيْثِ اِذَا قَضَى اللّٰهُ تَعَالٰى فِي السَّمَاءِ اَمْرًا ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَاَنَّهَا سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ فَالَّذِي يَتِمُّ بِهِ اِسْتِنْزَالُ الْمُقَرَّبِيْنَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ صُوَرَةً قَضَائِيَّةً مِنْ مَنْبَعِ الْقَدَرِ كَمَا يَسْتَنْزِلُ الْاَنْبِيَاءُ عُلُوْمًا

تمام اسماء پاک کی جامع ہے، اور اہل حق اقتضاء ارادۂ قدیمہ کو قدر اور اقتضاء ارادۂ متجددہ کو قضا سے تعبیر کرتے ہیں، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ جب اللہ تعالے آسمانوں میں کسی امر کا فیصلہ فرمالیتا ہے تو ملائکہ اسکے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو اس کے سامنے اپنے پروں کو پھیلا دیتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی صاف پتھر پر لوہے کی زنجیر گر پڑی ہے جب انکے دلوں کی گھبراہٹ ختم ہو جاتی ہے تو آپس میں کہتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا حکم صادر فرمایا تو جواب میں کہتے ہیں اسکا حکم اور ارشاد حق ہے وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ (بخاری۔ ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ جسطرح انبیاء کرام علیہم السلام اپنے علوم کو وحی شرعی کے منبع سے اخذ کرتے ہیں اسی طرح ملائکہ مقربین صور قضائیہ کے احکام قدر

مِنْ مَنْبَعِ الشَّرْعِ وَقَالَ
اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا
اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ
كُنْ فَيَكُوْنُ وَيَشْتَبِهُ عَلَى
الْاَذْهَانِ الْمَشْهُوْرَةِ تَفْسِيْرُهَا
مِنْ حَيْثُ اَنَّهُمْ مَا دَرَوْا
سِرًّا لِلتَّكْوِيْنِ وَنَحْنُ
نَقُوْلُ التَّكْوِيْنُ هُوَ الْاِرَادَةُ
وَتَعَلُّقُهَا اَزَلِيٌّ اِذَا الْاَزَلُ
لَيْسَ بِحَدٍّ يَكُوْنُ بَعْدَهُ
الزَّمَانُ وَاِنَّمَا هُوَ
ظَرْفٌ مَفْرُوْضٌ لِلْكَائِنَاتِ
الْعَالِيَةِ مِنَ الزَّمَانِ وَ
الْمَكَانِ بِتَجَرُّدِهَا وَ
تَقَدُّسِهَا وَاِنَّمَا الزَّمَانُ
بِطُوْلِهٖ شَخْصٌ وَاحِدٌ
حَاضِرٌ عِنْدَهٗ يَفْعَلُ
فِيْهِ فِعْلًا مُقَدَّسًا
مَا يَشَاءُ

کے منبع سے اخذ کرتے ہیں،
اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا اَمْرُہٗ
اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَہٗ
کُن فیکون اکثر لوگوں کے اذہان
اس آیت کی تفسیر سمجھنے سے قاصر
رہے، کیونکہ وہ تکوین کے راز کو نہ سمجھ
سکے اور ہم تو یہ کہتے ہیں کہ تکوین تو
ارادہ ہی ہے اور اسکا تعلق ازلی ہے
اسلئے کہ ازل کسی محدود وقت کو
نہیں بولتے کہ جسکے بعد زمان کا مفہوم
ظہور میں آئے وہ تو کائنات کے لئے
ایک ظرف مفروض کے طور پر مستعمل
ہوتا ہے جسکا وجود بلحاظ انکے تجرد
اور قدامت کے متعالی عن الزمان
والمکان ہوتا ہے، زمان کے مفہوم
میں وسعت ہے اور وہ ایک حدث
شخصی ہے جو ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے
حضور میں حاضر ہے اور اسمیں اپنے
حسب ارادہ اپنا مقدس تصرف فرماتا

فَلَا تَجَدُّدَ وَلَا تَقَضِّيَ إِلَّا بِنِسْبَتِنَا فَانْمَحَقَ الْمُحَالُ مِنْ حَيْثُ حُدُوْثِ الْعَالَمِ ۔

رہتا ہے تجدد اور فنا کا مفہوم اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب ہم اسکی نسبت اپنے ساتھ کرتے ہیں اسلئے حدوث عالم کو مستلزم محال سمجھنا غلط ہے،

حدوث عالم

وَنَحْنُ نَقُوْلُ الْعَالَمُ مَعَ زَمَانِهٖ وَمَكَانِهٖ وَهَيُوْلَاهُ حَادِثٌ بِمَعْنٰى اَنَّهٗ مَعْلُوْلٌ بِالْاِرَادَةِ مُتَنَسٍّ بِالْاَدْنَاسِ يَقْتَضِيْ بِنَفْسِهٖ الْاِنْتِقَالَ وَالْحَرَكَةَ وَالزَّمَانِيَّةَ وَالْمَكَانِيَّةَ مَسْبُوْقٌ بِبُعْدٍ مَوْهُوْمٍ مُمْتَدٍّ اِنَّمَا تَوَهَّمَهٗ بِاِزَاءِ الْبُعْدِيَّةِ الْمُقَدَّسِ فِيْ تَمَثُّلَاتِ الْوَهْمِ فَانْتَفَعَ النِّزَاعُ وَفَصْلُ الْخِطَابِ اَنَّ الْحُدُوْثَ حُدُوْثَانِ حُدُوْثٌ اِنَّمَا

ہم تو اس بات کے قائل ہیں کہ تمام عالم اپنے زمان ومکان وہیولی سمیت حادث ہے بایں معنی کہ وہ ارادہ کا معلول اور متدنس بالادناس ہے اس کی ذات میں حرکت وانتقال اور اپنی زمانیت اور مکانیت کا اقتضاء موجود ہے کہ جس سے پہلے ایک موہوم بعد کا تصور کیا جاتا ہے وہ بعد جو اس عالم کو ذات اقدس سے حاصل ہوا ہے اسکا تصور قوت واہمہ کے تمثلات میں سے ہے اب اسکے بعد کوئی نزاع باقی نہیں رہتا،

اور قول فیصل یہ ہے کہ حدوث کی دو قسمیں ہیں ایک حدوث تو وہ ہے

مناطه التقييد والتعيين
ويسمّى حدوثاً لتأخره
في سلسلة التكوين عن
الالهيات وهو عام على
قاطبة الممكنات و
الحدوث الزماني انما
يحيط بما في الزمان لا
الزمان ولا الاشياء المعاصرة
معه واهل السنة لا
يمارون فيها تلوناً اذ
الحدوث عندهم امر ما
من تماثيل الاوّل ولذلك
جعلوا ظرفه الوهم
فادراكهم ذلك يشابه
ادراك الفلاسفة الماهيات
فانها بذواتها وهميات
ولكنها بازاء الصور النوعية
والجنسية المتحققة في
الواقع او بازاء خصوصيات

کہ جسکا مدار تعین اور تقید ہے اس کو
حدوث اسلئے کہتے ہیں کہ تکوین کے سلسلہ
میں اسکا درجہ الٰہیات سے متاخر ہے
اور اس حدوث کا مفہوم تمام ممکنات
کو شامل ہے اور دوسرا حدوث زمانی
ہے اسکا وجود کیونکہ زمان کو محیط ہوتا
ہے اسلئے نفس زمان اور وہ اشیاء جو
اسکے معاصر ہیں اس سے خارج ہیں،
اہل سنت اس سے کسی قسم کا اختلاف
نہیں کرتے اسلئے کہ انکے نزدیک
حدوث کا مفہوم اول ترین تمثلات
میں شامل ہے اسلئے وہ وہم کو اسکا
ظرف قرار دیتے ہیں ان کا یہ ادراک
فلاسفہ کے ادراک ماہیات کے مشابہ
ہے کیونکہ ماہیات بھی اپنی ذات کے
اعتبار سے واہمہ ہیں مگر انواع اور
اجناس کی صور مختلفہ پر جنکو واقع
اور نفس الامر میں تحقق حاصل ہے صادق
آتی ہیں یا انکو اطلاق ان خصوصیات

اَلْفِعْلِیَاتِ مُشْكِلًا سَبِیْلُهَا اِلٰی حَقَائِقِ الْفِعْلِیَاتِ فَتَدَبَّرْ فَاِنَّ الْمَسْئَلَةَ عَمِیْقَةٌ وَاَكْبَرُ سَوْرَةِ اِنْكَارِكَ بِاَنَّ اَئِمَّةَ اَهْلِ السُّنَّةِ تَجَشَّمُوْا اُمُوْرًا لَمْ یُبَیِّنْهَا الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُوْنَ وَمَا صَدَّ ذٰلِكَ عَنْ سُنَّتِهِمْ فَكَذٰلِكَ تَجَشَّمْنَا بِحَسَبِ الذَّوْقِ اُمُوْرًا سَكَتُوْا عَنْهَا اَوْ اَجْمَلُوْهَا لِمَا لَمْ یَاْنِ لَهُمْ اَنَّ التَّحْقِیْقَ لَا یُصَادِمُ سُنِّیَّتَنَا ۔

فعلیات پر ہوتا ہے جنکا حقائق فعلیات کے کوچہ میں گزر نہیں اسے اچھی طرح سمجھ لو یہ ایک دقیق مسئلہ ہے، اب اگر کسی قسم کا انکار تمہارے ذہن میں پیدا ہو تو اسے اسطرح زائل کر دو، کہ علماء اہل سنت نے بہت سی ایسی باتیں بیان کی ہیں کہ جن کے متعلق صحابہ اور تابعین سے کچھ منقول نہیں اور یہ چیز انکے اہل سنت ہونیکے معارض نہیں سو اسی طرح ہم نے باعتبار ذوق کے ایسی باتیں بیان کی ہیں کہ جنکے متعلق قرون اولی نے سکوت اختیار کیا ہے یا اجمال سے کام لیا ہے کیونکہ ابھی تک ایسی باتوں کے بیان کا موقع نہیں آیا تھا تو اس سے ہماری سنیت میں کوئی فرق نہیں آتا،

کلام الٰہی

وَاَمَّا الْكَلَامُ فَصُوْرَةٌ

کلام مقدس بھی صفت ارادہ

مِنْ حَضَرَاتِ الْإِرَادَةِ الْإِجْمَالِيَّةِ
مِنْ حَيْثُ الْإِفَاضَةِ فِي
مَوْطِنِ الْعِلْمِ وَفِيهَا بِإِزَاءِ
كُلِّ فِعْلِيَّةٍ سَابِقَةٍ عَلَيْهَا
صُورَةٌ مُقَدَّسَةٌ وَبِإِزَاءِ
كُلِّ فِعْلِيَّةٍ لَاحِقَةٍ أَيْضًا
غَيْرَ أَنَّهُ إِنَّمَا ذٰلِكَ مِنْ حَيْثُ
انْدِرَاجٍ تَحْتَ الْفِعْلِيَّاتِ
السَّابِقَةِ وَهِيَ الْحُرُوفُ وَ
الصُّوَرُ بِمَعْنَى أَنَّ الْحُرُوفَ
تَمَاثِيلُهَا فِي مَوَاطِنِ التَّخَالِيطِ
سَيَأْتِيكَ فِيمَا بَعْدُ أَنَّ اللّٰهَ
تَعَالَى خَلَقَ الْإِنْسَانَ حَاكِيًا
لِمَا فِي النَّفْسِ مِنَ الصُّوَرِ
الْعِلْمِيَّةِ بِحِكَايَةٍ لَا يَكْتَنِهُهَا
إِلَّا الْحَكِيمُ وَمِنَ الْكَلَامِ كَلَامٌ
مُتَجَدِّدٌ بِإِزَاءِ مَا حَقَّقْنَاهُ فِي
الْإِرَادَةِ وَالشَّرْعِ وَغَيْرِهِمَا بِهِ نِظَامُ
الْوَحْيِ وَفِيهِ تَمَثُّلُ الْحُرُوفِ

کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے موطن
علم میں افاضہ کے لحاظ سے ارادہ مجمل
ہوتا ہے اور افاضہ کلامیہ میں ہر ایک
فعلیت کی ایک صورت ہوتی ہے خواہ
وہ فعلیت اس سے سابق ہو یا لاحق ہو
مگر یہ فعلیتیں فعلیات سابقہ میں مندرج
ہوا کرتی ہے اور یہ حروف اور صور ہوا
کرتی ہیں، جیسا کہ تم عنقریب جان لوگے
کہ مواطن تخلیط میں یہ کلام نفسی ان کی
اشکال میں ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ
نے زبان کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ نفس
انسانی کے تصورات کی صورت علمیہ
میں نقل اتارے حکیم اور دانا کے علاوہ
اس کی حقیقت کا اور کوئی ادراک نہیں کر سکتا
اور کلام کی ایک قسم کلام متجدد ہے
جیسا کہ ارادہ اور شریعت وغیرہ کی اس
تحقیق کے مقابلہ میں جو کہ ہم نے بیان
کی ہے اسی کے ساتھ نظام وحی ہے اور
اس میں ارادہ حروف کی صورت میں متمثل

تمثلاً عينياً وجدانياً تتأمل جيداً .

ہوتی ہے جسکا مفہوم وہ وجدانی طور پر محسوس کرتے ہیں،

فاعلمن اذن ان الله سبحانه انما يتكلم بافاضة تلك الصور العنوانية فيتمثل في نفس السامع كلاماً سوياً وحروفاً مسموعة وهذا معنى كلام الشيخ ابي الحسن الاشعري ان كلام الله سبحانه هو الكلام النفسي

یہ بات بھی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا یہ مفہوم ہے کہ وہ صور عنوانیہ کا اسطرح افاضہ فرماتا ہے کہ وہ سامع کے نفس میں ایسے کلام مستوی کے ساتھ متمثل ہوتا ہے جو حروف سے مرکب ہو کر مسموع ہوتا ہے اور یہی معنی ہیں شیخ ابوالحسن اشعری کے کلام کے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام درحقیقت کلام نفسی ہے،

اقسام وحی

ثم يسوغ اطلاق كلامه سبحانه على هذه الاصوات والحروف الملفوظة للوحدة التمثيلية ويختلف الوحي باختلاف المخاطب .

پھر اللہ تعالیٰ کے کلام کا اطلاق ان اصوات اور حروف ملفوظ پر جو کہ وحدت تمثیلیہ کے لئے ہیں جائز ہے اور وحی بھی مخاطب کے اختلاف کی بنا پر مختلف ہو جاتی ہے،

وانما نعني بالوحي تمثل الكلام المقدس تمثلاً

وحی سے ہماری مراد یہ ہے کہ کلام مقدس کو تمثل حاصل ہو، اور کسی حکیم کو جو ذوق

منسلخا والذی للحکیم ذوق لیس فیه تمثل والذی للولی تمثل متراکم شدید التراکم ولا یوحی الا الی النبی لانه فرغ لانسلاخ التام ورد ال الجنایة المبتدعة ونفوذ العرفان الاعم۔

(الفاظ) حاصل ہوتا ہے اس میں تمثل نہیں ہوتا اولیاء کے الہام میں اگرچہ تمثل پایا جاتا ہے لیکن انہیں سخت ترین کثافت ہوتی ہے وحی کا ورود نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوتا اسلئے کہ اسے کامل انسلاخ حاصل ہوتا ہے بدعات عقل کی جنایت سے وہ محفوظ ہوتا ہے اور اسکی معرفت شامل نہ ہوتی ہے،

ومنهم من یوحی الیه علی وهن فی التمثل کصغائر الرسل۔

رسول کے علاوہ بھی بعض حضرات کو وحی ہوتی ہے لیکن اسکا تمثل ضعیف ہوتا ہے،

ومنهم من یوحی الیه علی صلابة فیه وهم الرسل۔

اور ان میں سے بعض کو وحی آتی ہے لیکن انہیں صلابت ہوتی ہے اور وہی رسول ہیں،

ومنهم من یوحی الیه علی ملاسة بعد الصلابة وهم الذین انتشأ کمالهم نشأة اخری کما سیأتیك۔

اور بعض افراد ایسے بھی ہیں کہ جن کی وحی میں صلابت کے بعد ملاست ہوتی ہے یہ وہ اصحاب ہیں کہ جنہیں اپنے درجہ کمال میں دوبارہ ارتقاء حاصل ہوتا ہے،

وَمِنْهُمْ مَنْ يُوحَى إِلَيْهِ عَلَى فَصَاحَةٍ بَعْدَ السَّلَامَةِ وَهُوَ رَسُولُنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِمَامُ الْمُرْسَلِينَ وَقَدْ مَنَّ اللهُ سُبْحَانَهُ عَلَى عِبَادِهِ بِالْآيَاتِ الْبَيِّنَاتِ الْمُحْكَمَاتِ الْبَلِيغَاتِ الْمُعْجِزَاتِ غَيْرِ الْمُخْتَلِفَاتِ وَفَرْعُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَوَامُ شَرْعِهِ وَعُمُومُ دِينِهِ عَلَى مُعْجِزَتِهِ قُرْآنٍ مَتْلُوٍّ يَعْنِي بِذَلِكَ مَلْزُومٌ وَهُوَ سَعَةُ الْإِرْشَادِ وَخَاتِمِيَّةُ الرُّسُلِ وَهَكَذَا أَيُرَادُ بِاللَّازِمِ مَلْزُومٌ فِي أَكْثَرِ الْآيَاتِ وَالْأَحَادِيثِ فَلْيَكُنْ عَلَى ذِكْرٍ مِنْكَ ۔

اور ان میں سے بعض افراد ایسے بھی ہیں کہ جن کی وحی میں صلابت اور سلامت کے علاوہ فصاحت بھی ہوتی ہے اور یہ ہمارے رسول خاتم النبین امام المرسلین ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالے نے اپنے بندوں پر آیات بنیات محکمات کے نازل کرنے کیساتھ احسان فرمایا ہے جن کی فصاحت اور بلاغت حد اعجاز تک پہنچی ہوئی ہے کیونکہ قرآن کریم آپ کا متلو دائمی اور زبردست معجزہ ہے اسلئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور دین کو بھی دوام اور عموم حاصل ہوا جن سے لازمی طور پر ہدایت اور ارشاد میں وسعت پیدا ہوئی اور آپ خاتم الرسل قرار پائے اور اکثر آیات و احادیث میں لازم کو ذکر کر کے ملزوم مراد لیا جاتا ہے اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے

الہام اور وحی میں فرق

وَفَرْقٌ خَارِقٌ بَيْنَ الْإِلْهَامِ

الہام اور وحی میں یہ بڑا فرق

وَالْوَحْيُ أَنْ تَعَيُّنَاتُ الْكَلِمَاتِ
بَلْ تَعَيُّنَاتُ الْمَلَابِسِ
الْمَعْنَوِيَّةِ مِنْ بَدْعَاتِ
الصُّوَرِ الْمِزَاجِيَّةِ فِي الْأَوَّلِ
دُوْنَ الثَّانِي وَالْوَحْيُ حَقٌّ
كُلُّهُ لَا يَشُوبُهُ بَاطِلٌ دُوْنَ
الْإِلْهَامِ وَعَسٰى أَنْ يَنْقَدِحَ
عَمَّا ذَكَرْنَا لِذِي فِطْنَةٍ سِرُّ
الْأَحْرُفِ السَّبْعَةِ رُخْصَةً مِنَ
اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى
لِسَعَةِ قَلْبِ مَنْ
أُفِيضَتْ عَلَيْهِ الْآيَاتُ
وَنُفُوذِ نَظَرِهِ فِي
فُنُونِ التَّمَثُّلَاتِ وَمِنَ
الْوَحْيِ مَا يَتَنَزَّلُ بِهِ
جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لِلْاعْتِلَاقِ بِالْمَلَكُوتِ
وَالْوَحْيُ قَدْ يُطْلَقُ بِإِزَاءِ مَا
هُوَ أَعَمُّ مِنْ ذٰلِكَ سَوَاءٌ

ہے کہ اول الذکر جو معنوی لباس پہنایا
جاتا ہے اور جو یقین اسے کلمات کی
شکل میں حاصل ہوتا ہے وہ صورت
مزاجیہ کا اختراع ہے برخلاف دوسری
قسم کے اور وحی تو سراسر حق ہے اور
باطل اس تک پہنچنے سے قاصر ہے
برخلاف الہام کے ایک ذی عقل سمجھدار
انسان اس کی تہ تک پہنچ سکتا
ہے کہ جس میں قرآن کریم کو سات
مختلف طریقوں میں پڑھنے کی اللہ
سبحانہ وتعالے کی طرف سے اجازت
دی گئی ہے کہ جس پر آیات قرآنی فائض
ہوئی سکے قلب میں وسعت ہوتی ہے اور
انکی النظر یا فذ فنون تمثلات پر حاوی تھی
وحی کی ایک قسم وہ ہوتی ہے کہ جسکے
الہام لیے جبرئیل علیہ السلام ہوتے ہیں
جسکو عالم ملکوت سے تعلق حاصل ہے
اور لبا اوقات وحی کا اطلاق اسکے
مقابلہ میں عام ہوتا ہے خواہ اس میں

تَشَكَّلَ أمْ لا وَمِنْ هٰذَا الاصْطِلَاحِ وَحْيُ مَرْيَمَ فِيْمَا نَرٰى وَاللهُ تَعَالٰى أعْلَمُ وَأعَمُّ مِنْ هٰذَا أيْضًا سَوَاءٌ كَانَ مُنْسَلِخًا أمْ لا وَمِنْ هٰذَا الاصْطِلَاحِ وَحْيُ النَّحْلِ وَوَحْيُ أُمِّ مُوْسٰى ۔	متمثل ہویا نہ ہو ہمارے خیال میں اسی اطلاق کی بنا پر مریم علیہا السلام کیلئے وحی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم اور بسا اوقات وحی کا مفہوم اس سے بھی عام تر ہوتا ہے عام ازیں کہ اس میں انسلاخ (عن المادہ) ہو یا نہ ہو چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور شہد کی مکھی کے حق میں وحی کا لفظ اسی اصطلاح کی بنا پر آیا ہے

اسماء متجددہ

وَلْنُكَرِّرْ لَكَ التَّنْبِيْهَ عَلٰى حَقِيْقَةِ الأسْمَاءِ الْمُتَجَدِّدَةِ ألَمْ تَدْرِ أنَّ فِيْ كُلِّ نَشْأَةٍ كُلِّيَّةٍ أوْ جُزْئِيَّةٍ تَمَاثُلَ قَاطِبَةِ الالٰهِيَّاتِ فَذَاتُ اللهِ تَعَالٰى الصِّرْفَةُ أوْلٰى بِذٰلِكَ وَإنْ لَمْ يُمْكِنْ إلَّا بِلَوْنِ مَا كَانَتِ النَّشْأَةُ مِنْ	ہم دوبارہ تمہیں اسماء متجددہ کی حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں کیا تم یہ نہیں جانتے کہ ہر ایک نشأۃ میں خواہ وہ کلی ہو یا جزئی تمام الٰہیات کا تمثل پایا جاتا ہے تو محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات تو اس کی زیادہ مستحق ہے اگرچہ یہ ضروری ہے کہ یہ تجلی ذاتی اس تمثل کے رنگ میں جلوہ گر ہو کر جس سے

تَمَاثُلِهٖ وَاَنَّ مِنَ النَّشْاَةِ مَا هِيَ مُطْلَقَةٌ مُنَزَّهَةٌ وَمِنْهَا مَا هِيَ مُقَيَّدَةٌ مُتَدَنِّسَةٌ وَاَنَّ التَّمَثُّلَ فِي النَّشْاَةِ الْمُطْلَقَةِ اِذَا كَانَ تَجَلِّيًا ذَاتِيًّا فَمَا اَحَقَّ اَنْ يُسَمّٰى بِالْاِسْمِ دُوْنَ التَّمَثُّلِ فِي النَّشْاَةِ الْمُتَمَثِّلَةِ الْمُتَدَنِّسَةِ كَالْخَيَالِ وَالْوَهْمِ وَالْاِدْرَاكِ وَاَنَّهٗ مَعَ اِنْسِلَاخِهٖ عَنِ الْاِسْمِيَّةِ اِذَا لَاذَ بِهٖ لَاثِذٌ وَجَدَ الرَّحْمَةَ الْاِلٰهِيَّةَ اَقْرَبَ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ وَرِيْدِهٖ ٭ اَيْضًا فَاِذَنْ مَا اَيْسَرَ اَنْ تَجْزِمَ بِاَنَّ التَّجَلِّيَ الذَّاتِيَّ فِي النَّشْاَةِ الْعَيْنِيَّةِ لَا بُدَّ اَنَّهٗ اِسْمٌ مِنَ الْاَسْمَاءِ

یہ ارتقاءِ تخلیقی ظہور میں آیا بجز اسکے اسکا ظہور ناممکن ہے اور یہ نشاۃ یعنی ارتقاءِ تخلیقی یا تو مطلق اور منزہ ہوگی یا مقید اور متدنس۔ اور تمثل نشاۃ مطلقہ میں جس وقت تجلی ذاتی ظہور پذیر ہوتی ہے اسے بجا طور پر اسم پاک سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن جو تجلی متمثل اور متدنس ہو کر اس درجہ ارتقاء میں خیال اور وہم کے طور پر ادراک میں آتی ہے تو وہ اس قابل نہیں کہ اسم پاک سے اسے تعبیر کیا جائے لیکن باوجودیکہ اس پر اسم پاک کا اطلاق نہیں کیا جاتا مگر پھر بھی اگر کوئی اسکا دامن تھام لے تو یقیناً وہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کو شہ رگ سے زائد قریب پائیگا ۔

(یہ سمجھنے کے بعد) اب تمہارے لئے یقین کرنا بہت آسان ہے کہ ارتقاءِ عینی میں جو تجلی ظہور میں آتی ہے وہ باری تعالےٰ کا اسم پاک ہے جن

يصدر منه آثار الهية في كون من الحدوث وذلك لأن اتساعها من تحت كما أن اتساع النفس الناطقة من تحت وهذا ما رمناه بالتجدد لا التجدد الزماني ولعل السلف إنما لم يحصوها إما لضمها بالأسماء الفعلية أو للاكتفاء بتأثير العباد بما هم عباد ولكن أعمال هذا التحقيق يسلم الفصيح ويفحم البليغ عند محاولة تفتيش الحقائق كما هي.

وشيخ السنة قد شهد به عند قاضي الحكمة حيث حكم بالكلام النفسي وحدوث تعلقات الإرادة وغيرها فعليك بالتأمل

سے حدوث کے رنگ میں آثار الہیہ صادر ہوتے ہیں کیونکہ اسکے ماتحت اتنی وسعت پائی جاتی ہے جیسا کہ نفس ناطقہ کے ماتحت وسعت ہے۔ تجدد سے ہمارا یہی مفہوم ہے تجدد زمانی سے ہمیں کوئی سروکار نہیں سلف صالحین نے اسکے متعلق کوئی جامع تصریح نہیں بیان کی ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ وہ انکو اسماء فعلیہ کے ضمن میں شامل سمجھتے تھے یا انہوں نے خاص افراد کے افراد ہونے کیوجہ سے ان کی تاثیر پر اکتفا کیا ہے لیکن اس تحقیق کے اعمال جبکہ کما حقہ حقائق کی خوب تفتیش کی جائے تو وہ فصیح اور بلیغ پہ گرہ لگا دیتے ہیں۔

شیخ السنۃ (امام ابوالحسن اشعری) نے حکمت کی عدالت میں اسکی گواہی دی ہے یہاں اگر وہ کلام اللہ سے کلام نفسی اور ارادہ وغیرہ کا تعلق حادث کیساتھ حادث ہونے کو بیان کرتے ہیں اس کو خوب اچھی

الصادق ؛ طرح سمجھ لو،

مسئلہ وحدت الوجود

اَمَّا وَحدَۃُ الوُجُودِ	رہا مسئلہ وحدت الوجود تو ایک
عَلٰی ذَوقِ الحَکِیمِ نَفَیرُھَا	حکیم کے ذوق اور وجدان کے مطابق اس
عَلٰی رَأیِ غَیرِہٖ فَعِندَہٗ	کا جو مفہوم ہے وہ دوسروں کے عندیہ
اَنَّ کُلَّ مُمکِنٍ مَوجُودًا	سے مختلف ہے چنانچہ حکیم کے نزدیک
کَانَ اَو مَفرُوضًا لَہٗ	ہر ایک ممکن خواہ وہ موجود ہو یا مفروض
فِعلِیَّۃٌ وَمَاھِیَّۃٌ اَمَّا	ایک فعلیت اور ایک ماہیت ہے
فِعلِیَّتُہٗ فَنَحوُ تَقَرُّرِہٖ	فعلیت سے مراد اسکا تقرر اور ہئیت
وَھَیئَتُہٗ تَحَقُّقِہٖ وَھِیَ	تحقق ہے اسی حیثیت سے وہ نفس
الَّتِی اِمتَازَ بِھَا عَنِ العَدَمِ	الامر میں عدم صرف بسیط سے امتیاز
الصِّرفِ البَسِیطِ فِی نَفسِ	حاصل کر لیتا ہے اور ماہیت کا مفہوم
الاَمرِ وَاَمَّا المَاھِیَّۃُ	وہ امر ہے جسکو ملحوظ رکھکر انسان کی
فَاَمرٌ یَعتَبِرُہُ الوَھمُ	ظلمانی قوت واہمہ اس سے تحقق کے
الظُّلمَانِیُّ مُنسَلِخًا عَنِ التَّقَرُّرِ	قطع نظر کرنیکا تصور باندھتی ہے جسکی
بِھَا یَمتَازُ عَنِ الشَّیئِ المُغَایِرِلَہٗ	بنا پر وہ اپنے مغائر سے ممتاز ہو جاتا
قَبلَ العِلمِ بِرَبطِہٖ بِاللّٰہِ	ہے لیکن یہ اللہ تعالے کے علم کیساتھ
تَعَالٰی وَالحَکِیمُ یَقضِی	ارتباط سے قبل ہوتا ہے حکیم کا فیصلہ یہ

بِأَنَّ الْمَاهِيَّةَ لَا تَلِجُ بِهَا
وَلَيْسَتْ مُطَابِقَةً لِلْوَاقِعِ
وَيَتْرُكُهَا وَرَاءَ ظَهْرِهِ
ثُمَّ إِنَّ كُلَّ فِعْلِيَّةٍ لَا
يَكُونُ جِهَةُ صُدُورِهَا
وَمُقَدِّرَةُ تَكْوِينِهَا فِي الْوَاجِبِ
جَلَّ ذِكْرُهُ فَهِيَ مُمْتَنِعَةٌ
خَارِجَةٌ عَنْ دَائِرَةِ
الْفِعْلِيَّةِ تُشْبِهُ الشَّيْءَ
الْمَسْلُوبَ عَنْهُ ذَاتِيَّاتُهُ
فَإِذَنْ كُلُّ فِعْلِيَّةٍ
لَهَا جِهَةٌ فِي الْوَاجِبِ
كُلُّهَا بِكُلِّهَا إِنَّمَا
هِيَ شَرْحٌ لِإِجْمَالِهَا
وَتِمْثَالٌ لِعَيْنِهَا ثُمَّ
إِنَّا لَا نَشُكُّ أَنَّ
هُنَالِكَ أُمُوراً ثَلَاثَةً
أَحَدُهَا الْأَمْرُ الْمُشْتَرَكُ
الْجَامِعُ بَيْنَ

ہے کہ ماہیت میں ثبات نہیں ہوتا
اور وہ واقع کے مطابق نہیں اسلئے
وہ اسے پس پشت ڈالدیتا ہے اب
یہ بھی یاد رکھو کہ جس فعلیت کے صادر
ہونے کی حیثیت اور اسکی تکوین پر قدرت
رکھنے کی اصل واجب تعالےٰ کی ذات
اقدس میں نہ ہو تو وہ ممتنع الوجود ہے
فعلیت کے دائرہ سے خارج ہے اور
اسے ایک ایسی چیز کے مشابہ کہا جاسکتا
ہے جس سے اس کی تمام ذاتیات سلب
کرلی جائیں خلاصہ یہ کہ ہر ایک فعلیت
کی حیثیت واجب تعالےٰ کی ذات اقدس
میں ہے جن میں ہر ایک دوسرے پر
کلی طور پر منطبق ہے اتنی بات ہے
کہ اول الذکر اسکے اجمال کی شرح
ہے یا اسکے عین کا تمثل ہے،
پھر اس میں بھی شک نہیں کہ اس مقام
پر تین باتیں ہوتی ہیں ایک تو وہ امر
مشترک ہے کہ جو اس حیثیت اور اس

الوجه والصادر به لولاه لكان خصوص الصادر بهذا الوجه دون غيره رجحانا بلا مرجح وهو المسمّى بالنفس الرحماني إذا كان هذا الصادر مخلوقا معلولا وبالنفس العيني إذا كان هذا الصادر اسما واجبا.

صادر ہو تو الٰہی شئ کا جامع ہوتا ہے اگر یہ بیچ میں نہ ہوتا تو اس چیز کے خصوصیت کیساتھ اس خاص جہت سے صادر ہونا کسی اور چیز کا صادر نہ ہونا ترجیح بلا مرجح ہوتا یہ صادر اگر مخلوق اور معلول ہے تو اس وجہ جامع کو نفس رحمانی کیساتھ موسوم کیا جاتا ہے اور اگر وہ صادر واجب تعالیٰ کا کوئی اسم پاک ہے تو اس کو نفس عینی کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں،

وثانيهما الأمر المختص بالوجه في انطماسها وتعريها عن التمثل ولما لم يعرض لها حكم بخصوصها أعرضنا عن تعيينها باسم.

دوسرا وہ امر جو اس حیثیت کے ساتھ اسلئے مخصوص ہے کہ وہ حیثیت تمثل سے عاری ہے کیونکہ اس امر کا کوئی خاص حکم نہیں تو اسلئے ہم اسے کسی خاص نام کے ساتھ موسوم نہیں کرتے،

وثالثها الأمر المختص بالصادر في اعتباره وتلبسه بالصورة الصادرة وهذا الأمر الاختصاصي مسمّى بخصوصيات الموطن.

اور تیسرا وہ امر ہے جو اس صادر کیساتھ مخصوص ہے کہ جس سے اسکی صورت صادرہ کا اظہار ہوتا ہے اس امر خصوصی کو ہم خصوصیات موطن کے ساتھ موسوم کرتے ہیں،

ثُمَّ اِنَّ تَعَدُّدَ الْجِهَاتِ فِیْ
حُدُوْدِ الْعَالَمِ عِنْدَ هَا
لِتَعَدُّدِ الْاَسْمَاءِ وَهِیَ اِنِّیَّاتٌ
مُقَدَّسَةٌ فَلَاجَرَمَ اَنَّ لَهَا
جِهَاتٍ وَاللَّوَازِمُ تَنْصَرِمُ
عِنْدَ لَازِمٍ وَاحِدٍ وَالْجِهَاتُ
تَنْقَرِضُ عِنْدَ جِهَةٍ وَاحِدَةٍ
لَا تَمْتَازُ عَنِ الْوَاجِبِ اِلَّا
فِی الْعُنْوَانِ وَالْحِکَایَةِ دُوْنَ
الْمُعْنُوْنِ وَالْمَحْکِیِّ عَنْهُ فَاِذَنْ
کُلُّ فِعْلِیَّةٍ یُحِیْطُ بِهَا مِنْ کُلِّ
حَیْثِیَّةٍ اَلْوَاحِدُ الْبَسِیْطُ
اَلْوَاجِبُ جَلَّ مَجْدُهٗ وَذٰلِکَ
لِاَنَّ تَشَخُّصَهَا مُسْتَنِدٌ
اِلَیْهِ کَمَا عَلِمْتَ وَکَذٰلِکَ
نَوْعِیَّتُهَا اَمْرٌ فِیْ جِهَةِ الْعِلَّةِ
الْقَابِلَةِ وَقَدْ سَمَّیْنَاهَا
بِالْوَاقِعِ فِیْ کِتَابِنَا هٰذَا مَرَّةً
وَبِالْمِرْاٰةِ اُخْرٰی فَلَاجَرَمَ اَنَّ

عالم کے حدود کی حیثیتیں اسلئے متعدد ہیں
کہ اسماء حسنیٰ بے شمار ہیں اور یہ مقدس
حقائق ہیں اسلئے انکی جہتیں مختلف
ہیں اور لوازم ایک ہی لازم پر منتہی
ہوتے ہیں اور تمام جہات کی انتہا
ایک ہی جہت پر ہوتی ہے جو کہ واجب
الوجود سے عنوان اور حکایت ہی کے
اعتبار سے مختلف ہے معنون اور محکی
عنہ کی وجہ سے کوئی اختلاف نہیں
تو واحد بسیط واجب الوجود جل شانہٗ
ہر ایک فعلیت پر ہر ایک حیثیت سے
احاطہ کئے ہوئے ہے،
اور یہ اسلئے کہ ان فعلیتوں کا تشخص اسی
ذات اقدس کی طرف ہے جیسا کہ تم
جانتے ہو اور اسی طرح ان کی نوعیت
کا موجب علت قابلہ کی حیثیت میں
پنہاں ہے جسے ہم نے اپنی کتاب میں
کبھی واقع اور کبھی مرآۃ سے موسوم کیا
ہے ان فعلیتوں کے انتساب کو بھی

لَهَا اِسْتِنَادًا كَالْاِسْتِنَادِ التَّشَخُّصِ وَقِسْ عَلَيْهَا جِنْسِيَّتَهَا وَجَوْهَرِيَّتَهَا وَالْهَيْئَةُ الْجَامِعَةُ فَاذَنْ سِوَى اللهِ زُوْرٌ وَبَاطِلٌ وَمِنْ هٰذِهِ الْحِكْمَةِ يَنْفَذُ التَّجَلِّيُ الذَّاتِيُّ فَتَدَبَّرْ

تشخص کے انتساب پر قیاس کریں، اسی طرح ان کی جنسیت اور جوہریت اور ہیئت جامعہ کی بھی یہی کیفیت ہے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جو بھی ہے وہ بجز جھوٹ اور باطل ہے، اسی حکمت سے تجلی ذاتی کا ظہور ہوتا ہے خوب اچھی طرح سمجھ لو،

شیخ صدر الدین قونوی کا نظریہ

قَالَ الشَّيْخُ صَدْرُ الدِّيْنِ الْقُوْنَوِيُّ اَلْحَقُّ سُبْحَانَهُ مِنْ حَيْثُ وَحْدَةِ وُجُوْدِهِ لَمْ يَصْدُرْ مِنْهُ اِلَّا الْوَاحِدُ لِاِسْتِحَالَةِ اِظْهَارِ الْوَاحِدِ وَاِيْجَادِهِ مِنْ حَيْثُ كَوْنِهِ وَاحِدًا غَيْرَ الْوَاحِدِ وَذٰلِكَ الْوَاحِدُ عِنْدَنَا هُوَ الْوُجُوْدُ الْعَامُّ الْمُفَاضُ عَلٰى اَعْيَانِ الْمُكَوَّنَاتِ مَا وُجِدَ

شیخ صدر الدین قونوی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وحدت وجود کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم اس بات کے قائل ہیں، کہ احد حق سے واحد ہی صادر ہو سکتا ہے کیونکہ واحد کی حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہو... یہ تصور کرنا ناممکن ہے کہ اس کے سوا... واحد کے اور کچھ صادر ہو، اس ... حق کا مفہوم ہمارے نزدیک وجود ... ہے جو اعیان کائنات پر فائض فرما... گیا خواہ وہ موجود ہو گئے

مِنْهَا وَمَا لَمْ يُوجَدْ مِمَّا
سَبَقَ الْعِلْمُ بِوُجُودِهٖ
وَهٰذَا الْوُجُودُ مُشْتَرَكٌ
بَيْنَ الْعَالَمِ الْأَعْلَى الَّذِي
هُوَ أَوَّلُ مَوْجُودٍ الْمُسَمّٰى
بِالْعَقْلِ الْأَوَّلِ أَيْضًا وَ
بَيْنَ سَائِرِ الْمَوْجُودَاتِ
لَيْسَ كَمَا بَيَّنَهٗ أَهْلُ
النَّظَرِ مِنَ الْفَلَاسِفَةِ
فَإِنَّهٗ لَيْسَ ثَمَّةَ عِنْدَ
الْمُحَقِّقِينَ إِلَّا الْحَقُّ وَالْعَالَمُ
لَيْسَ بِشَيْءٍ زَائِدٍ عَلٰى مَعْلُومِهٖ
لِلّٰهِ تَعَالٰى أَوَّلًا الْمُتَّصِفَةُ
بِالْوُجُودِ ثَانِيًا انْتَهٰى كَلَامُهٗ
ثُمَّ أَبْطَلَ مَجْعُولِيَّةَ
الْمَاهِيَّاتِ فِي أَنْفُسِهَا وَمَفَادُ
كَلَامِهٖ أَنَّ الْوُجُودَ عَامٌّ
مُشْتَرَكٌ بَيْنَ الْمَوْجُودَاتِ
وَهِيَ تَمَثُّلٌ لِلْحَقِيقَةِ

ہوں یا ابھی تک موجود نہ ہوئے ہوں
بشرطیکہ انکا موجود ہو جانا اسکے علم میں ہو
اس وجود عام کا مفہوم اس عالم اعلیٰ تک کو
شامل ہے جو سب سے پہلے وجود میں آیا اور
جسے عقل اول سے تعبیر کیا جاتا ہے نیز تمام
موجودات اسی کے مفہوم میں داخل ہیں وحدت
وجود کا وہ مفہوم نہیں جسکا ذکر اہل نظر
فلاسفہ نے کیا ہے کیونکہ محققین کے نزدیک
سوائے واجب حق شانہٗ کے اور کوئی بھی
ہستی میں جلوہ گر نہیں اور عالم کا مفہوم
اس سے زائد نہیں کہ وہ پہلے اللہ تعالےٰ
کے علم میں داخل تھا پھر اسے دوبارہ وجود
کیساتھ متصف کیا گیا۔ انتہی کلامہٗ،
پھر اسکے بعد اس نے اس چیز کا ابطال
کیا کہ ماہیات کو فی نفسہا مجعولیت
سے موصوف کیا جاتا ہے اور اسکے کلام
کا حاصل یہ ہے کہ وجود کا مفہوم عام
تمام موجودات کے درمیان مشترک ہے
اور یہ کائنات کی حقیقت واجب تعالےٰ

الواجبیۃ وصادرۃ منہا۔
قال مولانا عبد الرحمن
الجامی بعد ما فصل القول
فی تسویغ کون الوجود
العام المنبسط علی
ھیاکل الموجودات عین
الواجب جل مجدہ بھذہ
الالفاظ الصوفیون القائلون
بوحدۃ الوجود لما ظھر
عندھم ان حقیقۃ الواجب
ھو الوجود المطلق لم یحتاجوا
الی اقامۃ الدلیل علی توحیدہ
ونفی الشریک عنہ فانہ لا یمکن
ان یتوھم فیہ اثنینیۃ تعدد
من غیر ان یعتبر فیہ تعین و
تقید فکل ما یشاھد او یتعقل
او یتخیل من المتعدد فھو الموجود
بالوجود الاضافی لا المطلق
نعم یقابلہ العدم وھو

کا حامل اور اسی حیثیت سے صادر ہوتی ہے
مولانا عبد الرحمن جامی نے اس
مسئلہ پر بہت تفصیل کے ساتھ
بحث کی ہے کہ وجود عام کہ جسکا
مفہوم تمام اثبات کو شامل ہے وہ
عین واجب جل مجدہ ہے اس کے بعد
لکھتے ہیں کہ یہ صوفیاء وحدت الوجود کے
قائل ہیں جب وقت انکے سامنے یہ حقیقت
ظاہر ہوئی کہ واجب تعالیٰ بعینہ وجود مطلق ہے
تو پھر انہیں اس بات کی حاجت نہ پیش
آئی کہ وہ اس کی وحدانیت اور نفی شریک
پر دلائل قائم کرتے اسلئے اسمیں ثنینیت
اور تعدد کے تصور تک کا بھی امکان نہیں
بجز اسکے کہ تعین اور تقید کو ملحوظ رکھا
جائے سو ہر ایک چیز کا بھی تم مشاہدہ کرتے
ہو یا عقل اور قوت متخیلہ میں آسکتی ہے
اور جسکے تصور سے تمہارے ذہن میں تعدد
کا مفہوم پیدا ہوتا ہے تو ایسی چیز وجود
اضافی کیساتھ موجود ہے وجود مطلق سے نہیں

لَيْسَ بِشَيْءٍ انتهى كلامُهُ
وهو كالنتيجة لما
مهّده ومفاد كلامه ان
الوجود عامٌ مشتركٌ بين
الموجودات وهو عين حقيقة
الواجبية ونفس ذاتها ولا
ينبغي ان يظن بهؤلاء الاعلام
انهم يحملون بكليته سبحانه و
تعالى بل مرامهم بيّن لما قد
اسلفنا من انه ساذجٌ لافق
الفعلية غاشٍ لاقليم التحقق
اعني به ان التحقق لا يسع
طبيعته الا الواجب والممكن
مستند اولاً وثانياً الى الواجب
فجهة ايجاده وقدرة تكوينه او
ما شئت فسمّه مندرجةٌ في
حقيقته بالفعل وانما تحققه
مستندٌ اليه سبحانه لا يسامح فيه
شاكٌ وتحقق الممكن لاجرم ان

ہے اور وہ لاشئی محض ہے ، انتہی کلام
یہ اسکے کلام ماقبل کا نتیجہ ہے
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ وجود عام کا مفہوم
تمام کائنات میں مشترک ہے اور وہ حقیقت
واجب تعالٰی کا عین اور اسکا نفس ذات
ہے ایسے علماء اعلام کے متعلق یہ خیال
نہیں کیا جاسکتا کہ ذات اقدس باری
تعالٰی کو کلی سمجھتے ہیں بلکہ ان کا مقصود
اس سے جیسا کہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے
ہیں یہ ہے کہ اسکا مفہوم افق فعلیت کو گھیرے
ہوئے اور اقلیم تحقق کو ہر طرف سے محیط ہے
میرا مقصود یہ ہے کہ تحقق اور اسکا وجود
اولاً اور ثانیاً ذات اقدس ہی کیطرف
منسوب ہے پس اسکے ایجاد کی جہت اور اس کے
تکوین کی قدرت یا جن الفاظ کے ساتھ
تم تعبیر کرنا چاہو وہ بالفعل واجب
تعالٰی کی حقیقت میں مندرج ہیں اور
اسکا تحقق باری تعالٰی کیطرف منسوب
ہے اس میں کسی شک کرنیوالے

كُنْهِهِ تَمَثُّلُ تِلْكَ الْجِهَةِ، فَاِذَنْ اَصْلُ التَّحَقُّقِ وَسِنْخُهُ هُوَ الْوَاجِبُ لَا لِاَنَّهُ مِمَّا اكْتَنَفَهُ التَّحَقُّقُ مِنْ فَوْقٍ وَهُوَ مُرْتَدٍ بِرِدَاءِ الْكِبْرِيَاءِ بَرِيٌّ عَنْ كُلِّ تَمَثُّلٍ ثُمَّ اِنَّ التَّمَثُّلَاتِ مَظَاهِرُ كَمَالِهِ وَتَمَاثِيلُ جَمَالِهِ وَشُرُوحُ جَلَالِهِ وَهٰذَا مِمَّا لَا يُنَازِعُهُ فِيْهِ الْحَكِيْمُ وَاَمَّا اَنَّ الْمَاهِيَاتِ غَيْرُ مَجْعُوْلَةٍ وَاَنَّ الصَّادِرَ الْاَوَّلَ هُوَ الْوُجُوْدُ الْمُنْبَسِطُ عَلٰى هَيَاكِلِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَاَنَّ الْوُجُوْدَ الْبَسِيْطَ هُوَ اللّٰهُ وَاَنَّ الْوُجُوْدَ شَيْءٌ يَلْحَقُ الْمَاهِيَاتِ فَاُمُوْرٌ مَمْنُوْعَةٌ قَدْ سَبَقَ نَاسُسُ مَنْعِهَا

کے لئے شک کی گنجائش نہیں تحقق ممکن کی حقیقت یقیناً اسی جہت کا تمثل ہے، تو تحقق کی اصل اور اسکا منبع واجب تعالیٰ کی ذات ہے اس طور پر نہیں کہ تحقق نے اسے فوق کی جانب سے گھیر رکھا ہے اور کبریائی کی چادر اوڑھے ہوئے ہر قسم کے تمثل سے بری ہے، پھر تمام تمثلات اسکے مظاہر کمال اور آئینہ ہائے جمال ہیں اسکی عظمت اور جلال کی شرح اور تفصیل ہیں یہ ایسی بات ہے کہ جس میں کوئی حکیم بھی اختلاف نہیں کرتا۔ یہ بات قابل تسلیم نہیں کہ ماہیات مجعول نہیں یا یہ کہ صادر اول اس وجود کا نام ہے جو تمام کائنات کو اپنے مفہوم میں لئے ہوئے ہے اور وجود بسیط صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وجود ایسی چیز ہے جو ماہیات سے آکر ملجاتی ہے ان نظریوں کی تردید کے متعلق ہم پہلے بحث کرچکے ہیں یا یہ کہ ان کے اقوال

آدھی مَا وَلَہٗ وَاذِی آھُمْ	تاویل پڑھتی ہیں میرے خیال میں انہوں
اِکْتَفَوْا بِالتَّغَایُرِ الْاِعْتِبَارِیِّ	نے اس تغایر اعتباری کو ملحوظ رکھنے پر
الَّذِیْ بَیْنَ الْمَاھِیَّۃِ وَالْفِعْلِیَّۃِ	اکتفا کی ہے جو ماہیت اور فعلیت
وَلَمْ یَنْکَشِفْ لَھُمْ اَنَّ	کے درمیان پایا جاتا ہے مگر ان پر یہ
سُلْطَانَ الْفَرْقِ اِنَّمَا ھُوَ فِیْ	عقدہ نہ کھل سکا کہ یہ فرق صرف حیثیت
مَوْطِنِ اللِّحَاظِ فَقَطْ ۔	اور جہت ملحوظ رکھنے تک ہے ۔

وجود اور ماہیت ایک ہیں

وَالْحَقُّ اَنْ یُقَالَ	اور حق بات یہ ہے کہ وجود اور
اَلْوُجُوْدُ ھُوَ الْمَاھِیَّۃُ وَ	ماہیت ایک ہی چیز ہے اور حقیقت
الْحَقِیْقَۃُ ھِیَ التَّقَرُّرُ کَمَا	بعینہٖ تقرر ہے جیسا کہ امام اہل سنت
ذَھَبَ اِلَیْہِ اِمَامُ اَھْلِ	نے اس کی تشریح کی ہے اور کیونکہ
السُّنَّۃِ وَبِالْاِطْلَاقِ الْعَامِّ	وجود کا مفہوم بلحاظ اسکے اطلاق عام
الشَّامِلِ یَجِیْءُ اِلَی الْاِنْتِھَاءِ	کے واجب تعالٰے کی لا انتہا ہی کو شامل
الْوَاجِبِ فِیْ ذَاتِہٖ	ہے ، جس سے ان کو یہ غلطی ہوئی کہ
تَزْعُمُوْہُ مُؤَدِّیًا لِلْوَاجِبِ	وہ عین واجب ہے اور وہ دونوں
اَنْ یَکُوْنَ کُلُّہٗ بِجُلِّہٖ	ایک دوسرے پر کلی طور پر منطبق ہیں
وَلَمْ یَتَفَطَّنُوْا بِاَنَّ	اور اس نکتہ کو نہ سمجھ سکے کہ تمام عالم
الْعَالَمَ بِاَسْرِہٖ مُتَعَیِّنٌ	کلی طور پر متعین ہے اس میں ہر چند کہ

لا نسبة لاطلاقه الی اطلاق الواجب الا نسبة شعرية تكوينية.

اطلاق کا تصور کیا جائے مگر واجب تعالیٰ کے اطلاق سے اسے کوئی نسبت نہیں۔ مگر صرف اتنی نسبت کہ اس کے علم اور تکوین سے معرض وجود میں آیا۔

ومن زعم ان الوجود المنبسط بعينه الواجب فقد اشتبه عليه الامر من حيث لم يميز الظاهر من المظهر.

اور جس شخص کا یہ خیال ہے کہ وجود جو اس عالم میں پھیلا ہوا ہے وہ عین واجب ہے تو اسے بڑا اشتباہ پیش آیا ہے کہ جس سے وہ ظاہر اور مظہر میں تمیز نہ کر سکا۔

اللهم انی اسالك بكل اسم هو لك ان تجعلنی للمتقين اماما وللحكماء عصاما.

اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے ہر ایک اسم پاک کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے متقیوں کا امام اور حکماء ربانیین کے لئے جائے پناہ بنائے۔

اَلْخِزَانَةُ الثَّالِثَةُ — تیسرا خزانہ

انبجاس کی حقیقت اور اسکے معانی

اَتَعْرِفُ كُنْهَ الْاِنْبِجَاسِ
هُوَ اَنَّ الْجَاعِلَ يَجِبُ مِنْهُ
مَجْعُولُ بِخُصُوصِهِ كَمَا يَقْتَضِيهِ
اَصْلُ تَحَقُّقِهِ مِنْ هَيْئَتِهِ مُخْتَصَّةٍ
بِذٰلِكَ وَهٰذِهِ الْجِهَةُ كُنْهُ
الْمَجْعُولِ وَقِوَامُهُ فِي نَفْسِهِ وَ
تَسْتَتْبِعُ هٰذَا الْوُجُوبُ تَحَقُّقَهُ
وَتَجَوْهُرَهُ وَتَقَرُّرَهُ وَالْفَحْصُ
يَكْشِفُ اَنَّ تَحَقُّقَهُ هُوَ تَحَقُّقُهُ
لِجَاعِلِهِ وَاَنَّ تَجَوْهُرَهُ هُوَ اِسْتِنَادُهُ
اَزَلًا وَاَبَدًا اِلٰى فَاعِلِهِ وَاَنَّ تَقَرُّرَهُ اِنَّمَا
هُوَ سُبُوحٌ مِنْ مَبْدَئِهِ فَلَا جَرَمَ اَنَّهُ
شَرْحٌ لِتِلْكَ الْجِهَةِ تَفْصِيلٌ لِاِجْمَالِهَا
وَاِنَّمَا لِمِيَّتِهِ مِنْ قَبْلُ هٰذَا فِي الْمَرْتَبَةِ

انبجاس کی حقیقت یہ ہے کہ
جاعل اپنے مجعول خصوصی کے لیے وج
طور پر ظہور کا باعث ہو جیسا کہ
مخصوصہ کا اصل تحقق اس بات کا تقاضا
کرتا ہے یہی جہت کسی مجعول کی حقیقت
اور اسکا فی نفسہ قوام ہوتی ہے اور اس
تحقق وجوب مذکور کا نتیجہ جوہر اور تقرر
ہوتا ہے تحقیق اور تفتیش کے بعد یہ بات
واضح ہوئی ہے کہ تحقق مجعول کے یہ معنی
ہیں کہ اسکا تحقق جاعل کیلئے ہے اسکی ذات
کا انحصار اس پر ہے کہ وہ ازل سے
ابد تک اپنے فاعل کی طرف منسوب
رہے اور اسکے تقرر کا منبع اسکا مبدا
ہوتا ہے، اور اسکا وجود اس جہت

الجزئیۃ هذه التمیز لشدة
اعتدادهما وغایۃ تسبقهما.

والانحیاز نوعان احدهما
انحیاز مطلق من مطلق
وحقیقته انحیاز مفهوم
براسه یصح له التصادق و
العنوانیۃ کالمتعجب بالنسبۃ
الی الناطق وان کان بالاتحاد
العرضی وقد عرفت کیفیته
فی الخزانۃ الثانیۃ ثانیهما
انحیاز متعین متقید من
المطلق وحقیقته انتهاء
الانحیاز الاطلاقی الی حد
لایقتضی بعد ذلک الا انحیاز
المفهومات المتخالفۃ جهاتها
فیه بحیث لایصح التصادق ولا
العنوانیۃ کالحیوان بشرط شیٔ
والحیوان بشرط لا شیٔ)

خصوصی کی شرح اور اسکے اجمال کی
تفصیل ہوتی ہے اور اس مرتبہ جہت
سے پہلے عدم امتیاز کی وجہ اس جہت کا علو شان اور اسکی انتہائی سبقت ہے،

انحیاس کی دو قسمیں ہیں ایک تو مطلق
سے مطلق کا ظہور میں آنا اور اسکی حقیقت
کسی مفہوم کا اسطرح متمثل ہونا ہے کہ
دونوں کا تصادق اور عنوانیت صحیح
ہوسکے جیساکہ تعجب ناطق کیطرف نسبت
کیساتھ اگرچہ اسکا اتحاد عرضی ہے جیساکہ
اسکی کیفیت تم خزانہ دوم میں معلوم کرچکے ہو
دوسرے متعین اور مقید کا مطلق سے
ظہور میں آنا اور اسکی حقیقت یہ ہے
کہ انحیاس اطلاقی ختم ہوکر ایسی حد تک
پہنچ جائے کہ جس کے بعد صرف یہی
رہ جاتا ہے کہ مختلف مفہومات اپنی اپنی
جہات میں اسطرح تمثل حاصل کریں کہ
اس مقام پر نہ تو تصادق صحیح ہوتا ہے
اور نہ عنوانیت جیساکہ حیوان بشرط شیٔ
اور حیوان بشرط لاشیٔ۔ اس حیوان مطلق

بِالنِّسْبَۃِ اِلَی الْحَیَوَانِ الْمُطْلَقِ الَّذِیْ هُوَ نَفْسُ الْحَیَوَانِ فَقَطْ ۔	کی طرف نسبت کرنے کے ساتھ جو کہ فقط نفس حیوان ہے،

عرش اور ماء

وَنَحْنُ نُرِیْدُ اَنْ نُفِیْدَکَ	ہم چاہتے ہیں کہ اس خزانہ میں اس
فِیْ هٰذِہِ الْخِزَانَۃِ فَاسْتَمِعْ	امر کی تشریح کریں اسلئے جو تمہارے
لِمَا یُتْلٰی عَلَیْکَ بِصِمَاخِ	سامنے بیان کیا جائے اسے گوش ہوش
یَقِیْنِکَ لَمَّا اَرَادَ اللّٰهُ سُبْحَانَہٗ	سے سنو جب اللہ تعالےٰ نے مخلوق کو
اَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ اَفَاضَ اٰدَّۃً	پیدا کرنا چاہا تو اس نے خالص تجرد
مِنْ صِرْفِ التَّجَرُّدِ وَعَیْنِ	اور عین اطلاق سے عرش عظیم کو پیدا کیا
الْاِطْلَاقِ وَاِنَّمَا اَعْنِیْ بِہٖ	اور ہمارے نزدیک اسکا مفہوم ایک جسم
جِسْمًا تَامًّا مُحِیْطًا بِالْجِہَاتِ	کامل ہے کہ جس نے تمام جہات کو
غَیْرَ قَابِلٍ لِلْخَرْقِ وَالْاِلْتِیَامِ	گھیر رکھا ہے اور اس میں خرق والتیام
وَهُوَ الْعَرْشُ الْعَظِیْمُ وَهُوَ	نہیں (یہی) وہ عرش عظیم ہے) اور اسے
وَاِنْ کَانَ جِسْمَانِیًّا وَ	اگرچہ ہم نے جسم سے تعبیر کیا ہے لیکن
لٰکِنَّہٗ رُوْحَانِیٌّ مِنْ حَیْثُ	وہ اقتراب اتم اور تدبیر اعم کا مظہر
الْاِقْتِرَابِ الْاَتَمِّ وَالتَّدْبِیْرِ	ہونیکی وجہ سے روحانی ہے اور اسمیں
الْاَعَمِّ وَلَہٗ رُوْحٌ تَامٌّ کُلِّیٌّ فَـ	ایک روح کلی ہے جس کی بنا پر یہ کہنا
حَقَّ لَہٗ اَنْ یُّقَالَ اَنَّہٗ اسْتَوٰی	مناسب ہے کہ اللہ سبحانہ تعالےٰ

عَلَيْهِ اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى وَ
جِسْمًا غَيْرَ تَامٍّ مُحَدَّدًا مِنَ
الْجِهَاتِ عَلٰى صِيغَةِ اِسْمِ
الْمَفْعُولِ قَابِلَ الْخَرْقِ وَالْاِلْتِيَامِ
مُطْلَقًا وَاِنَّمَا اَعْنِي بِهِ اَنَّهُ
قَابِلٌ لِكُلِّ مَا يَطْرَأُ عَلَيْهِ وَ
لَا يَأْبٰى اَيَّ صُورَةٍ فُرِضَتْ
وَهُوَ الْمَاءُ وَهُوَ جِسْمَانِيٌّ
مَحْضٌ لَا اقْتِرَابَ لَهُ وَلَا تَدْبِيرَ
وَلَا رُوحَ وَلَا اسْتِيلَاءَ وَقَدْ
عَبَّرَ عَنْهُ بِالْمَاءِ لِمُشَابَهَتِهِ
اِيَّاهُ فِي الْاِطْلَاقِ وَالْقَابِلِيَّةِ
كَمَا عَبَّرَ عَنِ الْعَرْشِ بِهِ
لِمَعْنَى الْاِسْتِيلَاءِ وَالتَّحَدُّدِ
التَّامِّ هٰذَا ذَوْقُ الْحَكِيمِ وَلَا مَحِيدَ
عَنْهُ فِي التَّحْقِيقِ وَمَا اخْتَلَفُوا اِلَّا
عَنْ جَهْلٍ بِحَقِيقَةِ السِّرِّ ۔

عرش پر مستوی ہے اور اسکے بعد یک جسم
غیر تام ہے جو محدد من الجہات ہے
اور قابل خرق والتیام ہے اور ہمارا
مقصود یہ ہے کہ جو حالت بھی اس پر طاری
ہوتی ہے اسے قبول کر لیتا ہے اور جون
سی بھی صورت اسکے لئے فرض کی جائے
اس سے انکار نہیں اور یہ ثانی جسم پانی
ہے اور یہ وہ جسم محض ہے کہ جسے کسی
قسم کا قرب حاصل نہیں اور تدبیر الٰہی
اور روح کا مظہر نہیں اور نہ اس پر استواء
ثابت آتا ہے اور اس جسم کو پانی کیساتھ
اسلئے تعبیر کیا گیا کہ یہ اطلاق اور قابلیت
میں اسی کے مشابہ ہے جیسا کہ عرش سے
تعبیر کرنا اللہ تعالٰی کے استیلاء اور
استوی اور تحدد تام کے معنی کو شامل
ہے یہ ایک حکیم کا ذوق ہے کہ جس کی
تحقیق میں کوئی شائبہ نہیں اور اس
میں وہی اختلاف کر سکتا ہے جو اس راز کی حقیقت سے ناواقف ہے

وَقَدْ تَظَاهَرَتِ الْاٰيَاتُ وَ

آیات اور احادیث اس سلسلہ میں بکثرت

الْاَحَادِیْثُ عَلَیْہِ قَالَ اللّٰہُ	وارد ہوئی ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے
سُبْحَانَہٗ فِیْ مُحْکَمِ کِتَابِہٖ وَ	کہ یہ وہ خدائے قدوس ہے کہ جس نے
ھُوَالَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَ	آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا
الْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ وَ	کیا اور اسکا عرش عظیم پانی پر تھا، تاکہ
کَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَاءِ لِیَبْلُوَکُمْ	آزمائے کہ کون تم میں سے بلحاظ عمل
اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَفَسَّرَھَا	کے سب سے بہتر ہے اور امام بخاریؒ نے
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	عمران بن حصینؓ سے جو روایت نقل کی
وَسَلَّمَ فِیْمَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ	ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّہٗ	نے اسکی تفسیر بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ
قَالَ کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ	موجود تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی
قَبْلَہٗ شَیْءٌ وَکَانَ عَرْشُہٗ	اور اسکا عرش پانی پر تھا کہ جسکے بعد اس
عَلَی الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَ	نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور
الْاَرْضَ وَکَتَبَ فِی الذِّکْرِ کُلَّ	لوح محفوظ میں ہر ایک چیز لکھدی اور
شَیْءٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَخَلَقَ مِنَ الْمَاءِ	ایک روایت میں ہے کہ آسمانوں کو
السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَھٰذَا الْمِقْدَارُ	اور زمین کو پانی سے پیدا کیا، انبیاء کرام
ذَوْقُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْحُکَمَاءِ	اور حکماء کا ذوق بس اتنا ہی ہے،
وَاَمَّا الْفَلَاسِفَۃُ الَّذِیْنَ یَشْتَغِلُوْنَ	لیکن فلاسفہ جو لایعنی مباحث میں
بِمَا لَا یَعْنِیْھِمْ فَاِذَا نَحْنُ اَجَلْنَا	مصروف رہتے ہیں جب ہم انکے نظریہ
النَّظْرَ بِحِذَاءِ اُولٰئِکَ فَلَمَّا	کی طرف غور کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں

اِنْ نَقُوْلَ الْعَرْشُ مَوْجُوْدٌ	کہ عرش موجود ہے اسکا ہیولی سکی صورت
کَمَا هُوَ هَيُوْلَاهُ يَقِفُ عَلٰى	پر اور اسکی صورت اسکے ہیولی پر موقوف
صُوْرَتِهٖ وَصُوْرَتُهٗ يَقِفُ	ہے اور پانی ایسا جسم ہے جو ہیولی اور
عَلٰى هَيُوْلَاهُ وَالْمَاءُ جِسْمٌ	اس صورت عامہ سے مرکب ہے جو کہ ہر
مُرَكَّبٌ مِنَ الْهَيُوْلٰى وَالصُّوْرَةِ	اس صورت کو قبول کرتی ہے جو اس
الْعَامَّةِ الْقَابِلَةِ لِكُلِّ صُوْرَةٍ	پر پیش آتی ہے جیسا کہ یہ لوگ ہیولی
تَاتِيْ عَلَيْهَا كَمَا يَقُوْلُوْنَ فِي الْهَيُوْلٰى	ثانیہ اور صورت نباتیہ کے متعلق بیان
الثَّانِيَةِ وَالصُّوْرَةِ النَّبَاتِيَّةِ ۔	کرتے ہیں ،

زمان اور مکان

وَقَدْ اَحَاطَ الْجِسْمَانِيَّةَ	تمام جسمانی اشیاء پر ایک ایسا
بِجَمِيْعِهَا جَوْهَرٌ مُمْتَدٌّ	جوہر احاطہ کئے ہوئے ہے جو امتداد
بِذَاتِهٖ وَهُوَ الزَّمَانُ وَجَوْهَرٌ	ذاتی کیساتھ موصوف ہے اور وہ زمان
مُتَّسِعٌ بِذَاتِهٖ وَهُوَ الْمَكَانُ	ہے اور ایک جوہر ہے جو متسع بذاتہ
وَهُوَ اَمْرَانِ مُشْتَرَكَانِ فِي	ہے اس کو مکان بولا جاتا ہے، ان
الْجِسْمَانِيَّاتِ قَاطِبَةً حَالَّانِ	دونوں کا تمام جسمانیات کیساتھ ایسا
فِيْهَا فَتَحَقُّقُ الزَّمَانِ هُوَ	تعلق ہے کہ ایک سے دوسرے کو علیحدہ نہیں
تَحَقُّقُهٗ فِي الْجِسْمِ وَ	کرسکتے اور دونوں کا وہ محل کہ جسمیں وہ
تَحَقُّقُ الْمَكَانِ هُوَ تَحَقُّقُهٗ	حلول کئے ہوئے ہیں ہر ایک ایسی چیز

فِي الْجِسْمِ وَلِهٰذَا زَعَمُوْا أَنَّهُمَا عَرَضَانِ وَلٰكِنْ ذَوْقُ الْحُكَمَاءِ أَبٰى عَنْهُ.

ہے کہ جسکی بنا پر زمان اور مکان دونوں کا تحقق جسم میں ہے اسی لئے بعض حضرات نے یہ خیال کیا کہ یہ دونوں عرض ہیں لیکن حکماء کا ذوق اس کے تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے،

وَالزَّمَانُ كَمَا كَانَ امْتِدَادُهُ غَيْرَ مَأْلُوْفِ التَّصَوُّرِ عِنْدَهُمْ عَسُرَ عَلَيْهِمْ تَصَوُّرُهُ.

اور کیونکہ زمان میں اس قدر امتداد ہے کہ اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا اسلئے اسکے تصور کو مشکل سمجھا گیا ہے،

وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ جَعَلَ كُلًّا مِنْ هٰذِهٖ مُتَعَانِقًا مَعَ الْآخَرِ وَلَوْلَا التَّعَانُقُ لَذَهَبَ الْهَيُوْلٰى إِلَى الْإِطْلَاقِ الصِّرْفِ الَّذِيْ هُوَ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَذَهَبَ الصُّوْرَةُ إِلٰى اسْمٍ هِيَ تُمَاثِلُهَا بِحِكْمَتِهِ الْبَاهِرَةِ عَلَّقَ كُلًّا مِنْهُمَا بِالْآخَرِ فَبِذٰلِكَ ثَبَتَ الْعَالَمُ.

یاد رکھو کہ ان میں سے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو ایک دوسرے کیساتھ وابستہ پیدا فرمایا ہے اگر یہ توافق اور وابستگی نہ ہو تو ہیولی اطلاق صرف کے ساتھ مل جاتا جو اللہ تعالیٰ کے اسمائے پاک میں سے ایک اسم ہے اور صورت اس حکمت کیساتھ ملجاتی جسکا وہ مثل ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے ساتھ دونوں کو ایک ساتھ اسطرح پیدا فرمایا کہ جسکی وجہ سے عالم ثابت رہا،

حدوث عالم

وَالْعَالَمُ حَادِثٌ كُلُّهُ أَمَّا الزَّمَانُ وَمُعَاصِرَاتُهُ فَبِالْحُدُوثِ التَّقْيِيدِيِّ وَأَمَّا غَيْرُهَا فَبِالْحُدُوثَيْنِ كِلَيْهِمَا وَمَنْ تَجَشَّمَ إِثْبَاتَ الْحُدُوثِ الزَّمَانِيِّ لِلزَّمَانِ وَإِخْوَتِهِ فَقَدْ رَكِبَ شَطَطًا وَلَا يَكَادُ يَجِدُ مِنَ الْآيَاتِ وَالْأَحَادِيثِ عَلَيْهِ دَلِيلًا۔

تمام عالم حادث ہے، زمان اور اسکے معاصرات کا حدوث تو تقییدی ہے لیکن دوسری اشیاء حدوث کے دونوں معانی کی بنا پر حادث ہیں، جنہوں نے زمان اور اسکے معاصرات کے لئے حدوث زمانی کے ثابت کرنے میں سعی لاحاصل کی ہے اور وہ ایک ناممکن چیز کو ممکن بنانا چاہتے ہیں آیات قرآنی اور احادیث نبوی میں ان کیلئے کوئی دلیل نہیں،

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ كُلَّ خُصُوصِيَّةٍ مِنَ الْأَسْمَاءِ تَسْتَتْبِعُ صُورَةَ خُصُوصِهَا فِي عَالَمِ الْإِمْكَانِ لِخُصُوصِيَّةٍ بَيْنَهُمَا وَاقِعَةٍ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہر ایک اسم پاک کی خصوصیت سے عالم امکان میں صورت خصوصیہ ظہور میں آتی ہے کیونکہ ان دونوں کے درمیان ایک قسم کی خصوصیت ہوتی ہے جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک ایک امر واقع ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے

خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ ۔

نے انسان (آدم) کو اس کی صورت پر پیدا کیا،

فَبِهٰذَا صُوْرَةُ الْاَفْلَاكِ وَالْعَنَاصِرِ بِصُوَرِهَا وَمِنَ النَّشْأَةِ الْجُزْئِيَّةِ فِیْ كُلِّ عُنْصُرٍ عُنْصُرٌ وَفَلَكٍ فَلَكٌ ۔

سو اسی طرح افلاک اور عناصر کی بھی صورتیں ہیں اور ارتقاء جزئی میں ہر ایک عنصر کیلئے عنصر اور فلک کیلئے فلک موجود ہے،

اَلْمَعْدِنُ وَهُوَ اَمْرٌ جِسْمَانِيٌّ مَحْضٌ لَهٗ رُوْحٌ ضَعِيْفٌ اِنَّمَا شَانُهٗ حِفْظُ صُوْرَتِهٖ وَطَبِيْعَتِهٖ غَيْرَ وَاَنَّ مَعْدَنَ الْاَفْلَاكِ اَتَمُّ مِنْ مَعْدَنِ الْعَنَاصِرِ وَالْعَامَّةُ تَخْتَصُّهٗ بِالْاَرْضِ وَالْحُكَمَاءُ يَعُمُّوْنَهٗ مِنْ مُقْتَضٰی ذَوْقِهِمْ فِیْ كُلِّ الْمَاءِ ۔

معدن صرف جسمانی چیز ہے جس کی روح نہایت کمزور ہے اسکا کام صرف اپنی صورت اور طبیعت کا محفوظ رکھنا ہے علاوہ ازیں معدن افلاک معدن عناصر سے کامل تر ہیں، اور معدن کو عام طور پر ارضیات سے مخصوص سمجھا جاتا ہے لیکن حکماء اپنے ذوق کے مطابق تمام معدنیات کیلئے پانی کی طرح عموم ثابت کرتے ہیں،

وَالنَّبَاتُ وَهُوَ جِسْمٌ لَهٗ رُوْحٌ شَانُهُ التَّغْذِيَةُ وَالتَّنْمِيَةُ مَعَ الْحِفْظِ وَهُمَا

اور نبات ایک ایسا جسم ہے کہ جس میں روح ہے جسکا عمل یہ ہے کہ فقط صورت کے علاوہ تغذیہ اور نشوونما کے نظام کو بھی قائم رکھتی ہے حیوان

قَدْ يَتَلَبَّسَانِ بِأَحْكَامِ الْحَيَوَانِ أَوِ النَّاطِقِ بِقَسْرٍ وَلٰكِنْ هٰذَا الْكَلَامُ فِي مُقْتَضَى الطَّبَائِعِ وَالْحَيَوَانُ وَهُوَ جِسْمٌ لَهُ رُوحٌ شَأْنُهُ الشُّعُورُ مِنَ الْإِحْسَاسِ وَالتَّخَيُّلِ وَالتَّوَهُّمِ وَالْإِدْرَاكِ وَالرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ وَغَيْرِهَا وَالنَّاطِقُ وَهُوَ جِسْمٌ لَهُ رُوحٌ شَأْنُهُ التَّعَقُّلُ أَيِ اللُّحُوقُ بِأُصُولِ الْعَوَالِمِ مِنَ الْأَسْمَاءِ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ عِلْمًا وَعَمَلًا۔

بلکہ حیوان ناطق کے احکام کے ساتھ بھی اس کو التباس حاصل ہے۔ گو بعض حالتوں میں ہو لیکن اس وقت ہم نفس طبائع سے بحث کر رہے ہیں، اور حیوان ایسا جسم ہے کہ جسکی روح ہے اس کا عمل احساس تخیل توہم ادراک اور رضا اور غضب وغیرہ کے احوال کو سمجھنا ہے اور ناطق ایسا روح والا جسم ہے کہ جسکی شان اور حالت تعقل یعنی بلحاظ علم اور عقل کے وہ اصول عوالم یعنی اسماء حسنیٰ تک رسائی حاصل کر سکتی ہے،

وَالنَّاطِقُ الَّذِي غَلَبَ عَلَيْهِ الْأَرْضُ كَمِّيَّةً وَاعْتَدَلَتِ الْأَرْبَعُ كَيْفِيَّةً لَا اعْتِدَالًا حَقِيقِيًّا بَلْ مَشْهُورِيًّا هُوَ الْإِنْسَانُ۔

اور وہ ناطق کہ جسمیں بلحاظ مقدار کے ارضی جزو غالب ہو لیکن کیفیت کے لحاظ سے اسکے عناصر اربعہ میں اعتدال حقیقی نہیں ہوتا بلکہ صرف اسکے نام سے مشہور ہے اس قسم کا (حیوان ناطق) انسان کہلاتا ہے

وَالنَّاطِقُ الَّذِي غَلَبَ

اور وہ ناطق جس میں کمیت کے لحاظ

عَلَيْهِ الْهَوَاءُ كَمِّيَّةً وَاسْتَوَتِ	سے ہوا کا عنصر غالب اور کیفیت کے
الْاَرْبَعُ كَيْفِيَّةً هُوَ الْمَلَكُ	لحاظ سے چاروں عناصر ہیں استوا ء
السِّفْلِيُّ وَمِنْهُمْ رِدْءُ	اور برابری ہو، تو یہ ملائکہ سفلیہ ہیں جو
الْمَلَائِكَةِ الْعُلْوِيَّةِ	ملائکہ علویہ کے اعوان ہیں اور ان کا
وَتَمَاثِيلُهُمْ وَهُمُ الْمُوَكَّلُوْنَ	تمثال ہیں اور یہی ملائکہ موکل ہیں اور
وَهُمْ اَقْرَبُ اِلَى الْعِفَّةِ	یہ عفت و عصمت کے اعتبار سے انسان
مِنَ الْاِنْسَانِ وَغَيْرِهِ وَ	سے زیادہ قریب ہیں اور باعتبار نفس
اَقْوٰى نَفْسًا.	کے زیادہ قوی،
وَالنَّاطِقُ الَّذِيْ غَلَبَ	اور وہ ناطق کہ جس پہ باعتبار کمیت کے
عَلَيْهِ الْمَاءُ كَمِّيَّةً وَ	پانی کا عنصر غالب ہو اور کیفیت کے
وَاسْتَوَتِ الْاَرْبَعُ كَيْفِيَّةً	لحاظ سے عناصر اربعہ اس میں برابر ہوں
هُوَ الْاِنْسَانُ الْمَائِيُّ وَلَمْ	وہ انسان آبی ہے، لیکن اہل ذوق
يُسْمَعْ لَهُ ذِكْرٌ اِلَّا مَا يَسْرُدُهُ	واعظین کے علاوہ ان کا تذکرہ اور
قَاصُّ الذَّوْقِ.	کہیں نہیں سنا،
وَالنَّاطِقُ الَّذِيْ غَلَبَ	اور وہ ناطق کہ جس پہ باعتبار کمیت کے
عَلَيْهِ النَّارُ كَمِّيَّةً	آتش اور آگ کا غلبہ ہو اور کیفیت
وَاسْتَوَتِ الْاَرْبَعُ	کے لحاظ سے عناصر اربعہ اس میں برابر
كَيْفِيَّةً هُوَ الْجِنُّ	ہوں، تو یہ قوم جن ہے، نسمہ کے لحاظ
وَيَتَيَسَّرُ لَهُمْ مِنَ	سے جو اثرات ان سے ظہور پذیر ہوتے

الشاثرات النسيمية ما لا يتيسر للانسان الا بعد تجشم كسب ثقيل ۔

ہیں انسان انکے اظہار سے قاصر رہتا رہتا ہے، البتہ سخت ریاضتوں کے بعد ممکن ہے کہ اس سے بھی کوئی کارنامہ ظاہر ہو،

والناطق المتكون من الافلاك هو الملك العلوي ۔

اور ایک وہ ناطق جس کا تکون عناصر فلکیہ سے ہوا یہ ملائکہ علویہ ہیں

ملائکہ کی حقیقت

والملائكة تماثيل الاسماء في نفوس اتم من نفوس الانس و امشاج الطف من امشاج الانس فلا جرم انهم وحي كلهم علم كلهم مؤتمون باصولهم اينما ماتا متا و منهم كليون امرهم كلي وتاثيرهم كلي اما في النشأة الطبيعية واما

ملائکہ کی حقیقت یہ ہے کہ ان کے نفوس نفوس انسانیہ سے کامل تر ہوتے ہیں اس لئے ان میں اسماء پاک کا تمثل اور ظہور کامل تر ہے اور ان کا مادہ تخلیق انسان کے مادہ تخلیق سے لطیف تر ہوتا ہے جس کی بنا پر وہ سراپا وحی اور علم ہیں اور اپنے اصول کی کامل طور پر اقتدار کرنے والے ہیں، بعض ملائکہ ان میں سے کلیین ہیں، جو تدبیر کلی کو انجام دینے پر مامور ہیں۔ اور اس تاثیر کلی کا اظہار کبھی تو نشأۃ طبعیہ

وَأَمَّا فِي النَّشْأَةِ الْعِلْمِيَّةِ
وَمِنْهُمْ جُزْئِيُّونَ وُكِّلُوا
عَلَى الْجِبَالِ وَالْبِحَارِ وَالسَّحَابِ
وَكُلِّ شَيْءٍ وَبِالْجُمْلَةِ
فَلَمَّا كَانَتْ حَقَائِقُهُمْ
وَسِيعَةً أَقْرَبَ مِنْ حَضْرَةِ
الذَّاتِ فُوِّضَ إِلَيْهِمْ
تَدْبِيرُ الْخَلْقِ مِنْ بَعْدِهِمْ
أَعْنِي إِلَى الْأَسْمَاءِ الطَّالِعَةِ
فِي صُدُورِهِمْ وَذَوْقُ الْحَكِيمِ
يُفَضِّلُهُمْ عَلَى الْإِنْسِ مُطْلَقًا
اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مِنْ وَجْهٍ
جُزْئِيٍّ وَمِنَ الْمَلَائِكَةِ مَنْ لَمْ
يَتَجَلَّ فِيهِ اسْمُ الْمُطْلَقِ
فَالْأَنْبِيَاءُ أَفْضَلُ مِنْهُمْ
بِلَا مُشَاحَّةٍ وَأَمَّا الْمُطْلَقِيُّونَ
فَهَذَا الْوَجْهُ الْجُزْئِيُّ
كَادَ أَنْ يَكُونَ شِعْرِيًّا
بِنِسْبَتِهِمْ فَتَدَبَّرْ.

نہیں ہوتا ہے اور کبھی نشاۃ علمیہ میں اور
بعض ملائکہ جزئیین ہیں جو پہاڑوں
دریاؤں، بادلوں اور ہمہ قسم کی اشیاء
پر مؤکل ہیں، خلاصہ یہ کہ جب ان کے
حقائق میں وسعت پائی جاتی ہے اور
انہیں ذات اقدس سے قرب حاصل
ہے اسلئے ان اسماء پاک کے بعد جن کا
ظہور ان کے سینوں میں ہوا ہے انہیں
کو کائنات کی تدبیر سپرد کی گئی ہے اور
ایک حکیم کا ذوق تو انہیں مطلقاً
انسان پر فضیلت دیتا ہے ہاں جزئی
فضیلت دیجائے تو اور بات ہے،
اور بعض ملائکہ اسم مطلق کی تجلی سے
محروم ہیں تو ان سے انبیاء کرام یقیناً
افضل ہیں لیکن جن ملائکہ کو یہ شرف
حاصل ہوا ہو کہ کوئی اسم پاک کلی ان میں
جلوہ نما ہوا ہے تو ان کے لئے جزئی
وجوہات تلاش کرنا استدلال شعری
کی اقسام سے ہیں،

آدم علیہ السلام کو کون سے ملائکہ نے سجدہ کیا

وَاَمَّا سُجُوْدُ الْمَلٰئِكَةِ لِاٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّمَا كَانَ عِنْدَنَا مِنَ الْعُنْصُرِيِّيْنَ الَّذِيْنَ مِنْهُمْ اِبْلِيْسُ لَا الْفَلَكِيِّيْنَ وَبِهٖ يَنْفَكُّ الْعُقْدَةُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ وَالْاِسْتِثْنَاءُ مُتَّصِلٌ فَتَعَرَّفْ۔

جن ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا وہ ہمارے نزدیک ان ملائکہ عنصریین میں سے تھے کہ جن میں سے ابلیس بھی تھا یہ ملائکہ فلکیین نہ تھے پس وہ عقدہ بھی حل ہو جاتا ہے جو اس آیت کے پڑھنے سے پیدا ہوتا ہے کہ وہ جن کی قوم سے تھا اسلئے اس نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے سرتابی کی تو الّا ابلیس میں استثناء متصل ہے۔

لوح وقلم

اَلْقَلَمُ جَوْهَرٌ مُجَرَّدٌ اَوْ كَالْمُجَرَّدِ مِنْ تَمَاثِيْلِ الْعِلْمِ الْفِعْلِيِّ وَاللَّوْحُ مِنْ تَمَاثِيْلِ الْعِلْمِ الْاِنْفِعَالِيِّ وَالْقَلَمُ جَامِعٌ لِجِهَاتِ قَاطِبَةِ الْمُمْكِنَاتِ كَاللَّوْحِ وَعُبِّرَ فِيْ لِسَانِ الشَّرْعِ بِالْكِتَابَةِ

قلم ایک جوہر مجرد عن المادہ ہے یا علم فعلی کے تمثل میں سے مجرد کی طرح ہے اور لوح علم انفعالی کا تمثل ہے اور قلم لوح کی طرح تمام ممکنات کی جہات کو جامع ہے زبان شرع میں کتابت کا لفظ اسلئے استعمال کیا گیا کہ

تَاْدِيَةً لِحُوقِ الْفِعْلِيَّةِ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْاِنْفِعَالِيَّةِ ،	انفعالیت کے بہ نسبت علم فعلی کیساتھ اسے زیادہ مناسبت ہے ،
وَمِنْ جُزْئِيَّاتِ الْقَلَمِ فِى عَالَمِ التَّخْلِيطِ قَوْمٌ يُسَمَّوْنَ بِالْكَتَبَةِ وَالْحَفَظَةِ وَمِنْ جُزْئِيَّاتِ اللَّوْحِ اُمُوْرٌ تُسَمّٰى بِالْاَلْوَاحِ وَصِفَةُ اللَّوْحِ اَنَّ لِكُلِّ اسْمٍ مِّنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهِ اٰيَةً عَلٰى حِدَتِهَا رُسِمَتْ فِيْهَا صُوَرُهُ وَاُبِيْنَتْ فِيْهَا جِهَاتُهُ الْمُتَعَدِّدَةُ بِحَسْبِ الْقَابِلِ وَالْفَاعِلِ فَالصُّوْرَةُ وَاحِدَةٌ وَالْجِهَاتُ مُخْتَلِفَةٌ وَهُوَ جَامِعٌ لِجَمِيْعِ الْكَائِنَاتِ اَللّٰهُمَّ اِلَّا اَنْ يَّخْفٰى اَمْرٌ مِّنْ تِلْكَ الْجِهَاتِ عَلٰى رَجُلٍ وَشَأْنُ الصُّحُفِ اَنْ يُّحْفَظَ فِيْهَا بِحِذَاءِ كُلِّ قَوْلٍ وَفِعْلٍ صَدَرَ	اور عالم تخلیط میں قلم ہی کی جزئیات میں سے ایک قوم ہے کہ جنہیں کتبۃ اور حفظہ کہا جاتا ہے اور لوح کی جزئیات میں سے بعض امور کو الواح کیساتھ موسوم کیا جاتا ہے اور لوح کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اسماء میں سے ہر ایک اسم پاک میں ایک جداگانہ آیت ہے کہ جنمیں اسکی صورت لکھی ہوئی ہے اور اسمیں قابل اور فاعل کی جہات متعددہ ظاہر کی گئی ہیں چنانچہ صورت ایک ہے اور اسکی جہتیں مختلف ہیں اور لوح کا مفہوم تمام کائنات کو شامل ہے مگر یہ ایک جدا بات ہے کہ کسی شخص پر ان جہات کا امر مخفی رہے اور صحیفوں کی شان یہ ہے کہ ہر وہ قول اور فعل جوکہ انسان سے صادر ہوتا ہے کہ اسمیں اسکی صورت محفوظ ہو

مِنَ الْاِنْسَانِ مُسَوَّرَةٌ تُبْدِيْ فِيْهَا جِهَاتُ نَشْأَةِ الْاُخْرَوِيَّةِ وَعِلْمُ الْاَلْوَاحِ مِنْ اَذْوَاقِ الْحَكِيْمِ وَالْاَنْبِيَاءِ فَقَطْ ۔

جاتی ہے جسمیں جہات مختلفہ نشاءۃ اخرویہ کے لحاظ سے نمایاں ہو جاتی ہیں اور الواح کا علم فقط انبیاء کرام اور حکماء ربانیین کے ذوق کا نتیجہ ہے،

اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِيْهِ کی حقیقت

وَاعْلَمْ اَنَّهٗ كَمَا اَنَّ بَدَنَ الْوَلَدِ مُتَوَلِّدٌ مِنْ بَدَنِ وَالِدَيْهِ عَلٰى مَا تَكَرَّرَ صِفَتُهٗ فِيْ كَلَامِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَفَسَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثَيِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ سَلَامٍ فَلِذٰلِكَ نَفْسُ الْوَلَدِ مُتَوَلِّدٌ مِنْ نَفْسِ الْوَالِدَيْنِ وَاَمْرُ الْمُوَلِّدَةِ الرُّوْحَانِيَّةِ فِي الْمُصَوِّرَةِ الْقُدْسَانِيَّةِ كَاَمْرِ الْمُوَلِّدَةِ الْجِسْمَانِيَّةِ وَالْمُصَوِّرَةِ الْجِسْمَانِيَّةِ وَقَدْ يَتَخَلَّفُ اَمْرُهُمَا عَنِ الْقِيَاسِ لِمَانِعٍ قُدْسِيٍّ اَوْ مَرَضٍ رُوْحِيٍّ ۔

یاد رکھو کہ جس طرح اولاد کا بدن انکے والدین کے بدن سے بنتا ہے، جیسا کہ کلام اللہ میں اسکا ذکر بار بار آیا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعودؓ اور ابن سلام رضؓ کی حدیث میں اس کی تشریح فرمائی ہے، اسی طرح اولاد کا نفس بھی والدین کے نفسوں سے متولد ہوتا ہے۔ اور تولید روحانی اور قوت مصورہ قدسیہ بھی تولید جسمانی اور صورت جسمانی کی طرح ہے اور اگر کسی مقام پر ان دونوں کا معاملہ از روئے قیاس مختلف نظر آئے تو وہاں مانع قدسی یا مرض روحی موجود ہوگا،

وَقَدْ يَظْهَرُ فِي نَفْسِ الْمَوْلُودِ مَا كَانَ مُنْطَمِسًا تَحْتَ الْإِجْمَالِ فِي نَفْسِ الْوَالِدَيْنِ وَقَدْ يَنْقَلِبُ أَمْرٌ إِلَى أَمْرٍ مَعَ بَقَاءِ النَّفْسِ الرَّحْمَانِيِّ عَلَى صِفَتِهَا كَمَا أَنَّ الْوَالِدَيْنِ قَدْ يَكُونَانِ مِنْ أَصْلَبِ النَّاسِ فِي الْغَضَبِ وَالْجُرْأَةِ وَيَكُونُ الْوَلَدُ مِنْ أَصْلَبِهِمْ فِي الْحِكْمَةِ وَالْمَعْرِفَةِ مَثَلًا وَقَدْ يَكُونَانِ مِنْ أَصْحَابِ الْمُؤَاخَذَةِ الْخَيَالِيَّةِ أَوِ الْقَوْلِيَّةِ دُونَ الْفِعْلِيَّةِ ثُمَّ يَكُونُ الْوَلَدُ ذَا مُؤَاخَذَةٍ فِعْلِيَّةٍ.

وَوَسِيعُ النَّفْسِ يَتَوَلَّدُ مِنْهُ وَسِيعُ النَّفْسِ وَكُلٌّ مِنْ صُلْبِ النَّفْسِ

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو بات نفس والدین میں اجمالاً پوشیدہ ہو جاتی ہے وہ نفس مولود میں ظاہر ہو جاتی ہے اور کبھی نفس رحمانی کے اپنی کیفیت پر باقی رہنے کی بنا پر ایک امر دوسرے امر کی صورت میں تبدیل ہو جاتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ لڑکے والدین غصہ اور جلال میں ترقی پذیر ہوتے ہیں، لیکن ان کی اولاد حکمت و معرفت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوتی ہے بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ والدین میں مخفی طور پر بے شرعی کا مادّہ موجود ہوتا ہے جو صرف قولی تک محدود رہتا ہے فعلی صورت نہیں اختیار کرتا لیکن ان کی اولاد میں بالفعل صفت خبیثہ نمایاں ہو جاتی ہے،

اور جو شخص کہ وسیع النفس ہوتا ہے، تو اس کی اولاد بھی وسیع النفس ہوتی ہے اور علیٰ ہذا القیاس غلیظ النفس

عربی	اردو
وَلَطِيفُهَا يَتَوَلَّدُ مِنْهُ مَا	اور لطیف النفس سے اسی صفات کا حامل
يُمَاثِلُهُ وَمَنْ شَاءَ مِنَ الْحُكَمَاءِ	پیدا ہوگا اور جو حکیم بھی یہ پسند کرے کہ
أَنْ يَجْعَلَ وَلَدَهُ مِنْ تَمَاثِيلِ	اسکا لڑکا الحی القیوم کی صفات کا
الْحَيِّ الْقَيُّومِ فَلْيَجْعَلْ نَفْسَهُ	مظہر ہو تو وہ پہلے اپنے آپ کو قانون
مِنْ تَمَاثِيلِهِ عَلَى مَا يُوضِحُهُ قَانُونُ	حکمت مطابق ایسا کرنے کی کوشش کرے
الْحِكْمَةِ ثُمَّ لِيُولِدَ فَالْوَلَدُ مِنْ	انشاء اللہ تعالٰے اس کا لڑکا بھی ان ہی
تَمَاثِيلِهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى ۔	صفات کا مظہر ہوگا ،
وَاعْلَمْ أَنَّ هٰذِهِ الصُّوَرَ	اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ صورت جوہریہ
الْجَوْهَرِيَّةَ تَسْتَتْبِعُ صُوَرًا	دوسری صور عرضیہ کی شکل میں آنے کی
أُخْرَى عَرَضِيَّةً وَتَحْقِيقُ الْقَوْلِ	متقاضی ہوتی ہے ہمارے نزدیک تحقیقی
عِنْدَنَا أَنَّ الصُّورَةَ الْحَالَّةَ	بات یہ ہے کہ وہ صورت جو کسی سفید
فِي الْجِسْمِ هُوَ الْأَبْيَضُ لَا	چیز میں حلول کئے ہوئے ہے اس کو
الْبَيَاضُ كَمَا يَتَوَهَّمُهَا الْمُتَوَهِّمُونَ	اگرچہ واہمین بیاض کہتے ہیں مگر ہم اسے
وَالْأَبْيَضُ أَخَصُّ بِنَوْعٍ مِنَ	ابیض کہیں گے اور ابیض میں خصوصی
التَّحَقُّقِ وَهٰذَا النَّوْعُ هُوَ	طور پر ایک نوع کا تحقق پایا جاتا ہے
السِّرُّ مَا بِهِ امْتِيَازٌ عَنِ الْجَوَاهِرِ	اور یہی چیز اسے جواہر امور انتزاعیہ سے
وَعَنِ الْانْتِزَاعِيَّاتِ أَلَيْسَ	ممتاز بناتی ہے کیا تم نے غور نہیں کیا
أَنَّ الْجِسْمِيَّةَ أَمْرٌ اخْتَلَطَ	کہ جسمیت کا مفہوم کسی شخص کے ساتھ
بِالتَّشَخُّصِ اخْتِلَاطًا	تو اسطرح گھل ملجاتا ہے کہ اس پر اسکا

يَصِحُّ بِهٖ حَمْلُهٗ عَلَيْهِ فَنَحْنُ نُدْرِكُ اَنَّ الْبَيَاضَ اِخْتَلَطَ مِثْلَ هٰذَا الْاِخْتِلَاطِ اِلَّا اَنَّهٗ مُمْتَازٌ عَنِ الْجَوْهَرِيَّاتِ بِاَمْرٍ يَخْتَصُّ بِهٖ ۔	محمول کرنا صحیح ہو جاتا ہے، سو ہم کہتے ہیں، کہ بیاض کا مفہوم بھی کسی چیز کے ساتھ اسی طرح مختلط ہو جاتا ہے مگر وہ اپنے امر تخصیصی کی بنا پر جوہریات سے ممتاز ہو جاتا ہے،

سورج عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا ہے

وَالْمَذْهَبُ فِي الْفَلَكِيَّاتِ اَنَّهَا عُنْصُرِيَّاتٌ وَاَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَسَائِرَ السَّائِرَاتِ يَسْبَحُوْنَ فِيْهَا عَلٰى حِسَابٍ قَدَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى سُبْحَانَهٗ بِحَسْبِ طَبَائِعِهَا وَاَنَّهَا ذَوَاتُ اَرْوَاحٍ وَعُلُوْمٍ وَاَنَّ الشَّمْسَ تَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ سَجْدَةً تُنَاسِبُهَا ۔	فلکیات کے بارے میں صحیح مذہب یہ ہے کہ وہ عنصری ہیں سورج اور چاند اور جملہ اجرام فلکیہ اپنے اپنے مدار پر اس نظام کے مطابق گردش کرتے ہیں جو اللہ تعالےٰ نے ان کی طبائع کیلئے مقدر فرما دیا ہے اور یہ بھی ذوات ارواح ہیں اور صاحب علوم ہیں اور اسی طرح سورج عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا ہے مگر اس سجدہ کی نوعیت اسی کے مناسب حال ہے،
وَفِي الْمَعْدَنِيَّاتِ وَالْجَوِّيَّاتِ وَالنَّبَاتِيَّاتِ وَالْحَيَوَانِيَّاتِ اَنَّ	معدنیات، جویات، نباتات حیوانات ان میں سے ہر ایک تعلق جوان فلاسفہ

كُلُّ مَا فَصَّلَهُ الَّذِيْنَ يَشْتَغِلُوْنَ بِمَا لَا يَعْنِيْهِمْ فَإِنَّهُ صَادِقٌ بِحَسْبِ نِظَامِ الطَّبَائِعِ وَأَمَّا بِحَسْبِ الْأَسْمَاءِ الْمُنْعَكِسَةِ فَإِنَّ لَهَا أَسْبَابًا أُخَرَ يَعْسُرُ تَفْصِيْلُهَا۔

نے ذکر کیا ہے جو لایعنی مباحث میں مشغول رہتے ہیں وہ نظام طبائع کے لحاظ سے تو صحیح ہے، لیکن اسماء پاک کی تجلیات کے لحاظ سے تو انکے ظہور میں آنے کیلئے کچھ دوسرے اسباب ہیں کہ جن کی تفصیل مشکل ہے،

وَالْعُقُوْلُ بَاطِلَةٌ وَالْأَعْيَانُ عُكُوْسُ الْأَسْمَاءِ الْخَاصَّةِ النَّاشِئَةِ مِنَ الْإِرَادَةِ وَكُلُّ عَيْنٍ يَظْهَرُ فِي الْمَظَاهِرِ الْمُتَعَدِّدَةِ وَيَلْحَقُ لَهُ فِي كُلِّ مَظْهَرٍ أَحْكَامٌ عَلَيْحِدَتُهَا فَقَدْ يَكُوْنُ جَوْهَرًا وَقَدْ يَكُوْنُ عَرَضًا فَلِهٰذَا نَقُوْلُ الْعَوَالِمُ عَلٰى تَعَدُّدِهَا وَسَعَتِهَا مُتَحَاذِيَةٌ بَعْضُهَا لِبَعْضٍ وَالْأَنْوَاعُ خُصُوْصِيَّاتُهَا أَعْيَانٌ وَالْأَعْيَانُ الظَّاهِرَةُ تُشَخِّصُهَا وَتَجْعَلُهَا أَفْرَادًا۔

تمام عقول باطل ہیں، اور اعیان ان اسماء خاصہ کا عکس ہیں، جو کہ صفت ارادہ سے ظہور میں آنیوالے ہیں اور ہر ایک عین کا ظہور متعدد مظاہر میں ہوتا ہے اور ہر ایک مظہر کیلئے جداگانہ احکام ہوتے ہیں چنانچہ کبھی وہ جوہر اور کبھی عرض ہوتا ہے اسی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ عوالم اپنے تعدد اور وسعت کے لحاظ سے ایک دوسرے کے متحاذی ہیں اور انواع کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ان اعیان کی خصوصیات ہیں اور اعیان ظاہرہ ان میں تشخص پیدا کرتے اور ظہور افراد کا باعث ہوتے ہیں،

تمثلات کی تقسیم

وَرَأْيُ الْحَكِيْمِ تَقْتَضِيْ بِتَقْسِيْمِ التَّمَثُّلَاتِ اِلٰى ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ قِسْمٌ هُوَ تَمَثُّلٌ فِيْ خُصُوْصِيَّةِ الْجَوْهَرِ فَمِنْهَا اِنْطِبَاقِيَّاتٌ وَهِيَ النُّفُوْسُ وَالْاَجْسَامُ الْمُتَوَحِّدَةُ بِوَحْدَةٍ حَقِيْقِيَّةٍ كَهٰذَا الْاِنْسَانِ وَذَاكَ وَمِنْهَا اِنْدِرَاجِيَّاتٌ كَالْاَعْضَاءِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَاتَلَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلَا يَضْرِبْ وَجْهَهُ فَاِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ وَهٰذَا الْبَصَرُ مِنْ تَمَاثِيْلِ الْبَصِيْرِ وَهٰذِهِ الْيَدُ مِنْ تَمَاثِيْلِ الصَّانِعِ وَقِسْمٌ هُوَ تَمَثُّلٌ فِيْ خُصُوْصِيَّةِ الْعَرَضِيَّةِ وَ

اور حکیم کی رائے تمثلات کی تین قسمیں کرنیکی مقتضی ہے ایک قسم کا تو وہ تمثل ہے جو کسی جوہر کی خصوصیت میں واقع ہوتا ہے اسی قسم میں سے انطباقیات ہیں اور وہ نفوس اور اجسام متوحدہ ہیں کہ جن میں وحدت حقیقیہ پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً یہ انسان اور وہ انسان اور ان ہی میں سے اندراجیات ہیں، جیسا کہ اعضاء، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس وقت تم کسی سے لڑو تو اسکے منہ پر نہ مارو، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے (آدمی) کے چہرہ کو اپنی صورت کے مطابق پیدا کیا اور یہ بصر بصیر کا تمثل اور یہ ہاتھ صانع کا تمثل ہے،
اور دوسری قسم کا وہ تمثل ہے جو کسی عرض کی خصوصیت میں واقع ہو، اور

مِنْهَا اِنْطِبَاقِيَاتٌ وَهِيَ
اللَّوْنُ وَالشَّكْلُ وَالشَّجَاعَةُ
وَالسَّخَاوَةُ فَمَا لَا يَخْتَصُّ
بِعُضْوٍ وَاحِدٍ مِنَ الْاَعْضَاءِ
اِنَّمَا طَرَيَانُهَا عَلَى الْكُلِّ مِنْ
حَيْثُ اَنَّهُ هُوَ كُلٌّ وَمِنْهَا اِنْدِرَاجِيَّاتٌ
كَالصَّوْتِ فِي الْحَلْقِ وَالْبَصَرِ فِي
الْبَاصِرَةِ وَالسَّمْعِ فِي السَّامِعَةِ
وَقِسْمٌ هُوَ تَمَثُّلٌ فِي عَالَمِ
الْوُجُودِ الذِّهْنِيِّ سَتَعْرِفُ
اَنَّهُ عَالَمٌ وَرَاءَ الذِّهْنِ عِنْدَ
حِزْبِ الْحِكْمَةِ وَمِنْهَا
اِنْطِبَاقِيَّاتٌ كَالْاِذْعَانِ وَ
مِنْهَا اِنْدِرَاجِيَّاتٌ
كَالتَّصْدِيقَاتِ الْجُزْئِيَّةِ
فِي الْاَحْكَامِ الْخَاصَّةِ ۔
وَالْبَحْثُ عِنْدَنَا فِي اَحْكَامِ
الْعَيْنِ مِنْ حَيْثُ
عَيْنِيَّتِهِ فَقَدْ يَكُوْنُ

اس قسم میں بھی انطباقیات ہیں جیسا کہ
رنگ، شکل، شجاعت اور سخاوت
جن کو عضووں میں سے کسی خاص عضو کے
ساتھ خصوصیت حاصل نہیں وہ تو کل
پر من حیث الکل طاری ہوتے ہیں
اور انہیں میں سے اندراجیات ہیں
جیسا کہ حلق میں آواز اور باصرہ میں بصر
اور قوت سامعہ میں سمع ہے،
اور تیسری قسم کا وہ تمثل ہے جو کہ عالم
وجود ذہنی میں ظاہر ہوتا ہے، اور
عنقریب تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ عالم اہل
حکمت کے نزدیک ذہن کے پرے
واقع ہے اور اس میں بھی انطباقیات
ہیں جیسا کہ اذعان اور اسی طرح
اندراجیات جیسا کہ تصدیقات جزئیہ کہ
جن کا تعلق احکام خاصہ سے ہے،
اور احکام عین کے متعلق ہمارے نزدیک
ان کی عینیت کی حیثیت سے بحث
کرنا مناسب ہے سو کبھی یہ حیثیت

جَمَالِيَّةٌ تَقْتَضِي طَبِيْعَةٌ
اَفَاضَةَ الْجَمَالِيَّاتِ فِي
اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَقَدْ يَكُوْنُ
جَلَالِيَّةٌ تَقْتَضِي اَفَاضَةَ
الْجَلَالِيَّاتِ وَمِنْهُ الْيُمْنُ
وَالشُّوْمُ ۔
وَالتَّمَثُّلُ الْاَقْرَبُ اِلَى
التَّعَرِّيْ هُوَ النَّفْسُ الْاِنْسَانِيْ
وَالْحَيْوَانِيْ وَالنَّبَاتِيْ وَ
الْمَعْدَنِيْ وَقَدْ طُوِيَ
ذِكْرُهَا فِيْ مَوَاطِنِ الْوَحْيِ
لِاَنَّهَا عِنْدَ الْاَنْبِيَاءِ وَ
الْحُكَمَاءِ صُوْرَةٌ جَامِعَةٌ
لِشَتَاتِ التَّمَثُّلَاتِ لَا يَتَعَلَّقُ
بِهَا حُكْمٌ شَرْعِيٌّ بِاسْتِقْلَالٍ لَهَا
وَلِاَنَّهَا خَلِيْفَةُ الْاَعْيَانِ فِيْ
عَالَمِ الْحُدُوْثِ فَصَمَتَ
عَنْهُ كَمَا صَمَتَ عَنِ

جمالی ہوتی ہے کہ جسکا طبعی اقتضاء
اہل و اولاد اور مال و اصحاب کے
بارے میں اس سے سراسر جمالیات
کا ظہور ہو اور کبھی یہ حیثیت جلالی
ہوتی ہے جو کہ جلالیات کے ظہور
کو مقتضی ہوتی ہے یمن اور نحوست کا
ظہور اسی سے ہوتا ہے،
اور جو تمثل تجرد کے زیادہ قریب ہے
وہ نفس انسانی حیوانی نباتی اور معدنی
ہے، وحی کے مقامات میں اسکے ذکر
سے اسلئے اعراض اختیار کیا جاتا ہے
کہ انبیاء کرام اور حکماء کے نزدیک یہ
متفرق تمثلات کی وہ صورت جامعہ
ہے کہ جن پر مستقل طور پر کوئی حکم
شرعی متعلق نہیں ہوتا اور نیز یہ صورتیں
عالم اعیان میں حدوث کے قائم مقام
ہیں، تو جیسا کہ اعیان سے سکوت
اختیار کیا گیا ان سے بھی سکوت اختیار
کر لیا اور پھر یہ کہ اسکا تعلق مسئلہ

الاعیان ولانہا من سر القدر ۔	تقدیر کے اسرار سے ہے (جسکا اظہار ممنوع ہے)

مثال اور اسکے اقسام

وبعدہا عالم المثال	اب اسکے بعد عالم مثال ہے اور
ولفظ المثال عندنا یقع	مثال کا اطلاق ہمارے نزدیک تین
علی ثلاثۃ معان الاول	معانی پر ہوتا ہے ایک تو مثال مقید ہے
المثال المقید وھی صورۃ	اس سے مراد وہ صورت ہے، جو وہم یا خیال
تنطبع اما فی الوھم واما	یا ادراک میں منطبع ہو، یہ انطباع نشاۃ
فی الخیال واما فی الادراک	علمیہ کا ایک جزئی ارتقاء ہے کہ جس
وھی نشاۃ جزئیۃ من	میں اسماء کی صورتیں منقوش ہوتی ہیں،
النشاۃ العلمیۃ ینطبع فیہا	دوسرا مثال مطلق ہے یہ قسم اجسام کی
صور الاسماء الثانی المثال	اصل ہے اسکا انطباع پانی اور ہوا میں
المطلق وھو امر مثل الاجسام	ہوتا ہے، تو اسلئے اسے اسماء پاک ہیں
ینطبع فی الماء والھواء فیکون	سے امر متحقق سمجھا جاتا ہے یہ مثال جسم
امر احقا من الاسماء وھو الطف	سے لطیف تر ہوتی ہے کیونکہ اس کیلئے
من الجسم حیث لہ صورۃ ھلامیۃ	صورت خیالی ہوتی ہے، اور تیسرا
فحسب الثالث المثال المحقق	مثال متحقق ہے اور وہ ایک امر جسمانی
وھو امر جسمانی یظہر فی الخارج	ہے جو کہ خارج میں ظاہر ہوتا ہے یا یں

بِحَيْثُ يَتَأَكَّدُ وَيَرْسَخُ وَيَسْتَقِلُّ ۔ طور کہ اسے تاکد ثبات اور استقلال حاصل ہوتا ہے،

وجود دنیوی واخروی میں باہم امتیاز

وَهُوَ الْجِسْمُ الْاُخْرَوِيُّ وَيَمْتَازُ عَنِ الْجِسْمِ الدُّنْيَاوِيِّ بِوَجْهَيْنِ الْاَوَّلُ اَنَّ الرُّسُوْخَ فِيْهِ اَتَمُّ فَيَكُوْنُ تَجَسُّدُ الْوُجُوْهِ الْمُنْطَوِيَةِ فِيْهِ اَكْثَرَ وَالثَّانِيْ اَنَّ فِيْ هٰذَا الْعَالَمِ الْاَحْكَامُ الصَّادِقَةُ عَلَى الْاِنْسَانِ صِنْفَانِ صِنْفٌ يَسْتَقِلُّ بِهِ النَّفْسُ وَلَاحَظَّ لِلْبَدَنِ فِيْهِ كَالْاِدْرَاكَاتِ الْعَقْلِيَّةِ السَّاذِجَةِ وَصِنْفٌ يَسْتَقِلُّ بِهِ الْبَدَنُ وَلَاحَظَّ لِلنَّفْسِ فِيْهِ كَالْقِيَامِ وَالْقُعُوْدِ وَالتَّحَيُّزِ وَتَفْتَرِقُ الصِّنْفَانِ بِاَنَّ الْاَوَّلَ لَا يَتَّصِفُ الْبَدَنُ

اور یہی جسم اخروی ہے جو کہ جسم دنیاوی سے دو طریقہ پر ممتاز ہوتی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اجسام اخروی کمال بدرجہ اتم ہوتا ہے اور وجوہ مشمولہ کا کمال اکثر ہوتا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس عالم میں جو احکام انسان پر صادق آتے ہیں وہ دو قسم کے ہیں ایک قسم تو وہ ہے جو صرف نفس کے ساتھ مستقل ہے، کہ اس بدن کا کوئی دخل نہیں جیسا کہ ادراکات عقلیہ سادہ طور پہ اور دوسری قسم وہ ہے کہ جسکا تعلق صرف بدن کے ساتھ ہے نفس کا اس میں کوئی دخل نہیں جیسے کہ اٹھنا بیٹھنا اور تحیز اور دونوں قسموں میں فرق یہ ہے کہ پہلی قسم کو بدن کیسا

بِر فقط لَا فِیْ مَذْهَبِ الْعَامَّةِ
وَلَا فِیْ مَذْهَبِ الْخَاصَّةِ فَلَا
يُقَالُ بَدَنِیْ يَعْقِلُ وَجِسْمِیْ
يَعْقِلُ بَلْ نَفْسِیْ يَعْقِلُ وَ
قَلْبِیْ يَعْقِلُ وَالثَّانِیْ يَتَّصِفُ بِهِ
النَّفْسُ فِیْ كِلَا الْمَذْهَبَيْنِ يُقَالُ
أَنَا قَائِمٌ وَمُهْجَتِیْ قَائِمَةٌ وَ
نَسَمَتِیْ قَائِمَةٌ كَمَا يُقَالُ بَدَنِیْ
قَائِمٌ وَجِسْمِیْ قَائِمٌ۔

کسی بھی حالت میں موصوف نہیں کیا
جا سکتا نہ عوام کے مذہب اور نہ
خواص کے مسلک میں سو یہ نہیں کہا
جا سکتا ہے کہ میرا بدن تعقل کرتا ہے
اور میرا جسم ادراک کرتا ہے بلکہ یہ کہیں
گے کہ میرا النفس اور قلب تعقل و ادراک
کرتا ہے دوسری قسم میں ہم ان دونوں مذہبوں
کی بنا پر نفس کو اس کے ساتھ موصوف کر سکتے ہیں کہا
جا سکتا ہے کہ میں کھڑا ہوں میرا النفس کھڑا ہے
اور میرا نسمہ قائم ہے جیسا کہ بدنی قائم وجسمی قائم بول سکتے ہیں،

وَأَمَّا فِیْ ذٰلِكَ الْعَالَمِ الْأَعْلٰى
فَكُلُّ الْأَحْكَامِ سَوَاسِيَةٌ فِیْ
أَنَّهُ يَصِحُّ اتِّصَافُ أَحَدِهِمَا بِالْآخَرِ
فَيُقَالُ هُنَاكَ بَدَنِیْ يَعْقِلُ كَمَا
يُقَالُ قَلْبِیْ يَعْقِلُ وَبَعْضُ
الصُّوْفِيَّةِ يُسَمِّیْ هٰذَا الْعَالَمَ مِثَالًا
عَلٰى حَذْوِ مَا سَمَّتْهُ الْفَلَاسِفَةُ
مِيْنُوْ اِسْمًا مُشْتَقًّا مِنْ لَفْظَةِ مِيْنِيَا
بِمَعْنَى الصُّوْرَةِ الْمَرْئِيَّةِ فَإِنَّ

اور عالم اعلیٰ میں سب احکام برابر ہیں
ایک کو دوسرے کیساتھ موصوف کرنا
صحیح ہے چنانچہ اس مقام پر جیسا کہ
قلبی یعقل کہہ سکتے ہیں بعینہ اسی طرح
بدنی یعقل بول سکتے ہیں بعض صوفیہ
اس عالم کو مثال بولتے ہیں، جیسا کہ
فلاسفہ نے اسکا نام مینو رکھدیا ہے جو
لفظ مینیا سے مشتق ہے اس شیشے کو
بولتے ہیں کہ جس میں منہ دیکھا جاتا ہے

فَكَانَ مُرَادُهُمْ هٰذَيْنِ الْفَرِيْقَيْنِ	اب اگر ان کی مراد یہی دو فریق ہیں
فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَاِلَّا فَقَدْ	تب تو درست ہے ورنہ پھر وہ سیدھے
اَخْطَئُوْا سَبِيْلَ الرَّشَادِ وَلَا	راستہ سے بھٹک گئے، بعض کے کلام
نَقُوْلُ اِنَّ الْمِثَالَ الْاَوْسَطَ	سے متبادر ہوتا ہے کہ مثال وسط کیلئے
يَجِبُ اَنْ يَكُوْنَ فِيْ كُلِّ جِسْمٍ	یہ ضروری ہے کہ وہ ہر ایک جسم کیلئے
كَمَا يَتَبَادَرُ مِنْ كَلَامِ بَعْضِهِمْ	پائی جائے سو ہم اسکے قائل نہیں اور
وَاَبْعَدُ الْمِثَالَاتِ عَنِ التَّجَرُّدِ	وہ مثل جو سب سے زیادہ تجرد سے بعید
هُوَ الْجِسْمُ الْحَقِيْقِيُّ وَاَبْعَدُهَا	وہ جسم حقیقی ہے چنانچہ ان میں سب سے
الْعَنَاصِرُ ثُمَّ الْاَفْلَاكُ ثُمَّ	بعید عناصر ہیں ان کے بعد افلاک پھر
الْمَعْدِنِيَّاتُ ثُمَّ النَّبَاتِيَّاتُ	معدنیات پھر نباتات پھر حیوانات
ثُمَّ الْحَيْوَانَاتُ ثُمَّ الْاِنْسَانُ	اور اسکے بعد انسان کا درجہ ہے،

عوالم مختلفہ

وَاعْلَمْ اَنَّ حِزْبَ الْحِكْمَةِ	یاد رکھو کہ اہل حکمت یقین کے
يَجْزِمُوْنَ بِاَنَّهٗ كَمَا اَنَّ فِي الْخَارِجِ	ساتھ کہتے ہیں کہ جس طرح خارج میں
عَالَمًا لَا يُدْرِكُهٗ اِلَّا الْبَصَرُ	ایک عالم ہے جسکا ادراک صرف آنکھ
وَهُوَ الْاَضْوَاءُ وَالْاَلْوَانُ	کر سکتی ہے یعنی روشنی رنگ اور
وَالْاَشْكَالُ وَاٰخَرُ لَا	اشکال اسی طرح ایک اور عالم ہے کہ
يُدْرِكُهٗ اِلَّا السَّمْعُ وَهُوَ	جسکا ادراک کان تک محدود ہے

...لاصوات وآخر لا يدركه الا	جیسا کہ اصوات ایک اور عالم ہے کہ
...للمس وآخر لا يدركه الا	جسکا ادراک قوت لامسہ کیلئے مخصوص
...لشم وآخر لا يدركه الا	اور اسی طرح قوت شامہ اور قوت
...لذوق فكذلك ههنا عالم	ذائقہ کیلئے بھی عالم ہیں اور اسی طرح
...لا ينال الا الحس المشترك	اس مقام پر ایک اور عالم ہے کہ جسکا
...عالم لا ينال الا الوهم	ادراک حس مشترک کے علاوہ اور کوئی
...عالم لا ينال الا الادراك	نہیں کر سکتا اور دوسرا عالم ہے کہ جس
...هؤلاء الثلاث من	کا ادراک وہم ہی کر سکتا ہے اور ایک
...خصائص البدن الهوائي	تیسرا عالم ہے کہ جسکا ادراک قوۃ مدرکہ
...كما ستعرف ۔	کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا، ان

...ن عوالم کا بدن ہوائی کے خصائص سے ہے جیسا کہ عنقریب تمہیں معلوم ہوگا

...حزب الحكمة لما ادركوا	اہل حکمت کو جس وقت یہ معلوم ہوا، کہ
...ت وراء النفس المجردة	نفس مجرد عن المادہ کے علاوہ ایک اور
...روحا آخر تنشأ من امشاج	روح ہے جسکا ظہور اخلاط بدن سے
...البدن وهي حجاب وسترة	ہوتا ہے اور وہ نفس مجردہ کیلئے حجاب
...على وجه النفس المجردة	اور پردہ اور اس پر لباس پڑا ہوا
...لباس سابغ عليها فلاجرم	ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ علم
...انها تعم جانبي العلم و	اور عمل دونوں پہلوؤں کو شامل ہو تو
...العمل تكلموا بما حكموا بانها	انہوں نے اس بات کا فیصلہ کر دیا

مَوْجُوْدَةٌ فِي الْخَارِجِ كَوُجُوْدِ الْمَحْسُوْسَاتِ.

أَمَّا الْمَوْجُوْدَاتُ الَّتِيْ لَا يَنَالُهَا إِلَّا الْحِسُّ الْمُشْتَرَكُ فَمِنْهَا الْجِنُّ وَيَشْتَبِهُ عَلَى الْأَذْهَانِ الْمَشْهُوْرَةِ فَيَخْبِطُ الْحِسُّ الْمُشْتَرَكُ وَيُصَوِّرُهُ بِصُوْرَةٍ مَخْزُوْنَةٍ عِنْدَهُ مِنَ الْمُبْصَرَاتِ وَأَمَّا الْأَقْوِيَاءُ فَيُدْرِكُوْنَهُ كَمَا هُوَ مِنْ غَيْرِ خَبْطٍ.

وَمِنْ هٰذَا الْعَالَمِ نُوْرُ الْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ وَظُلْمَةُ الْحَدَثِ وَالْجَنَابَةِ فَإِنَّا نَعْلَمُ أَنَّهُ قَبْلَ نُزُوْلِ الشَّرْعِ كَانَ لِلْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ لَنُوْرٌ تَأَكَّدَ اِمَّا نَزَلَ بِهِ الشَّرْعُ فِيْ عَالَمٍ سَيَرِدُ عَلَيْكَ وَكَذٰلِكَ كَانَ لِلْحَدَثِ وَالْجَنَابَةِ

کہ وہ محسوسات کے وجود کی طرح خارج میں موجود ہے۔

جن موجودات کو حس مشترک کے علاوہ اور کوئی چیز ادراک نہیں کر سکتی، تو ان میں سے جنات ہیں اور یہ بات اکثر اذہان مشہورہ پر مشتبہ ہو جاتی ہے اور ان کی حس مشترک میں خبط سا واقع ہو جاتا ہے اور وہ ان کو ان صورتوں میں مشکل دیکھتے ہیں جو آنکھ سے ادراک کرنے کے ذریعہ ان کے پاس مخزون ہیں اور اقویاء تو بغیر ضبط کے ان کا ادراک کر لیتے ہیں۔

وضو اور غسل کا نور اور بے وضو اور جنابت کی تاریکی اور ظلمت اسی عالم سے ہے، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ نزول شرع سے قبل بھی وضوء اور غسل کیلئے نور پایا جاتا تھا، کہ جسکی شرع نے اس عالم میں نازل ہو کر مزید تاکید کر دی اور اسی طرح بے وضو رہنے اور جنابت

ظُلمَۃٌ قَبلَ الشَّرعِ وَ لِذٰلِکَ کَانَ حُکَمَاءُ ذٰلِکَ الزَّمَانِ یَتَعَاطَوْنَ الوُضُوءَ وَالغُسلَ وَیَنقَبِضُوْنَ عَنِ الحَدَثِ وَالجَنَابَۃِ مِنْ مُقتَضٰی عِصمَتِہِمْ۔

وَاَمَّا المَوجُودَاتُ الَّتِیْ لَا یَنَالُہَا اِلَّا الوَہْمُ فَہِیَ اُمُوْرٌ عَرَضِیَّۃٌ وِجدَانِیَّۃٌ کَالجُوْعِ وَالغَضَبِ وَالمَحَبَّۃِ وَکَطَرَائِقِ الاَبرَارِ وَیُسَمّٰی کُلٌّ مِنہُمَا نِسبَۃً عِندَہُمْ وَاِذَا جَلَسَ الذَّکِیُّ اِلٰی مَہمُوْمٍ مَغمُوْمٍ تَعَدَّاہُ الہَمُّ وَالغَمُّ فَمِنْ ذٰلِکَ السَّبِیْلِ ثَبَتَ اَمْرَانِ اَحَدُہُمَا اَنَّ الہَمَّ لَا یَعرِضُ عَلَی القُوَّۃِ العَاقِلَۃِ فَقَط بَلْ عَلَی العَامِلَۃِ وَالعَاقِلَۃِ کِلَیْہِمَا

کی ظلمت نزول شرع سے قبل ہی ادراک کی جاتی تھی، اسی بنا پر اس زمانہ جاہلیت میں دانشمند اور حکماء وضو اور غسل کے عادی تھے اور حدث اور جنابت سے پرہیز کرتے تھے، یہ ان کی فطرتی عظمت کا مقتضیٰ تھا،

اور جن موجودات کا ادراک قوۃ واہمہ کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا وہ امور عرضیہ وجدانیہ ہیں جیسا کہ بھوک غصہ اور محبت اور طرائق ابرار کہ ان کے نزدیک ان میں سے ہر ایک کا نام نسبت رکھا جاتا ہے اور جس وقت ذکی مغموم اور پریشان انسان کے پاس بیٹھتا ہے تو اس پر بھی غم اور پریشانی کے اثرات نمایاں ہونے لگتے ہیں، تو اس سے دو امر ثابت ہوئے ایک تو یہ کہ صرف قوت عاقلہ پر پریشانی کا اثر نہیں پڑتا بلکہ قوت عاملہ اور عاقلہ دونوں پر اس کا اثر پڑتا ہے

وَلِذٰلِكَ يَسْقُطُ شَهْوَتُهٗ
وَيَصْفَرُّ لَوْنُهٗ وَثَانِيْهِمَا
اَنَّ هٰهُنَا لِلْعَرْضِ اَمْرٌ
مَوْجُوْدٌ لَا يُدْرِكُهُ الْوَهْمُ
فَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ هُنَاكَ عَالَمًا
يَسْتَتِبُّ بِاِدْرَاكِ الْوَهْمِ هٰذَا
بِحَسَبِ اِدْرَاكِ الْعَامَّةِ ۔
وَاَمَّا الْحُكَمَاءُ فَيَجِدُوْنَ فِيْهِمَا
اَيْضًا اَنْوَارَ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ
وَغَيْرِهَا وَقَدْ يُمَيِّزُ الْحَكِيْمُ
بَيْنَ اَنْوَارِ الْعِبَادَاتِ فِيْ نُوْرِ
التِّلَاوَةِ فَيَرٰى نُوْرَ الصَّلٰوةِ
غَيْرَ نُوْرِ الصَّوْمِ وَغَيْرَ نُوْرِ
التِّلَاوَةِ وَهٰكَذَا ۔
وَاَمَّا الْمَوْجُوْدَاتُ الَّتِيْ لَا
يَنَالُهَا اِلَّا الْاِدْرَاكُ اَيِ الْقُوَّةُ
الْمُدْرِكَةُ فَمِنْ هٰذَا الْعَالَمِ الْهَيُوْلٰى
وَالصُّوْرَةُ الْعَامَّةُ وَالزَّمَانُ
وَالْمَكَانُ فَهٰذِهٖ اَرْبَعَةُ اَشْيَاءَ

اسی بنا پر مغموم کی اشتہاء ختم ہو جاتی ہے
اور اس کا رنگ زرد ہو جاتا ہے دوسری
بات یہ ہے کہ یہ عرض ایک امر موجود
ہے کہ جس کا ادراک قوت واہمہ ہی کر
سکتی ہے سو اس مقام پر ایک عالم
ہے جس کا ذریعہ ادراک وہم ہے اور یہ
چیز عوام کے ادراک کے مطابق ہے
اور حکماء کو تو نماز اور روزہ وغیرہ ہی
کے انوار کا تجدد حاصل ہوتا ہے اور حکیم
روحانی عبادات اور تلاوت کے انوار
میں فرق محسوس کر لیتا ہے چنانچہ جو وہ
نماز کا نور محسوس کرتا ہے وہ روزہ اور
تلاوت قرآن کریم کے نور سے مختلف
ہوتا ہے اور علی ہذا۔
اور جن موجودات تک ادراک یعنی
قوت مدرکہ ہی کی رسائی ہوتی ہے تو
ان میں سے عالم ہیولیٰ صورت عامہ
زمان اور مکان ہیں عام طور پر یہی
سمجھا جاتا ہے، کہ یہی چار چیزیں ہیں

يُدْرِكُهَا الْقُوَّةُ الْمُدْرِكَةُ	کہ جن کا ادراک قوت مدرکہ کرتی ہے
فِي مَجَارِي الْعَادَاتِ بَلْ إِنْ	لیکن حقیقت یہ ہے، کہ یہ شخص جزئی
شِئْتَ الْحَقَّ فَلَا يُدْرِكُ هٰذَا	اور یہ صورت انسانیہ اور یہ صورت
التَّشَخُّصَ الصِّرْفُ وَلَا الصُّورَةُ	حیوانیہ ان سب کا ادراک قوت
الْإِنْسَانِيَّةُ وَلَا الصُّورَةُ الْحَيَوَانِيَّةُ	مدرکہ ہی کرتی ہے آنکھ تو صرف ان
إِلَّا الْقُوَّةُ الْمُدْرِكَةُ وَإِنَّمَا يُدْرِكُ	کی ظاہری شکل وصورت کا احساس
الْبَصَرُ أَضْوَاءً وَأَلْوَانًا لَا غَيْرَ ؎	کر سکتی ہے،
وَاعْلَمَنَّ أَنَّ الشَّرْعَ لَمَّا	اور یاد رکھو کہ شرع کا تحقق اور تقرر
بَلَغَ غَايَةَ التَّحَقُّقِ وَالتَّقَرُّرِ	اسم حادث مجرد کے مطابق جبکہ انتہا
بِحَسَبِ الْاِسْمِ الْحَادِثِ	درجہ پہنچ گیا تو اس عالم میں اسکو تشریع
الْمُجَرَّدِ ثَبَتَ لَهٗ عَائِمَهٗ وُجُوْدٌ	کی حیثیت سے ثبات اور قرار حاصل
فِي هٰذَا الْعَالَمِ مِنْ حَيْثُ	ہو چکا ہے کہ جسکا وجود عرضی ہے اور یہ
تَشْرِيْعِيَّةٍ وُجُوْدًا عَرَضِيًّا وَ	اصل تحقق اس تحقق کے بالمقابل ہے
هٰذَا أَصْلُ التَّحَقُّقِ بِإِزَاءِ	کہ جیسے بدن میں رسوخ حاصل ہے
التَّحَقُّقِ الرَّاسِخِ فِي الْبَدَنِ ثُمَّ	اور جیسا کہ ہم اس کی طرف اشارہ
تَنَاسَمَ مِنْهُ التَّحَقُّقُ الْوَهْمِيُّ وَ	کر چکے ہیں کہ اسی سے تحقق وہمی
التَّحَقُّقُ الْحِسِّيُّ كَمَا أَشَرْنَا إِلَيْهِمَا ؎	اور تحقق حسی ظہور میں آئے ہیں،

کون و فساد

وَمُطْلَقُ اَسْبَابِ الْكَوْنِ
وَالْفَسَادِ مُنْحَصِرٌ فِيْ
سَبَبَيْنِ اَحَدُهُمَا اِنْعِكَاسُ
صُوَرِ الْاَسْمَاءِ فَقَدْ عَلِمْتَ
اَنَّ فِيْ كُلِّ نَشْاَةٍ مُنْبَجِسَةٍ
صُوْرَةٌ مُخْتَصَّةٌ لِكُلِّ اِسْمٍ
اِسْمٍ لَا تُوْجَدُ فِيْ غَيْرِهَا
وَثَانِيْهِمَا خُصُوْصِيَّةُ النَّشْاَةِ
فَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ فِيْ كُلِّ
نَشْاَةٍ اَمْرٌ مَوْجُوْدٌ يَخْتَصُّ
بِخَوَاصٍّ لَا تُوْجَدُ فِيْ غَيْرِهِ
كَالْجَوْهَرِ وَالْعَرَضِ بَلْ كُلِّ
نَوْعٍ نَوْعٍ فَيَتَخَصَّصُ الْاَنْوَاعُ
بِلَوَازِمِهَا وَخُصُوْصِيَاتِهَا
بِتَشَخُّصَاتٍ شَتّٰى بِحَسَبِ
الْاَسْمَاءِ فَهٰذَا سِرُّ اِنْتِشَارِ
الْجُزْئِيَّاتِ بِتَشَخُّصَاتِهَا

کون و فساد کے مطلق اسباب
کی دو قسمیں ہیں ایک تو صور اسماء کا
منعکس ہونا تمہیں معلوم ہے کہ ہر وہ
نشاۃ جو ظہور میں آئی اس کی صورت
مخصوصہ کا تعلق ایک خاص اسم پاک سے
ہوتا ہے کہ وہ صورت کسی اور اسم میں
نہیں ہو سکتی دوسرے اس نشاۃ کی
خصوصیت ہے کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ
ہر ایک نشاۃ میں ایک ایسا سبب ہوتا
ہے جو کہ ایسے خواص کے ساتھ مختص ہوتا
ہے جو کسی اور میں نہیں پائے جاتے جیسا
کہ جوہر اور عرض بلکہ ہر ایک نوع نوع
ہوتی ہے چنانچہ تمام انواع اپنی خصوصیات
اور لوازمات کیساتھ اسماء کے مطابق
مختلف طریقوں پر متشخص ہوتے ہیں
جزئیات کا اپنے تشخصات کیساتھ
منتشر ہونیکا یہی راز ہے۔

حوادثات یومیہ اور اس کے اسباب

وَاَمَّا الْحَوَادِثُ الْيَوْمِيَّةُ
فَسَبَبُهَا اُمُوْرٌ مِنْهَا ظُهُوْرُ
اِسْتِعْدَادَاتٍ كَانَتْ
مُنْطَوِيَةً فِي النَّوْعِ مَثَلًا النَّارُ
قَدْ اُوْدِعَ فِيْهِ مَعْنَى الْاِحْرَاقِ
فَلَاجَرَمَ اَنَّهَا تُحْرِقُ مَا تَمَاسَّهُ
وَهٰذَا الْقِسْمُ يُسَمّٰى بِالْقُوٰى
الطَّبِيْعِيَّةِ وَمِنْهَا خَوَاصُّ الْاِسْمِ
الْمُتَمَثِّلِ مَثَلًا ظُهُوْرُ الْحَيِّ
يَقْتَضِيْ اَنْ يَتَلَبَّسَ مَظْهَرُهُ
بِنَوْعٍ مِنَ الْحَيَاةِ كَمَا تَخُصُّهُ
بِنَوْعٍ وَظُهُوْرُ الْوَلِيِّ يَقْتَضِيْ
اَنْ يَكُوْنَ مَظْهَرُهُ مَوْدُوْدًا
بِوُدٍّ مُقَدَّسٍ لَا بِحُسْنِ
شَمَائِلَ وَفَضَائِلَ فَاِنْ
اُبْتُلِيَ بِعَدَاوَةِ النَّاسِ
فَلَاجَرَمَ اَنَّهُمْ

حوادثات یومیہ کے بھی چند
اسباب ہوتے ہیں منجملہ ان کے ان
استعدادات کا ظہور ہے جو کسی نوع میں
موجود ہیں جیسا کہ آگ کہ اسمیں جلانیکا
مادہ موجود ہے چنانچہ جو اسے ہاتھ لگائے
اسے جلا دیتی ہے اس قسم کو قوی طبعیہ
کیساتھ موسوم کیا جاتا ہے اور اسی میں
سے اسم متمثل کے خواص ہوتے ہیں،
جیسا کہ الحیُّ اسم پاک کے ظہور کا یہ تقاضا
ہے کہ جو چیز اسکا مظہر ہو اسمیں کسی نہ
کسی قسم کی حیات ضرور ہو گی جو کہ اس
نوع کیساتھ خاص ہے اور الولیُّ کا
ظہور اس بات کا مقتضی ہے
کہ اس کے مظہر کو حب مقدس کیساتھ
لوگ چاہتے ہوں، اسکے شمائل اور
فضائل محبوب ہوں اگرچہ انسان اس
سے عداوت بھی رکھتے ہوں، لیکن ان

يَجِدُونَهُ فِي تَجْوِيفٍ مِنَ الْقَلْبِ وَيُعَادُونَهُ فِي تَجْوِيفٍ آخَرَ الْمُقْتَضِي لِلْاِسْمِ.

کے صمیم قلب میں اسکی محبت موجود ہو اور اس سے کسی اور نظریہ کے پیش نظر عداوت رکھتے ہوں جو کہ اس اسم کا تقاضا ہے،

وَمِنْهَا تَحْرِيكٌ قَاصِرٌ مِنْ ذَوَاتِ الْاِرَادَةِ أَوْ غَيْرِهَا نَفْسًا مُجَرَّدَةً كَانَتْ أَوْ غَيْرَهَا فَإِنْ كَانَ مِنَ النَّسَمَةِ وَهِيَ النَّفْسُ الْمُتَلَبِّسَةُ بِلِبَاسِ الْإِدْرَاكِ كَمَا سَيَأْتِي وَهِيَ الْهِمَّةُ وَإِنْ كَانَ مِنَ النَّفْسِ مِنْ حَيْثُ تَخَلُّقِهَا بِأَخْلَاقِ اللهِ سُبْحَانَهُ فَهُوَ الْخَرْقُ.

منجملہ ان امور کے کسی صاحب ارادہ کی وہ تحریک قاصر ہے جو نفس مجرد یا غیر مجرد سے صادر ہو اگر اسکا ظہور نسمہ سے ہوا ہے جس سے مراد وہ نفس انسانی ہے جو لباس ادراک میں ملبوس ہو تو اسے ہمت کہیں گے اور اگر اس کا ظہور کسی ایسے نفس سے ہوا ہے جو متخلق باخلاق اللہ تعالے ہے تو اس کو خرق عادت کہتے ہیں،

وَمِنْهَا تَمَثُّلُ صُورَةٍ انْدَرَجَتْ فِي الصُّحُفِ مِنْ دُعَاءٍ أَوْ عَمَلٍ حَسَنٍ أَوْ سَيِّئٍ مَعَ رِعَايَةِ مَا تَمَثَّلَتْ فِيهِ مِنَ النَّوْعِ رِعَايَةِ الْمُعَدَّاتِ السَّابِقَةِ وَرِعَايَةِ سُلُوكِ الرَّجُلِ أَوْ لَا سُلُوكِهِ فَفِي تَمَثُّلِهَا امْتِزَاجَاتٌ

منجملہ ان امور کے کسی ایسی صورت کا تمثل جسکا اندراج صحیفہ اعمال میں ہو جیسا کہ دعاء عمل صالح یا قبیح ساتھ ہی تمثل نوعی اور معدات سابقہ اور اس شخص کے کمال اور عدم کمال کی بھی رعایت کی جاتی ہے اس تمثل میں اس قسم کے امتزاجات پائے جاتے ہیں جیسا کہ

كامتزاج الرؤيا ولذلك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس نيام فاذا ماتوا انتبهوا ۔

عالم رؤیا میں ہوتے ہیں اسی بنا پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگ سوئے ہیں جب وہ مریں گے تب بیدار ہوں گے،

ولولا ان السبا كانت على شط الهند لما عذبت بالغرق بل بنحو آخر وكذلك قوم لوط وشعيب وغيرهما اختصوا بعذاب مخصوص لمعتادات اعتدت لهم ۔

اور اگر قوم سبا ساحل بحر ہند پر آباد نہ ہوتی تو وہ غرق نہ ہوتے بلکہ اور کسی قسم کا عذاب ان پر آتا اور اسی طرح قوم لوط اور شعیب علیہما السلام کو جس عذاب مخصوص کیساتھ ہلاک کیا گیا، وہ انکی معتادات ہی کا تقاضا تھا،

اعمال کی حفاظت کے لئے علیحدہ عالم کی حاجت ہے

وان اردت كشف السر فاعلم انه لا بد من عالم هو ظرف حافظ لاعمال الناس مجردا او كالمجرد فمنه ما هو حافظ لاعمال رجل رجل وهي الصحف التي اسند الله كتابتها

اور اگر تم چاہتے ہو کہ اس بات کا راز تم پر منکشف ہو جائے تو یہ بات یاد رکھو کہ ایک ایسے عالم کا ہونا ضروری ہے کہ جس میں لوگوں کے اعمال محفوظ ہوں یہ عالم مجرد ہو یا مجرد کی طرح ہو تو اسی کا وہ جز ہے کہ جس میں ایک ایک فرد کے اعمال محفوظ رہتے ہیں، یہ وہ

اِلَى الْمَلَائِكَةِ لَانَّ لَهُمْ	صحیفے ہیں کہ جن کی کتابت کو اللہ تعالےٰ
مَدْخَلًا فِي ذٰلِكَ وَمِنْهُ مَاهُوَ	نے فرشتوں کے سپرد کیا ہے کیونکہ یہ کام
حَافِظٌ لِاَعْمَالِ قَوْمٍ قَوْمٍ اَوْ	ان ہی کے سپرد ہے اور اسی میں سے ایک وہ حصہ ہے
اَقْلِيْمٍ اَقْلِيْمٍ وَمِنْهُ مَاهُوَ حَافِظٌ	جس میں ایک ایک قوم اور ایک ایک ملک کے
لِاَعْمَالِ النَّاسِ اَجْمَعِهِمْ ؕ	اعمال محفوظ کئے گئے ہیں اور اسی طرح ایک وہ

حصہ ہے۔ جو انسانوں کے تمام اعمال کا محافظ ہے۔

دنیا میں جزائے اعمال

فَمِنَ الْاَوَّلِ الْفِتَنُ الْجُزْئِيَّةُ	پہلی قسم کے اعمال کا ثمرہ فتن جزئیہ ہیں
وَاِلَيْهِ الْاِشَارَةُ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى	کہ جن کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا
مَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيْبَةٍ فَبِمَا	گیا ہے کہ جو مصیبت بھی تم پر نازل
كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْعَنْ	ہوتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی
كَثِيْرٍ وَمِنَ الثَّانِيْ عَذَابُ	کمائی ہے اور اللہ تعالےٰ بہت باتوں
قَوْمِ شُعَيْبٍ وَلُوْطٍ وَصَالِحٍ	کو معاف بھی کر دیتا ہے ، اور دوسری
وَهُوْدٍ وَالنَّاقَةُ فِي ثَمُوْدَ	قسم کی مثال حضرت شعیب لوط صالح
كَانَتْ تِمْثَالًا لِشُرُوْرِهِمْ	اور ہود علیہم السلام کی اقوام پر عذاب
فَلَمَّا قَتَلُوْهَا تَرَوَّجَتْ	کا نازل ہونا ہے قوم ثمود کی اونٹنی ان
وَعَمَّ الْفَسَادُ وَمِنَ	کی شرارتوں کا ایک مجسمہ تھی جب انہوں
الثَّالِثِ الدَّجَّالُ فَاِنَّهٗ	نے اس کو قتل کر دیا تو ان کی یہ بدترین
كَانَ اَعْمَالَ قَوْمِ نُوْحٍ	حرکت فساد کے پھیل جانیکا باعث ہوئی
وَهُوْدٍ وَصَالِحٍ	تیسری قسم کی وضاحت وہ دجال کا

وَلُوطٍ وَشُعَيبٍ وَغَيرِهِم
مَحفُوظَةٌ فِي الصَّحِيفَةِ العَلَمِيَّةِ
فَلَمَّا كَثُرَت سَيِّئَاتُ بَنِي
إِسرَائِيلَ وَهِيَ قَبِيلَةٌ كُلِّيَّةٌ
فِيهِمُ الأَنبِيَاءُ المُطلَقُونَ وَ
فِيهِم حَافِظٌ وَقَائِمٌ بِالأَمرِ
فِي كُلِّ زَمَانٍ فَنَاقَ السُّوءُ
وَتَمَثَّلَ رَجُلًا وَلَحِقَ بِهِ
الشُّرُورُ إِلَى يَومِ القِيَامَةِ
ثُمَّ مَاتَ فَتَرَوَّجَ الفَسَادُ
وَعَمَّ الشَّرُّ وَجَاءَتِ القِيَامَةُ
فَهٰذَا سِرُّ اَخبَارِ نُوحٍ عَلَيهِ
السَّلَامُ بِالدَّجَّالِ فَتَعَرَّف

واقعہ ہے اسلئے کہ قوم نوح، ہود، صالح
لوط اور شعیب اور دیگر اقوام معذبہ
کے اعمال ایک صحیفہ میں محفوظ کئے
گئے تو جسوقت بنی اسرائیل میں برائیاں
پھیل گئیں کیونکہ یہ ایک بہت بڑی
قوم تھی اور جس میں بکثرت انبیاء کرام
مبعوث ہوئے تھے اور ان کی قوم
میں ایک دور میں حافظ قرار ہیں اور قائم بالامر
آتے رہے تو اس لئے وہ شرور جمع ہو کر ایک آدمی
کی شکل میں متمثل ہو گئے اور قیامت کے فسادات اس
کے ساتھ لاحق ہو گئے اس کے مرنیکے بعد فسادات
اور علامات و حوادثات قیامت برپا ہو
جائیں گی، سو نوح علیہ السلام نے جو
اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے اس کا یہی راز ہے۔

وَبِالجُملَةِ فَلَمَّا نَشَأَ هٰذَا العَالَمُ
الحَادِثُ نَشَأَ بِضَرُورَتِهَا
عَالَمٌ مُجَرَّدٌ بِإِزَائِهِ يَتَحَفَّظُ
فِيهِ اَعمَالُهُم وَاَخلَاقُهُم هٰذِهِ
المَسئَلَةُ رُكنٌ عَظِيمٌ مِن

خلاصہ کلام یہ کہ جب عالم حادث
ظہور میں آیا تو اس کے ساتھ ضرورۃً
ایک عالم مجرد کا بھی ظہور ہوا، جس
میں اس عالم حادث کے لوگوں کے
اعمال اور اخلاق محفوظ کئے جاتے ہیں

اركانِ التكوينياتِ والناسُ عنها في غفلةٍ عريضةٍ ٭

یہ مسئلہ علم تکوینیات کا رکن عظیم ہے، مگر لوگ اس سے کلی طور پر غافل ہیں،

تقدیر کے اقسام

وَالتَّقْدِيرُ تَقْدِيرَانِ مُبْرَمٌ وَمُعَلَّقٌ اَمَّا الْمُعَلَّقُ فَاسْتِعْدَادُ كُلِّ عَيْنٍ وَبِحَسَبِهِ يَنْفَعُ الدُّعَاءُ وَالتَّدْبِيرُ وَاَمَّا الْمُبْرَمُ فَاسْتِعْدَادُ كُلِّ الْعَالَمِ جُمْلَةً وَاحِدَةً وَهُوَ لَا يَتَخَلَّفُ قَطُّ

تقدیر کی دو قسمیں ہیں، مبرم اور معلق، تقدیر معلق کا موجب استعداد شخصی ہے اور اسی میں دعا اور تدبیر نافع ثابت ہوتی ہے اور تقدیر مبرم کا باعث تمام عالم کی مجموعی استعداد ہے کہ اس میں کسی قسم کا تخلف واقع نہیں ہوتا،

وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَّ بِالنُّطْفَةِ ثِنْتَانِ وَاَرْبَعُونَ لَيْلَةً بَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْهَا مَلَكًا يُصَوِّرُهَا وَخَلَقَ سَمْعَهَا وَبَصَرَهَا وَجِلْدَهَا وَلَحْمَهَا وَعِظَامَهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ

حضرت حذیفہ بن اسید رضی سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نطفہ پر چالیس دن گزر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس اپنا ایک فرشتہ بھیجتا ہے تاکہ جنین کی تصویر بندی کرے اسکے کان اور آنکھیں اور گوشت پوست اور ہڈیاں بنائے جب وہ یہ فرائض انجام دے چکتا ہے، تو بارگاہ الٰہی میں عرض کرتا ہے، خدایا یہ

أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى فَيَقْضِي رَبُّكَ مَا شَاءَ وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ وَيَقُولُ يَارَبِّ أَجَلُهُ فَيَقْضِي رَبُّكَ مَا شَاءَ وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ ثُمَّ يَخْرُجُ الْمَلَكُ بِالصَّحِيفَةِ فِي يَدِهِ فَلَا يَزِيدُ عَلَى أَمْرِهِ وَلَا يَنْقُصُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

جنیں مذکر ہوگا یا مونث؟ اسکے متعلق اللہ تعالے جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے اور فرشتہ اسی کے مطابق لکھتا ہے پھر وہ عرض کرتا ہے کہ اسکی عمر کیا ہوگی تو اسکے متعلق بھی اللہ تعالے اپنے ارادہ کے مطابق فیصلہ صادر فرماتا ہے اور فرشتہ اسے لکھ لیتا ہے پھر فرشتہ اس لکھے ہوئے صحیفہ کو لے کر نکلتا ہے اور جو کچھ اللہ تعالے نے مقدر فرمایا ہے اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کرتا۔ (رواہ مسلم)

عین ثابتہ کے متعلق بعض صوفیوں کی غلطی

اِعْلَمْ أَنَّ الْعَيْنَ الثَّابِتَةَ وَإِنْ كَانَتْ مُنْطَوِيَةً عَلَى قَاطِبَةِ الْجِهَاتِ لٰكِنْ لَا يَظْهَرُ إِمْكَانُهَا إِلَّا بِحَسَبِ النَّشْأَةِ الظَّاهِرِيَّةِ مَا فَالَّذِي يُقَالُ فِي مَذْهَبِ الصُّوفِيَّةِ مِنْ أَنَّ كُلَّ مَا تَضَمَّنَهُ الْعَيْنُ لَا جَرَمَ أَنَّهُ سَيَظْهَرُ لَيْسَ بِشَيْءٍ عِنْدَنَا

یاد رکھو کہ عین ثابتہ اگرچہ تمام جہات مختلفہ پر مشتمل ہے، مگر اس کے امکانات اسوقت نمایاں ہوتے ہیں جبکہ اسکا ظہور اس نشاۃ میں ہوتا ہے اسلئے ہمارے نزدیک بعض صوفیوں کا یہ کہنا غلط ہے کہ جن باتوں پر عین ثابتہ کے احکام اسماء پاک کے آثار ہیں جو اس عین ثابتہ کے قوام کا موجب

بَلْ لِلْعَيْنِ اَحْكَامٌ هِيَ اٰثَارُ وَ
اَسْمَاءٌ تِلْكَ دَعَائِمُ الْعَيْنِ فَلَا
جَرَمَ اَنَّهَا تَتَوَقَّفُ عَلَى اسْتِعْدَادَاتٍ
حَادِثَةٍ وَمُعِدَّاتٍ لَاحِقَةٍ
تَظْهَرُ فِيْ كُلِّ مَظْهَرٍ مِنْ مَظَاهِرِ
الْعَيْنِ هٰذَا مَعَ اَنَّ الظُّهُوْرَ عَلَى
طُرُقٍ شَتّٰى وَاَحْكَامٌ هِيَ اٰثَارُ
اَسْمَاءِ تِلْكَ الْمُنْطَوِيَةِ فِي الْعَيْنِ
لَمْ يَشْمَلْهَا اِلَّا بِالضَّرُوْرَةِ الْاِطْلَاقِيَّةِ
فَلَا جَرَمَ اَنَّهَا تَتَوَقَّفُ عَلَى اسْتِعْدَادَاتٍ
حَادِثَةٍ وَمُعِدَّاتٍ لَاحِقَةٍ
فَاعْلَمْ مِنْ هٰذَا السَّبِيْلِ اَنَّ الدُّعَاءَ
مِنَ الْحُكَمَاءِ اِنَّمَا يَظْهَرُ مِنْ شِدَّةِ
شُرُوْقِ الْعِلْمِ وَلَوْ بِالْعَيْنِ الثَّابِتَةِ
مُفَصَّلًا لَا كَمَا يَتَبَادَرُ مِنَ النُّصُوْصِ
وَاعْلَمْ اَنَّ مِنَ الْاَشْيَاءِ مَا
تَعَيَّنَ صُوْرَتُهٗ قَبْلَ اَنْ يَكُوْنَ
وَمِنْهَا مَا يَكُوْنُ الْاَمْرُ فِيْهِ
اِلْقَاءً اَيْ مُشَابِهًا لِلْمُؤْتَنَفِ

ہیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ان
احکام کا ظہور ان استعدادات حادثہ
اور معدات لاحقہ پر موقوف ہو، جو
عین ثابتہ کے ہر مظہر میں نمایاں ہوتے
ہیں، علی ہذا ظہور کے طریقے مختلف ہیں
اور وہ احکام جو اسماء پاک کے آثار
ہیں اور عین ثابتہ میں مخفی رہتے ہیں
یہ صورت اطلاقیہ کے مشمول کے علاوہ
اور کچھ نہیں اسی بنا پر ہم کہتے ہیں،
کہ ان کا ظہور استعدادات حادثہ
اور معدات لاحقہ پر موقوف ہے،
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکماء کی دعا
انکے اشراق علمی کا نتیجہ ہے اگرچہ اس
کی تفصیل کا درجہ عین ثابتہ ہے نصوص
کے متبادر کے طریقہ پر نہیں،
یاد رکھو کہ بعض اشیاء ایسی ہیں کہ ان
کی صورت کا تعین ان کے وجود سے پہلے
ہو جاتا ہے برخلاف اسکے کہ بعض
دوسری اشیاء میں ایسا نظر آتا ہے گویا

وَمِنْ هٰذَا السَّبِيْلِ يُحَلُّ	کہ یہ امر متاثق ہے اسی طرح وہ عقدہ
الْعُقْدَةُ فِيْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ	بھی حل کیا جا سکتا ہے جو کہ اس حدیث
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَوْ	کے سننے سے پیش آتا ہے جو کہ رسول
لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ اِلَّا	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
يَوْمًا لَبَعَثَ اللّٰهُ رَجُلًا	کہ اگر بقاء دنیا کا ایک دن بھی باقی
مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يَمْلَؤُهَا	رہ جائیگا تو اس ایک دن کے اندر اللہ
عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا	تعالیٰ میرے خاندان نبوت سے
اَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاوٗدَ فَالَّذِيْ	ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائیگا، جو
يَتِمُّ بِهٖ هُوَ اَنَّ خُرُوْجَ	زمین کو عدل و انصاف سے اسطرح بھر
مَهْدِيٍّ مِمَّا لَابُدَّ مِنْهُ	دیگا جس طرح وہ ظلم و ستم سے لبریز ہو
وَاَمَّا وَقْتُ وُجُوْدِهٖ فَهُوَ	گئی تھی (سنن ابوداود) اس حدیث کا ماحصل یہ ہے کہ
مُفَوَّضٌ عَلَى الْمُعِدَّاتِ	مہدی علیہ السلام کا ظہور بہر حال ہونے والا ہے
وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ	(یہ ایک ناگزیر واقعہ ہے) البتہ اس کے ظہور
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِاُمِّ حَبِيْبَةَ	میں آنے کا وقت گردوپیش کے حالات اور معدات
لَا تَسْاَلِي اللّٰهَ مَا قَدْ فُرِغَ	حاضرہ پر موقوف ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مِنْهُ وَاسْاَلِيْهِ دَرَجَاتِ	کا یہ فرمان بھی جو آپ نے ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا
الْجَنَّةِ ۔	سے فرمایا تھا اسی قبیل سے ہے کہ اللہ تعالیٰ

سے ایسی باتوں کا سوال نہ کرو کہ جن سے وہ فارغ ہو چکا ہے اس سے تو درجات جنت مانگو۔

وَاِذَا مَهَّدْنَا هٰذَا فَنَقُوْلُ	اس تمہید کے بعد پھر ہم بیان

إِذَا مَضَى عَلَى الْجَنِيْنِ هٰذِهِ الْمُدَّةُ وَتَعَيَّنَ مِزَاجُ أَمْشَاجِ بَدَنِهِ أَمَرَ اللهُ سُبْحَانَهُ بِحَسَبِ تَجَلِّيْهِ فِي صَدْرِ الْمَلَكِ أَنَّهُ ذَكَرٌ إِنْ كَانَ غَلَبَ عَلَيْهِ مَاءُ الرَّجُلِ وَأَنَّهُ أُنْثٰى إِنْ غَلَبَ عَلَيْهِ مَاءُ الْأُنْثٰى وَلُوحِظَ فِي طَبِيْعَةِ الْجَنِيْنِ مِنْ شِدَّتِهَا وَصَلَابَتِهَا وَلِيْنِهَا وَضُعْفِهَا تَعَيَّنَ اللهِ الْمُتَجَلِّي فِي صَدْرِ الْمَلَكِ لَهُ عُمْرٌ وَذٰلِكَ لِأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ فَإِنَّ لَهُ وَزْنًا يَكُوْنُ فِي وَقْتٍ ثُمَّ يَتَرَقّٰى فِي مَعَارِجِ كَمَالِهِ ثُمَّ يَنْحَدِرُ ثُمَّ يَفْنٰى وَيَفْسُدُ.

کہتے ہیں کہ جسوقت جنین پر یہ مدت گزر چکتی ہے اور اسکے اخلاط بدن کا مزاج متعین ہو جاتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالےٰ اس فرشتہ کے سینہ میں جسکے متعلق اس جنین کی تدبیر ہے تجلی فرماتا ہے مثلاً یہ کہ یہ بچہ مذکر ہو اور یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ صحبت کے وقت شوہر کا مادۂ تولید غالب ہو اور اگر بیوی کا مادۂ تولید غالب ہو تو پھر جنین مونث ہوتا ہے اور جنین کی طبیعت مادہ تخلیق کی شدت اور ضعف اور صلابت اور ملائمت کو ملحوظ رکھکر اللہ تعالےٰ فرشتہ کے سینہ میں تجلی فرما کر اس کی عمر کا تعین کرتا ہے یہ اسلئے کہ ہر ایک چیز ایک خاص وقت میں مقدار مخصوص پر ظہور میں آتی ہے پھر معارج کمال میں ترقی کرنیکے بعد انحطاط شروع ہوتا ہے بالآخر فساد اور زوال کے مرحلہ کو پہنچ جاتی ہے ،

وَهٰذَا الْوَزْنُ مَحْدُوْدٌ حَدًّا كُلِّيًّا فِي كُلِّ نَوْعٍ نَوْعٍ

اس مقدار مخصوص کو انواع میں سے ہر ایک نوع کیلئے تحدید کلی کے طور پر

وَحدًّا جزئیًّا فی کُلِّ شخصٍ شخصٍ منطبعٍ فی مرآۃِ النوعِ فاذا عُیِّنَ للجنینِ عمرٌ فی هذا الوقتِ فهذا الاجلُ المسمّیٰ الذی یبلغُه لا محالۃَ لولا البواعثُ والموانعُ الخارجۃُ ومن البواعثِ البرِّ والصِّلۃُ فانّهما یزیدانِ فی العمرِ کما ستعرفُ ومن الموانعِ الظلمُ والقتلُ فانّهما ینقصانِ فی العمرِ قال اللّٰه تعالیٰ واجلٌ مسمّیً عندہ وقال فاتقوا اللّٰه واطیعونِ یغفرْ لکم من ذنوبکم ویؤخِّرْکم الیٰ اجلٍ مسمّیً ۔	اور ایک نوع کے افراد کیلئے تحدید جزئی کے طور پر محدود کر دیا گیا ہے چنانچہ ہر ایک جزئیت میں ایک شخصیت نوع کے آئینہ میں عظیم ہوتی ہے سو جو عمر اس وقت جنین کیلئے تعین کیجاتی ہے تو وہ اَجَلٌ مُّسَمًّی ہے اور اس عمر کو وہ لامحالہ پورا کر کے رہیگا، بشرطیکہ خارجی بواعث اور موانع اسکے مخالف نہ ہوں بواعث میں سے نیکی کرنا اور صلہ رحمی کرنا ہے چنانچہ یہ دونوں اس کی عمر میں اضافہ کرتے ہیں اور موانع میں سے ظلم اور قتل ہیں یہ دونوں اسکی تنقیص عمر کا باعث ہوتے ہیں، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اجل مسمی کا علم اس کے پاس ہے اور دوسرے مقام پر نوح علیہ السلام کا مقولہ نقل کیا کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اللہ تعالےٰ

تم کو بخش دے گا اور میعاد مقررہ تک تم کو مہلت دے گا

ثُمَّ یُکتبُ انّه سعیدٌ او شقیٌّ بحسبِ الآخرۃِ	پھر اسکے بعد باعتبار آخرت جنین کی سعادت اور شقاوت لکھدی

وَتَشْتَمِلُ هٰذِهِ السَّعَادَةُ	جاتی ہے اور یہ سعادت اعمال اخلاق
الْاَعْمَالَ وَالْاَخْلَاقَ وَالْخَاتِمَةَ	اور حسن خاتمہ کو شامل ہے، اور یہ
وَهٰذِهِ السَّعَادَةُ اَوِ الشَّقَاوَةُ	سعادت مکتوبہ ہو یا شقاوت اس مقام
الْمَكْتُوبَةُ هُنَاكَ اَمْرٌ كُلِّيٌّ لَا	پر اس سے امر کلی مراد ہے اور انکا تشخص
يَتَشَخَّصُ اِلَّا بِالْمُعِدَّاتِ ۔	معدات پر ہی منحصر ہے
ثُمَّ يُكْتَبُ اَنَّهُ وَاسِعُ	پھر اسکے بعد اسکے رزق کے متعلق لکھا
الرِّزْقِ اَوْ ضَيِّقُهُ لَا	جاتا ہے کہ یہ واسع الرزق ہے، یا
تَعَيُّنَ هُنَاكَ اِلَّا بِحَسَبِ	ضیق الرزق اور یہ کتابت بھی ایک
النَّوْعِ الْكُلِّيِّ ۔	نوع کلی ہے،

مومن کی موت میں تردد کا سبب

وَاعْلَمْ اَنَّ مِنَ الْاُمُوْرِ	یاد رکھو کہ بعض باتیں ایسی آسان
مَا هُوَ سَهْلٌ يَتَكَوَّنُ	ہوتی ہیں کہ معمولی سے اسباب پیدا
بِاَسْهَلِ الْاَسْبَابِ اَوْ	ہونے پر وہ پیدا ہو جاتی ہیں اور بعض
صَعْبٌ اِنَّمَا يَتَكَوَّنُ بِاَصْعَبِ	امور کے تکوین کے اسباب بہ مشکل پیدا
الْاَسْبَابِ فَهٰذَا مَعْنَى	ہوتے ہیں چنانچہ اس حدیث کے یہی معنی
الْحَدِيْثِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى	ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى	فرمایا اللہ تعالے فرماتا ہے، میں نے
مَا تَرَدَّدْتُ فِيْ شَيْءٍ مِثْلَ	کسی چیز میں اتنا تردد نہیں کیا جتنا کہ

تَرَدُّدِیْ فِی الْعَبْدِ الصَّالِحِ	تردد مجھے کسی عبدِ صالح کی روح قبض
یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَہُ	کرنے کے متعلق پیش آتا ہے وہ موت کو
اِسَاءَتَہٗ وَلَا بُدَّ لَہٗ	ناپسند کرتا ہے اور میں یہ نہیں چاہتا کہ
مِنْہُ مَعْنَاہُ عِنْدَنَا یَرْجِعُ	وہ ناخوش ہو اسکے معنی ہمارے نزدیک
اِلیٰ تَصَادُمِ الْاَسْمَاءِ وَ	یہ ہیں کہ اسمائے پاک کے تقاضوں میں
حَقِیْقَتُہٗ اَنَّ کُلَّ اِسْمٍ	تصادم ہوتا ہے اور اسکی حقیقت یہ ہے
یَطْلُبُ فِیْ مَظْهَرِہٖ ظُهُوْرَ	کہ ہر ایک اسم پاک کا تقاضا یہ ہے،
الْاَحْکَامِ فَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ	کہ اسکے مظہر خاص میں اس کے احکام کا
فِیْ ضِمْنِ حُبِّ الْعَبْدِ کَمَا	ظہور ہو اور چونکہ اللہ تعالےٰ کو اپنے
سَنَعْلَمُہٗ فِی الْوَجَاهَۃِ وَ	عباد صالحین سے محبت ہے جیساکہ ہم
الْمُوَافَقَۃِ لِرَاْیِہٖ یَکْرَہُ	عنقریب تمہیں وجاہت اور موافقت
الْمَوْتَ وَلَا بُدَّ لَہٗ مِنْہُ	کی بحث میں بتلا دیں گے، اسلئے وہ
بِحَسْبِ الْاِسْمِ الْاَعَمِّ	مومن کو اس کی مرضی کے خلاف موت
الشَّامِلِ لِنَوْعِ الْاِنْسَانِ	دینا نہیں چاہتا لیکن اس کے اسم اعم کلّی کا تقاضا

ہے کہ انسان کے تمام افراد موت کا ذائقہ چکھیں اس لئے موت دینا لازمی ہے۔

کیا خیر سے بھی شر پیدا ہوتا ہے

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ فِیْمَا	ابو سعید خدری رضی کی روایت سے
رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ اَنَّ النَّبِیَّ	صحیح بخاری میں حدیث منقول ہے فرماتے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ إِنَّ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُكَلِّمْكَ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنَّ مِمَّا

ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز منبر پر تشریف فرما تھے اور ہم آپ کو حلقہ میں لئے ہوئے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ خوف مجھے اس بات کا ہے کہ ملکوں کو فتح کر کے تم دنیا کی شادابی اور اس کی رونق پر اترانے لگو گے ایک شخص نے عرض کیا کیا خیر اور بھلائی سے بھی شر پیدا ہو سکتا ہے؟ یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے صحابہ اکرام نے اس شخص کو ملامت کی کہ تم نے یہ کیا حرکت کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو کر خاموش ہو گئے اسی اثنا میں ہم نے دیکھا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے چنانچہ آپ نے اپنی پیشانی مبارک سے پسینہ پونچھتے ہوئے دریافت کیا کہ وہ سائل کہاں ہے گویا کہ آپ نے اسکے سوال کو بنظر استحسان دیکھا بہر حال آپ نے فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ خیر سے شر پیدا نہیں ہوتا اور

يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ
أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرَةِ
أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ
خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ
عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ
وَبَالَتْ وَرَتَعَتْ إِلَى
آخِرِ الْحَدِيثِ وَتَوْجِيهُ
السُّؤَالِ وَالْجَوَابِ
كَمَا هُوَ حَقُّهُ لَا
يَتَأَتَّى إِلَّا عَلَى مَذْهَبِ
الْحِكْمَةِ وَأَمَّا السُّؤَالُ
فَمَعْنَاهُ كَيْفَ تَكُونُ
نِعْمَةُ اللهِ الَّتِي لَا
جَرَمَ أَنَّهَا مِنْ تَمَاثِيلِ
الْجَمَالِيَّاتِ مُوجِبًا
لِلْجَلَالِيَّاتِ بَاعِثًا
عَلَى الْخَوْفِ فَإِنَّمَا
التِّمْثَالُ عَلَى صُورَةِ
ذِي التِّمْثَالِ

فرمایا (جیسا کہ) جو سبزہ موسم بہار میں
اگتا ہے جانوروں کا اس سے چرنا وبال
جان ہوجاتا ہے کہ جس سے وہ ہلاک
یا ہلاکت کے قریب ہوجاتے ہیں مگر
وہ محفوظ رہتا ہے جو تر وتازہ سبزہ کھاتا
ہے اور ہضم کرتا جاتا ہے وہ اس وقت
تک چرتا ہے کہ اسکی کوکھیں باہر نکل
آتی ہیں اس حالت پہ پہنچ کر وہ دھوپ
سینکنے لگتا ہے جس سے اسے خوب
کھل کر پاخانہ آجاتا ہے اور وہ پیشاب
بھی کرلیتا ہے اسکے بعد وہ پھر چرنے
لگتا ہے الخ یہ سوال اور جواب جسکا
تذکرہ اس حدیث میں ہے اہل حکمت
ہی کے مسلک پہ ٹھیک بیٹھ سکتا ہے
سوال کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی
نعمت جو کہ صفت جمال کا تمثل ہے
کس طرح جلالیات کے ظہور میں آنے
کا موجب ہوسکتی ہے اور خوف کا
باعث ہوسکتی ہے کیونکہ تمثل ہمیشہ تمثل

Arabic	اردو
وَاَمَّا الْجَوَابُ فَلِاَنَّهٗ اِنَّمَا	والے کے مطابق ہوتا ہے اور جواب یہ ہے
الْمُحَالُ اَنْ یَّفُوْرَ الْجَلَالُ	کہ یہ بیشک ناممکن ہے کہ عین اس جمالی
مِنْ صُلْبِ هٰذَا التَّمْثَالِ بَلْ	تمثل سے جلالیت کا ظہور ہو۔ بلکہ وہ
هُوَ خَیْرٌ کُلُّهٗ وَاِنَّمَا الشَّرُّ شَرَهٌ	سراسر خیر ہے۔ لیکن جو حرص و شرارت
وَحِرْصٌ هُمَا فِی الْقَابِلِ	شخص قابل میں ہے۔ اس سے شرارت
بِحَسَبِ اِسْمٍ هُوَ مِنْ تَمَاثِیْلِهٖ	کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ ظہور یا تو اس اسم پاک کے
اَوْ بِحَسَبِ اُمُوْرٍ اُخَرَ وَکَمَا	تقاضا کے مطابق ہوتا ہے۔ کہ جس کا وہ تمثل
حَکٰی مَعَاشِرُ الْحُکَمَاءِ وَاَنَّ	ہے۔ یا اور کوئی سبب ہوتا ہے جماعت حکما
الْوُجُوْدَ خَیْرٌ کُلُّهٗ لَا شَرَّ	کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ وہ سراسر خیر و برکت ہے
فِیْهِ لِاَنَّهٗ مِنْ مَنْبَعِ	اس میں کسی قسم کی برائی نہیں۔ کیونکہ وجود ہی
الْخَیْرَاتِ اِنَّمَا الشَّرُّ نَاشِئٌ	ہر ایک طرح کی خیر کا منبع ہے۔ شر کا ظہور
مِنْ تَرَاکُمِ الْعَدَمَاتِ فِی	تو ان عدمات کا نتیجہ ہے۔ جو صور مزاجیہ
الصُّوَرِ الْمِزَاجِیَّةِ وَعَالَمِ	میں پائی جاتی ہیں۔ اور عالم تخلیق میں اللہ
التَّخْلِیْطِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی	تعالٰے فرماتا ہے۔ اللہ تعالٰی کی اس فطرت
فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ	پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہو۔ کہ جس پر اس
عَلَیْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ	نے تمام انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اور
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر
مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلٰی فِطْرَةِ	ایک بچہ فطرت اسلام پر پیدا کیا جاتا ہے
الْاِسْلَامِ ثُمَّ اَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ	اس کے ماں باپ ہی اسے یہودی اور عیسائی

وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُمَجِّسَانِهِ ۔	اور آتش پرست بنا لیا کرتے ہیں ۔
اِعْلَمْ اَنَّ الصُّوْرَةَ الْاِنْسَانِيَّةَ	یاد رکھو کہ صورت انسانیہ کا
تَقْتَضِيْ بِذَاتِهَا هَيْئَةً مُخْتَصَّةً	اقتضاء ذاتی یہ ہے کہ جسم عنصری میں
فِي الْبَدَنِ الْعُنْصُرِيِّ فَلَاجَرَمَ	اس کی مخصوص ہیئت ہو اسکا مستوی
اَنَّهٗ مُسْتَوِي الْقَامَةِ بَادِي الْبَشَرَةِ	القامت ہونا ناخنوں کی چوڑائی اور
عَرِيْضُ الْاَظْفَارِ مُدَوَّرُ الْهَامَةِ	اس کی کھوپڑی کی گولائی اسکا نطق اور
نَاطِقٌ ضَاحِكٌ مُبْصِرٌ لِلْاَلْوَانِ	ضحک الوان اور اشکال کو دیکھنا
وَالْاَشْكَالِ سَمَّاعٌ لِلْاَصْوَاتِ	آوازوں کا سننا بھوک اور پیاس وغیرہ
ذُوْجُوْعٍ وَعَطَشٍ وَغَيْرُ ذٰلِكَ	کا لگنا اور اسکے علاوہ اس کی تمام وہ
مِنَ الْخُصُوْصِيَّاتِ الَّتِيْ هِيَ	خصوصیات کہ باعتبار نوعیت اور ہیئت
بِحَسَبِ النَّوْعِ وَهَيْئَةٌ مُخْتَصَّةٌ	مخصوصہ کے انکا تعلق اسکے جسم سے ہے
فِي الْبَدَنِ النَّسَمِيِّ فَلَاجَرَمَ	اب کوئی مضائقہ نہیں کہ اسکے لئے
اَنَّ لَهٗ غَضَبًا وَرِضًاءً وَتَدْبِيْرًا	غضب اور رضا عاقبت بینی اور بواطن
لِبَوَاطِنِ الْاُمُوْرِ وَاِدْرَاكًا	اشیاء کی کیفیت کا ادراک کرنا بھی
لِخَفِيَّاتِ الْاَسْرَارِ وَهٰذَا الْقَدْرُ	ثابت ہو اور یہ قدر عوام اور خواص
يَنَالُهُ الْعَامَّةُ وَالْخَاصَّةُ ۔	سب میں برابر ہے ،
وَالْخَاصَّةُ تُدْرِكُ اَيْضًا اَنَّ	اور خواص یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ
اللّٰهَ تَعَالٰى كَذٰلِكَ اَوْدَعَ فِيْ	نے اسی طرح ہر ایک نسمہ کے اندر
نَسَمَةٍ عِفَّةً وَفِرَاسَةً وَ	عفت اور فراست اور تقرب الی اللہ

وَتَقَرُّبًا وَهٰؤُلَاءِ يَسْتَدْرِجُ	تعالیٰ کی قسم کے اوصاف بھی ولعینہ
فِيهَا خَاطِبَةُ الشَّرْعِيَّاتِ	رکھتے ہیں اور تمام احکام شرعیہ بالاجمال
اِجْمَالًا وَاِنَّمَا قُرْبُ الْوُجُوْدِ	اسی قسم میں داخل ہیں اور قرب الوجود کا
سُبُوْغٌ لِهٰؤُلَاءِ مِنْ جِهَةِ	مفہوم یہ ہے کہ قدوسیت کی جہات کو
الْقُدْسِ وَالْاِيْمَانُ	ملحوظ رکھکر ان امور کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا
سُبُوْغٌ لِهٰؤُلَاءِ مِنْ	جائے اور ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ اس
جِهَةِ النَّشْأَةِ	نشاۃ تخلیطیہ کی حیثیت سے اس میں
التَّخْلِيْطِيَّةِ ۔	کمال حاصل کیا جائے ،

خصوصیات نوعیہ سے جدا ہونیکے اسباب

وَالْاِنْسِلَاخُ عَنْ هٰؤُلَاءِ	ان خصوصیات نوعیہ سے جدا ہونے
الْخُصُوْصِيَّاتِ النَّوْعِيَّةِ لَهٗ	کے دو سبب ہیں ایک یہ کہ مادہ قابلہ
سَبَبَانِ الْاَوَّلُ قُصُوْرُ	میں نقص پیدا ہو جائیگی نا نقص صورت ل
الصُّوْرَةِ النَّوْعِيَّةِ بِسَبَبِ	کا اس پر اضافہ ہو، جیساکہ تم دیکھتے
قُصُوْرِ الْمَادَّةِ كَمَا	ہو کہ انسان کے بعض افراد ولادت کے
تَرٰى اَنَّ بَعْضَ النَّاسِ	وقت ماں کے پیٹ سے اندھے یا گونگے
يُوْلَدُ اَكْمَهَ اَوْ اَصَمَّ اَوْ	پیدا ہوتے ہیں یا ان کے دم لگی ہوئی ہوتی
لَهٗ ذَنَبٌ اَوْ لَهٗ خُرْطُوْمٌ	ہے یا ناک کی بجائے لمبی سونڈ سی
اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَكَذٰلِكَ	ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ اسی طرح بلحاظ

يكون منغمسا في اللذات متكبرا بربه جاهلا بحقيقة السر ومن هذا القبيل النسمة التي قتلها الخضر.

صفات باطنیہ کے پیدائشی طور پر لذات میں ڈوبے ہوئے اپنے رب کا انکار کرنیوالے اور اس راز کی حقیقت سے ناواقف ہوتے ہیں اور جس لڑکے کو خضرؑ نے قتل کیا تھا وہ اسی طریقہ کا تھا،

والثاني معاوقة أمور قسرية كما ترى أن بعض الناس يترك الماء قطعا بالرياضة يتجشمها ويعتريه مرض فيعوج قامته وينكسر رأسه ويعمى عينه وكذلك يهودانه أبواه فيكابر أمرا أودع في ضرورة علمه.

دوسرے یہ کہ اسکے اپنے افعال کچھ کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اسکے اقتضاء نوعی کو پورا نہیں ہونے دیتا جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ بعض آدمی ارادہ ریاضت کے طور پر پانی پینا قطعاً چھوڑ دیتے ہیں جس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ اسکے مزاج میں غیر معمولی بے اعتدالی پیدا ہو کر وہ خمیدہ قامت ہو جاتا ہے اسکا سر جھک جاتا اور اس کی آنکھوں کی بصارت زائل ہو جاتی ہے اسی طرح ایک شخص کو اس کے والدین یہودیت کی تعلیم دیتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں ایک ایسی ذہنیت پیدا ہو جاتی ہے جو ضرورت علم سے پھیر دیتی ہے،

ويقرب من هنا مقدمتان

اور اس مقام پر دو جلیل القدر مقدمے

جبلتان أن طريق النظر والاستدلال بدعة ابتدعها مخدجو الخلقة وتصديق الأنبياء إنما هو بإلهام باطني مزاجي لا كما زعمه أهل الكلام أن من البديهيات الحاضرة عند الناس ما ينكرونه كالوجود والعلم وغيرهما

نکل سکتے ہیں ایک یہ کہ نظر اور استدلال کا طریقہ بدعت ہے، جسے ناقص الخلقت انسانوں نے ایجاد کیا ہے دوسرے یہ کہ انبیاء کرام کی تصدیق الہام باطنی اور نوعیت مزاج کا نتیجہ ہے متکلمین کا یہ کہنا غلط ہے کہ لوگ بعض ایسی بدیہات کا بھی انکار کر لیتے ہیں جو ان کے سامنے حاضر اور موجود رہتی ہیں، جیسا کہ وجود اور علم وغیرہ،

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ

اَلْخِزَانَۃُ الرَّابِعَۃُ — چوتھا خزانہ

فِی النَّشْاَۃِ الْعَامِیَّۃِ وَالنَّشْاَۃِ الْکَمَالِیَّۃِ بِالْقَوْلِ الْکُلِّیِّ

نشأۃ عامیہ اور نشأۃ کمالیہ کے متعلق اصول کلیہ

اَلْعَامَّۃُ حَصَرُوا مُطْلَقَ الْعِلْمِ فِیْ اَرْبَعَۃِ اَقْسَامٍ اَلْاَوَّلُ الْاِحْسَاسُ بِاِحْدَی الْحَوَاسِّ الْخَمْسِ وَھُوَ مِنَ اللَّطِیْفَۃِ الْقَالِبِیَّۃِ وَالثَّانِیْ اَلتَّخَیُّلُ وَھُوَ مِنَ اللَّطِیْفَۃِ الْخَیَالِیَّۃِ وَشَاْنُھَا الْاِلْتِفَاتُ اِلٰی اَمْرٍ مُتَلَوِّنٍ مُتَشَکِّلٍ غَائِبٍ لَنَا وَالثَّالِثُ اَلتَّوَھُّمُ وَھُوَ مِنَ اللَّطِیْفَۃِ الْوَاھِمَۃِ وَشَاْنُھَا اِدْرَاکُ مَعَانٍ جُزْئِیَّۃٍ یَتَلَبَّسُ بِالْمَحْسُوْسَاتِ وَحِفْظُھَا وَاِیْعَاءُھَا وَالرَّابِعُ اَلتَّعَقُّلُ وَھُوَ

عام طور پر مطلق علم کو چار اقسام میں منحصر سمجھا جاتا ہے (۱) حواس خمسہ میں سے کسی کے ذریعہ جو احساسات حاصل ہوں ان کا نام لطیفۂ قالبیہ رکھا جاتا ہے (۲) تخیل جسکا تعلق لطیفۂ خیالیہ سے ہے اسکا کام یہ ہے کہ کسی امر غالب کو رنگ و شکل کے قالب میں ظاہر کرنے کیطرف متوجہ ہو (۳) توہم اسکا تعلق لطیفۂ واہمہ سے ہے اسکا کام وہ جزئی ادراکات ہیں کہ جنکا تعلق محسوسات سے ہے ان کا ادراک اور اسکی حفاظت اسکے لئے ضروری ہیں (۴) تعقل اس کا

مِنَ اللَّطِيفَةِ النَّفْسِيَّةِ وَشَأْنُهَا	تعلق لطیفہ نفسیہ سے ہے اور اسکا کام
إِدْرَاكُ الْكُلِّيَّاتِ الطَّبِيعِيَّةِ	کلیات طبیعیہ اور امور مجردہ کا ادراک
وَالْأُمُورِ الْمُجَرَّدَةِ وَنَحْنُ نَجْحَدُ	ہے لیکن ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ تعقل کا تعلق
أَنْ يَكُونَ هٰذَا التَّعَقُّلُ مِنَ	نفس سے ہے بلکہ اسکا تعلق اس لطیفہ
النَّفْسِ بَلْ هُوَ مِنْ لَطِيفَةٍ إِدْرَاكِيَّةٍ	ادراکیہ سے ہے جو عالم تحیز میں نفس کی
هِيَ خَلِيفَةُ النَّفْسِ فِي عَالَمِ التَّحَيُّزِ	خلیفہ اور تمام جسمانیات میں اسکے قریب تر
وَأَقْرَبُ الْجِسْمَانِيَّاتِ إِلَيْهَا وَ	ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر تعقل
الْبُرْهَانُ عَلَيْهِ أَنَّ التَّعَقُّلَ بِهٰذَا	کے یہی معنی لئے جائیں تو بعض اوقات
الْمَعْنٰى قَدْ يَكْذِبُ وَلَا شَيْءَ مِنَ	اسکا مفہوم کاذب ثابت ہوگا حالانکہ مجردات
الْمُجَرَّدَاتِ بِكَاذِبٍ ۔	میں کذب کا دخل نہیں
وَكُلٌّ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ وَإِنْ	اور علم کے یہ چاروں اقسام اگرچہ ایک
كَانَ مَخْصُوصًا بِمَكَانٍ مَخْصُوصٍ	مکان خاص کے ساتھ اختصاص رکھتے
وَلٰكِنَّهُ عِنْدَ التَّحْقِيقِ سَابِغٌ	ہیں لیکن حقیقت میں وہ ایسی چیز ہے
يَعُمُّ النَّفْسَ كُلَّهَا فَلَا جَرَمَ	جو تمام نفس کو گھیرے ہوئے ہے، تو
أَنَّهُ يَعُمُّ الْبَدَنَ كُلَّهُ وَالْبُرْهَانُ	کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ تمام بدن کو
عَلَيْهِ انْهِمَارُ جُيُوشِ الطَّبِيعَةِ	عام ہو جائے اسکا ثبوت یہ ہے کہ جیوش
تَحْتَ الْخَيَالِ أَوِ الْوَهْمِ مَثَلًا	طبیعہ خیال اور وہم سے مغلوب ہوتے ہیں
كَمَا فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا	جیساکہ غضب، رضا اور حب اور گھبراہٹ
وَالْحُبِّ وَالْفَزَعِ	وغیرہ کے طاری ہونے کیوقت تم دیکھتے

وَغَيْرِهَا وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى أَنْكَرَ إِمَامُ أَهْلِ السُّنَّةِ تَخَصُّصَهَا بِأَمْكِنَتِهَا۔

ہو اسی معنی کو ملحوظ رکھتے ہوئے امام اہل سنت (ابوالحسن اشعری) نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ ان کا تعلق خاص خاص مقامات سے ہو،

وَالْحَاصِلُ أَنَّهُمْ خَصُّوا الْمُدْرِكَةَ وَالْوَهْمَ وَالتَّخَيُّلَ بِالْقُوَّةِ الْعَاقِلَةِ وَنَحْنُ عَمَّمْنَاهَا عَلَى الْعَاقِلَةِ وَالْعَامِلَةِ كِلَيْهِمَا وَأَنَّهُمْ جَعَلُوا النَّفْسَ الْمُجَرَّدَةَ عَاقِلَةً لِلْكُلِّيَّاتِ وَعِنْدَنَا لَا تُدْرِكُ النَّفْسُ إِلَّا نَفْسَهُ بِالْعِلْمِ الْحُضُورِيِّ لَا غَيْرُ وَلٰكِنَّهَا أُمُّ الْعَاقِلَاتِ الْعَامِلَاتِ بِأَسْرِهَا۔

خلاصہ یہ کہ انہوں (فلاسفہ) نے مدرکہ وہم اور تخیل کو قوت عاقلہ کیساتھ مخصوص سمجھا ہے لیکن ہم نے قوت عاقلہ اور عاملہ دونوں کیساتھ اس کو عام سمجھا ہے اسی طرح انکے نزدیک نفس مجردہ تمام کلیات کا ادراک کر سکتا ہے لیکن ہمارے نزدیک نفس کو علم حضوری کے ذریعہ صرف اپنے نفس کا ادراک حاصل ہوتا ہے لیکن وہ تمام امور عاقلہ اور عاملہ کی جڑ اور بنیاد ہے،

وَإِنْ شِئْتَ كَشْفَ السِّرِّ فِي ذٰلِكَ فَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمَّا خَلَقَ الْخَلْقَ أَفَاضَ عَلَى الْمَاءِ صُوَرًا فَمِنْ تِلْكَ الصُّوَرِ صُوْرَةٌ نَوْعِيَّةٌ وَصُوْرَةٌ شَخْصِيَّةٌ

اور اگر راز کی حقیقت معلوم کرنا چاہو تو یہ بات یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت کائنات کو پیدا کرنا چاہا تو پانی پر مختلف صورتیں افاضہ فرمائیں جن میں بعض صور نوعیہ ہیں، اور بعض شخصیہ

فَالصُّورَةُ الشَّخْصِيَّةُ الَّتِي انْطَبَعَتْ فِي الصُّورَةِ النَّوْعِيَّةِ وَغَيْرِهَا وَهِيَ هٰذَا الشَّخْصُ وَهِيَ بَاقِيَةٌ مِنْ تَوَلُّدِ الشَّخْصِ إِلَى الْأَزَلِ وَلَهَا خُلَفَاءُ أَمَدَّ اللّٰهُ تَعَالَى بِهَا ۔

صورت شخصیہ سے وہ مراد ہے جو کسی صورت نوعیہ وغیرہ میں منقوش ہوتی ہے اس سے مراد ایک فرد معین ہے یہ صورتیں اس شخص کے ظہور میں آنیکے وقت سے ازل تک باقی رہتی ہیں اور انکے قائم مقام دوسری صورتیں ہوتی ہیں کہ جنکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے

أجسام کے اقسام

فَمِنْ خُلَفَاءِ الْبَدَنِ الَّذِي يَتَكَوَّنُ مِنَ الْعَنَاصِرِ تَكَوُّنًا مَحْسُوسًا وَمِنْ خُلَفَاءِ الْبَدَنِ الَّذِي يَتَكَوَّنُ مِنَ الْعَنَاصِرِ تَكَوُّنًا غَيْرَ مَحْسُوسٍ وَهٰذَا هُوَ الَّذِي يَعْتَمِدُ عَلَيْهِ الشَّخْصُ أَدَاءً فِي حَالِ الْحَيٰوةِ وَيَقِفُ عَلَيْهِ فِي حَالِ الْمَمَاتِ وَسَبَبُ الْوُقُوفِ عَلَيْهِ فَقَدْ أَنَّ مَا يَتَبَدَّلُ لَهُ فَقَدْ عَلِمْتَ

من جملہ ان قائم مقام صورتوں کے ایک تو وہ جسم ہے جسکا تکون محسوس طور پر عناصر سے ہوتا ہے اور بعض وہ جسم ہیں کہ جن کا تکون غیر محسوس طور پر عناصر سے ہوتا ہے تشخص کا انحصار پہلے حالت حیات میں اور ثانیاً حالت ممات میں اسی پر ہے اس انحصار کا باعث یہ ہے کہ کوئی ایسی دوسری چیز موجود نہیں کہ جسکی جانب سے منسوب کیا جائے اور یہ تم جانتے ہو کہ اسکا اقتضاء ذاتی یہ

أَنَّهُ يَطْلُبُ بَدَانَةً مَا يَعْتَمِدُ عَلَيْهِ وَلَا يَتَجَاوَزُ شَيْئًا إِلَّا إِذَا أَحْدَثَتْ بَدَنًا لَهُ شَيْءٌ آخَرُ وَلَاحُدُوثَ فَلَا تَبَدُّلَ وَهٰذَا الْبَدَنُ الَّذِي لَا يُحِسُّ مُتَّحِدٌ اتِّحَادًا مَعَ الْبَدَنِ الْمَحْسُوسِ۔

ہے کہ کسی دوسری چیز پر اس کا اعتماد ہو اور یہ شخص اس وقت تک کسی چیز سے تجاوز نہیں کرتا تاوقتیکہ کوئی دوسری چیز اس کے بدلے ظہور میں نہ آئے تو پھر اس میں بھی کسی قسم کا حدوث اور تبدل نہیں ہوگا اور یہ بدن غیر محسوس بدن محسوس کی ساتھ متحد ہے،

وَمِنَ الْخُلَفَاءِ مَجْمُوعُ الْأَعْرَاضِ الَّتِي بِهَا يُدْرِكُ الْبَصَرُ هٰذَا الشَّخْصَ بِخُصُوصِهِ فَهٰهُنَا أَبْدَانٌ ثَلَاثَةٌ كُلٌّ مُتَبَدِّلٌ حِينًا فَحِينًا بِبَدَنٍ يُنَاسِبُهُ وَالصُّورَةُ الشَّخْصِيَّةُ بَاقِيَةٌ بِحَالِهَا كَمَا أَنَّ الْهَيُولٰى بَاقِيَةٌ بِحَالِهَا وَيَعْتَمِدُ عَلَى الصُّورَةِ الْمُتَبَدِّلَةِ وَهٰذَا الْبَدَنُ يَتَوَقَّفُ عَلَى الْبَدَنِ الْعَرَضِيِّ أَوْ يَسْتَلْزِمُهُ۔

اور من جملہ ان قائم مقام صورتوں کے ان اعراض کا مجموعہ ہے جن کے ذریعے آنکھ اس مخصوص شخص کا ادراک کرتی ہے سو اس مقام پہ تین بدن ہیں اور وقتاً فوقتاً ایک ان میں سے دوسرے کیساتھ تبدیل ہوتا رہتا ہے جو اسکے مناسب حال ہو، لیکن صورت شخصیہ بحال خود باقی رہتی ہے جیسا کہ ہیولی بحال خود باقی رہتا ہے اور اسکا اعتماد اسی صورت متبدلہ پہ ہوتا ہے اور یہ بدن بھی بدن عرضی پہ موقوف ہے یا دونوں لازم اور ملزوم ہیں،

وَهٰذِهِ الصُّوْرَةُ الشَّخْصِيَّةُ هِيَ النَّفْسُ النَّاطِقَةُ وَهِيَ غَيْرُ مُتَجَرِّدَةٍ حَقَّ التَّجَرُّدِ وَلٰكِنْ سَمَّيْنَاهَا مُجَرَّدَةً فِي كِتَابِنَا هٰذَا احْتِرَازًا عَنْ هٰذِهِ الْأَبْدَانِ الثَّلَاثَةِ	اور یہ صورت شخصیہ بعینہ نفس ناطقہ ہے لیکن اس میں کامل طور پر تجرد نہیں پایا جاتا لیکن ہم نے بھی اس کتاب میں اسے مجرد کہا ہے تاکہ ابدان ثلثہ سے احتراز ہو جائے،
وَاَمَّا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ خُلِقَتِ الْأَرْوَاحُ قَبْلَ الْأَجْسَادِ بِأَلْفَيْ عَامٍ يَعْنِي بِهَا الْأَعْيَانَ الثَّابِتَةَ وَبِأَلْفَيْ عَامٍ تَصْوِيْرَ الْبُعْدِ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ لِلْعَيْنِ تَعَيُّنًا بَسِيْطًا عَنٰى بِهَا ذٰلِكَ ،	اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ روحوں کو اجسام سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا گیا اس سے مراد اعیان ثابتہ ہیں دو ہزار کے لفظ سے صرف مدت طویلہ کا اظہار مقصود ہے اور تجھے کیا معلوم کہ عین ثابتہ کو کوئی تعین بسیط حاصل ہوا ہو اور یہاں پر وہی مراد ہے،

مرنے کے بعد کی حالت

فَاِذَا مَاتَ الْعَبْدُ لَحِقَ النَّفْسُ بِالْبَدَنِ الْغَيْرِ الْمَحْسُوْسِ وَلَزِمَتْ بِهِ فَلَا يَكُوْنُ هُنَاكَ اِدْرَاكٌ اِلَّا بِحَسَبِ الْمُدْرَكَاتِ الْبَاطِنَةِ الْحِسِّيِّ الْمُشْتَرِكِ	جس وقت انسان مرجاتا ہے تو اسکا نفس غیر محسوس بدن کیساتھ لاحق ہوجاتا ہے اور اسکے ساتھ لاحق ہوجاتا ہے تو اس حالت میں اسکے ادراک کا ذریعہ باعتبار مدرکات باطنہ کے حس

وَاَلُوْهُمْ وَالْاِدْرَاكُ وَاِذَا قَامَتِ	مشترک ہے ہم اور ادراک ہوتے ہیں جب
الْقِيَامَةُ تَعَلَّقَتْ بِالْاَبْدَانِ	قیامت قائم ہو گی تو کون و فساد کے
الْمَحْسُوْسَةِ بِسَبَبِ بَعْضِ	بعض اسباب مقدرہ کی وجہ سے وہ ابدان
الْاَسْبَابِ الْمُعَدَّةِ مِنَ	محسوسہ کیساتھ تعلق پیدا کریگا، یوم الحساب
الْكَوْنِ وَالْفَسَادِ وَاِذَا جَاءَ	کے آنے پر روح سے اسکی تکمیل ہو گی
يَوْمُ الْحِسَابِ اسْتَبْغَتْ	اور عین اس نفس سے ارتقاء کے طور پر
بِالرُّوْحِ فَنَشَأَ مِنْ صُلْبِهَا بَدَنٌ	جسم معرض وجود میں آئیگا تو پھر وہ بدن
فَرَفَضَتِ الْبَدَنَ الْعَنْصَرِيَّ	عنصری کو دور پھینک دیگا،
ثُمَّ يَدْخُلُ اِمَّا فِي الْجَنَّةِ وَاِمَّا	جس کے بعد یا تو جنت میں داخل ہو گا
فِي النَّارِ وَاَمَّا الْعُلُوْمُ الْمُجَرَّدَةُ	یا دوزخ میں اور وہ علوم مجردہ جو اس
الَّتِيْ تَعَلَّمَهَا فَاِنَّمَا هِيَ عُلُوْمٌ	نے حاصل کئے تھے وہ سب کے سب علوم
زَمَانِيَّةٌ وَمَكَانِيَّةٌ وَكَذٰلِكَ	زمانیہ اور مکانیہ تھے اور اسی طرح علم
الْعِلْمُ الْحُضُوْرِيُّ وَلٰكِنَّهَا يَجْعَلُ	حضوری بھی ہے لیکن وہ تو ممکن کو ممتنع
الْمُمْكِنَ مُمْتَنِعًا وَالْمَوْجُوْدَ مَعْدُوْمًا	اور موجود کو معدوم بنا دیتا ہے سو اسی
فَكَذٰلِكَ يَجْعَلُ الْمَكَانِيَّ مُجَرَّدًا	طرح مکانی کو بھی مجرد بنا دیگا، لہذا
فَلَا يَهُوْلَنَّكَ تَشْوِيْشَاتُ الْفَلَاسِفَةِ	تمہیں فلاسفہ کی تشویشناک باتوں سے
وَهٰذَا الْبَدَنُ الْغَيْرُ الْمَحْسُوْسُ لَهٗ	نہ گھبرانا چاہیئے، اس بدن غیر محسوس کے
شَانُ الْاِدْرَاكِ عَلٰى ثَلٰثَةِ صُنُوْفٍ	ذرائع ادراک تین ہیں جیسا کہ ہم بیان
كَمَا قُلْنَا وَلَهٗ شَانُ الْعَمَلِ عَلٰى	کر چکے لیکن اسکے عمل کی قسمیں مختلف ہیں

صُنُوفٍ شَتّٰى وَبِالْجُمْلَةِ فَهٰذَا	خلاصہ یہ کہ یہ بدن نفس ناطقہ کیلئے ایک
الْبَدَنُ لِبَاسٌ سَابِغٌ عَلٰى وَجْهِ	کامل لباس ہے جو پورے طور سے اسے
النَّفْسِ النَّاطِقَةِ كُلِّهَا بِكُلِّهٖ ۔	ڈھانپ لیتا ہے،

وجود ذہنی

وَاعْلَمْ اَنَّ الْوُجُوْدَ الذِّهْنِيَّ	یاد رکھو کہ ہم نے وجود ذہنی کے
فَتَّشْنَاهُ فَلَمْ نَجِدْهُ شَيْئًا	متعلق خوب تفتیش کی مگر ہمارے ہاتھ
فَبَعْضُ مَا يُزْعَمُ اَنَّهٗ مَوْجُوْدٌ	کچھ بھی نہ لگا سو بعض وہ اشیاء کہ جنہیں
ذِهْنِيٌّ صُوْرَةٌ مَوْجُوْدَةٌ فِي	وجود ذہنی کہا جاتا ہے وہ درحقیقت
الْخَارِجِ يُدْرِكُهَا النَّفْسُ بِحَسَبِ	ایک صورت موجود فی الخارج ہوتی
الْقُوَّةِ الْمُدْرِكَةِ كَالصُّوْرَةِ	ہیں جسکا قوت مدرکہ کے ذریعہ نفس
الْحَيْوَانِيَّةِ وَالصُّوْرَةِ الْاِنْسَانِيَّةِ	ادراک کرتا ہے جیسا کہ صورت حیوانیہ
وَمِنْهَا سَلْبِيَّاتٌ وَ	اور صورت انسانیہ بعض ان میں سے
اِضَافِيَّاتٌ ۔	سلبیات ہیں اور بعض اضافیات،
وَتَحْقِيْقُ الْقَوْلِ عِنْدَنَا اَنَّ	اور ہمارے نزدیک تحقیقی بات یہ ہے
الْاَعْمٰى مَثَلًا هُوَ زَيْدٌ	کہ زید مثلاً ایک اندھا شخص ہے
بِعَيْنِهٖ اِذَا اَدْرَكْنَاهُ بِالْقُوَّةِ	جب ہم قوت مدرکہ کیساتھ اسکا ادراک
الْمُدْرِكَةِ مُمْتَلِئَةً بِالْاِشَارَةِ	کرتے ہیں تو ہمارا مدرکہ بینائی کے مفہوم
اِلَى الْبَصَرِ ثُمَّ اَنَّهٗ قَدْ	سے بھر جاتا ہے پھر بعض اوقات ہم

يُقْطَعُ سَبِيلُهُ عَنِ الْاِسْمِ عَنِ
الْمُسَمّٰى وَيُجْعَلُ صِفَتَهٗ وَيُسَمّٰى
بِالْعَمٰى فَالْاِخْتِلَافُ فِي الْاِدْرَاكِ
دُوْنَ الْمُدْرِكِ وَلِذٰلِكَ قَدْ
نُدْرِكُ زَيْدًا اَنَّهُ ابْنُ عَمْرٍو
بِالْقُوَّةِ الْمُدْرِكَةِ مُمْتَلِئَةً مِنَ
الْاِشَارَةِ اِلٰى اَبِيْهِ ثُمَّ تَقْطَعُ
الْاِسْمَ وَنَجْعَلُهٗ نُبُوَّةً فَمَنْ كَرَّ
اِذَنْ مَا حَصَّلَهٗ بَعْضُ اَصْحَابِ
التَّخَيُّلِ اَنَّ الْاِخْتِلَافَ بَيْنَ
الْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ فِي
الْاِدْرَاكِ دُوْنَ الْمُسَمّٰى لِنَوْ
مِنْهَا مَعْدُوْمَاتٌ فِي الْخَارِجِ
كَالْمُمْتَنِعِ وَالتَّحْقِيْقُ فِيْهِ
اَنَّ الْاِدْرَاكَ نَشْاَةٌ
وَاسِعَةٌ مَا مِنْ اَمْرٍ مَوْجُوْدٍ
اَوْ مَفْرُوْضٍ اِلَّا وَفِيْهَا صُوْرَةٌ
اَيْ صُوْرَةٌ عَرْضِيَّةٌ بِاِزَائِهِ
وَنَحْنُ نَقُوْلُ

اس اسم کو مسمّی سے جدا کر کے اس کی
صفت کو ملحوظ رکھتے ہیں اور اسکا نام
اندھاپن رکھدیتے ہیں، سو یہ اختلاف
مدرک میں نہیں بلکہ ادراک میں ہے،
اسی طرح ہم اپنی قوت مدرکہ سے اس
اس امر کا ادراک کرتے ہیں کہ زید عمرو کا
بیٹا ہے یہاں بھی اسکے باپ کا
مفہوم ہمارا اشارالیہ ہوتا ہے، لیکن
بعض اوقات ہم اس کی ابنیت سے
قطع نظر کر کے اسکے ابنیت کے مفہوم
کو ملحوظ رکھتے ہیں تو اب بعض منطقیوں
کا یہ قول تمہاری سمجھ میں آسکتا ہے،
کہ کلیات اور جزئیات میں صرف ادراک
کی حیثیت سے اختلاف پایا جاتا ہے
مدرک کا اسمیں کوئی دخل نہیں اسی طرح
ان میں سے بعض معدوم الخارج ہیں،
جیسا کہ ممتنعات اور اسکے متعلق ہماری
تحقیق یہ ہے کہ عالم ادراک میں بہت
زیادہ وسعت پائی جاتی ہے کوئی امر

لِهٰؤُلَاءِ الْاَبْدَانِ هُنَاكَ صُوَرٌ عِلْمِيَّةٌ عَرْضِيَّةٌ فَاِنْ جَادَ الْمَعْلُوْمُ بِهٰذِهٖ مَوْجُوْدًا فَمَا شَانُ الْمُمْتَنِعِ وَالْمَعْدُوْمِ وَالْمَجْهُوْلِ لَمْ تَتَبَدَّلْ حَقَائِقُهَا۔

موجود یا مفروض ایسا نہیں جسکی صورت پر وہ مشتمل نہ ہو اس صورت سے مراد صورت عرضیہ ہے ہم کہتے ہیں کہ ان ابدان کے لئے وہاں پر ایک صورت علمیہ عرضیہ ہے اگر معلوم اس کے ذریعے موجود ہو گیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ ممتنع اور معدوم اور مجہول کی حقیقتوں میں تبدیلی واقع نہ ہو۔

لَيْسَ فِي الْعَالَمِ الْاَعْلٰى اِلَّا التَّصْدِيْقُ وَاَمَّا التَّصَوُّرُ فَمِنْ بِدْعَاتِ هٰذَا الْعَالَمِ الْمُخْرَجِ لِمَا اَنَّ التَّصْدِيْقَ ثَلْجٌ وَبَرْدٌ وَيَقِيْنٌ وَاِذْعَانٌ يَلْحَقُ بِالْمُفْرَدِ كَمَا يَلْحَقُ بِالْجُمْلَةِ وَمِنَ الْعَجَائِبِ اَنْ لَيْسَ هُنَاكَ جُمْلَةٌ اِنَّمَا هُوَ مُفْرَدٌ مَخْلُوْطٌ بِالْمَحْمُوْلِ وَاَمَّا الْجَمَادَاتُ مِنَ الْحَيْوَانَاتِ فَلَا تَصْدِيْقَ لَهَا اِنَّمَا هُوَ ظُنُوْنٌ وَشُكُوْكٌ وَكَذٰلِكَ اَهْلُ الْبَلَادَةِ وَاَمَّا

عالم اعلیٰ میں سوائے تصدیق کے اور کچھ نہیں پایا جاتا کیونکہ تصورتو ناقص عالم مادی کی بدعات میں سے ایک بدعت ہے اسلئے کہ تصدیق سے اطمینان وسکون اور یقین حاصل ہوتا ہے اور وہ اذعان بھی کہ جسکا تعلق مفرد کیساتھ جملہ کے طریقہ پر ہے عجیب بات یہ ہے کہ وہاں تو کوئی جملہ نہیں صرف مفرد ہے جو کہ محمول کیساتھ مخلوط ہے اور گونگے حیوانات تصدیق سے محروم ہوتے ہیں انکے اذہان تو ظنون اور شکوک ہی کا مرکز ہوتے ہیں بیوقوفوں کا بھی یہی حال ہے لیکن عامۃ الناس کے اذہان میں

سائر الناس فكلاهما
موجود فيهم ۔

تصدیق اور تصویر یہ دونوں قسمیں موجود
ہوا کرتی ہیں،

اختلاف نشأت

فاعلم ان كل ما
في العالم من المتحيزات او
المجردات وكل ما في نفس
الامر من ذات الله سبحانه
وصفاته فان له صورة
في كل من هذه النشآت
تخصه ولكل منها جهتان
جهة تسامت بها الاسفل
اعني الحواس وجهة
تسامت بها الاعلى اعني
العقل فكل ياخذ من
الجهتين نصيبه والذي
لحق بالمبادي التي هي الاسماء
بالانسلاخ او الفناء تغلب
عليه الجهة العليا

یاد رکھو کہ عالم میں جو کچھ بھی متحیزات
یا مجردات موجود ہیں اور نیز اللہ تعالےٰ
کی ذات اقدس اور اسکی صفات کہ
جنکا وجود نفس الامری ہے ان میں سے
ہر ایک صورت ان ہی نشأت میں
انکی خصوصیات کیساتھ ہوا کرتی ہے،
اور ان میں ہر ایک صورت کی دو جہتیں
ہوتی ہیں ایک جہت اسفل ہوا کرتی
ہے جو حواس کیجانب ہوتی ہے اور
دوسری اعلیٰ جو عقل کی جانب اور ہر
ایک صورت ان دونوں جہتوں سے
مستفیض ہوتی ہے، اور جنکو انسلاخ
یا فنا کی وجہ سے اپنے مبادی یعنی اسمائے
پاک کیساتھ لحوق حاصل ہے۔ ان پر
جہت علیا کا غلبہ حاصل ہوتا ہے اور

والذي تدنس يغلب عليه الجهة السفلى والمزاج الرجل مدخل في التشخيص للنفس الرحماني بلباس خاص ولكن للعادات فرضه اربعة امور تتحقق بضرب بعضها في بعض بشدة او ضعف اشخاص لا تعد ولا تحصى الا ترى الى عجائب عالم الصوت فلكل حيوان صوت تخصه فلا جرم انها تمثالها في هذا العالم ولكل حال كالفرحه ووجله وجوعه وعطشه اصوات مخصوصة فلا جرم انها تماثيلها.

متدنس اشیاء پر جہت اسفل غالب رہتی ہے نفس رحمانی کے لباس خاص میں جلوہ گر ہونیکے لئے کسی شخص کے مزاج اور اسی طرح اس کی عادات کو بھی دخل ہوتا ہے چنانچہ یہی چار چیزیں ہیں جنکے مختلف طور پر آپس میں مل کر ظہور پانے اور ان کی شدت اور ضعف کی بنا پر بے شمار افراد معرض وجود میں آتے ہیں کیا تم نے عالم صوت کے عجائبات پر غور نہیں کیا کہ ہر ایک حیوان کی مخصوص آواز ہوتی ہے سو پھر کوئی مضائقہ نہیں کہ اس عالم میں اسکا تمثل ہو اور جملہ احوال خوشی اور خوف اور بھوک اور پیاس کے لئے مخصوص آوازیں ہوتی ہیں ، تو یہ سب ان کا تمثل ہوتی ہیں

ثم ان للاوقات اصواتا وللعيش والغضب صوتا فلا جرم انها

پھر مختلف اوقات کیلئے اور آوازیں اور جذبہ غضب اور عیش کو ظاہر کرنے کیلئے جدا آواز ہوتی ہے ، جو ان

عربی	اردو
تمثیلها والهم الله سبحانه	جذبات کا تمثل ہوتی ہے اور اللہ سبحانہ
للانسان ان یقطع اصواته	وتعالیٰ نے انسان کو الہام کیا کہ وہ
فقطعها فحصلت حروف	اپنی آواز کو مختلف طریقہ پر نکالے جس
فوضعها بازاء الاسماء	سے مختلف حروف کی آوازیں پیدا ہوں
الحسنیٰ التی بها نظام	ان ہی حروف کو اسماء حسنیٰ کا مفہوم
العالم وتلفظ بها بازاء	ظاہر کرنے کیلئے وضع کیا ہے کہ جن پر
کل مظهر حرفا هو بازاء	تمام عالم کا نظام ہے چنانچہ ہر مظہر کے
المظاهر وضم الحرف	مقابل وہ ایک لفظ زبان پر لایا جو کہ
الثانی تحصیلا والثالث	یقینی طور پر مظاہر کے مقابل ہے اور
تشخیصا فبدأت سواء	پھر تحصیل اور تشخیص کا مفہوم ظاہر کرنے
ثلاثیات هی الاصل	کے لئے بالترتیب دوسرا اور تیسرا لفظ
وللقدم فی الاعتبار	زبان پر لایا جس سے کلمات ثلاثیہ
المعانی الصوتیة	پیدا ہوئے جو تمام الفاظ کی اصل ہیں
المسموعة فحکیت بما	چونکہ اظہار معانی کا ذریعہ بھی اصوات
یقع علی السمع وقوعها	مسموعہ ہیں چنانچہ بطور حکایت ایسے ہی
کالضرب والقهقهة	لفظ وضع کئے گئے کہ جو ان پر دلالت
وابدع للمبصرات و	کریں جیسا کہ ضرب (مارنا) اور قہقہہ
الملموسات والمذوقات	اسی طرح اس نے اشیاء مرئیہ، ملموسات
والمتخیلات والمتوهمات	مذوقات، متخیلات اور متوہمات کے

اَصْوَاتٌ تُشَابِہُ وَقْعَہَا عَلٰی ذٰلِكَ الْحِسِّ وَقْعُہَا عَلَیْہِ وَلِلْحِکَایَۃِ فَصْلٌ بِحَسَبِ مِزَاجِ الْوَاضِعِ وَاِدْرَاکَاتِہٖ فَالْعَرَبِیُّ اِذَا حَکٰی صَوْتَ الْحِجَارَۃِ قَالَ طَقْ طَقْ وَالْفَارِسِیُّ دَہْ دَہْ فَتَزَاحَمَ ہٰذَانِ الْاَمْرَانِ الْقُدْسِیُّ وَالنَّسْیُ وَتَشَعَّبَتِ الْمَعَارِفُ وَالْاَمْزِجَۃُ فَحَدَثَتْ لُغَاتٌ لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰی وَصَارَ الْمَجَازُ بَعْدَ ھُنَیْہَۃٍ حَقِیْقَۃً وَالْکِنَایَۃُ صَرِیْحًا وَبِالْجُمْلَۃِ فَہٰذَا طَرِیْقُ الْوَضْعِ وَالْعَاقِلُ تَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ وَالْعَوَالِمُ کُلُّہَا مُتَحَاذِیَۃٌ وَبَعْضُ النَّشْاٰتِ مُتَفَرِّعَۃٌ عَلٰی بَعْضٍ ؏

یہ ایسی آوازیں وضع کی گئی ہیں کہ جن کو سنکر ان حواس اور ان مدرکات پر ایسا اثر پڑتا ہے کہ جس سے اس کا مفہوم سمجھ میں آجاتا ہے طریق نقل وحکایت میں بھی واضع کے مزاج اور اسکی نوعیت ادراک کے مطابق اختلاف پایا جاتا ہے مثلاً ایک عربی شخص جب پتھر کے گرنے کی آواز کو نقل کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کو طق طق سے تعبیر کرتا ہے اور فارسی لفظ اس کیلئے دہ دہ کا لفظ استعمال کرتا ہے چنانچہ ان دونوں امر یعنی قدسی اور نسی کی مزاحمت اور معارف اور امزجہ کے اختلاف سے بکثرت زبانیں پیدا ہوئیں اور کچھ عرصہ کے بعد مجاز بھی حقیقت کی شکل اختیار کر گیا، اور جو کنایہ تھی وہ صریح ہو گئی خلاصہ یہ کہ وضع الفاظ کی حقیقت یہی ہے جو کہ ہم نے بیان کی اور العاقل تکفیہ الاشارۃ اور ایسے ہی سب عوالم متحاذی ہیں اور بعض ارتقارات بعض دوسرے ارتقارات کی فرع ہے۔

علوم حاصلہ کی قسمیں

وَالْعُلُوْمُ الْحَاصِلَةُ لِلنَّاسِ	وہ علوم جو لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں
صِنْفَانِ صِنْفٌ يُدْرِكُوْنَهُ	ان کی دو قسمیں ہیں، ایک تو وہ کہ جن کا
فِيْ مَجَارِيْ عَادَاتِهِمْ	ادراک نہیں مجاری عادات کے
كَالْاِهْتِدَاءِ لِدَقَائِقِ	موافق ہوتا ہے مثلاً مختلف صنعتوں کے
الصِّنَاعَاتِ وَالْاِسْتِدْلَالِ	دقائق دریافت کرنا اور اپنی عقل سے
بِاَفَانِيْنِ الْاَفْكَارِ وَ	مختلف نظریئے قائم کرکے ان کیلئے
صِنْفٌ هُوَ خَارِقٌ	استدلال تلاش کرنا۔ دوسری قسم کے
لِعَادَاتِهِمْ وَاِنْ كَانَ	وہ علوم ہیں کہ جنہیں خارق عادت شمار
الْمُسْتَقِرُّ لَدٰى مَعْشَرِ الْحُكَمَاءِ	کیا جاتا ہے حالانکہ حکماء جانتے ہیں کہ
اِذْ كُلُّ مَوْجُوْدٍ فَلَهٗ عِلَّةٌ	ہر ایک چیز جو معرض وجود میں
مُوْجِبَةٌ فَلَا خَرْقَ لِطَبِيْعَةِ	آتی ہے اسکے ظہور کی کوئی علت موجب
اِنْتِظَامِ الْكُلِّيِّ اَصْلًا	ضرور ہوتی ہے اسلئے یہ سمجھنا غلط ہے
وَاِنَّمَا الْخَرْقُ بِحَسَبِ	کہ نظام کلی کے قوانین توڑے گئے ہیں
الْعَادَاتِ الْمُتَمَثِّلَةِ	اور یہ خرق کا لفظ باعتبار عادت
تُرْبِيَةً مَا فِي الْمَدَارِكِ	متمثلہ کے مدارک مشہورہ میں استعمال
الْمَشْهُوْرَةِ ۔	کیا جاتا ہے۔
وَلِهٰذَا الصِّنْفِ اَقْسَامٌ	اور اس صنف کی بہت سی قسمیں ہیں۔

أَمَّا فِي اللَّطِيفَةِ الْخَيَالِيَّةِ فِي الْيَقْظَةِ وَهُوَ الْمُسَمّٰى بِالْكَشْفِ فِي الْمُصْطَلَحِ الْمَشْهُورِ وَإِمَّا فِي الْمَنَامِ وَهُوَ الرُّؤْيَا وَإِمَّا فِي الْعَدَمِ وَقَدْ تُسَمّٰى غَيْبَةً أَعْنِي حَالَةً شَبِيهَةً بِالنَّوْمِ فِي كَسَلِ الْحَوَاسِّ إِلَّا أَنَّ النَّوْمَ طَبْعِيٌّ وَهُوَ صُنْعِيٌّ بِوَاسِطَةِ التَّوَجُّهِ التَّامِّ إِلَى أَمْرٍ مَا مُقَدَّسٍ وَهٰذِهِ الْأَصْنَافُ الثَّلَاثَةُ أَمْرُهَا وَاحِدٌ مِنْ حَيْثُ أَنَّهَا فِي الْمِثَالِ الْمُقَيَّدِ وَأَنَّ عَنَاصِرَهَا ثَلَاثَةٌ

یا تو اس کا القاء بحالت بیداری لطیفہ خیالیہ میں ہوتا ہے جسکو اصطلاح مشہور کے مطابق کشف کہا جاتا ہے یا خواب میں جسے رؤیا کہا جاتا ہے، یا عدم میں جسے غیبیہ کے ساتھ موسوم کیا جاتا ہے کہ حواس پر یکگونہ کسل اور سستی کی حالت طاری ہو کہ نیند کی سی حالت پیدا ہو جاتی ہے فرق اتنا ہے کہ نیند ایک طبعی حالت ہے اور یہ حالت انسان خود اپنے اوپر طاری کرتا ہے اسکا ظہور کسی امر مقدس پر کامل طور پر توجہ مرکوز کرنے کا نتیجہ ہوتا ہے اور یہ تینوں اقسام دراصل ایک ہیں، کیونکہ ان کا ظہور مثال مقید میں ہوتا ہے اور ان کے عناصر بھی تین ہیں،

الْعَادِيَاتُ فَالْحَدَّادُ مَثَلًا يَرَى الْكِيرَ وَالنَّارَ وَيَرَى الْأَمْرَ الْمُغَاضَ فِي ضِمْنِهَا وَالنَّجَّارُ الْمِنْشَارَ

(۱) عادات مثلاً ایک شخص لوہار ہے تو اس کی حالت کشف رؤیا میں بھی آگ اور لوہا پگھلانے کی بھٹی وغیرہ لوازم آہنگری نظر آئیں گے بڑھئی لکڑی

وَالْخَشَبَ وَالْمِزَاجِيَاتِ فَالدَّمَوِيُّ يَرَى الْخَيَالَاتِ الْحُمْرَ وَالصَّفْرَاوِيُّ الصُّفْرَ وَيَرَى الْأَمْرَ الْمُفَاضَ فِي ضِمْنِهَا وَطَبِيعَةَ الْأَمْرِ الْمُفَاضِ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى وَذٰلِكَ لِأَنَّ كُلَّ أَمْرٍ قُدْسِيٍّ أَوْ دَنَسِيٍّ فَإِنَّ لَهُ صُورَةً مَخْصُوصَةً بِخُصُوصِ النَّوْعِ فِي كُلِّ نَشْأَةٍ نَشْأَةٍ وَمِنْ هٰؤُلَاءِ مَا لَا يَحْتَاجُ إِلَى التَّعْبِيرِ وَمِنْهَا مَا يَحْتَاجُ وَالْمُعَبِّرُ يَجِبُ أَنْ يَكُونَ عَارِفًا لِسِرِّ النَّشَآتِ مُمَيِّزًا لِلْعَادَاتِ وَالْمِزَاجِيَّاتِ عَنْ غَيْرِهَا ٭

لسولی اور آرہ وغیرہ کا شاہدہ کریگا، اور اسی ضمن میں ان دونوں پر امورِ غیبیہ کا افاضہ ہوگا (۲) امزجہ اور مزاجیات چنانچہ جسکا مزاج دموی ہے ■ عالم میں سرخ چیزوں کا مشاہدہ کریگا، اور صفراوی کو زرد چیزیں نظر آتی ہیں، بعض اوقات حقائق غیبیہ کا مشاہدہ ان ہی کے ضمن میں کرتا ہے جو اس کی طبیعت ہوتی ہے (۳) جسکا اللہ تعالےٰ کی طرف سے افاضہ ہو، یعنی ہر ایک امر کی خواہ وہ قدسی ہو یا متدنس اور مادی ہو منازل ارتقاء کے ہر ایک موقع پر نوع مخصوص کے لحاظ سے اسکی مخصوص صورت ہوتی ہے اور بعض ان امور میں سے وہ ہیں جو تعبیر کے محتاج نہیں ہوتے اور بعض محتاج تعبیر ہوتے ہیں اور معبر کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ منازل ارتقائیہ کا پورا پورا علم رکھتا ہو اور مزاجیات اور عادات میں تمیز کر سکے،

وَقَدْ عَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شُرْبَ
اللَّبَنِ بِاَنَّهُ الْعِلْمُ لِجَامِعِ
التَّغْذِيَةِ وَالتَّرْبِيَةِ وَعَبَّرَ
اَكْلَ رُطَبِ اَبِيْ طَابٍ فِيْ
بَيْتِ رَافِعِ بْنِ عُقْبَةَ بِاَنَّ
دِيْنَنَا قَدْ طَابَ وَاَنَّ
الرِّفْعَةَ حُسْنُ الْعَاقِبَةِ
لَنَا فَهٰذِهِ الثَّلَاثَةُ
مِنْ كَمَالَاتِ الْخَيَالَاتِ
بِحَسَبِ مَرَاتِبِ الْمُبْصَرَاتِ
وَاَمَّا بِحَسَبِ الْمَسْمُوْعَاتِ
فَالْاِلْهَامُ وَهُوَ كَلَامٌ
يُصَاغُ لَهٗ فِيْ خَيَالِهٖ
حِيْنَ مَا هُوَ جَامِعٌ
شَرَاشِرَهٗ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى
وَالْخَاطِرُ حَدِيْثٌ فِيْ
تَضَاعِيْفِ حَدِيْثِ
النَّفْسِ يَتَنَبَّهُ بَعْدَ

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے دودھ پینے کی تعبیر علم سے بیان
فرمائی ہے اسلئے کہ دودھ جسمانی اور
روحانی حیثیت سے کامل غذا اور تربیت
ہے ایک صحابی نے رافع بن عقبہ کے
گھر میں ابو طاب کی تازہ کھجوریں خواب
میں کھائیں آپ نے اسکی تعبیر یہ بیان
فرمائی کہ ہمارا دین طیب اور پاکیزہ
ہے اور انجام کار اسے رفعت اور
بلندی حاصل ہوگی اور اسکا بول بالا ہوگا
بہر حال انواع ثلاثہ کا انحصار کمال
تخیل پر ہے جسکا ظہور امور مرئیہ میں ہوا
ہے اور لیکن جب اس قسم کے علوم کا
القاء سمع کے ذریعہ سے ہو تو اسے الہام
کہتے ہیں اور الہام اسے کہتے ہیں کہ جب
آدمی کلیتہً اللہ تعالٰی کی جانب متوجہ
ہو تو اسکا تخیلہ اسے سننے لگتا ہے
اور جب حدیث النفس کے ضمن میں کوئی
بات انسان کو القاء کی جائے اور جسکی

وُجُوْدِهٖ عَلٰى حَقِيْقَتِهٖ وَ	حقیقت کا علم بعد میں ہو تو اسے خاطر
الْوَاقِعُ مِنْهُ مَا عَظُمَ وَقْعَهٗ	کہتے ہیں، اور جب یہ چیز نفس ناطقہ کو
عَلَى النَّفْسِ وَمَلَكَهَا فِي	وقیع معلوم ہو اور آدمی کے قلب اور
الْحَالِ وَالْهَاتِفُ مَا يُظَنُّ	اس کے قویٰ پر مسلط ہو جائے تو اسے
مَسْمُوْعًا وَيَقْوَى الظَّنُّ	واقعہ کہتے ہیں، اور جسکے سنے ہوئے ہونیکا
بِاعْتِقَادِ الْحَقِيْقَةِ كَمَا	تعلق ظن غالب سے ہو تو اسکو ہاتف کہتے
لِلْعَوَامِّ أَوْ بِسِرِّ خُصُوْصِيَاتِ	ہیں عامۃ الناس ظن غالب کی بنا پر اسے
النَّشْاٰتِ كَمَا لِلْفُضَلَاءِ الْأَوْلِيَاءِ	حق خیال کر لیتے ہیں اور جیسا کہ اس کی
هُنَاكَ شَمٌّ وَذَوْقٌ وَلَمْسٌ وَيَكُوْنُ	ارتقائی خصوصیات کو ملحوظ رکھکر اولیاء
عِلْمٌ مِنْ حَيْثُ مَرَاتِبِهَا لَهَا .	کاملین اس کی حقانیت کو تسلیم کر لیتے ہیں

اور باعتبار ذوق شم اور لمس کے نیز باعتبار اس کے مراتب کے ان علوم کا القا ہوتا ہے

وَأَمَّا الْعُلُوْمُ الْمُفَاضَةُ	بعض علوم کا وا ہمہ پر افاضہ ہوتا ہے
عَلَى الْوَهْمِ فَهِيَ الْفِرَاسَةُ وَ	ان کو فراست سے تعبیر کیا جاتا ہے
مِنْهَا الْإِشْرَافُ وَيَخْتَصُّ	اشراف بھی اسی کی ایک قسم ہے اور یہ
بِإِدْرَاكِ الصُّوَرِ الْمُنْطَبِعَةِ	چیز اذہان کی صور منطبعہ کے ساتھ خاص
فِي الْأَذْهَانِ وَأَمَّا الْمُفَاضَةُ	ہے اور جن علوم غیبیہ کا القاء قوت
عَلَى الْإِدْرَاكِ فَهِيَ الْقُوَّةُ	مدرکہ پر ہوتا ہے ان کا منبع قوت قدسیہ
الْقُدْسِيَّةُ وَتُسَمّٰى فِي مَذْهَبِ	ہے جسکو اہل صفا علم لدنی کہتے ہیں اور
الصَّفَاءِ عِلْمًا لَدُنِّيًّا وَمَنْ فَنِيَ	جو شخص فنا فی اللہ ہو جائے اور

فِی اللہِ سُبْحَانَہٗ فَعَلِمَ مَا عَلِمَ فَھُوَ الْمَعْرِفَۃُ ،	پھر اس پر علم کا افاضہ ہو تو اسے معرفت کہتے ہیں ،
وَاَمَّا الْعُلُوْمُ النَّازِلَۃُ عَلَیْہِ مِنْ حَیْثُ یَنْزِلُ عَلَیْہِ سِرُّ وُجُوْدِہٖ فَھُوَ الذَّوْقُ وَالْحِکْمَۃُ وَالْعُلُوْمُ الْمُفَاضَۃُ بِوِسَاطَۃِ قُرْبِ الْفَرَائِضِ وَالْمَلَکِ ھِیَ الْوَحْیُ وَاعْلَمْ اَنَّ لِلنَّفْسِ نَشْآتٌ وَتُسَمّٰی کُلَّ نَشْاَۃٍ بِاِسْمٍ فَمِنْ حَیْثُ تَلَبُّسِہٖ بِالْخَیَالِ وَالْوَھْمِ وَالْاِدْرَاکِ تُسَمّٰی نَسَمَۃً وَنَفْسًا بِحَسْبِ اِصْطِلَاحِ الْقَوْمِ وَمِنْ حَیْثُ تَجَرُّدِہٖ مَعَ تَرَشُّحِہٖ تُسَمّٰی نَفْسًا فِیْ اِصْطِلَاحِ الْفَلْسَفَۃِ رُوْحًا فِیْ اِصْطِلَاحِ الْقَوْمِ	اور وہ علوم نازلہ کہ جنکا مبدأ سر وجود ہے انہیں ذوق اور حکمت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جن علوم کا افاضہ قرب فرائض کے اور فرشتہ کے ذریعے ہوتا ہے اسے وحی کہتے ہیں، یاد رکھو نفس کو مختلف ارتقائی حالتیں لاحق ہوتی ہیں اور ہر ایک نشاۃ کا اسم جدا ہوتا ہے چنانچہ اگر اس کا تعلق وہم و خیال اور ادراک سے ہو تو اسے نسمہ کہتے ہیں اور قوم کی اصطلاح میں نفس کہتے ہیں اور اگر اس کے تجرد اور ترشح کی حیثیت کو ملحوظ رکھا جائے تو فلاسفہ اس کو نفس کہتے ہیں اور قوم کی اصطلاح میں وہ روح ہے ،

نشاۃ اخرویہ کی مخلوق

وَاعْلَمْ اَنَّ مَا خَلَقَ اللہُ	یاد رکھو کہ نشاۃ اخرویہ کی مخلوق

سُبْحَانَهٗ فِي النَّشْاَةِ الْاٰخِرَةِ
اَعْنِيْ نَشْاَةَ الْاَجْسَامِ وَ
الْاَعْرَاضِ عَلٰى صِنْفَيْنِ صِنْفٌ
يَاْكُدُ فِيْهِ اٰثَارُهُ الظَّاهِرَةُ وَ
اَحْكَامُهَا بِحَيْثُ تَتَّصِلُ سَبِيْلَهٗ
اِلٰى حَقِيْقَتِهِ الَّتِيْ كُلُّ كَمَالٍ
عِلْمِيٍّ اَوْ عَمَلِيٍّ اِنَّمَا مُفَاضٌ مِنْهَا
فَلَا يَظْهَرُ عَلٰى حَسَبِ الْفِطْرَةِ اِلَّا
شِرْذِمَةٌ مُخْرَجَةٌ مَعَ نَكَارَةٍ
تَلْبِيْسِيَّةٍ فِيْهَا اَيْضًا اَمَا تَدْرِيْ
اَنَّ مِنَ الْمُتَحَقِّقِ لِاُولِي الْاَلْبَابِ
اَنَّ الْمِرَّةَ الصَّفْرَاءَ حِكَايَةٌ
عَنِ النَّارِ وَالْمِرَّةَ السَّوْدَاءَ حِكَايَةٌ
عَنِ الْاَرْضِ وَالدَّمَ عَنِ الْهَوَاءِ
وَالْبَلْغَمَ عَنِ الْمَاءِ نَتَعَرَّفُ الْفَرْقَ
بَيْنَ الْحَاكِيْ وَالْمَحْكِيْ اَلَيْسَ حَرَارَةُ
الصَّفْرَاءِ وَيُبُوْسَتُهَا بُرُوْدَةً وَرُطُوْبَةً
فِيْ جَنْبِ النَّارِ عَلٰى اَنَّهَا تَمَاثِيْلُهَا
فِيْ عَالَمِ الْخَلْطِ فَاَمْعِنْ فِيْ هٰذَا

یعنی اجسام اور اعراض کی نشاۃ اخرویہ
کو ملحوظ رکھا جائے تو وہاں کی مخلوق
دو قسم کی ہے ایک تو وہ ہے کہ جسمیں
آثار ظاہرہ اور انکے احکام اسقدر مستحکم
ہیں کہ حقیقت تک پہنچنے کا راستہ مسدود
ہے کہ جس سے ہر ایک کمال علمی اور عملی
فائض ہوتا ہے اسلئے فطرت کے مطابق
ایک ناقص جماعت ظہور میں آتی ہے
جسمیں کہ تلبیسی اجنبیت پائی جاتی ہے،
کیا تم یہ نہیں جانتے کہ ارباب تحقیق
کے نزدیک یہ امر محقق ہے کہ صفراء
آگ کی نقل ہے سودا خاک کی خون
ہوا کی اور بلغم پانی کی حکایت کرتا ہے
حاکی اور محکی عنہ کے درمیان فرق محسوس
کر لو کہ کیا تمہیں صفراء کی حرارت اور
یبوست حقیقی آگ کے مقابلہ میں برودت
اور رطوبت معلوم نہیں ہوتی، حالانکہ
عالم تخلیط میں یہ اس کا تمثل ہے یہ تلبیسی
نکارت کی جو مثال ہم نے بیان کی ہے

اَلْمِثْلُ الَّذِیْ ضَرَبْنَاہُ لِلنَّکَارَۃِ	اس لیٔ وقت نظر سے کام لو انشاء اللہ
اَلتَّلْبِیْسِیَّۃِ تُرْشَدُ اِنْ	تعالےٰ یہ تمہارے لئے رشد و ہدایت
شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ۔	کا موجب ہوگا،
وَصِنْفٌ لَمْ یَتَاَکَّنْ فِیْہِ اٰثَارُھَا	اور دوسری قسم کی مخلوق کے آثار ظاہرہ
وَلَمْ یَنْسَدَّ سَبِیْلُہٗ اِلٰی	اس قدر مستحکم نہیں کہ حقیقت تک رسائی
حَقِیْقَتِہٖ وَقَدْ ظَھَرَ لِیْ عَلٰی	کا راستہ مسدود ہو میرے سامنے فطری
سَبِیْلِ الْفِطْرَۃِ اَحْکَامٌ ظَاھِرَۃٌ	طور پر اس کے شاندار احکام واضح ہو
الشَّاْنِ بَاھِرَۃُ الْبُرْھَانِ کَمَا اَنَّہٗ	چکے ہیں کہ جن کی تائید براہین سے ہوتی
لَمْ یَتَعَلَّقْ فِیْھَا صُوْرَۃٌ اَجْنَبِیَّۃٌ	ہے ایسے صورت اجنبیہ کا مطلق دخل نہیں
قَطُّ وَکَاَنَّہٗ بَرْزَخٌ بَیْنَ الْجِسْمِ	اور گویا کہ یہ جسم دنیاوی اور جسم اخروی
الْاُخْرَوِیِّ وَالدُّنْیَاوِیِّ اَلَا اَنَّ	کے درمیان برزخ ہے موخر الذکر کی بنا
ھٰذَا مَبْنِیٌّ عَلَی الْاِسْتِعْدَادَاتِ	ازلی استعدادات پر ہے اور اول الذکر
الْاَزَلِیَّۃِ وَھُوَ مَبْنِیٌّ عَلَی الْکَمَالَاتِ	کی بنیاد دنیا میں حاصل کردہ کمالات پر
الْمُکْتَسَبَۃِ فِی الدُّنْیَا فَالْفَرْقُ وَاضِحٌ	ہے بہر ایک واضح فرق ہے جس میں
وَھُوَ وَسِیْعُ الْاَطْرَافِ عَرِیْضُ الْاَکْنَافِ	بہت زیادہ وسعت اور کشادگی ہے،

انبیاء کرام اور حکماء ربانیین

فَالصَّدْرُ الْاَوَّلُ مِنْھُمْ	سب سے بڑا درجہ انبیاء کرام
الْاَنْبِیَاءُ وَبَعْدَھُمُ الْحُکَمَاءُ	علیہم السلام کا ہے اور ان کے بعد حکماء

وكمالهم الانسلاخ عن الاجسام
الغير المتأكدة ولا كسب لهم
وانما هو فطرة والاول
أيضا عريض الاطراف
لكن لك والذين تجشموا
عملا نيرتجيا أعني الفناء
في المؤثر الحقيقي هم
الأولياء والذين القهرت
أجسامهم تحت نفوسهم
الصافية هم البررة
الأتقياء والذين تقاعدوا
عن كسب الكمال رأسا
هم الأشقياء على تفصيل
فيه وينبغي لك أن
تستيقن أنه لا كمال
إلا ما حواه العين كيف
وهي التي تمثلت جسما
وأنه لا يخلو الجسم
الدنياوي عن صورة

ربانیین کا اور ان کا کمال اس میں ہے
کہ انہیں انسلاخ حاصل ہے، جو کہ غیر
متاکد لباسوں سے معرا ہے اور انکا کمال
اکتسابی نہیں بلکہ فطری اور وہبی ہے اور
یہ سب سے پہلا مقام بھی بڑا وسیع
الاطراف ہے اور جن لوگوں نے اپنے
آپ کو مؤثر حقیقی کی معرفت میں فنا کر
دیا ہے تو وہ اولیاء کرام ہیں اور جنہوں
نے اپنے اجسام کو اپنے نفوس صافیہ میں
مقہور کر رکھا ہے وہ بررۃ اتقیاء ہیں اور
جن لوگوں نے سرے سے اکتساب کمال
کی طرف توجہ ہی نہیں کی وہ اشقیاء ہیں
جن کے مراتب مختلف ہیں اور اس بات
کا بھی یقین کر لو کہ سوائے اس کمال کے
کہ جس پر عین ثابتہ مشتمل ہے، اور کوئی
کمال نہیں کیونکہ اسی کو جسم کی صورت
میں تمثل حاصل ہوا ہے نیز جسم دنیاوی اس
سے مبرا نہیں ہو سکتا کہ کوئی صورت اسکا
مظہر ہو اور یہ ظہور بڑے استحکام کیساتھ

مَظَاهِرَ تَتْرَا كَيْدَاةٍ عَلٰى فَصْلٍ وَالْاُوْلٰى حِجِّيَّةٌ وَالثَّانِيَةُ مِزَاجِيَّةٌ ۔	ہو اس میں بھی بمثل سابق فصل پایا جا ہے اول الذکر کو حجیہ اور دوسرے مزاجیہ کہتے ہیں،

انسلاخ فنا اور صفا

وَلَعَلَّكَ تَشْتَهِيْ اَنْ	شاید تم اس بات کے منتظر
نُفَسِّرَ لَكَ مَعْنٰى	گے کہ تمہیں انسلاخ فنا اور صفا
الْاِنْسِلَاخِ وَالْفَنَاءِ وَالصَّفَاءِ	معانی بتلاؤں اور انکے درمیان
وَالْفَرْقِ بَيْنَهَا وَتَمَيُّزُ الْفَنَاءِ	فرق اور فنار مقبول اور صفار حسن
الْمَقْبُوْلِ وَالصَّفَاءِ الْحَسَنِ	دوسروں سے ممتاز ہونا بیان کردوں
عَنْ غَيْرِهِمَا فَاعْلَمْ اَنَّ	جان لو کہ ہمارے نزدیک انسلاخ کا
الْاِنْسِلَاخَ عِنْدَنَا عِبَارَةٌ	مفہوم یہ ہے کہ نفس ناطقہ عین ثابتہ
عَنْ قَهْرِ النَّفْسِ الْعَيْنَ عَلٰى	مقہور کرکے اسکے تمثلات کو کالعدم
تَمَثُّلِهٖ بِحَيْثُ تَصِيْرُ	کردیتا ہے جس کی بنا پر پھر وہ ازل
كَالْمَعْدُوْمِ وَيَكُوْنُ لِمَاكَانَ	والی ہی حالت اختیار کرلیتی ہے اور
فِي الْاَزَلِ وَلَا يَكُوْنُ لَهٗ كَمَالٌ	سوائے فیضان وجود کے اس کا کوئی
دُوْنَ فَيْضَانِ وُجُوْدِهٖ فَلَا	کمال باقی نہیں رہتا سوا اسکے علاوہ سمع
سَمْعَ دُوْنَهٗ وَلَا بَصَرَ دُوْنَهٗ حَتّٰى	اور بصر کچھ نہیں رہتا، حتی کہ وہ اپنے
يَبْلُغَ ذٰلِكَ نِصَابَهٗ وَيَتَوَلَّدُ لَكَ	نصاب کو پہنچ جاتا ہے اور اسکی صورت

الصُّوْرَةُ الْمُتَحَدِّثَةُ فَتَكُوْنُ	حادثہ میں ایک قسم کا تاکد ہے گویا کہ وہ
كَاَنَّهٗ جِسْمٌ اُخْرَوِیٌّ ؛	جسم اخروی ہو جاتا ہے
وَالْفَنَاءُ عِبَارَةٌ عَنْ	اور فنا کے معنیٰ اللہ تعالےٰ کو اس حیثیت
عِرْفَانِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ حَيْثُ	سے پہچاننا ہے کہ وہ ہر ایک موجود کی
اَنَّهٗ سِنْخٌ لِكُلِّ مَوْجُوْدٍ ثُمَّ	اصل ہے اور سب کا رجوع اسی کیطرف
رُجُوْعُ الْكُلِّ اِلَيْهِ فَلَا يَبْقٰى اِلَّا	ہے چنانچہ ماسوا اسکی عظمت اور کبریائی
الْوَاحِدُ الْاَحَدُ وَيَهْلِكُ كُلُّ مَنْ	کے ہر چیز مضمحل ہو کر ایک ہی ذات
سِوَاهُ فِیْ سُبُحَاتِ وَجْهِهٖ	اقدس واحد احد جل شانہٗ باقی رہ جاتی
فَيُوْجَدُ نَفْسُهٗ بِنَفْسِهٖ حَتّٰى	ہے یہ مشاہدہ سالک اور عارف کی رگ
يَتَمَلَّكَ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى وَيُؤَثِّرُ	و پے میں سرایت کر جاتا اور اپنا اثر
بِعَلَاقَةٍ اَنَّ الْعِلْمَ وَالْوُجُوْدَ	دکھاتا ہے اور علم اور وجود میں ایک
بَيْنَهُمَا رَبْطٌ اَزَلِیٌّ تَنَشَّأَ مِنَ الْعِلْمِ	ربط ازلی ہے جسکا نشوونما علم فعلی سے ہے
الْفِعْلِیِّ فَيَنْصَبِغُ بِصِبْغِ اللّٰهِ	تو ایسا شخص اللہ تعالےٰ کے رنگ میں
تَعَالٰى كَمَا يَنْصَبِغُ الْمِرْاٰةُ	رنگا جاتا ہے جس طرح وہ لوہا کہ جسے
الْمُتَّخَذَةُ مِنَ الْحَدِيْدِ	صیقل کر کے آئینہ بنا لیا جائے کہ آفتاب
بِصِبْغِ الشَّمْسِ بِعَلَاقَةِ	کا نور اس میں منعکس ہو کر اسے نورانی بنا
الْاِنْصِبَاغِ الْاِنْطِبَاعِیِّ	دیتا ہے حتیٰ کہ آفتاب کی صفت احراق
فَيَصْدُرُ مِنْهَا الْاِحْرَاقُ مَعَ	بھی اس میں پیدا ہو جاتی ہے، باوجودیکہ
بَقَاءِ الصُّوْرَةِ الْمِرْاٰتِيَّةِ	آئینہ کی صورت اس کی باقی رہتی ہے

وَيَتَلَبَّسُ الْاِحْرَاقُ الْمُفَاضُ	اور اس میں صفت احراق کا پیدا ہونا
عَلَيْهَا بِلِبَاسِ النَّكَارَةِ ٭	ایک تلبیسی نکارت ہے،
اَمَّا الصَّفَاءُ فَهُوَ	صفا کے معنی یہ ہیں کہ انعکاس نور
انْعِكَاسٌ بِلَا تَبَدُّلِ الشَّاكِلَةِ	تو حاصل ہو لیکن پہلی ہیئت نفسانی میں
الَّتِيْ هُوَ عَلَيْهَا بِهَذَا الْحُكْمِ	میں کوئی تغیر و تبدل نہ واقع ہو اور اگر
فِيْ نَفْسِهِ اِلَّا فِيْ مَوْطِنِ	کوئی تبدل ہو تو صرف موطن علم تک
الْعِلْمِ فَحَسْبُ وَيُقَالُ	محدود ہو کہا جاتا ہے کہ اسکی مثال
مِثْلُهُمَا مَثَلُ الْخَمْرِ اِذَا	شراب کے طریقہ پہ ہے کہ ہر چند اسے
صَفَا وَلَوْ مِرَارًا كَانَتْ	صاف کرلیں اور برابر اسکا تجربہ کرلیں
خَمْرِيَّتُهَا بَاقِيَةً بِحَالِهَا	مگر اسکی حقیقت خمریہ بحال خود باقی رہتی
وَاِذَا اُلْقِيَ فِيْهَا الْمِلْحُ	ہے لیکن نمک ڈالنے سے وہ سرکہ بن
كَانَتْ خَلًّا لَا خَمْرِيَّةَ	جاتا ہے اور شراب کی حقیقت قطعی
فِيْهَا اَصْلًا وَالْفَنَاءُ	طور پر ختم ہو جاتی ہے اور فنا مقبول
الْمَقْبُوْلُ هُوَ الَّذِيْ	وہ ہے جو نور نبوت کیساتھ مقترن ہو
اقْتَرَنَ بِنُوْرِ النُّبُوَّةِ	اور جس کا یہ اقتران نہ ہو، تو وہ
وَالْمَرْدُوْدُ مَا لَمْ يَقْتَرِنْ ٭	مردود ہے،

نورِ نبوت کے طبقات

وَلِنُوْرِ النُّبُوَّةِ عِنْدَنَا	ہمارے نزدیک نور نبوت کے

اربع طبقات الاولی ھی
التی تیسر للحکماء من حیث
فطرتھم ای انقھار
التمثلات تحت العین
وکونھم خیرا بحتا فی علومھم
وعاداتھم وعباداتھم
الثانیۃ انصباغ النفس
بصبغ ناطقۃ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لما علمت
ان التام فی معرفتہ یری
شمول ھدایتہ فطریا او
کسبیا علی الخلیقۃ کلھا
فما من تام الا انعکس
علیہ انوارہ علیہ الصلوۃ
والسلام ومن ھذہ القبیلۃ
اوسع الاولیاء علما الشیخ
الاکبر۔
الثالثۃ انصباغھا
بصبغ الطاعات و

چار مختلف طبقے ہیں، پہلا تو وہ جو باعتبار
فطرت کے حکماء امت کے حصہ میں
آیا ہے یعنی تمثلات عین ثانیہ کے ماتحت
مقہور ہو گئے ان کے علوم عبادات اور
عادات سب خیر محض ہیں، دوسرے
یہ کہ نفس پر ناطقہ رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کا رنگ چڑھ جائے، کیونکہ
تم جان چکے ہو کہ جیسے معرفت میں کمال
حاصل ہو جاتا ہے تو اسے فطری یا
اکتسابی طور پر یہ کیفیت پیدا ہو جاتی
ہے کہ وہ تمام مخلوق کو اپنے دائرہ ہدایت
میں شامل سمجھتا ہے، اب جو بھی تام
المعرفت ہو گا اس پر رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے انوار نمایاں ہونگے شیخ اکبر
امام محی الدین ابن عربی (رح) جن کا علم
سب اولیاء کرام سے وسیع ہے اسی
قسم میں داخل ہے،
تیسرے یہ کہ کسی کو سنن نبوی اور
طاعات شرعیہ کی پابندی سے اس

السُّنَنِ لِمَا عَلِمْتَ اَنَّ
لِلْفَرَائِضِ اِنْسِلَاخًا فِطْرِيًّا
وَلِلسُّنَنِ تَحَقُّقًا حَيْثُ
تَلَبَّسَ بِجُزْئِيٍّ مِنْهَا
مَعْصُوْمٌ اَحَقُّ الْعِبَادِ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ فَانْصَبَغَ
الْكُلِّيُّ بِصِبْغِهٖ وَمِنْ
هٰذِهِ الْقَبِيْلَةِ اَصْحَابُ
الطُّرُقِ كَالْغَوْثِ الْاَعْظَمِ
وَالشَّيْخِ السُّهْرَوَرْدِيِّ وَالنَّجْمِ
الْكُبْرٰى وَالشَّيْخِ بَهَاءِ الْحَقِّ
وَالدِّيْنِ بَلِ الشَّيْخِ الْهَرَوِيِّ
وَالْمَهَائِمِيِّ وَالْجَامِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَنْهُمُ الرَّابِعُ مَا
لِلصَّحَابَةِ وَسَيَاْتِيْ تَفْصِيْلُهٗ
وَاِنَّمَا قُلْنَا اِنَّ الَّذِيْ لَمْ
يَقْتَرِنْ بِهٖ فَنَاءٌ مَّا لِمَا عَلِمْتَ
مِنْ اَنَّ لِكُلِّ مَوْجُوْدٍ
حَقٍّ اَوْ بَاطِلٍ نِسْبَةٌ

رنگ میں رنگ دیا ہو کیونکہ تم جانتے
ہو کہ فرائض میں فطری طور پر انسلاخ
ہوتا ہے اور سنن کو تحقق حاصل ہوتا ہے
کیونکہ ایک عبد معصوم جو سب سے زیادہ
اس مقام کا مستحق ہے ایک جزئی کو
عمل میں لایا اور اسکی پابندی فرمائی
(صلی اللہ علیہ وسلم) تو اسکا کلی بھی اسی رنگ
میں رنگا گیا، چنانچہ اصحاب طریقت
میں سے غوث اعظم، شیخ سہروردی،
شیخ نجم الدین کبریٰ، شیخ بہاء الحق والدین
بلکہ شیخ ہروی مخدوم علی مہائمی اور مولانا
جامیؒ اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور
چوتھا وہ نور جو کہ صحابہ کرام رضوان اللہ
تعالےٰ علیہم اجمعین کو حاصل ہوا اسکی
تفصیل آگے آتی ہے،
اور جو کچھ ہم نے بیان کر دیا کہ ان کو
فنا کے کسی بھی جزء سے اقتران حاصل
نہیں باوجودیکہ تمہیں معلوم ہے، کہ ہر
ایک موجود حق اور باطل کو بارگا

خَاصَّةً اِلَى حَضَرَاتِ الْوُجُوبِ	وجوب کیساتھ ایک نسبت خاصہ
وَاِنَّمَا الْفَنَاءُ مِنْ تَشَلَاتِ	حاصل ہے، اسی نسبت کے تشلاث
تِلْكَ النِّسْبَةِ ٭	کا نام فنا ہے،
وَاَمَّا الصَّفَاءُ الْحَسَنُ	اور صفاء حسن سے ہماری مراد یہ ہے
فَصِفَتُهُ الْمُطِيْعُ الْجَامِعُ	کہ جس شخص کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے
بِشَرَاشِرِهِ عَلٰى تَقْلِيْدِ	وہ دل وجان سے صاحب شریعت کا
صَاحِبِ الشَّرِيْعَةِ الْمُتَنَوِّرِ	مطیع اور متبع اور اسی کے نور سے منور
بِنُوْرِهِ وَجَرَتِ الْعَادَةُ	ہوگا، عام طور پر شرائع میں ظاہری
التَّشْرِيْعِيَّةُ بِاِكْتِفَاءِ الصَّفَاءِ	محسوس صفائی اور طہارت کی تاکید
الْمَشَاعِرِيِّ وَتَقْنِيْنِ قَوَانِيْنِهِ	کی جاتی ہے اور اسی کے قوانین کو نافذ
فَحَسْبُ وَاِلْغَاءِ الصَّفَاءِ	کیا جاتا ہے اور صفاء مجردی کو نظر انداز
الْمُجَرَّدِيِّ لِمَا اَنَّهُ لَيْسَ لَهُ	کردیا جاتا ہے کیونکہ اسکے تحقق میں پائداری
تَثَبُّتُ التَّحْقِيْقِ فَاِنْ شِئْتَ	نہیں ہوتی اسکا ثبوت مطلوب ہو، تو
فَعَلَيْكَ بِمُطَالَعَةِ خَبْطِ	ان سفہاء قوم کے خبطی اقوال کو بنظر
السُّفَهَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ الْحُكَمَاءِ ٭	امعان دیکھ لو جو اپنے کو حکماء کہتے ہیں،

قرب اور اس کے اقسام

اِعْلَمْ اَنَّ قُرْبَ اللّٰهِ	یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا قرب یہ ہے
سُبْحَانَهُ هُوَ اِرْتِفَاعُ غَفْلَةٍ	کہ غفلت کا پردہ درمیان سے اٹھ جائے

واعني بذلك العلم بكنه
ذات الله تعالى ولو في
الحاجز ومع عدم الاحاطة
ولا اريد كل علم بل
النظر النافذ اليه من
حيث انه نافذ اليه
فعليك بالمثل الذي
ضربنا في الخزانة التي تسعه
من الفص الاحمر والجسم
المخروطي وتنبه النظر اليها
وانعكاس امر يختص بالواجب
فيه فهذان ذاتيان للقرب
والقرب التام الكامل منحصر
في صور ثلثة وذلك
لان الرجل اما ان يعلم
بنفسه علما حضوريا فيعلم
في ضمنه كنه ذات الله تعالى
وينعكس اليه الامر المختص
بالواجب من هذا السبيل و

اس سے میرا مقصود یہ ہے کہ انسان کو
اللہ تعالے کی کنہ ذات کا علم حاصل ہو
گویا علم کسی آڑ میں ہو اور اسمیں احاطہ
نہ ہو اور علم سے بھی ہر ایک علم مراد
نہیں بلکہ وہ جو نظر نافذ کا نتیجہ ہو، بایں
طور کہ وہ اسکی جانب نفوذ کر رہا ہے
اور ہم نے خزانہ فہم میں سرخ نگینہ اور
جسم مخروطی کی مثال بیان کی ہے توضیح
مقصد کے لئے اس کا استحضار مناسب ہے
اور انعکاس کسی امر کا اس میں وجوب
کیساتھ مختص ہے سو یہ دونوں قرب
کے ذاتی امور ہیں،

اور قرب تام تین قسموں میں منحصر ہے
کیونکہ انسان کو یا تو اپنے نفس کا علم
حضوری حاصل ہو گا کہ جسکے ضمن میں اسے
اللہ تعالے کی کنہ ذات کا بھی علم ہو
جائے گا، اور اسی طرح وہ امر جو واجب
تعالے کی ذات اقدس کیساتھ مخصوص
ہے وہ اس پر منعکس ہو گا اور اسی کا

هٰذَا هُوَ قُرْبُ النَّوَافِلِ وَاِنَّمَا
يُسَمّٰى بِقُرْبِ النَّوَافِلِ لِاَنَّ الْاَشْيَاءَ
الْمَوْرُوْثَةَ لِهٰذَا الْقُرْبِ مِنَ التَّوَجُّهِ
التَّامِّ وَغَيْرِ ذٰلِكَ اُمُوْرٌ لَيْسَتْ
مِنْ جِنْسِ الْفَرَائِضِ وَهِيَ
عِبَادَاتٌ لِاِيْصَالِهَا اِلَى الْقُرْبِ
فَلَا جَرَمَ اَنَّهَا نَوَافِلُ ٭

وَاَمَّا اَنْ يَعْلَمَ بِاللّٰهِ
سُبْحَانَهٗ وَلَا يُمْكِنُ اَنْ يَعْلَمَ
بِكُنْهِ ذَاتِهِ الصِّرْفَةِ لِاَنَّهٗ
مُحَالٌ فَلَا جَرَمَ اَنَّهٗ يَعْلَمُهٗ
فِيْ ضِمْنِ اَمْرٍ مُتَجَرِّدٍ تَجَرُّدًا
رَسْمِيًّا كَاَنَّهٗ مِنْ تَمَثُّلِ
الذَّاتِ الصِّرْفَةِ فِيْ عَالَمٍ وَ
لَاجَرَمَ اَنَّهٗ مِنْشَأُ تُعْطِيْهِ الْعَيْنُ
فَلَابُدَّ اَنْ يَكُوْنَ مُتَلَوِّنًا بِلَوْنِ
الْعَيْنِ الَّتِيْ هِيَ كَالْمِرْاٰةِ وَالْوَاقِعُ
تَجَلِّيْ مِنْهُمَا ظَاهِرٌ فِيْهَا فَاِنَّهَا
تَجْمَعُ كُلَّ مَا فِيْ عَالَمِ التَّحَقُّقِ

نام قرب نوافل ہے اور وجہ تسمیہ یہ ہے
کہ اسکے قرب کا حصول کامل توجہ اور امور
کلیہ کے بعد ہوتا ہے جو فرائض کی
قسم سے نہیں بلکہ ایسی عبادات ہیں جو
فقط قرب حاصل کرنے کے لئے عمل میں
لائی جاتی ہیں اور جب وہ فرائض
نہیں تو پھر وہ نوافل ہیں،

(۲) اور یا یہ کہ کسی کو اللہ تعالےٰ
کا علم اور اسکی معرفت حاصل ہو مگر یہ
تو ممکن نہیں کہ کوئی اسکی ذات صرفہ
کی کنہ کو معلوم کر سکے لہذا اسکو جاننے
کے یہ معنیٰ ہیں کہ کسی ایسے امر مجرد کے ضمن
میں یہ علم حاصل ہو جسکا تجرد صرف اسمی
ہو گویا کہ وہ اس عالم میں ذات بحت کا
تمثل ہے اور چونکہ اس علم کی منبع عین ثابتہ
ہے اس لئے ضروری ہے کہ وہ اس عین
کے رنگ کے مطابق ہو جو مثل آئینہ
کے ہے، اور واقعات اس میں جلوہ گر
ہوتے ہیں اور عالم تحقق کے تمام امور کی

لِمَا عَلِمْتَ مِنْ أَنَّهَا ظِلٌّ
لِاسْمِهِ مُطْلَقٍ لَا مُحَالَةَ وَ
هٰذَا هُوَ قُرْبُ الْفَرَائِضِ وَ
إِنَّمَا سُمِّيَ بِقُرْبِ الْفَرَائِضِ
لِأَنَّهُ يُعْطِي أُمُوْرًا هِيَ مِنْ
جِنْسِ الْفَرَائِضِ الَّتِي أَمَرَ
اللّٰهُ بِهَا وَإِذَا تَمَّ هٰذَا الْقُرْبُ
وَتَمَامُهُ إِنَّمَا يَكُوْنُ بِالتَّجَرُّدِ
التَّامِّ بِهٰذَا التَّجَلِّي وَالتَّحَقُّقِ
الْكَامِلِ لَهُ ثُمَّ تُصَادِفُهُ
بِأَسْمَاءِ الْمَلٰئِكَةِ ثُمَّ أَنْشَأَ كَمَالَهُ
نَشْأَةً أُخْرٰى ثُمَّ صَيَّرُوْرَةُ الرَّجُلِ
مِنَ النِّظَامِ الْمُرَتَّبِ الْمَبْنِيِّ عَلَى
الْخَيْرَاتِ فَهُوَ النُّبُوَّةُ ۔

وہ جامع ہے کیونکہ تم اس سے پہلے
جان چکے ہو کہ وہ اسم مطلق کیلئے بمنزلہ
سایہ کے ہے اور یہی قرب فرائض ہے
اور یہ اس نام کیساتھ اس وجہ سے موسوم
کیا گیا کہ جو امور اس پر متفرع ہوتے ہیں
وہ از قسم فرائض ہیں جنکا اللہ تعالیٰ نے
حکم دے رکھا ہے اور جسوقت یہ قرب
کامل ہو جائے اور اسکے آخری کمال
کے بعد انسان کو نبوت حاصل ہوتی ہے
اور یہ کمال اس تجلی کے لئے تجرد تام
اور تحقق کامل کے بعد ہوتا ہے پھر اس
کو اسماء ملائکہ کا تقابل حاصل ہوتا ہے
پھر اس کے بعد اس کا ارتقاء اور
دوسری نشأت کے کمال حاصل کر لیتا ہے اور وہ
نظام کلی کا ایک رکن بن جاتا ہے کہ جس کی بنا سراسر خیر و برکت پر ہے

وَإِمَّا أَنْ يَعْلَمَ بِكُنْهِ
ذَاتِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ فِي ضِمْنِ
فَيَضَانِ وُجُوْدِهِ مِنْ غَيْرِ تَخْلِيْطٍ
فَيَكُوْنُ قَدْ أَحَاطَتْ بِوُجُوْدِهِ

(۳) اور یا یہ کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ
کی کنہ ذات کا علم فیضان وجود کے
ضمن میں بغیر کسی تخلیط کے حاصل ہو،
چنانچہ اسکی عین ثابتہ کو اسکے وجود پر

عَيْنُهُ مِنْ قَبِيْلِ الْعِلْمِ الْحُضُوْرِيِّ وَغَيْرِهٖ وَبِعَيْنِهِ الْاِسْمِ الَّذِيْ هُوَ سِنْخُهَا بِهٰذَا الْاِسْمِ ذَاتِ اللّٰهِ الْمَجِيْدِ الْعَلِيْمِ وَهٰذَا اَقْرَبُ الْوُجُوْدِ وَلَيْسَ مُنْحَصِرًا فِي الْعِلْمِ بَلْ اِنَّهٗ تَعَالٰى بَلْ يَعُمُّهٗ وَغَيْرَهٗ وَلْنُفَصِّلْ كُلًّا مِنْ هٰذِهٖ ۔	علم حضوری وغیرہ کے ذریعہ احاطہ حاصل ہوتا ہے اور وہ اسم پاک جو اس عین ثابتہ کی اصل ہے مجید و علیم خدا کی ذات اقدس سے مل کر اس بارے میں اس کی مدد کرتا ہے اس قسم کے قرب کا نام قربِ وجود ہے اور یہ قرب اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے علم تک محدود نہیں بلکہ دوسروں کو بھی شامل ہے اب ہم ان اقسام ثلثہ کی قدرے تفصیل کرتے ہیں

قرب وجود

اَمَّا قُرْبُ الْوُجُوْدِ فَانْقِهَارُ الرَّجُلِ تَحْتَ الْعَيْنِ وَبَقَاؤُهٗ كَمَا كَانَ فِي الْاَزَلِ فِيْ غَايَةٍ مِّنَ الْقُرْبِ الذَّاتِيِّ وَكَانَتْ رَقْرَابَاتُ الْفَرَائِضِ ثُمَّ نَشَأَتْ طَرِيْقَةُ الصَّحَابَةِ بَعْدَ انْقِضَاءِ عَهْدِهِمْ بَقِيَتْ اَرْضُ الْكَمَالِ شَاغِرَةً	قرب وجود کا مفہوم یہ ہے، کہ آدمی اپنی عین ثابتہ کے ماتحت مقہور رہے اور وہ قرب ذاتی کے اسی درجہ پر قائم رہے جو ازل میں اسے حاصل تھا، قرب فرائض کے میدان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کا دور گزر جانیکے بعد کمال کی سرزمین بنجر پڑی رہی، مگر ہاں اہل صفا کی

لَيْسَ فِيهَا إِلَّا أَهْلُ الصَّفَاءِ ثُمَّ مَالَ أَذْكِيَاءُ هُمْ إِلَى قُرْبِ النَّوَافِلِ فَأَكْمَلُوا طَرِيْقَتَهُ وَبَعْدَ مُضِيِّ الْفٍ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ مَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ إِلَى هٰذَا النَّوْعِ مِنَ الْكَمَالِ فَكَانَ إِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ وَعِصَامَ الْحُكَمَاءِ وَتَرَجِّي مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ أَنْ يَجْعَلَهُ خَاتَمَ الْحُكَمَاءِ الْمَعْصُوْمِيْنَ وَلَعَلَّ دَعْوَتَهُ قَدْ أُجِيْبَتْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ كَانَ شَدِيْدُ الْجَذْبِ قَوِيُّ الْاِنْسِلَاخِ سَرِيْعَ السَّيْرِ صَحِيْحُ النَّظَرِ فَلَمَّا تَفَطَّنَ بِالْعَيْنِ وَضَحَ لَهُ طَرِيْقُ الْاِنْعِقَادِ فِيهَا وَقِيْلَ لَهُ مِنْ بَاطِنِهِ خُذْ هٰذَا

جماعت موجود تھی پھر ان کے بعد ان کے اذکیاء کا دور آیا، جو قرب نوافل کی طرف مائل ہوئے اور اس کو درجۂ کمال تک پہونچایا، ہجرت کی گیارہ صدیاں گزر جانے کے بعد ایک مرد خدا نے قرب وجود کے کمال کو حاصل کرنے پر خاص توجہ دی، اور خدائے پاک نے اسے امام المتقین اور حکماء ربانیین کیلئے جائے پناہ بنا دیا، اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے اس نے یہ التجا کی کہ اس کو حکماء معصومین کا خاتم الحکماء بنائے شاید کہ اس کی یہ دعاء قبول ہوئی، والفضل بید اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ کیونکہ وہ قوی الجذب شدید الانسلاخ صحیح النظر اور سریع السیر تھا جب اسے عین ثابتہ کا علم حاصل ہوا تو اس کے لئے مشہور ہونے کا طریقہ خود بخود اس کی سمجھ میں آگیا اس کے باطن سے ایک ندا آئی کہ اس کو لے لو کیونکہ اس زمانہ

فَاِنَّهَا اَقْصٰی مَا یُمْکِنُ	یں اس سے بالاتر کوئی کمال نہیں
فِیْ هٰذَا الزَّمَانِ مِنَ	اور یہ وہ کمال ہے جو بہت درست
الْکَمَالِ وَاَصَحُّ وَاَوْفَقُ	اور واقع کے بہت مطابق ہے چنانچہ
لِمَا هُوَ الْمُطَابِقُ لِلْوَاقِعِ	اس کو بعض ایسے اوقات نصیب ہوئے
فَکَانَتْ لَهٗ اَوْقَاتٌ	کہ اسکی عین ثابتہ بعینہ اسحالت پر ہوتی
تَبْقٰی عَیْنُهٗ کَمَا کَانَتْ فِی	تھی، جیسے کہ ازل میں تھی، جس کی بناء
الْاَزَلِ فَرُزِقَ بِذٰلِکَ	پرا سے سیادت باطنی اور حکمت کے
السِّیَادَةُ الْبَاطِنِیَّةُ وَالْعِصْمَةُ	ساتھ عصمت بھی حاصل ہوئی (یہ
وَالْحِکْمَةُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ	شاہ صاحب اپنا حال بیان کر رہے
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٭	ہیں) والحمد للہ رب العالمین ،
وَمَبْنَاهُ الْعِلْمُ الَّذِیْ	اور اس کی بنا اس علم پر ہے جس کی
اَسْلَفْنَاهُ فِیْ وَحْدَةِ الْوُجُوْدِ	خصوصیات لازمہ کا تذکرہ ہم نے مسئلہ
مِنَ الْخُصُوْصِیَّاتِ اللَّازِمَةِ	وحدت الوجود میں بار بار کیا ہے ،
مَرَّةً بَعْدَ اُخْرٰی وَمِنْ	من جملہ ان خصائل کے ایک یہ ہے
خَصَائِصِهٖ اَنْ یَعْلَمَ اللّٰهَ	کہ وہ اللہ تعالےٰ کو اپنے بہت قریب
سُبْحَانَهٗ قَرِیْبًا مِنْهُ مِنْ	جانتا ہے اس عین ثابتہ کے ذریعہ جس
جِهَةِ الْعَیْنِ الَّتِیْ یَعْلَمُهَا	کا علم اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے اسے عطا
سُبْحَانَهٗ اِیَّاهُ فَیَنْظُرُ اِلٰی عَیْنِهٖ	کیا ہے چنانچہ جب وہ اپنی اس عین پر
فَیَنْفُذُ نَظْرُهٗ اِلَی اللّٰهِ	نظر ڈالتا ہے تو اسکی نظر پار گذر کر اللہ

سُبْحَانَهُ وَتَكُوْنُ لَهُ عِصْمَةٌ وَوَجَاهَةٌ وَسَيَرِدُ عَلَيْكَ تَمَامُ الْكَلَامِ فِي الْخِزَانَةِ السَّابِعَةِ ۔

تعالیٰ پر جا پڑتی ہے اور یہ اس کیلئے عصمت اور وجاہت کا باعث ہوتی ہے اور ساتویں خزانہ میں اسکی تمام تفصیل تیرے سامنے آجائے گی،

قرب نوافل اور اس کی توضیح

وَاَمَّا قُرْبُ النَّوَافِلِ فَرُؤْيَتُكَ نَفْسَكَ فِي مِرْاٰةِ الْحَقِّ فَتَتَلَوَّنَ بِلَوْنِ الْمِرْاٰةِ اَعْنِي سَطْوَةَ الْوُجُوْبِ وَمَبْنَاهُ اَنَّ تَقَرُّرَ الْمُمْكِنِ رَاجِعٌ اِلَى تَقَرُّرِ الْوَاجِبِ وَالْعِلْمُ الْحُضُوْرِيُّ الْبَسِيْطُ مِنْ تَمَاثِيْلِ التَّقَرُّرِ فَلِهٰذَا يَعْلَمُ نَفْسَهُ عِلْمًا حُضُوْرِيًّا وَيَعْلَمُ مُنْدَرِجًا فِي عِلْمِهِ ذٰلِكَ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهُ كَمَا يَنْفُذُ النَّظَرُ مِنَ الزُّجَاجِ اِلَى شَيْءٍ مَا ۔

قرب نوافل کا مفہوم یہ ہے کہ تم اپنے نفس کو حق تعالیٰ کے آئینہ میں دیکھ لو اور اسی آئینہ کا رنگ تم پر چڑھ جائے اس رنگ سے ہماری مراد مرتبہ وجوب کی سطوت ہے اور اسکی بناء اس پہ ہے کہ ممکن کے تقرر اور تحقق کا مرجع واجب الوجود کا تقرر ہے، چنانچہ بسیط علم حضوری اسی تقرر کا تمثل ہے جسکی بناء پر اسے اپنے نفس کا علم حضوری حاصل ہو جاتا ہے، اور اسکے ضمن میں ایسے علم باللہ تعالیٰ حاصل ہوتا ہے جیسا کہ نظر شیشہ سے پار ہو کر کسی بھی چیز تک پہنچ جاتی ہے،

وقد يعلم هذا المقترب أنه أكتنه كنه الله وذلك لأنه يكتنه كنه نفسه مغمورا في الحق فيشتبه عليه الأمر وله حالتان أما في حالة الوصول التام فلا يكون له إلا علم بسيط بنفسه وهو بعينه علم بسيط بالله سبحانه بحيث لا تعدد ولا تكثر وأما في حالة الهبوط من ذلك فيعلم نفسه مغمورا في الحق ويعلم الحق مغمورا فيه نفسه فحينئذ تعددت الجهات ولهذا القرب حقيقة وأشباح ۔

اور جس کو اس قسم کا قرب حاصل ہو اسے بعض اوقات یہ دھوکہ ہوتا ہے کہ میں نے کنہ ذات کو پالیا اس اشتباہ کا سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے نفس کی کنہ پر نظر ڈالتے وقت اسے حق تعالے سے ڈھانپا ہوا پاتا ہے اور اس پر یہ امر مشتبہ ہو جاتا ہے چنانچہ ایسے شخص کو دو حالتیں پیش آیا کرتی ہیں (۱) جب اس کو کامل وصول کا مقام حاصل ہو تو اسے اپنے نفس کا بسیط سا علم حاصل ہوتا ہے اور یہی علم بعینہ بسیط علم باللہ ہوتا ہے کہ جس میں کسی قسم کا تعدد اور تکثر نہیں ہوتا اور اس ہبوط اور نزول کی جانب میں وہ اپنے نفس کو حق تعالے سے ڈھانپا ہوا دیکھتا ہے اور وہ یہی جانتا ہے کہ میرے نفس نے بھی اسے گھیر لیا ہے تو اس وقت دو جہتیں پیدا ہو جاتی ہیں اس قرب کی ایک تو حقیقت ہے اور دیگر اس کے نظائر ہیں

أما الحقيقة فهذا العلم الحضوري الذي ذكرناه

چنانچہ اس کی حقیقت تو یہی علم حضوری ہے جسکا ہم نے تذکرہ کیا ہے اشباح

وَالْاَشْبَاحُ اَنْ يَتَمَثَّلَ هٰذَا
الْعِلْمُ فِي الْوَاقِعِ بِضَرْبٍ
مِنَ التَّمْثِيْلِ وَمِنَ الْاَشْبَاحِ
اَنْ يُدْرِكَ الرَّجُلُ مَعْرِفَةَ
التَّوْحِيْدِ بِضَرْبٍ مِنْ جَوَلَانِ
الْفِكْرِ فَمَنْ رُزِقَ الْحَقِيْقَةَ
فَقَدْ فَازَ بِيَدِ خُلَّةِ التَّسَرُّدِ
مَنْ رُزِقَ شَيْئًا مِنَ الْاَشْبَاحِ
فَلْيَشْكُرِ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ عَلٰى مَا رَزَقَهٗ
وَمِنْ حُكْمِ هٰذَا الْقُرْبِ الْعُجْبُ وَ
الْفَخْرُ وَالرُّبُوْبِيَّةُ وَسَيَاْتِيْكَ
فِيْمَا يَاْتِيْ تَفْصِيْلٌ لِهٰذَا

سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ واقع میں اس علم
کو کسی نہ کسی طرح تمثل حاصل ہو، اور
اشباح میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان
کو اپنی فکر کا گھوڑا دوڑانے سے توحید
کی معرفت حاصل ہو جائے اب جسے
اسکی حقیقت نصیب ہو گئی تو وہ تو فائز
المرام ہو گیا اور جسکو اشباح میں سے
کچھ حصہ مل گیا وہ بھی ملی ہوئی چیز پر
اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس قرب
کے نتائج میں سے خود بینی فخر اور
ربوبیت ہے اور اس کی تفصیل تمہارے
سامنے آتی ہے،

قرب فرائض

وَاَمَّا قُرْبُ الْفَرَائِضِ
فَتَجَلَّى الْحَقُّ سُبْحَانَهٗ فِيْ مِرْاٰةِ
عَيْنِكَ الثَّابِتَةِ فَيَتَلَوَّنَ
بِلَوْنِ الْمِرْاٰةِ اَعْنِيْ تَحَوُّلًا مِنْ
مُلَابَسَةِ التَّجَدُّدِ وَالتَّقَضِّيْ

اور قرب فرائض یہ ہے کہ حق
تعالیٰ تمہاری عین ثابتہ کے آئینہ میں
تجلی فرمائے اور تم اسے اسی آئینہ کے
رنگ میں مشاہدہ کرو، چنانچہ اس پر
تجدد اور عدم ثبات کا گمان ہونے

وَمِنْهُ مَا نَشَاءُ قَالَ وَ سَيَقُوْلُ وَكَانَ وَسَيَكُوْنُ فِي مَوَاطِنِ الْوَحْيِ وَمَبْنَاهُ اَنَّ الْمُمْكِنَ اِنَّمَا نَشَأَ مِنْ تَجَلِّي اللّٰهِ سُبْحَانَهُ بِاَنْحَاءِ التَّجَلِّيَاتِ فَلَيْسَ لَهُ اِلَّا كَمَالٌ اَعْطَاهُ الْعَيْنُ فَلَا رَبْطَ لَهُ اِلَّا مَا اَعْطَاهُ الْعَيْنُ فَاِمَّا يَكُوْنُ مَبْلَغُ مَعْرِفَتِهِ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهُ مَا اَعْطَاهُ الْعَيْنُ فَتَدَبَّرْ وَيَعْلَمُ هٰذَا الْمُقْتَرِبُ اَنَّهُ مُسَامِتٌ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى وَ ذٰلِكَ لِاَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ لَيْسَ مَغْمُوْرًا فِي نَفْسِهِ مِنْ قِبَلِ سَطْوَةِ وُجُوْبِهِ وَلَا يَنْفُذُ النَّظَرُ مِنْهُ اِلٰى غَيْرِهِ بَلْ هُوَ غَايَةُ الْاَبْصَارِ ؎	لگے وحی کے مقام میں اللہ تعالے نے مضارع کے صیغے اسی بنا پر استعمال کئے ہیں مثلاً ما نشاءُ۔ سیقول۔ سیکون اس کی اصلیت یہ ہے کہ ممکن کا معرض وجود میں آنا اللہ تعالے کی مختلف تجلیات کا نتیجہ ہے اسلئے اسکا کمال صرف وہی ہے جو عین ثابتہ اسے عطا کرے کیونکہ اسکا رابطہ عین ثابتہ کے عطیات ہی میں سے ہے چنانچہ اسکا علم باللہ اور معرفت کی مقدار بھی عین ثابتہ ہی پر موقوف ہے ، خوب اچھی طرح اس چیز کو سمجھ لو اور اس قسم کا قرب رکھنے والا اپنے کو اللہ تعالے کا مدمقابل سمجھتا ہے کیونکہ اللہ تعالے اپنے مرتبہ وجوب کی سطوت کی بنا پر اسکے نفس کے احاطہ میں نہیں آسکتا اور نظر کا اس پار نافذ ہونا غیر ممکن ہے کیونکہ اس کی ذات ہی غایۃ الابصار ہے ،

وَلَهُ حَالَتَانِ اَمَّا فِيْ
حَالَةِ الْعُرُوْجِ التَّامِّ فَيَضْمَحِلُّ
صُوْرَةُ الْحُجَّةِ وَيَحْكُمُ
اللّٰهُ بِمَا شَاءَ فَلَا يَكُوْنُ لَهُ
اِدْرَاكُ عِلْمٍ بِاللّٰهِ بَلْ يَتَكَلَّمُ
اللّٰهُ سُبْحَانَهُ عَلٰى لِسَانِهِ بِمَا
يَشَاءُ كَمَا يُحْكٰى عَنْ شُعَيْبٍ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ
سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَ
اَمَّا فِيْ حَالَةِ الْهُبُوْطِ
فَغَايَةُ مَعْرِفَتِهِ الْحُضُوْرُ
بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَ
لَهُ حَقِيْقَةٌ وَاَشْبَاحٌ وَاَمَّا
الْحَقِيْقَةُ فَمِنَ الْعُرُوْجِ الَّذِيْ
بَيَّنَّاهُ وَمِنَ الْاَشْبَاحِ
الْوَاقِعَاتُ الَّتِيْ تَدُلُّ عَلٰى
ذٰلِكَ وَمِنَ الْاَشْبَاحِ

اور ایسے شخص کو بھی دو حالتیں پیش آتی
ہیں جب اسکو کامل عروج حاصل ہو
تو اسکی صورت حجت یہ مضمحل ہو جاتی ہے
اور پھر اللہ تعالے جو چاہتا ہے اسکے
حق میں فیصلہ فرماتا ہے سو اس وقت
اسے علم باللہ کا ادراک بھی باقی نہیں
رہتا، حالت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالے
اسکی زبان سے کلام فرماتا ہے جیسا کہ
شعیب علیہ السلام سے منقول ہے اور
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قال اللہ علی لسان نبیہ سمع اللہ
لمن حمدہ۔ اور حالت ہبوط اور نزول
میں تو اس کی معرفت کی انتہاء
اللہ تعالی کے حضور میں حاضر رہنا ہے
اسکی بھی حقیقت ہے اور پرچھائیاں
یعنی اشباح حقیقت سے تو وہی عروج
مراد ہے جو کہ ہم بیان کر چکے اور من جملہ
اشباح کے وہ واقعات ہیں جو اس مقام
پر دلالت کرتے ہیں دوسرے اس قرب

مَعارِفُ هٰذَا الْقُرْبِ وَمِنْ حُكْمِهِ الْعَجْزُ وَالْعُبُودِيَّةُ وَالضُّعْفُ فِي تَأْثِيرَاتِهِ۔

کے معارف ہیں ضعف اور عجز کا احساس اور عبودیت کا اعتراف اس مقام کے آثار ہیں،

اِعْلَمْ اَنَّ قُرْبَ الْوُجُوْدِ وَقُرْبَ الْفَرَائِضِ وَقُرْبَ النَّوَافِلِ كُلُّهَا مُتَلَازِمَةٌ بِمَعْنٰى اَنَّ صَاحِبَ كُلِّ قُرْبٍ مِنْهَا يَجْمَعُ الْاٰخَرِيْنَ اَيْضًا اِذَا كَانَ مُتَمَيِّزًا وَلٰكِنِ الْحُكْمُ الَّذِيْ اضْمَحَلَّ فِيْهِ نَتَعَرَّفُ۔

قرب وجود۔ قرب فرائض اور قرب نوافل یہ تینوں اقسام ایک دوسرے کیساتھ متلازم ہیں مقصود یہ ہے کہ ایک قرب والا دوسرے دونوں قربوں کا بھی جامع ہوتا ہے بشرطیکہ وہ صاحب تمیز ہو لیکن اسے اسی قرب کیجانب منسوب کیا جاتا ہے کہ جس میں اسے اضمحلال حاصل ہو۔

وَاعْلَمْ اَنَّا اِذَا قُلْنَا اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ يَحْصُلُ لَهُمْ قُرْبُ الْفَرَائِضِ بَعْدَ قُرْبِ الْوُجُوْدِ وَاَنَّ الْحُكَمَاءَ يَحْصُلُ لَهُمْ قُرْبُ الْوُجُوْدِ بَعْدَ قُرْبِ النَّوَافِلِ وَاَمْثَالُ هٰذَا نَغْرَضُنَا مِنْ ذٰلِكَ هٰذَا الَّذِيْ كَانَ اضْمِحْلَالُهُ فِيْهِ وَاِنَّمَا انْطَوَى الْكَمَالُ عَلَيْهِ بِضَرُوْرَةِ التَّجَدُّدِ وَالْاِطْلَاقِ۔

اور یہ بھی جان لو کہ ہم جو کہتے ہیں، کہ انبیاء کو قرب وجود کے بعد قرب فرائض حاصل ہوتا ہے اور حکماء کو قرب نوافل کے بعد قرب وجود حاصل ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ تو اس سے ہماری مراد وہی امور ہیں کہ جن میں کسی قسم کا اضمحلال نہیں اور کمال کا اس پر مشتمل ہونا تجدد اور اطلاق کا تقاضہ ہے

وَاعْلَمْ اَنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَغْلِبُ عَلَيْهِ اللَّطِيفَةُ الْخَيَالِيَّةُ وَالْاِدْرَاكِيَّةُ اَوْ يَغْلِبُ عَلَيْهِ التَّمِيْزُ وَيَكُوْنُ لَهُمَا الْاَمْرُ وَالْحُكْمُ وَهٰذَا الرَّجُلُ مَايُوْسٌ عَنِ الْفَنَاءِ بَلْ غَايَتُهُ مَا يَتَرَقَّبُ لَهُ الصَّفَاءُ۔	اور یہ بھی سمجھ لو کہ بعض حضرات پر لطیفہ خیالیہ یا ادراکیہ یا قوت تمیز غالب ہو جایا کرتی ہے اور وہ ان ہی کے احکام اور اشارات پر چلا کرتا ہے تو ایسا شخص مقام فنا سے مایوس ہو جاتا ہے زائد سے زائد وہ مقام صفا کا امیدوار رہتا ہے
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَغْلِبُ عَلَيْهِ سِرُّ كَوْنِهِ فِي النَّشْاَةِ الدُّنْيَاوِيَّةِ اَعْنِي بِهِ التَّشَخُّصَ فَيَكُوْنُ لَهُ الْحُكْمُ وَاللَّطِيفَتَانِ مِنْ رَعَايَاهُ فَهٰذَا الَّذِي يَقْتَضِي الْوِلَايَةَ بِحَسْبِ اِسْتِعْدَادِهٖ	اور بعض حضرات پر ان کے جہان فانی میں آنے کا راز منکشف ہو کر غالب ہو جاتا ہے میری مراد اس سے اسکی ذات کا تشخص ہے تو اسی انکشاف کا حکم چلتا ہے اور دونوں لطیفے باعتبار رعیت کے اسکے ماتحت رہتے ہیں اور یہ مقام حسب استعداد ولایت کا مقتضی ہے،
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَكُوْنُ وَاسِعَ الْعَيْنِ مُهَلْهَلَ الصُّوْرَةِ فَاَنْحَكَمَ لَهَا مَعَ الْفِطَانَةِ التَّامَّةِ فَهُوَ الْحَكِيْمُ وَاِنْ	بعض لوگ فراخ چشم لاغر بدن ہوتے ہیں، اور وہ اسی کے تقاضوں کے محکوم ہوتے ہیں ایسا شخص حکیم ہوتا ہے بشرطیکہ اسے فہم کامل حاصل ہو اور اگر

لَم یَکُن الحُکمُ لَهَا بَل لِلّٰهِ	وہ ان جسمی تقاضوں کا محکوم نہیں
الْمَجِیدِ بِلَا شَرِیْكٍ فَهُوَ	بلکہ خدائے بزرگ و برتر کے احکام کا
النَّبِیُّ وَالْکَامِلُ عَلٰی	منتظر اور ان کا متبع رہتا ہے تو پھر
طَرِیقِهِمْ ؛	وہ نبی ہے یا قوم کی اصطلاح میں کامل ہے
وَاعْلَمْ اَنَّ مَقْصُوْدَنَا	اور یہ بھی یاد رکھو کہ اس تمام تقریر سے
مِنْ هٰذَا الْکَلَامِ	ہماری مراد ان مزاجوں کی تحدید کرنا
تَحْدِیْدُ الْاَمْزِجَةِ الْمُتَاصِلَةِ	ہے جن کا کمال میں قدم راسخ ہے،
فِی الْکَمَالِ وَاَمَّا الَّتِیْ	برخلاف ان کے جو دوسروں پر بوجھ
هِیَ عِیَالٌ عَلٰی اُخْرٰی	ہوتے ہیں تو ان کی تفصیل ہم نہیں
فَلَا تَفْصِیْلَ فِیْهَا بَلْ	بیان کرتے بس یہ سمجھو کہ ہر ایک ذی
کُلُّ مِزَاجٍ قَابِلٌ لِکُلِّ	استعداد کا مزاج انعکاس کے طور پر
کَمَالٍ اِنْعِکَاسًا ؛	ہر ایک کمال کو قبول کر سکتا ہے،
وَاعْلَمْ اَنَّ السَّلَفَ اِنَّمَا لَمْ یَذْکُرُوْا	اور یہ بھی یاد رکھو کہ اسلاف نے قرب
قُرْبَ الْوُجُوْدِ لِاَنَّهُمْ زَعَمُوْهُ قُرْبَ	وجود کا تذکرہ نہیں کیا کیونکہ وہ اسے
الْفَرَائِضِ لِاَنَّ الْحَکِیْمَ فِی اٰخِرِ الْاَمْرِ	قرب فرائض کے مرادف سمجھتے ہیں کیونکہ
یَصِیْرُ مُتَقَرِّبًا بِقُرْبِ الْفَرَائِضِ	حکیم ربانی کو بالآخر قرب فرائض ہی
وَلٰکِنْ لَا یَخْفٰی اَنَّهُ اِهْمَالٌ فِیْ	حاصل ہوتا ہے مگر تحقیق حق میں ان سے
تَفْتِیْشِ الْحَقَائِقِ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا	فروگذاشت ہوئی ہے اللھم ارنا حقائق
حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا هِیَ ؛	الاشیاء کما ہی،

فضیلت کلی قربِ فرائض کو حاصل ہے

اِعْلَمْ اَنَّ الْفَضْلَ الْکُلِّیَّ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْاِقْتِرَابَاتِ لِقُرْبِ الْفَرَائِضِ لَاسِیَّمَا لِلنُّبُوَّةِ وَذٰلِكَ بِوَجْهَیْنِ اَلْاَوَّلُ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَهُ الْحُکْمُ فِی الْاَنْبِیَاءِ وَاَمَّا الْحُکَمَاءُ فَتَحْجُبُ اَعْیَانُهُمْ وَالْاَوْلِیَاءُ تَحْجُبُ سِرَّ وُجُوْدِهِمُ الدُّنْیَاوِیِّ فَهٰذَا مِنْ حَیْثُ الْمَبْدَاِ وَالثَّانِیْ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ تَجَلّٰی فِیْ صُدُوْرِ الْاَنْبِیَاءِ بِالْاِسْمِ الْحَادِثِ فَنَاسَبَ اِسْمُهٗ ذٰلِكَ قَاطِبَةَ اُمُوْرِهِمْ وَاَمَّا الْحُکَمَاءُ فَیَسُوْسُهُمُ الْقُرْبُ الْاَزَلِیُّ وَالْاَوْلِیَاءُ یَسُوْسُهُمْ فَنَاءُ سِرِّ وُجُوْدِهِمُ الدُّنْیَاوِیِّ فِی اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ۔

یاد رکھو کہ ان تینوں اقترابات میں فضیلت کلیہ صرف قرب فرائض ہی کو حاصل ہے خصوصیت کیساتھ مقام نبوت، اور اس کی دو وجہیں ہیں پہلی یہ کہ انبیاء کرام کے احکام براہ راست اللہ تعالےٰ سے ماخوذ ہوتے ہیں، بر خلاف اسکے حکماء کے احکام کا منبع انکی عین ثابتہ اور اولیاء کیلئے ان کے دنیاوی وجود کا سرِ وجود ہوتا ہے اور یہ چیز صرف مبداء کے لحاظ سے ہے، دوسرے یہ کہ اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کے سینوں میں اسم حادث کیساتھ تجلی فرمائی ہے اور یہی اسم پاک انکے تمام امور کا والی ہے اور حکماء پر قرب ازلی حکمران ہے اور اولیاء کرام پر اس امر کا تصرف ہے کہ انہوں نے اپنے وجود دنیاوی کی حقیقت کو اللہ تعالےٰ کی ذات اقدس میں فنا کر دیا،

قَالَ اللهُ تَعَالٰى وَاُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ مَعْنَاهُ عِنْدَنَا اَنَّهُمْ فَنَوْا فِي التَّجَلِّي الدَّنِسِيِّ التَّشْبِيهِيِّ وَلَا بُدَّ اَنَّ مَنَاطَ فَنَائِهِمْ ذٰلِكَ لَطِيفَتُهُمُ الْعُنْصُرِيَّةُ فَلِذٰلِكَ اُمِرُوا بِفَكِّ هٰذَا النِّظَامِ الْعُنْصُرِيِّ حَتّٰى يَتِمَّ لَهُمُ التَّخَلُّصُ اِلٰى حَقِيقَةِ الْكَمَالِ وَقَدْ اَعْطَيْنَاكَ مَرَّةً بَعْدَ اُخْرٰى اَنَّ كُلَّ فَانٍ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ تَحَقُّقٍ مَا حَتّٰى اَنَّ النَّفْسَ اِذَا فَنِيَتْ قَبْلَ اِنْكِسَارِهَا كَانَ لَهَا رُبُوبِيَّةٌ ٭

اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کے متعلق فرمایا ہے ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت سرایت کر گئی ہے اس کے معنیٰ ہمارے نزدیک یہ ہیں کہ مظاہر حادیہ میں ذات اقدس کی جو تجلی ہوتی ہے گوسالہ پرستون نے اسمیں اپنے کو فنا کر دیا اور اس فنا کا مدار انکے لطیفۂ عنصریہ پر ہے اسی بنا پر انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے نظام عنصری کو توڑ دیں تاکہ حقیقت کمال تک ان کیلئے پہونچنا آسان ہو جائے اور ہم بار بار تمہیں بتا چکے ہیں کہ ہر ایک فانی کے لئے کسی نہ کسی قسم کا تحقق ضرور ہوتا ہے حتیٰ کہ نفس کیلئے اگر اسکو کو منکسر ہونے سے پیشتر فنا کا مرحلہ پیش آ جائے تو وہ ربوبیت کا اظہار کرنے لگتا ہے ؛

شیطان اور شیطنت

اِعْلَمْ اَنَّ الشَّيْطَانَ
لَمَّا طَغٰى وَبَغٰى لُعِنَ لَعْنًا
مُسْتَطِيرًا فَمَا زَالَ يَلْحَقُ
بِهِ الشُّرُورُ حَتّٰى صَارَتِ
الشُّرُورُ رُوحَ كَمَالِهِ فَتَجَلَّتْ
فِي صَدْرِهِ تَجَلِّي الْاِسْمِ
فِي صُدُورِ الْمُقَرَّبِينَ مِنَ
الْمَلَائِكَةِ وَذٰلِكَ لِسِرٍّ
عَمِيقٍ وَهُوَ اَنَّ كُلَّ
مَعْنًى مُتَوَحِّدٍ فَاِنَّ لَهُ
ضَرْبَ اِقْتِرَابٍ فِي
سِلْسِلَةِ الْاِنْبِجَاسِ مِنَ
اللّٰهِ تَعَالٰى فَمَا مِنْ مُتَوَحِّدٍ
تَوَحُّدًا مَعْنَوِيًّا اِلَّا اَنَّهُ تَرَبَّبَ
حَقًّا كَانَ اَوْ بَاطِلًا وَلِذٰلِكَ
صَدَرَتْ مِنْهُ اُمُورٌ تُسَمّٰى
بِالشَّيَاطِينِ الْجُزْئِيَّةِ مِنْهَا

یاد رکھو کہ جب شیطان نے اللہ
تعالیٰ کے فرمان سے سرتابی کر کے
سرکشی اختیار کی تو اس پر بہت بڑی
لعنت نازل ہوئی اور اسکے بعد جتنے
شرور معرض ظہور میں آئے وہ سب
اسی کیساتھ لاحق ہوتے رہے، چنانچہ
شرور کا سرچشمہ ہونا ہی اس کا کمال
ہوگیا اسکے سینہ میں یہ شرور بعینہ اسیطرح
تجلی افگن ہیں، جیساکہ ملائکہ مقربین
کے سینوں میں اسم پاک کی تجلی
ہوتی ہے، اور یہ عمیق راز ہے خلاصہ یہ
کہ ہر ایک معنیً وحدانی کو سلسلہ انبجاس
میں اللہ تعالیٰ سے ایکگونہ قرب حاصل ہے
کیونکہ ہر ایک وہ چیز کہ جسے معنوی طور پر
وحدانیت حاصل ہو خواہ وہ حق ہو یا
باطل، وہ ربوبیت کا مظاہرہ کرتی ہے
اور اسی واسطے شیاطین جزئیہ اور

الاسم الشیطانیۃ یسخرها و	القاءات شیطانیہ ظہور میں آئے اور
یدبرها تسخیر الکلی والجزئی	یہ شیاطین کیلئے اسی طرح مسخر رہتے ہیں
وکان للشیطان سریان فی	جیسا کہ کلی کو جزئی پر تسلط حاصل ہے اور
العالم التخلیطی سریانا کلیا	شیطان کا سریان اس عالم تخلیطی
فتدبر فان المسئلة عمیقة۔	میں سریان کلی ہے خوب سمجھ لو،
واعلموا ان خاتم الاولیاء	یاد رکھو کہ خاتم الاولیاء وہ شخص ہے
بحذاء خاتم الانبیاء	جو صورت مزاجیہ کی تخلیطات میں
فی تخالیط الصور	خاتم الانبیاء کے مقابل ہو اور یہ
المزاجیة ویجب ان	بھی ضروری ہے کہ وہ خاتم الانبیاء کے
یکون منورا بنور	نور سے منور ہو اور صاحب علم ہو اگر
خاتم الانبیاء وان یکون	وہ سخت ذکی الطبع نہ ہوتا با وجود ان
علمیا ولولا شدة ذکائه	تخلیطات مادیہ کے تو وہ ذات اقدس
لما بلغ قاموس الذات	کے بحر معرفت میں غوطہ زن ہو سکنے
مع ما به من التخلیط۔	کیونکہ قابل ہوتا،

جنایت اور امیت

واعلم اننا نعنی	یاد رکھو کہ جس مقام پر بھی ہم
بالجنایة حیث ما ذکرناه	نے جنایت کا لفظ ذکر کیا ہے اس
تقدم العلم	سے ہماری مراد یہ ہے، کہ حال پر

عَلَى الْحَالِ وَأَعْنِي بِالْحَالِ
وُجُوْدَهُ فِي نَفْسِهِ مَعَ قَطْعِ
النَّظَرِ عَنْ نَشْأَتِهِ الْعِلْمِيَّةِ وَ
نَعْنِي بِالْأُمِّيَّةِ تَقَدُّمَ
الْحَالِ عَلَى الْعِلْمِ وَلْنَضْرِبْ
لَكَ مَثَلًا الْبَدَوِيَّ الْعَرَبِيَّ
الْقُحَّ بِحَسَبِ سَلِيْقَتِهِ يَعْمَلُ
النَّحْوَ وَالْمَعَانِيَ فِي كَلَامِهِ لَا
يَغْلَطُ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ
إِذَا سُئِلَ لِمَ نَصَبْتَ الْمَفْعُوْلَ
أَوْ رَفَعْتَ الْفَاعِلَ لَمْ يَدْرِ
الْجَوَابَ مَعَ أَنَّهُ مَرْكُوْزٌ فِي
صَمِيْمِ طَبْعِهِ وَأَمَّا النَّحْوِيُّ
فَبِالْقُوَّةِ الْمُمَيِّزَةِ لَا يَسْرُدُ كَسَرْدِهِ
إِلَّا إِذَا انْحَلَّتْ عُقْدَةُ التَّمْيِيْزِ وَ
صَارَ عَرَبِيًّا قُحًّا اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ
عِلْمًا نَافِعًا وَقَلْبًا خَاشِعًا
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

کسی کا علم مقدم ہو، حال کا مفہوم
اس کا وجود فی نفسہ ہے، جس وقت
کہ اسکے ارتقاء علمی سے قطع نظر کر لی
جائے اور امیت سے ہماری مراد یہ
ہے کہ علم پر حال مقدم ہو، اور اسے
ہم تمہیں ایک مثال سے سمجھائے
دیتے ہیں، وہ یہ کہ ایک خالص عرب
عربی بولتے وقت تمام قواعد صرف
ونحو کا بالطبع اس میں اجراء کرتا ہے
اور اس میں کسی قسم کی غلطی نہیں
کرتا لیکن اگر اس سے دریافت کیا
جائے کہ مثلاً تو نے مفعول کو منصوب
اور فاعل کو مرفوع کیوں کیا تو وہ اس کا جواب
نہیں دے سکے گا کیونکہ یہ چیز اسے طبعاً حاصل
ہے لیکن جس کا عربی بولنا کتابی ہے وہ کبھی
اس خالص عرب کی روانی کی طرح عربی نہیں بول
سکتا مگر یہ کہ اس میں زبان دانی کا ملکہ اس قدر قوی
ہو جائے اور وہ خالص عرب کی طرح گفتگو کرنے
لگے۔ اللھم انی اسالک علماً نافعاً وقلباً خاشعاً یا ارحم الراحمین۔

اَلْخِزَانَةُ الْخَامِسَةُ پانچواں خزانہ

فِيْ بَيَانِ مَبَادِيْ تَعَيُّنَاتِ الْاَنْبِيَاءِ وَشَرْحِ كَمَالَاتِهِمُ الْفِطْرِيَّةِ وَالْكَسْبِيَّةِ وَذِكْرِ طَرِيْقِهِمْ فِيْ سُلُوْكِهِمْ

انبیاء کرام کے تعینات کے مبادی اور انکے فطری و کسبی کمالات کی شرح اور ان کا طریقۂ سلوک

(نبی کی حقیقت)

مَاهِيَّةُ النَّبِيِّ وَشَرْحُ اِسْمِهٖ بِحَسْبِ مُتَفَاهِمِ الْحُكَمَاءِ هِيَ اَنَّهُ الرَّجُلُ الَّذِيْ عَيْنُهُ الثَّابِتَةُ اَقْرَبُ الْاَعْيَانِ الثَّابِتَةِ مِنْ اِسْمٍ هُوَ مِنْهُ اَجْمَعُهَا وَاَسْبَغُهَا لِلْوُجُوْهِ وَالْاِعْتِبَارَاتِ الَّذِيْ فِطْرَتُهُ مُنْسَلِخَةٌ عَنِ الصُّوْرَةِ الْمِزَاجِيَّةِ مُقْتَرِبَةٌ بِالْاِقْتِرَابِ الثَّلٰثِ قُرْبُ النَّوَافِلِ وَقُرْبُ الْفَرَائِضِ وَقُرْبُ الْوُجُوْدِ اَعْنِيْ

نبی کی حقیقت اور اس کے اسم کی تشریح جیسا کہ حکماء ربانیین سمجھتے ہیں یہ ہے کہ اس شخص کی عین ثابتہ کو نسبت دوسری اعیان ثابتہ کے اس اسم پاک سے زیادہ قرب حاصل ہو جو اسکا منشاء وجود ہے اسکی عین ثابتہ ان وجوہ اور اعتبارات کی جامع اور کامل ہو کہ جن سے اس کی فطرت بنی ہے صورت مزاجیہ سے اسے انسلاخ حاصل ہو اقترابات ثلثہ قرب نوافل قرب فرائض اور قرب وجود سے قرب حاصل ہو مقصود یہ کہ اس اجمال

الحاصل منها وإجمالها
الذي كان كل متماثل
وجوده العيني والتشخص
والخيال أيضًا لا جناية
منه ولا حكم له وإنما
الحكم لله المجيد فبذلك
تجلى في عينه الذي
لحق بالملكوت وتصادق
اسمه بأسمائهم ثم
أنشأ نشأة أخرى
إجمال الكمالات
كلها الذي اكتسب
الكمالات ورغب
إلى الله حتى أوحى الله
إليه الشرائع والزهد
وغيرهما الذي عد
كماله من نظام
العالم المبتني على
الخيرات المترتب

اور ما حصل کا جامع ہو جو کہ اعیان ثابتہ
تشخص اور خیال کے تماثیل سے ہے
اور اسکے اوصاف میں یہ ہے کہ وہ امی
ہو جنایت سے مبرا اور اپنے کسی حکم
کا تابع نہ ہو بلکہ خدائے بزرگ و برتر
کے احکام کی تعمیل کرتا ہو، اسی بنا پر
اللہ تعالے نے اس کی عین ثابتہ میں جو
ملکوت سے ملحق ہے تجلی فرمائی ہے اور
اس کے اسم اور دیگر اسماء میں تصادق
پیدا ہوا اس کے بعد اسے ایک اور
ارتقاء حاصل ہوا جو ان تمام کمالات
کا اجمال ہے وہ کمالات جو کہ اس
نے اکتسابی طور پر حاصل کیے تھے اور
وہ اللہ تعالے کی بارگاہ میں کامل توجہ
کیساتھ راغب ہوا حتی کہ اللہ تعالے
نے اس پر اپنی شریعت اور زہد وغیرہ نازل
فرمایا اور ان احکام کی تعلیم دی جن میں
کمال حاصل کرنا اس نظام عالم کا جزء
ہے جس کی بناء خیر و برکت پر ہے جن

اَلْمُتَنَوِّعُ فَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ	ہیں ایک خاص حکیمانہ ترتیب پائی جاتی
يَقْمَعَ بِهٖ مَادَّةَ الشُّرُوْرِ وَ	ہے چونکہ اللہ تعالےٰ کا ارادہ تھا، کہ وہ
يُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ	نبی کے ذریعہ برائیوں کا استیصال کر دے اور
اِلَى النُّوْرِ، فَاَعْطَاهُ شَرْعًا	لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے
مُلْزِمًا وَاَمَرَهٗ بِهِدَايَةِ النَّاسِ	آئے چنانچہ اس کو ایسی شریعت عطا کی جو لوگوں کے
وَاَدْنَاهُ اَنْ يُّؤْمَرَ بِهِدَايَةِ كُلِّ	لئے ہدایت کا باعث ہو اور اس کی پابندی
مَنْ يَّقَعُ اِلَيْهِ وَيَسْقُطُ عَلَيْهِ	کرنا ان پر فرض ہو، نبی کا ادنیٰ فرض یہ ہے کہ جو اس

کے سامنے آئے اس کی رشد و ہدایت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے۔

انبیاء کے اقسام

وَالرَّسُوْلُ مِنْهُ مَنْ	اور انبیاء میں سے رسول وہ ہے
اُمِرَ بِمُخَاصَمَةِ الْكُفَّارِ	جو کافروں سے بحث مناظرہ اور انکے
وَمُجَادَلَتِهِمْ وَتَقْنِيْنِ	قتال پر مامور ہوا اور احکام شرعیہ کے
الشَّرْعِ عَلَيْهِمْ سَوَاءٌ	ان پر قانون نافذ کرنے پر عام ازیں کہ یہ احکام
كَانَ جَدِيْدًا اَوْ لَا وَ	جدید ہوں یا نہ ہوں، چنانچہ اس نبی کی
لَابُدَّ اَنَّهٗ اَقْرَبُ مِنْ	عین ثابتہ کو یہ نسبت دوسرے انبیاء
سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ عَيْنًا	کی عین ثابتہ کے زیادہ قرب حاصل ہوتا
وَاَوْثَقُ تَعَلُّقًا وَاُولُوا	ہے اور اسکا تعلق بہت زیادہ مستحکم ہے،
الْعَزْمِ مِنْهُمْ مَنْ كَانَ	اور اولوالعزم وہ رسول ہیں، کہ جنہیں

صَاحِبَ شَرْعٍ جَدِيْدٍ وَ
کِتَابٍ مُوْحًى لِوَحْيٍ اَمْلَسَ
وَاَصْلُ طَرِيْقَتِهِمُ التَّجَلِّي
الَّذِيْ هُوَ بِحَسَبِ الْاِيْجَادِ
وَقَدْ كَانَ كُلٌّ مِنْ دَعَائِمِ
وُجُوْدِهٖ اُمِّيًّا وَكَانَ الْحُكْمُ
لِلّٰهِ بِلَا شَرِيْكٍ فَتَجَلّٰى فِيْ
صُدُوْرِهِمْ بِاسْمٍ هُوَ مُتَلَوِّنٌ
بِلَوْنِ الْعَيْنِ مُتَلَبِّسٌ بِاَحْكَامِ
الْحُدُوْثِ بِهٖ يَنْتَظِمُ اَمْرُ
التَّشْرِيْعِ وَغَيْرِهٖ وَلَا كَسْبَ
لَهُمْ وَاِنَّمَا الْكَسْبُ اَنْ يَرْكُدُوْا
عَلٰى مَاهُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى
يَتَبَيَّنَ وَيَتَّسِعَ مَا انْطَوٰى
تَحْتَ الْاِجْمَالِ وَهٰذَا مَا
اَشَارَ اِلَيْهِ اِمَامُ اَهْلِ السُّنَّةِ
فِيْ مَذْهَبِ الْبَطْنِ الثَّالِثِ
حَيْثُ قَالَ النُّبُوَّةُ غَيْرُ
مُكْتَسَبَةٍ فَهٰذِهٖ مَاهِيَّتُهُ

نئی شریعت دی گئی ہو اور ایک مستقل کتاب ان پر بذریعہ وحی نازل کی گئی ہو ان کے طریقہ کی اصل وہ تجلی ہے جو انکے ایجاد کے مطابق ہوتی ہے اور ایسے انبیاء کرام میں سے ہر ایک کا امی ہونا نہایت ضروری ہے کہ اسکے اوپر سارا بہر خدائے وحدہٗ لاشریک لہ کے احکام نافذ ہوں چنانچہ اللہ تعالےٰ ان کے سینوں میں اس اسم پاک کے ساتھ جلوہ گر ہوا جو ان کی عین ثابتہ کے رنگ میں رنگا ہوا اور احکام کے ساتھ موصوف ہے تشریعی امور وغیرہ کا انتظام اسی کیسا تھ وابستہ ہے کہ جن میں کسب واکتساب کو کوئی دخل نہیں اور ان کا کسب یہی ہے کہ وہ جس حالت میں ہو، اسی پر ٹھہرے رہیں، حتیٰ کہ جو چیز اجمال کے پردہ میں مسطور تھی، وہ ظاہر اور منکشف ہو جائے، امام اہل سنتہ نے مذہب بطن ثالث میں اسی چیز کی جانب اشارہ

الْاَنْبِيَاءِ وَطَرِيقَتُهُمْ. گیا ہے کہ نبوت غیر اکتسابی ہے۔ بغرضیکہ یہ انبیاء کرام کی حقیقت اور ان کا طریقہ ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّهُمْ قَدْ تَقْتَضِي عَيْنُهُمْ كَمَالًا اٰخَرَ وَرَاءَ النُّبُوَّةِ اَيْضًا فَيَحْصُلُوْنَهٗ كَالْاِقْتِرَابِ الْمَلَكِيِّ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى نَبِيِّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ اَيْ بِحَسْبِ الضَّرُوْرَةِ مِنَ النِّظَامِ الْمُتَرَتِّبِ وَتَمَثُّلِ الْكَمَالَاتِ فِيْ عَالَمِ الْمَلَكِ لَا بِالتُّبُوْعِ الْفِطْرِيِّ وَالْاِقْتِرَابِ بِالْكَائِنَاتِ الْعُلْوِيَّةِ اِلٰى اِدْرِيْسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْاِقْتِرَابِ بِالْكَائِنَاتِ السُّفْلِيَّةِ لِنُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالتَّسْخِيْرِ لِلْجِنِّ وَالرِّيَاحِ وَغَيْرِهِمَا بِالنِّسْبَةِ اِلٰى سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكُلٌّ مِنْهُمْ خَاتَمٌ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى كَمَالِهٖ وَاقْتِرَابِهٖ وَاَعْنِيْ بِهٰذَا الْاِقْتِرَابِ مُنَاسَبَةَ عَيْنِهٖ بِهٰذِهٖ

یاد رکھو ان انبیاء کی عین ثابتہ کبھی کبھی نبوت کے علاوہ کسی دوسرے کمال کی بھی مقتضی ہے مثلاً اقتراب ملکی جس کی بدولت ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حسب ضرورت حکیمانہ نظام کلی سے بہرہ ور فرمایا، یا مثلاً عالم ملک میں ان کے کمالات متمثل ہوں، لیکن یہ تمثل فطری نہ ہو اور ادریس علیہ السلام کو باعتبار کائنات علویہ کے اقتراب حاصل ہونا اور ایسے ہی نوح علیہ السلام کو باعتبار کائنات سفلیہ کے اقتراب حاصل ہونا اور سلیمان علیہ السلام کو تسخیر جن اور تسخیر ذبح وغیرہ کے ذریعہ سے قرب حاصل ہوا اور ان میں سے ہر ایک اپنے کمال اور اقتراب کی بنا پر خاتم ہے قرب سے میری مراد یہ ہے کہ ان کی عین ثابتہ کو ان اشیاء کے ساتھ مناسبت تامہ تھی، اسی لئے تمثلات

الأشياء بهجر مناسبة التمثلات الانسية ٭

اشیاء مادی کی مناسبت کو نظر انداز کیا گیا،

مزاج نبوت کے اقسام

وامزجة النبوة منحصرة في خمسة اصناف احدها التراكم وهو عبارة عن صورة جوية تشبه صورة المزاج ويتوقف عليه كمالات الولاية وامامه نوح عليه السلام ولم يكن أزيده إلا يسطع الأسماء الحادثة من أفق صدور الأنبياء مرة بعد أخرى ٭

مزاج نبوت پانچ قسموں میں منحصر ہے (۱) تراکم جس سے مراد یہ ہے، کہ صورت جویہ اور صورت مزاجیہ میں مشابہت ہو، اور کمالات ولایت کا انحصار اسی پر ہے اور نوح علیہ السلام اس قسم کے مزاج رکھنے والوں کے امام ہیں انکے انداز کی بناء ان اسماء حادثہ کی روشنی پر تھی جو کبھی کبھی انبیاء کے سینوں سے ظہور پذیر ہوتی ہے،

وثانيها القربية واعني بها كون الصورة الجوية منقادة غاية الانقياد لحكم العين والعين في غاية القرب و امامه ابراهيم عليه السلام

(۲) اقربیت جس سے یہ مراد ہے کہ صورت جویہ اس کی عین ثابتہ کے احکام کی بدرجۂ غایت تابع ہو اور اسکی عین ثابتہ کو غایت درجہ کا قرب حاصل ہو اس مقام کے امام ابراہیم علیہ السلام

وَعَلَيْهَا يَتَوَقَّفُ كَمَالَاتُ	ہیں اور اسی پر کمالات فطریہ موقوف
الْفِطْرَةِ وَلِهٰذِهِ النُّكْتَةِ نُسِبَتِ	ہیں، فطرت کو ان کی طرف منسوب
الْفِطْرَةُ اِلَيْهِ وَصَحِبَتْهُ اَطْفَالُ	کرنے اور شب معراج میں انکے اس
النَّاسِ كَمَا جَاءَ فِي حَدِيْثِ	حالت پر مشتمل ہونے میں گویا کہ وہ معلم
الْمِعْرَاجِ الْمَنَامِيِّ فَتَذَكَّرْهُ	صبیان ہیں، یہی نکتہ ہے،
وَثَالِثُهَا الصَّلَابَةُ وَهِيَ	(۳) صلابت یہ اس صفت کا نام ہے
صِفَةٌ وِزَانُهَا بِالنِّسْبَةِ اِلٰى	کہ جیسے تمام دیگر صفات سے وہی نسبت
قَاطِبَةِ الصِّفَاتِ وِزَانُ الْاِذْعَانِ	ہے جو اذعان کو کسی قضیہ کی ہیئت
بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْهَيْئَةِ الْجَامِعَةِ	جامعہ سے ہوتی ہے یہ واجب تعالے
مِنَ الْقَضِيَّةِ وَهِيَ اَقْرَبُ التَّمَاثِيْلِ	کی ذات اقدس کا قریب ترین تمثل ہے
لِلذَّاتِ الْوَاجِبَةِ لِمَا اَنَّهَا وَحْدَةٌ	کیونکہ اس میں وحدت پائی جاتی ہے،
الْبَتَّةَ وَاِمَامُهَا مُوْسٰى عَلَيْهِ	اور اسکے امام موسیٰ علیہ السلام ہیں اور
السَّلَامُ وَعَلَيْهَا يَتَوَقَّفُ التَّبَحُّرُ	تبحر فی الکمالات اسی پر موقوف ہے چنانچہ
فِي الْكَمَالَاتِ وَقَدْ يُقَالُ فِي مَذْهَبِ	اہل ولایت اس شخص کو کہ جسکے مزاج میں
الْوَلَايَةِ لِصُلْبِ الْمِزَاجِ اَنَّهُ مُوْسَوِيُّ	صلابت ہو مجازاً موسوی المشرب کہتے
الْمَشْرَبِ مَجَازًا وَشَتَّانَ بَيْنَ صَلَابَتَيْهِمَا	ہیں حالانکہ ان دونوں صلابتوں میں بڑا فرق ہے،
وَرَابِعُهَا الشُّبُوْغُ وَهُوَ خُلُقٌ	(۴) سبوغ اخیر محسوسہ میں اسے وہ
وِزَانُهُ فِي الْاُمُوْرِ الْغَيْرِ الْمَحْسُوْسَةِ	ہی رتبہ حاصل ہے جو عالم شباب میں
وِزَانُ الْجَمَالِ الشَّبَابِيِّ الَّذِيْ	تنومندی اور تناسب اعضاء کا ہے،

بِلَا يَسَعُ الرَّجُلَ إِذَا أَنْشَأَ خُرُوْرًا	قرب کے لحاظ سے بہ صلابت کے طریقہ
ضَخْمًا لَطِيْفًا وَهُوَ فِي الْقُرْبِ	پر ہے انصباغ کے کمالات اسی پر موقوف
مِثْلُ الصَّلَابَةِ وَعَلَيْهَا يَتَوَقَّفُ	ہیں اور اسکے امام حضرت عیسٰی علیہ السلام
كَمَالَاتُ الْاِنْصِبَاغِ وَاِمَامُهُ	ہیں اس مقام کو انہوں نے جبرئیل علیہ
عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ وَرِثَهُ مِنْ	السلام کے نفخ کی بدولت پایا اور انکے
نَفْخِ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلِذٰلِكَ	نزول کو قتل دجال کے لئے مخصوص
تَعَيَّنَ لِلنُّزُوْلِ لِقَتْلِ الدَّجَّالِ	کرنے میں یہی نکتہ ہے
وَخَامِسُهَا الْاُمِّيَّةُ وَهِيَ هَيْئَةٌ	(۵) امیّت یہ ایک ہیئت مخصوصہ
وِزَانُهَا مَعَ سَائِرِ الْاَمْزِجَةِ وِزَانُ	ہے کہ جیسے دیگر امزجہ سے وہی نسبت
الصُّوْرَةِ الْجَوِّيَّةِ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الصُّوْرَةِ	ہے جو صورت جوّیہ کو صورت مزاجیہ
الْمِزَاجِيَّةِ وَلِذٰلِكَ يَجِبُ اَنْ يَكُوْنَ	سے ہے اسی بنا پر یہ نہایت ضروری
الْاِسْمُ الطَّالِعُ فِيْ صَدْرِهِ مُطْلَقًا	ہے کہ جسکا مزاج اس قسم کا ہو تو وہ اسم
شَدِيْدَ الْاِطْلَاقِ قَرِيْبًا شَدِيْدَ	مقدس جسکا مظہر اس کا سینۂ مبارک ہے
الْقُرْبِ وَاِمَامُهَا وَخَاتَمُهَا سَيِّدُ	شدید الاطلاق ہوگا اور اسے غایت
الْمُرْسَلِيْنَ وَشَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْنَ وَ	درجہ کا قرب حاصل ہوگا چنانچہ اس درجہ
وَسِيْلَةُ الْمُقَرَّبِيْنَ سَكِيْنَةُ السَّالِكِيْنَ	کے امام اور خاتم سید المرسلین، شفیع
الْمَظْهَرُ الْاَعْظَمُ وَالْاِسْمُ الْاَفْخَمُ	المذنبین وسیلۃ المقربین سکینۃ السالکین
سَيِّدُنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ	مظہر اعظم، اسم افخم سیدنا ومولانا حضرت
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا	محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں،

يَتَوَقَّفُ الْخَاتَمِيَّةُ لِلنُّبُوَّةِ وَلَيْسَ	ختمِ نبوت کا انحصار اسی پر ہے،
لَهُ كَمَالٌ وَلَا مِزَاجٌ إِلَّا هٰذَا الْأَسْمَ	اور آپ کا مزاج اور کمال وہی اسم
الْمُطْلَقُ وَلِذٰلِكَ سَمَّيْنَاهُ بِالْاِسْمِ	مطلق ہے اور اسی بنا پر آپ کو اسم
الْأَفْخَمِ وَلِذٰلِكَ	افخم کیساتھ موسوم کرتے ہیں ے
فَاقَ النَّبِيِّيْنَ فِيْ خَلْقٍ وَفِيْ خُلُقٍ	فَاقَ النَّبِيِّيْنَ فِيْ خَلْقٍ وَفِيْ خُلُقٍ
وَلَمْ يُدَانُوْهُ فِيْ عِلْمٍ وَلَا كَرَمٍ	وَلَمْ يُدَانُوْهُ فِيْ عِلْمٍ وَلَا كَرَمٍ

انبیاء کرام کی اعیان

وَاعْلَمْ أَنَّ أَعْيَانَ	اور یہ بھی یاد رکھو کہ انبیاء کرام کی
الْأَنْبِيَاءِ بِأَسْرِهَا مُنْحَصِرَةٌ	اعیان ثابتہ سب کی سب پانچ قسموں
فِيْ صُنُوْفٍ خَمْسَةٍ .	میں منحصر ہے،
اَلْأَوَّلُ تِمْثَالُ الْعِلْمِ	(۱) جس کو اولیاء کرام کی زبان
الْفِعْلِيِّ بِلِسَانِ الْأَوْلِيَاءِ وَإِنَّمَا	میں علم فعلی کا تمثل کہتے ہیں اور اسکی
سَمَّوْهُ بِهٖ لِأَنَّهُمْ إِنَّمَا وَجَدُوْهُ	وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انہوں نے اسے اپنے
مِنْ قِبَلِ عِلْمِهِمُ الْفِعْلِيِّ وَ	علم فعلی کے ذریعہ پایا لیکن ہماری
بِلِسَانِنَا الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ طِبَاقًا	اصطلاح میں ان کے قرب کے مقتضیٰ
بِاصْطِلَاحِ النَّبِيِّيْنَ مِنْ	میں سے جو قرب انبیاء کی نوعیت کے
مُقْتَضٰى قُرْبِهِمْ وَقَدْ فَازَ	مطابق ہے اس کو الحی القیوم کا تمثل
بِهٖ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ	کہنا چاہیئے حضرت ابراہیم علیہ السلام

مِنْ حَيْثُ الْاِجْمَالِ وَسَيِّدُ
الْمُرْسَلِيْنَ مِنْ حَيْثُ التَّفْصِيْلِ
وَلِذٰلِكَ قِيْلَ لِاُمَّتِهٖ مِلَّةَ
اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ وَلِذٰلِكَ
دَعَا اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى
فَقَالَ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ
رَسُوْلًا الْاٰيَةَ وَلِذٰلِكَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَا اَشْبَهُ
الْاَنْبِيَاءِ بِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

اَلثَّانِيْ تِمْثَالُ الشُّئُوْنِ
وَهِيَ الْاَصْنَافُ الْاِجْمَالِيَّةُ
مِنَ الْاَسْمَاءِ وَقَدْ فَازَ بِهٖ
يَعْقُوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ حَيْثُ
الْاِجْمَالِ وَمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ
مِنْ حَيْثُ التَّفْصِيْلِ وَلِذٰلِكَ
عُدَّ مِنْ شَرْحِهٖ وَكَانَ فِيْ
مِلَّتِهٖ وَحَرُمَ فِي التَّوْرٰتِهِ مَا حَرَّمَ

نے بطور اجمال اور سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم نے باعتبار تفصیل کے اس کمال
کو پایا ہے اسی بنا پر آپ کی اُمت کو
مِلَّتَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ کیساتھ خطاب
کیا گیا ہے اور اسی لئے ابراہیم علیہ السلام
نے بارگاہ خداوندی میں یہ دعا کی کہ
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا الخ اور
یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ میں تمام انبیاء میں
حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ
مشابہ ہوں،

(۲) دوسری قسم شئون کا تمثل ہے جس
سے مراد اسماء پاک کی اجمالی قسمیں ہیں
اس مقام پر یعقوب علیہ السلام اجمالاً
اور موسیٰ علیہ السلام تفصیلاً فائز ہوئے
اور اسی لئے موخر الذکر شریعت کو
یعقوب علیہ السلام کی شریعت کی
شرح شمار کر لیا گیا اور یعقوب ؑ نے
اپنے اوپر جو حرام کیا تھا اسی کو توراۃ

إسرائيلَ عَلىٰ نَفسِهٖ	میں بھی حرام کر دیا گیا،
اَلثَّالِثُ تِمثَالُ الْاِرَادَةِ وَهِيَ الْاِفَاضَةُ بِالْفِعْلِ وَقَدْ فَازَ بِهٖ اٰدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلِذٰلِكَ كَانَ اَبُو الْبَشَرِ وَهٰذِهِ الْاَصْنَافُ الثَّلٰثَةُ فِي سِلْسِلَةِ الْبَدْءِ .	(۳) تیسری قسم ارادہ کا تمثل ہے کہ جسکے معنیٰ افاضہ بالفعل کے ہیں یہ مقام حضرت آدم علیہ السلام کو حاصل ہوا اور وہ ابو البشر ہوئے، یہ تینوں ل اقسام ابداء کے سلسلہ سے وابستہ ہیں
اَلرَّابِعُ التَّبُوتِيَاتُ وَقَدْ فَازَ بِهَا جَمَاهِيرُ الْاَنْبِيَاءِ مِثْلُ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَغَيْرِهٖ	(۴) چوتھی قسم تبوتیات ہیں، جو تمام انبیاء کرام مثلاً یوسف علیہ السلام کے حصہ میں آئیں،
اَلْخَامِسُ التَّنبِيتَاتُ وَقَدْ فَازَ بِهَا اِدْرِيسُ وَنُوحٌ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَغَيْرُهُمَا وَاعْلَمْ اَنَّ هٰذَيْنِ الصِّنْفَيْنِ بِاعْتِبَارِ الْاُصُولِ وَاِلَّا فَمِنَ الْاَنْبِيَاءِ مَنْ لَيْسَ بِمَحْضِ الْبَدْءِ وَلَا بِمَحْضِ الْمِزَاجِ وَمِنَ الْكُمَّلِ مَنْ يَكُونُ اِمَامَ كَمَالٍ وَخَاتِمَهٗ اَيْضًا فَتَعَرَّفْ .	(۵) پانچویں قسم سلبیات ہیں، ادریس اور نوح علیہما السلام کو یہ مقام حاصل ہوا یہ دو مقام جن کا ہم نے تذکرہ کیا ہے، اصول کی حیثیت سے ہیں ۔ ورنہ انبیاء کرام میں ایسے بھی اصحاب ہیں کہ جن کا مبدأ خالص نہیں اور نہ ہی ان کا مزاج خالص ہے کامل افراد میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں، جو اپنے کمال کے امام اور اسکے خاتم ہوتے ہیں،

آدم علیہ السلام اور ان کا مبدء تعین

أٰدَمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَبْدَأُ تَعَیُّنِہِ الْمُرِیْدُ الَّذِیْ یَقْتَضِیْ بِنَفْسِہٖ صُدُوْرَ الْکَائِنَاتِ وَلِذٰلِکَ کَانَ اَبَا الْبَشَرِ وَالْاَبُ کَالْخَالِقِ فِیْ عَالَمِ الصُّوَرِ وَکَانَ اَکْبَرُ ھِمَّتِہٖ الْاِسْتِیْلَادُ وَالزَّرْعُ وَالْاِنْتَاجُ وَکُلُّھَا تَمَاثِیْلُ الْخَلْقِ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا سَبِیْلُ تَعْلِیْمِہٖ عِنْدَنَا اَنَّہٗ تَعَالٰی کَشَفَ لَہٗ عَنْ حَقِیْقَۃِ الْاَسْمَاءِ الَّتِیْ مِنْ تَخَالِیْطِھَا یَحْدُثُ الْعَالَمُ وَکَشَفَ لَہٗ عَنْ سَعَۃِ عَالَمِ الصَّوْتِ وَاَنَّہٗ

آدم علیہ السلام کے تعین کا مبدء اسم پاک اَلْمُرِیْدُ ہے جس کا اقتضاء ذاتی کائنات کا معرض وجود میں آنا ہے اسی بنا پر وہ ابوالبشر قرار پائے، کیونکہ باپ (آپ) اور خالق کی حیثیت عالم مادی میں ایک جیسی ہوتی ہے اور حضرت آدم کی زیادہ تر توجہ نسل افزائی اور زمین کی پیداوار بڑھانے پر مبذول رہتی تھی، اور یہ سب امور تخلیق کے تمثلات ہیں، اللہ تعالے نے فرمایا کہ اس نے آدم علیہ السلام کو سب کے سب نام بتا دیئے، اس تعلیم کی کیفیت ہمارے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اس پر ان اسماء پاک کی حقیقت ظاہر فرمائی کہ جن کی تخلیطات سے حوادث عالم ظہور میں آتے ہیں اور عالم صوت کی وسعت

لكل جزئي متقدس و متدنس موجود ومعدوم فيه صورة تقطع عليه السلام صوت حروفا موضوعة لاصول التكوين ثم ختم بعضها الى بعض ليحصل التخليط ولهذا كان اول صحيفة من صحفه حروف التهجي .

کا اس پر انکشاف ہوا اور اس بات کا بھی انہیں علم دیا گیا کہ ہر ایک جزئی خواہ وہ مقدس ہو یا متدنس موجود ہو یا معدوم اسکی ایک مخصوص صورت ہوتی ہے چنانچہ آدم علیہ السلام نے اصوات میں تقطیع پیدا کر کے اصول تکوین کے لئے حروف وضع کئے اور پھر انہیں آپس میں ترکیب دی تاکہ تخلیط نمایاں ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا سب سے پہلا صحیفہ حروف تہجی پر مشتمل تھا،

ولما كان كثير السبوغ لا ثاني جانب الابوة البشرية اقتضى قوة حاله ان يخرج منه في غلبات حاله ذريته ويكون اى واقع حاذاه واقعاتها والولد مندرج في عين والده .

اور چونکہ اس کا سبوغ کامل تھا خصوصًا اس کا وہ کمال جو ابوالبشر ہونے کی حیثیت سے اسے حاصل تھا، اس لئے قوت حال کا تقاضا یہ ہوا کہ غلبہ حال کے اوقات میں اس سے اسکی نسل ظاہر ہو اس حالت میں جو واقعات انکے سامنے تھے وہی بعینہ ان کی نسل کو پیش آئے اور لڑکا والد کی عین ثابتہ میں مندرج ہوا کرتا ہے،

حضرت شیث وادریس علیہما السلام

شِيْثُ عَلَيْهِ السَّلَامُ	شیث علیہ السلام کے تعین کا مبداء
مَبْدَأُ تَعَيُّنِهِ الْوَهَّابُ	الوھاب ہے جو ارادہ کی اول ترین
وَكَانَ اَوَّلُ جُزْئِيٍّ مِنْ	جزئی کا مظہر ہے آدم علیہ السلام کی طرح
جُزْئِيَّاتِ الْاِرَادَةِ وَكَانَ	ان کی بھی زیادہ توجہ نسل افزائی اور
اَيْضًا اَكْبَرُ هِمَّتِهِ الْاِسْتِيْلَادُ	زمین کی پیداوار بڑھانے پر مبذول ہوتی
وَالزَّرْعُ وَالْاِنْتَاجُ وَكَانَ	ہے وہ اپنے باپ کا وصی اور اس کے
وَصِيُّ اَبِيْهِ وَمِنْ تَمَاثِيْلِ	کمالات کا آئینہ تھا، اور اسکے باپ
كَمَالِهِ وَمِزَاجُ اَبِيْهِ	کا مزاج متراکم تھا اور اسکے اکتسابی
مُتَرَاكِمٌ وَكَانَ مِنْ كَمَالَاتِهِ	کمالات میں سے تجلی سلبی تھی جس کے
الْمُكْتَسَبَةِ التَّجَلِّي السَّلْبِيُّ	ذریعہ تراکم میں اضافہ ہوا اور شیث
وَبِهِ كَسْرُ التَّرَاكُمِ وَكَانَ	علیہ السلام فطری اور کسبی طور پر اپنے
شِيْثُ وَرِثَ جِبِلَّةً وَكَسْبًا	اپنے باپ کے وارث تھے،
وَلَمَّا تَحَقَّقَ الْكَمَالُ	جب کمال سلبی کو تحقق حاصل ہوا، اور
السَّلْبِيُّ وَتَقَرَّرَ بِوَاسِطَتِهِمَا	فطرت اور اکتساب دونوں حیثیتوں سے
حَقَّ لَهُ اَنْ يَتَجَسَّدَ اِدْرِيْسُ	اس کا تقرر ثابت ہوا تو اس میں تمثل
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ	کی قابلیت پیدا ہو گئی اور ادریس
مَبْدَاُهُ السُّبُّوْحُ اَرْفَعُ	علیہ السلام کا مبدأ تعین السبوح تھا،

مِنَ الْقُدُّوْسِ وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا	جسکا درجہ القدوس سے بلند تر ہے ان
كَالْفَرْقِ بَيْنَ مَفْهُوْمِ الْعَدَمِ	دونوں میں وہ فرق ہے جو عدم اور سلب
وَسَلْبِ الْوُجُوْدِ وَلِهٰذَا لَمْ	وجود کے درمیان فرق ہے یہی وجہ ہے
يُهْلِكْ قَوْمَهُ كَمَا اَهْلَكَ نُوْحٌ	کہ اسکی قوم نوح علیہ السلام کی قوم کی
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمِزَاجُهُ مُتَرَاكِمٌ	طرح مہلک عذاب نازل نہیں ہوئے
اَيْضًا اِلَّا اَنَّهُ فِيْهِ ضَعْفٌ	ان کا مزاج بھی متراکم تھا مگر سلبیت
بِالسَّلْبِيَّةِ فِيْهِ كَمَا لَا تَنَالُ الْمُكْتَسِبَةَ	کی بنا پر اس میں ضعف پیدا ہو گیا اور
الْاِقْتِرَابَ بِالْكَائِنَاتِ الْعُلْوِيَّةِ	ان کا اکتسابی قرب کائنات علویہ
وَكَانَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ شَانٌ عَظِيْمٌ	کے ذریعہ تھا۔ اس چیز میں ان کی بہت
وَكَانَ خَاتَمَ هٰذَا الْاِقْتِرَابِ	بڑی شان ہے اور آپ اس قسم کے
فَلَمَّا تَوَحَّدَ لَهُ شَتَاتُهَا اِسْتَوْطَنَ	قرب کے خاتم تھے، جب انکے متفرقات
قَلْبَهَا وَهُوَ الشَّمْسُ .	میں وحدت پیدا ہوئی تو انہوں نے

کائنات علویہ کے عین وسط یعنی آفتاب کو اپنا وطن بنا لیا۔

نوح علیہ السلام

وَنُوْحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَبْدَاُهُ	نوح علیہ السلام کا مبدأ تعین القدوس ہے
الْقُدُّوْسُ وَهُوَ تَفْصِيْلُ السُّبُّوْحِ	جو السبوح کی شرح اور تفصیل ہے اس
وَشَرْحٌ لَهُ وَفِيْهِ الْاِضَافَةُ	سلسلہ میں ان مندنسات اور ملوث
اِلَى الْمُتَدَنِّسَاتِ الَّتِيْ	بمادہ اشیاء کا بھی ذکر آتا ہے جن

يَتَقَدَّسُ عَنْهَا وَمِزَاجُهُ	کے اوصاف سے اسکی ذات اقدس کو
مُتَدَارِكٌ تَكَسَّرَ صُورَتُهُ	منزہ کرنا لازم ہے اور انکا مزاج بھی
الْتَرَاكُمِ لِسَلْبِيَّتِهِ وَمِنْ	متراکم تھا لیکن سلبیت نے اس کی
كَمَالَاتِ الْمُكْتَسَبَةِ	شدت کو کم کر دیا اس کے کمالات
التَّجَلِّي الْإِرَادِيُّ كَمَا كَانَ	مکتسبہ میں سے تجلی ارادی ہے جیسا کہ
لِآدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِطْرَةً	آدم علیہ السلام کو یہ کمال فطرۃ حاصل
وَالْاِقْتِرَابُ بِالْكَائِنَاتِ	تھا کہ ان کا قرب کائنات سفلیہ کے
السُّفْلِيَّةِ كَمَا كَانَ لِإِدْرِيسَ	ذریعہ تھا جیسا کہ ادریسؑ کو کائنات علویہ
عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْعُلْوِيَّاتِ	کے ذریعہ قرب حاصل ہے اسکی وجہ یہ ہے
وَذٰلِكَ لِأَنَّ السُّبُّوحَ	کہ اسم پاک سبوح کے مفہوم کو علویات
يُنَاسِبُ الْعُلْوِيَّاتِ	سے خاص مناسبت ہے اور ایسے ہی
وَالْقُدُّوسَ يُنَاسِبُ	قدوس کو سفلیات سے خاص مناسبت
السُّفْلِيَّاتِ وَلِهٰذَا أُهْلِكَ	ہے اور اسی بنا پر انکی قوم کو ہلاک
قَوْمُهُ ثُمَّ أَخَذَ فِي	کیا گیا، اور ہلاکت کے بعد وہ نسل
الْاِسْتِيلَادِ وَالزَّرْعِ وَالْاِنْتَاجِ	افزائی اور زمین کی پیداوار بڑھانے
وَغَيْرِهَا وَكَانَ آدَمًا ثَانِيًا	میں مصروف رہے اور آدم ثانی کا لقب پایا

ہود علیہ السلام

هُودٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَبْدَأُهُ	نوح علیہ السلام کی طرح ہود علیہ

تَعَيُّنُهُ السَّلْبِيَّاتِ كَنُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدِ اكْتَسَبَ كَمَالًا مِنَ الْكَمَالَاتِ الْبَدْءِ وَمِنْهُ عِلْمُ التَّوْحِيدِ فَقَالَ إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ وَلَيْسَ بِمَمْحُوضِ الْبَدْءِ فِيمَا نَعْلَمُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَرَاتِبِ أَنْبِيَائِهِ وَهُوَ مُتَرَاكِمُ الْمِزَاجِ.

السلام کے تعین کا مبدأ سلبیات ہیں ہے اور کمالات مبدأ میں سے ان کا ایک کمال اکتسابی ہے اور ان کے فروع میں سے علم توحید ہے اور اسی بنا پر قرآن کریم میں ان کا یہ قول منقول ہے کہ اِنَّ رَبِّی عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ جہاں تک ہم جانتے ہیں، ہود علیہ السلام کا مبدأ تعین خالص نہیں تھا، اور اللہ رب العزت اپنے انبیاء کرام کے مراتب کو بخوبی جانتا ہے اور وہ متراکم المزاج تھے

صالح علیہ السلام

صَالِحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِثْلُ هُودٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْمَبْدَإِ وَالْكَمَالِ الْمُكْتَسَبِ وَلَهُ التَّجَلِّي الْأَضَافِيُّ حَالًا وَلِذٰلِكَ أَظْهَرَ شُرُورَ قَوْمِهِ فِي صُورَةِ النَّاقَةِ كَمَا مَرَّتْ إِلَيْهِ الْإِشَارَةُ وَمِنَ الْقَوَاعِدِ

صالح علیہ السلام کا مبدأ تعین اور ان کا کمال مکتسب ہود علیہ السلام کی طرح تھا، اور انہیں تجلی اضافی حالی کی خصوصیت حاصل تھی اسی بنا پر ان کی قوم کی شرارتیں اونٹنی کی شکل میں نمودار ہوئیں جیسا کہ یہ چیز بطور اشارہ کے ذکر ہو چکی ہے اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جن

لمُطَّرِدَةِ اَنَّ كُلَّ نَبِيٍّ	انبیاء کرام کا مبدأ تعین سلبی ہے ان کی
سَلْبِيٍّ يُهْلَكُ قَوْمُهُ وَلَا	قوم پر عذاب استیصال نازل ہوتا ہے
يَتَغَلْغَلُ فِيهِمْ دَعْوَتُهُ	اور ان کی دعا ان کے حق میں زیادہ مؤثر
وَلَا عَكْسَ وَانْقَطَعَتْ سِلْسِلَةُ	ہوتی ہے اور اس کا خلاف قطعاً نہیں
التَّرَاكُمِ وَالسَّلْبِ بِصَالِحٍ	ہوتا تراکم اور سلبیات کا سلسلہ صالح علیہ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ خَاتَمُ	السلام پر ختم ہو گیا چنانچہ آپ اپنے
السَّلْبِيِّينَ الْمُتَرَاكِمِينَ زَمَانًا	زمانہ کے خاتم السلبیین والمتراکمین ہیں،

ابراهيم و اسماعيل عليهما السّلام

اِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ	ابراہیم علیہ السلام کی شان بہت
وَلَهُ شَانٌ عَظِيمٌ وَمِنْهُ	بلند ہے تعری اور ایجاب کا سلسلہ ان
شُرِعَ سِلْسِلَةُ التَّعَرِّي	ہی سے شروع ہوا اور انکے تعین کا مبدأ
وَسِلْسِلَةُ الْإِيجَابِ وَمَبْدَأُ	اجمالی الحی القیوم ہے ان کے مزاج میں
تَعَيُّنِهِ الْحَيُّ الْقَيُّومُ مِنْ	سبوغ اور صلابت دونوں شامل ہیں،
حَيْثُ الْإِجْمَالِ وَمِزَاجُهُ	ورنہ انہیں یہ انتہائی کمال نہ حاصل ہوتا
فِيهِ نَوْعُ صَلَابَةٍ وَنَوْعُ	اور اگر یہ دونوں چیزیں ان میں نہ پائی
سُبُوغٍ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمْ يَكْمُلْ	جائیں تو ان کا کمال تام نہ ہوتا اور اگر
كَمَالُهُ التَّامُّ وَلَوْ كَمُلَا فِيهِ	یہ دونوں چیزیں ان میں بدرجہ کمال
لَمْ يَكُنْ مِنْ تَمَاثِيلِ	ہوتیں تو ان میں اجمال کا تمثل نہ ہوتا

لِاِجْمَالٍ فَانْقَبَضَ قَلْبُهٗ	اس سے انکے دل میں انقباض پیدا ہوا
فَطَلَبَ وَلَدًا مُّهِلًا	اور انہوں نے بارگاہ الٰہی میں بیٹے کی
لِثِقْلِهٖ وَتَفْصِيلًا لِشِدَّةِ	درخواست کی جو بوجھ اٹھانے میں ان کا
اِجْمَالِهٖ فَرُزِقَ	معاون ثابت ہو اور ان کے مرتبہ

اجمال کی تفصیل کرے چنانچہ انہیں ولد صالح عطا کیا گیا۔

اسماعیل علیہ السلام

اِسْمٰعِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ	اسماعیل علیہ السلام اسم پاک العلی
وَهُوَ مِنْ تَمَاثِيْلِ الْعَلِيِّ	کا تمثل تھے جس سے انکو تسکین اور شرح
تَسْكُنُ بِهٖ قَلْبُهٗ وَانْشَرَحَ	صدر حاصل ہوا اسکے بعد وجدانی غلبہ کی
فَاُمِرَ فِيْ غَلَبَاتِ وَجْدٍ	حالت میں جو آپ کی استعداد کا تقاضا
بِالضَّرُوْرَةِ الْاِسْتِعْدَادِيَّةِ	تھا اس بات پر مامور ہوئے کہ ان سے
اَنْ يَّصْدُرَ مِنْ نَفْسِهٖ	اس کمال مطلق کا تمثال صادر ہو اور اس
تِمْثَالًا لِهٰذَا الْكَمَالِ	چیز میں ابراہیم علیہ السلام کیساتھ اسماعیل
الْمُطْلَقِ وَيَشْتَرِكُ فِيْهِ اِسْمٰعِيْلُ	علیہ السلام بھی شریک تھے چنانچہ آپ کو
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَانْسَلَخَ	سخت انسلاخ کی حالت پیش آئی، اور
انْسِلَاخًا قَوِيًّا فَاَصْدَرَ	آپ سے بیت اللہ کا ظہور ہوا، جو عالم
مِنْ نَفْسِهٖ بَيْتَ اللّٰهِ اِذْ هُوَ	حس میں مظہر ذات کا جامع ہے پھر لوگوں
فِيْ عَالَمِ الْحِسِّ بِاِزَاءِ الْجَامِعِ	کے دلوں میں محبت ڈالی گئی کہ وہ اس

لِلشَّتَاتِ، وَجَعَلَتْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِ مَيْلَ التَّفْصِيْلِ اِلَى الْاِجْمَالِ بِالْاَمْرِ التَّشْرِيْعِيِّ لِلْعَامَّةِ وَالْاَمْرِ الْاِسْتِعْدَادِيِّ لِلْخَاصَّةِ ۔

ثُمَّ هَبَطَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى التَّفْصِيْلِ فَانْقَبَضَ قَلْبُهٗ ثَانِيًا لِمَا لَمْ يَكُنْ هُنَالِكَ ضَابِطَةٌ لِكَمَالِهِ التَّفْصِيْلِيِّ فَبُشِّرَ بِاِسْحٰقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَكَانَ مِنْ تَمَاثِيْلِ الْعَظِيْمِ فَانْشَرَحَ بِهٖ قَلْبُهٗ ثُمَّ اُمِرَ فِيْ غَلَبَاتِ وَجْدِهٖ اَنْ يَّصِلَ رَمْزَ نَفْسِهٖ بَيْتًا جَامِعًا اٰخَرَ فَبَنٰى بَيْتَ الْمَقْدِسِ وَهٰذَا ذَوْقُنَا وَهُوَ الْمُرَادُ بِالْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ كَانَ بَيْنَ بِنَائِهِمَا اَرْبَعُوْنَ سَنَةً

خانۂ خدا کی طرف کھنچ کر آئیں، عوام کو تو شرع نے اس پر مامور کیا، اور خواص نے اپنی استعداد کے مطابق اس پر مائل کیا اسی کا نام اجمال کی جانب تفصیل کا مائل ہونا ہے،

پھر آپ تفصیل کی طرف مائل ہوئے اور پھر دوبارہ ابراہیم علیہ السلام کا قلب منقبض ہوا کیونکہ آپ کے کمال تفصیلی کا کوئی ضابطہ نہیں تھا، چنانچہ آپ کو اسحق علیہ السلام کی بشارت دی گئی جو اسم پاک العظیم کا تمثل تھے اس سے آپکی طبع مبارک میں شگفتگی پیدا ہوئی اسکے بعد وجدانی غلبہ کی حالت میں پھر دوبارہ آپ کو حکم دیا گیا کہ ایک دوسرا گھر عبادت کا تعمیر کریں جو تفرقات کا جامع ہو اور انہوں نے بیت المقدس کو تعمیر کیا ہمارا ذوق سلیم یہی کہتا ہے اور اس حدیث کے کہ کعبہ اور بیت المقدس کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہے یہی معنی سمجھتے ہیں۔

والمذبوح عندنا اسمعيل عليه السلام لانه اشد اجمالا من اسحق عليه السلام وسيأتي عليك تتمة الكلام في سر الذبيح وبالجملة فاسحق منبع الكمال التفصيلي واسمعيل منبع الكمال الاجمالي ۔

ہمارے نزدیک اسماعیل علیہ السلام مذبوح تھے کیونکہ اسحق علیہ السلام کی ذات میں بہ نسبت انکے اجمال زائد تھا اس کی کچھ تفصیل بعد میں آئے گی خلاصہ یہ کہ اسحق علیہ السلام کمال تفصیلی اور یہ اسماعیل علیہ السلام کمال اجمالی کا منبع تھے

یعقوب اور یوسف علیہما السلام

ويعقوب عليه السلام مبدأ الشئون ولذلك كان ابا للانبياء وسنخهم واليه تعزى حكم اجمالهم وهو بالنسبة الى موسى عليه السلام كابراهيم عليه السلام بالنسبة الى نبينا صلى الله عليه وسلم ويوسف عليه السلام سنخه الولي وقد كان تغلغل فيه الجمال كل التغلغل ولذلك

یعقوب علیہ السلام مبدء شئون تھے اس لئے وہ ابو الانبیاء بنی اسرائیل کے مقتدا قرار پائے چنانچہ تمام بنی اسرائیل کے اجمال کے احکام انہیں کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور آپ کو موسے علیہ السلام وہی نسبت ہے جو کہ ابراہیم علیہ السلام کو ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ حاصل ہے، یوسف علیہ السلام کا مبدء تعین الولی تھا اور صفت جمالی نے انتہائی درجہ تک اس میں سرایت کی تھی، یہاں تک

ظَهَرَ الجَمَالُ فِی بَنِیْهِ دُ لَمْ یَکُنْ شَرْحًا لِیَعْقُوْبَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَلَا مُرْسَلًا حَتّٰی تَأَیَّدَ بِفَیْضِهِ وَذٰلِکَ لِشِدَّةِ شَفَّافِیَّتِهِ ۔

کہ ان کا ظاہری جسم بھی جمال ظاہر کا اعلیٰ تزین نمونہ تھا، آپ اس وقت تک یعقوب علیہ السلام کے کمال کی شرح اور تفصیل نہیں تھے اور نہ ہی وہ نبی مرسل تھے یہاں تک کہ ان کے فیض سے مؤید ہوئے۔ اور یہ ان کے کمال شفافیت کی بنا پر تھا۔

وَالعَامَّۃُ زَعَمُوْا اَنَّ الْوَلِیَّ لَهٗ ثَلٰثَۃُ مَعَانٍ بِالْاِشْتِرَاکِ اَحَدُهَا الْقُرْبُ یُقَالُ وَلِیَ یَلِیْ اَیْ قَرُبَ یَقْرُبُ وَثَانِیْهَا وَلِیٌّ اَیْ تَوَلَّی الْاَمْرَ وَمِنْهُ الْوَلِیُّ لِلْوَصِیِّ وَلِلْوَالِیْ وَلِلسُّلْطَانِ وَثَالِثُهَا وَلِیٌّ اَیْ اَحَبَّ وَنَحْنُ نَقُوْلُ لَهٗ مَعْنًی وَاحِدٌ وَهُوَ الْقُرْبُ الَّذِیْ اَلْاَزَلِیُّ وَیَلْزِمُهُ الْحُبُّ وَالْقُرْبُ وَیَتَفَرَّعُ عَلَیْهِ التَّوَلِّیْ الَّذِیْ قَدْ یُعَبَّرُ عَنْهُ بِالسِّیَادَةِ وَفَرْقٌ بَیْنَ مُطْلَقِ الْقُرْبِ الذَّاتِیْ

عوام کا خیال ہے کہ اَلْوَلِی کے تین معنی ہیں، اور ان معانی ثلاثہ پر علیٰ سبیل الاشتراک اسکا اطلاق ہوتا ہے ایک ان میں قرب ولی یلی کے معنی قرب کے ہیں، دوسرے سرپرست اسی معنی کے لحاظ سے وصی حاکم اور بادشاہ کو ولی کہا جاتا ہے، تیسرے محبت اور محبوب لیکن ہمارے نزدیک اس کے ایک ہی معنی ہیں، وہ یہ کہ اس (اللہ تعالیٰ) کو اپنے بندوں سے قرب ذاتی ازلی حاصل ہے محبت اور سرپرستی کے معنی اسی کے ضمن میں آجاتے ہیں مطلق قرب ذاتی ازلی اور اَلْوَلِی کی

الأزلي وبين الولي الذي منه
يوسف فإنه جمال في جمال
ويختص بالهيئة الجمالية
المخصوصة كما ذكرنا الفرق بين
الكفر والإيمان في بعض التآويل
الشرعية فهذا هو الولي الذي
هو يوسف أما الولي الذي هو
من تماثيله فتى واحد ألطف
من هذا وأعلى وأبهى وقال
عليه السلام أنت وليي في الدنيا
والآخرة يعني بذلك في البطن
الرابع إنك أنت الذي وليتني
أي خلقتني وليا في الدنيا و
الآخرة وأنت الذي ظهرت
من قبل اسمك الولي حتى كنت
وجدت وصدرت معنى
الولاية في الدنيا والآخرة وقد
طلب من بطن الخامس من
هذا الدعاء أن يظهر الله

مفہوم میں جو یوسف علیہ السلام کا مبدء
تعین ہے بڑا فرق ہے موخر الذکر جمال
در جمال ہے اور خالص ہیئت جمالیہ کے
ساتھ مخصوص ہے یہ فرق بعینہ ایسا ہے
جو ہم نے اپنی بعض تصانیف شرعیہ میں
الکفر اور ایمان کے معنی کے درمیان
بیان کیا ہے یہ وہ ولی ہے جو عین
یوسف ہے لیکن وہ ولی جسکے وہ تمثل
تھے وہ اس سے لطیف تر اعلیٰ اور
زیادہ شاندار ہے اور آپ کا فرمان ہے
انت ولی فی الدنیا والاخرۃ
بطن رابع میں اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ تو
ہی میرا ولی ہے کہ مجھے پیدا کیا ، تو ہی
دنیا و آخرت میں میرا سرپرست ہے
اور تیرے ہی اسم پاک الولی سے میرا
ظہور ہوا چنانچہ میں معرض وجود میں آیا
اور دنیا و آخرت میں ولایت کا مظہر ہوا
اور بطن خامس میں انہوں نے اس دعا
سے یہ درخواست کی کہ اللہ سبحانہ و

سُبْحَانَہٗ بِاِسْمِہِ الْمَوْلٰی تَارَۃً	تعالےٰ قرب قیامت پر ایک دفعہ
اُخْرٰی عِنْدَ قُرْبِ الْقِیَامَۃِ	پھر وہ اسم پاک المولیٰ کے لباس میں ظہور
لِیَنْصَبِغَ ذٰلِکَ الرَّجُلُ بِالْاِسْمِ	فرمائے تاکہ وہ شخص اسم جامع محمدی اور
الْجَامِعِ الْمُحَمَّدِیِّ ثُمَّ الْاِسْمِ الْجَامِعِ	پھر اسم جامع عیسوی کے رنگ میں رنگا
الْعِیْسَوِیِّ بَعْدَ اَنْ کَانَ حَلِیْمًا	جائے جو کہ بعد ازیں حکیم معصوم اور ذی وجاہت
مَعْصُوْمًا وَجِیْھًا مُحِیْطًا لِلنَّشْأٰتِ	تھا تمام الواع ارتقاء پر احاطہ کئے ہوئے
مُتَغَلْغِلًا فِی الْجَمَالِ لَا یَدَ لَہٗ	تھا جمال اس کے تمام اجزاء میں سرایت
اِلَّا الْجَمَالُ وَلَا رِجْلَ لَہٗ اِلَّا	کئے ہوئے تھا چنانچہ اس کے ہاتھ پاؤں
الْجَمَالُ وَلَا لِسَانَ لَہٗ اِلَّا الْجَمَالُ وَ	اور اس کی زبان اور دل سب ہی
لَا فُؤَادَ لَہٗ اِلَّا الْجَمَالُ فَیَکُوْنُ شَرْحًا	مجسم اور پیکر جمال تھے تاکہ یہ شخص یوسف
لِیُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَمُؤَدِّیًا	علیہ السلام کیلئے بمنزلہ شرح کے ہو اور اس
لِحُقُوْقِ شَفَاقِیَّتِہٖ وَفَتَّاحًا لِاَخِیْلَۃٍ	کے شفافیت کے حقوق بجالائے غوامض
قِلَاعِ الْغَوَامِضِ وَمُسَخِّرًا لَہٗ	اسرار کے قلعے اسکے لئے فتح کرے اور
اَقَالِیْمَ الْعُلُوْمِ فَیَسْکُنَ بِہٖ	اقالیم علوم کو اسکے لئے مسخر کر دے کہ جس
جَاشُہٗ وَتَقَرَّ بِہٖ عَیْنُہٗ وَلَعَلَّ	سے اس کی آنکھ کو نور اور دل کو سرور پہنچے گا (اس
اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ قَدْ اَجَابَ دُعَائَہٗ	مقام پر بھی شاہ صاحب نے اپنا حال بیان فرمایا
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔	ہے) اور شاید اللہ تعالےٰ نے یوسف علیہ السلام

کی اس دعا کو شرف اجابت بخشا، والحمد للہ رب العالمین ،

وَلَعَلَّ الشَّفَاقِیَّۃَ قَدْ لَجَّ بِھَا	اور غالباً یوسف علیہ السلام کو شفافیت

يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ	سے گہرا تعلق تھا اسلئے تمام انبیاء کرام
فَاخْتُصَّ بِهَا مِنْ بَيْنِ	میں اس صفت کی بنا پر انہوں نے
الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّهَا تَقْتَضِي	خصوصیت حاصل کی اور اسکا اقتضاء
بِدَايَتُهَا اللُّحُوقَ بِالصّٰلِحِيْنَ	لحوق بالصالحین ہے کہ جسکی انہوں نے
كَمَا سَأَلَ وَأَيُّ صَالِحٍ	اپنی دعا میں درخواست کی ہے، اور
أَتَمُّ شَأْنًا وَأَعْظَمُ بُرْهَانًا	سیدنا و مولانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مِنْ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا رَسُوْلِ	سے بڑھکر کس کی صلاح کامل اور کس کی
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	برہان اعظم تر ہوسکتی ہے اور اگر آپکا کوئی
وَلَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُ خَلِيْفَةٌ	خلیفہ نہ ہو کہ جسکو آپ سے لحوق حاصل ہو تو
يَلْحَقُ بِهِ فَأَيْنَ دُعَاءُهُ ۔	پھر آپکی دعا کی کیا حقیقت باقی رہ سکتی ہے

ایوب اور شعیب علیہما السلام

أَيُّوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ	ایوب علیہ السلام کا مبدء تعین
بِمَحْضِ الْمَبْدَءِ وَالَّذِيْ يَتَرَاءَى	خالص نہیں تھا معلوم ہوتا ہے، کہ
أَنَّهُ مِنْ تَمَاثِيْلِ الشُّئُوْنِ عَلَى	بعض شئون کے وہ تمثل تھے جس سے
غِرَّةٍ وَلِذٰلِكَ ابْتُلِيَ بِالْبَلَاءِ	وہ بے خبر تھے اس لئے وہ بلاء عظیم
الْعَظِيْمِ ثُمَّ ابْتُلِيَ بِالْبَلَاءِ الْجَسِيْمِ۔	اور پھر بلاء جسیم میں مبتلا ہوئے،
وَكَذٰلِكَ شُعَيْبٌ عَلَيْهِ	اور اسی طرح شعیب علیہ السلام کا
السَّلَامُ لَيْسَ مَحْضًا وَلَهُ	مبدء تعین خالص نہیں تھا، اس میں

شَوْبٌ مِنَ السَّلْبِ	سلب کی آمیزش بھی اور میرا خیال ہے
وَاَرٰی اَنَّهٗ لَمْ یُهْلِكْ	کہ وہ قوم کی ہلاکت کا باعث نہ تھے
قَوْمَهٗ اِلَّا اَنَّهُمْ اَهْلَكُوْا	انہوں نے خود اپنے آپ کو ہلاک کیا
اَنْفُسَهُمْ فَصَارَ مُهْلِكًا	تو آپ کو ان کا مہلک قرار دیا گیا کیونکہ
لِشِدَّةِ اقْتِرَابِهٖ بِقُرْبِ	ان کو قرب فرائض کا کمال بدرجۂ اتم
الْفَرَائِضِ ثُمَّ جُعِلَ	حاصل تھا، اس کے بعد ان کو امیت
اٰمِنًا بَعْدُ ؛	بھی حاصل ہوئی ۔
وَاَمَّا لُوْطٌ عَلَیْهِ السَّلَامُ	اور لوط علیہ السلام کا مبدء تعین بھی
فَاِنَّهٗ اَیْضًا لَیْسَ مَمْحُوْضًا	خالص نہیں تھا، وہ ابراہیم علیہ السلام
وَهُوَ مِنْ تَخَالِیْطِ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ	کی طرح تخلیطات سے تھے، جیسا کہ
السَّلَامُ كَمَا شُعَیْبٌ عَلَیْهِ	شعیب علیہ السلام یعقوب علیہ السلام
السَّلَامُ مِنْ تَخَالِیْطِ یَعْقُوْبَ	کی تخلیطات سے تھے وہ بھی قوم کی ہلاکت
عَلَیْهِ السَّلَامُ وَلَمْ یُهْلِكْ قَوْمَهٗ	کا باعث نہیں ہوئے، بلکہ انہوں نے
وَاِنَّمَا اَهْلَكُوْا اَنْفُسَهُمْ فَانْعَكَسَ	خود اپنے آپ کو ہلاک کر دیا، نتیجہ یہ
الْاِهْلَاكُ فِیْهِ لِشِدَّةِ اقْتِرَابِهٖ	ہوا کہ اہلاک منعکس ہو گیا، کیونکہ قرب
بِقُرْبِ الْفَرَائِضِ ۔	فرائض میں آپکو کامل درجہ کا اقتراب حاصل تھا

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السّلام

مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ مَبْدَءُهٗ	موسیٰ علیہ السلام کا مبدء تعین ثبوتیات

اثبوتیات ولذلک کان اطولهم کتابا واوسعهم علما واشرفهم ارشادا واکثرهم امة واصلبهم فی المقامات واکسبهم للکمالات ولذلک امر بالجهاد وساس الامم سیاسة عظیمة وهو اشبه الانبیاء برسولنا صلی الله علیه وسلم فی التبحر فی فنون الکمالات الا انه لیس بخاتم الانبیاء۔

وهارون علیه السلام حکمی النبوة وانما هو ردء لاخیه وعضد له تلیین اذا اصلب ومزاج موسی علیه السلام صلب اشد الصلابة۔

وعلمه الخضر ان فی

تھا، لہذا آپ کی کتاب سب سے بڑی اور آپ کا علم بہت وسیع اور ارشاد کے اعتبار سے آپ سب سے زیادہ اشرف تھے اور آپ کی امت بھی بہت زائد تھی، مقامات میں آپ کو قدم راسخ اور کمالات میں اعلیٰ درجہ کا اکتساب حاصل تھا اور اسی لیے آپ مامور بہ جہاد ہوئے اور بڑی حسن تدبیر کیساتھ اپنی امت کے انتظامات انجام دیئے انواع کمالات میں آپ تبحر کے لحاظ سے ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ تھے مگر آپ خاتم الانبیاء نہیں تھے،

اور ہارون علیہ السلام کی نبوت حکمی تھی وہ تو اپنے بھائی کے معاون اور مددگار تھے جب موسیٰ علیہ السلام شدت فرماتے تو وہ نرمی کرتے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں شدت اور صلابت بہت زائد تھی،

اور خضر علیہ السلام نے آپ کو یہ بتلایا

قُرْبِ النَّوَافِلِ مَقَامَاتٌ بِإِزَاءِ مَقَامَاتِ قُرْبِ الْفَرَائِضِ فَقَتَلَ الصَّبِيَّ كَمَا أَغْرَقَ فِرْعَوْنَ وَأَقَامَ الْجِدَارَ بِلَا أَجْرٍ كَمَا سَقَى لِشُعَيْبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَخَرَقَ السَّفِينَةَ كَمَا أَلْقَتْهُ فِي الْيَمِّ أُمُّهُ وَتَجَلَّى اللّٰهُ سُبْحَانَهُ عَلَيْهِ فِي صُورَةِ النَّارِ لِنَارِيَّةِ مِزَاجِهِ وَصَلَابَةِ أَخْلَاقِهِ وَكَلَّمَهُ شِفَاهًا لِشِدَّةِ اقْتِرَابِهِ بِقُرْبِ الْفَرَائِضِ وَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ شُعَيْبًا عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قِصَّةِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ لِأَنَّهُ لَيْسَ بِمُتَحَقِّقٍ مِنْ حَيْثُ النُّبُوَّةِ وَإِنَّمَا سَطَعَ سُطُوعًا فِي قُرْبِ الْفَرَائِضِ عِنْدَ الْأَهْلِ الْإِلٰهِ.

کہ قرب نوافل میں بھی ایسے مقامات ہیں جو قرب فرائض کے مد مقابل ہیں چنانچہ انہوں نے لڑکے کو قتل کیا، جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو غرق کیا اور دیوار کو بلا اجرت سیدھا کرنا ایسا تھا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو پانی پلایا اور کشتی میں شگاف کرنا ایسا تھا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے تابوت میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا تھا اور کیونکہ آپ آتشیں مزاج تھے اور آپ کے اخلاق میں صلابت تھی اسلئے اللہ تعالےٰ نے آگ کی صورت میں انکے سامنے تجلی فرمائی، اور قرب فرائض میں کمال حاصل تھا اسلئے اللہ تعالےٰ نے بلا واسطہ کلام فرمایا اور موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے شعیب علیہ السلام کا تذکرہ نہیں کیا کیونکہ ان کا تعین بدء سے خالص نہ تھا ان کی قوم

کی ہلاکت کے وقت ہی انہیں قرب فرائض میں کمال حاصل ہوا۔

وَیُوشَعُ وَشَمُوئِیْلُ	اور یوشع اور شموئیل علیہما السلام
عَلَیْہِمَا السَّلَامُ لَیْسَا مِنَ	کا مبداء بھی خالص نہیں تھا، اور
الْمَحْوضِیْنَ وَاِلْیَاسَ	الیاس علیہ السلام کے مزاج میں موسیٰ
عَلَیْہِ السَّلَامُ صُلْبٌ مِثْلُ	علیہ السلام کے مزاج کی طرح صلابت
مُوسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلِذٰلِکَ	تھی اسی واسطے ان کا معجزہ آگ کو
کَانَ خَرْقُہٗ تَسْخِیْرَ النَّارِ وَکَانَ	مسخر کرنا تھا اور وہ جنگلوں اور بیابانوں
صَاحِبَ الْعَجَائِبِ وَالْقِفَارِ	میں گھومتے تھے،

حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام

دَاؤدُ عَلَیْہِ السَّلَامُ	داؤد علیہ السلام کا مبدء تعین الملک
مَبْدَأُہُ الْمُلْکُ وَمِزَاجُہٗ	تھا اور ان کے مزاج میں سیوغ تھا،
سَابِغٌ وَوَرِثَہٗ سُلَیْمَانُ عَلَیْہِ	سلیمان علیہ السلام انکے وارث اور
السَّلَامُ وَکَانَ خَاتَمَ التَّسْخِیْرِ	تسخیر و بادشاہت کے خاتم تھے میری
وَالْمُلْکِ وَعِنْدِیْ اَنَّہٗ خَاتَمٌ	رائے میں ان کا یہ خاتم ہونا بالفعل اور
بِالْفِعْلِ وَالْقُوَّۃِ جَمِیْعًا وَاُوْتِیَتْ	بالقوۃ دونوں اعتبار سے تھا، داؤد
مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اَیْ مِنَ الْحُسْنِ	اوتیت من کل شیء اس سے مراد
وَالْجَمَالِ وَالْکِتَابِ مَعَارِفِ	حسن و جمال اور معارف حکمت کا
الْحِکْمَۃِ وَمَعَارِجِ الْعَجَائِبِ	الکتاب وغیرہ کمالات ہیں لیسعیاہ اور

وَيَسْعِيَاهُ وَيُونُسَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَيْسَا مَمْحُوضَيْنِ وَلَوْ لَا طُغْيَانُ قَوْمِ يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَا جُعِلَ رَسُوْلًا فِي غَلَبَاتِ قُرْبِ الْفَرَائِضِ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اَيْضًا لَيْسَا مَمْحُوضَيْنِ ۔	یونس علیہما السلام کا مبدء خالص نہیں تھا، یونس علیہ السلام پر قرب فرائض اسقدر غالب تھا، کہ اگر ان کی قوم کا تمرد اور طغیان ملحوظ نہ ہوتا تو ان کو رسالت سے سرفراز نہ کیا جاتا، اسی طرح یحییٰ اور زکریا علیہما السلام کا مبدء تعین بھی خالص نہیں تھا،

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

وَعِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ مِنْ اَتَمِّ الْاَنْبِيَاءِ شَانًا وَاَجَلِّهِمْ بُرْهَانًا وَمِزَاجُهُ السُّبُوْغُ وَلِذٰلِكَ كَانَتْ مُعْجِزَاتُهُ سُبُوْغِيَّةً كُلُّهَا وَكَانَ وُجُوْدُهُ مِنْ طَرِيْقِ السُّبُوْغِ وَلِذٰلِكَ حُقَّ لَهُ اَنْ يَنْعَكِسَ فِيْهِ اَنْوَارُ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَزْعُمُ الْعَامَّةُ	عیسیٰ علیہ السلام کی شان بہت بلند تھی اور ان کو زبردست دلائل اور کھلی نشانیاں دیکر رسول بنایا گیا تھا انکے مزاج میں سبوغ تھا، چنانچہ انکے معجزات بھی تمامتر سبوغ ہی کے طور پر تھے اور انکے معرض وجود میں آنے کا نتیجہ بھی سبوغ ہی تھا، اور اسی واسطے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کا ان کی ذات میں منعکس ہونا ضروری ہے، عوام کا خیال ہے، کہ

اِنَّہ اِذَا نَزَلَ فِی الْاَرْضِ	جو وقت وہ دوبارہ زمین پر اتریں گے
کَانَ وَاحِدًا مِنَ الْاُمَّۃِ کَلَّا	تو ان کی نوعیت ایک امتی کے طرز پر
بَلْ ھُوَ شَرْحٌ لِلْاِسْمِ الْجَامِعِ	ہوگی ایسا نہیں بلکہ ان کا نزول اسم
الْمُحَمَّدِیِّ وَنُسْخَۃٌ مُنْتَسِخَۃٌ	جامع محمدیؐ کی شرح اور تفصیل ہے اور
مِنْہُ فَشَتَّانَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ	اسکی نقل اور خاکہ ہے اسلیئے انکا اور ایک
اَحَدٍ مِنَ الْاُمَّۃِ اِلَّا اَنْ	امتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے اتنی
یَتَّبِعَ الْقُرْاٰنَ وَیَأْتَمَّ بِخَاتَمِ	بات ضرور ہے کہ وہ قرآن کریم کے متبع
الْاَنْبِیَاءِ وَذٰلِکَ لَا یَقْدَحُ	ہونگے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
فِیْ کَمَالِہٖ بَلْ یُؤَیِّدُہٗ	نقش قدم پر چلیں گے لیکن اس سے انکے
تَنَوَّرَتْ وَھُوَ مِنْ اَیَّامِ مَحَاقٍ	کمال میں کسی قسم کا فرق نہیں آتا، بلکہ
لِشُرُوْرِ الْیَھُوْدِ وَلِذٰلِکَ نَزَلَ	اور تائید ہوتی ہے وہ باعتبار اپنی ذات
بَیْنَ یَدَیِ الْقِیَامَۃِ وَسَیَاْتِیْکَ	کے یہود کی شرارتوں کے لئے محاق
تَمَامُ الْکَلَامِ ۔	تھے اور اسی بناپر وہ پھر دوبارہ قیامت کے

قریب دنیا میں نزول فرمائیں گے۔ اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی۔

(فائدہ) مہینہ کی آخری تاریخوں میں جبکہ چاند بالکل بے نور ہو کر آنکھوں سے اوجھل ہوجاتا ہے تو اسے محاق کہتے ہیں،

سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ کی	ہمارے نبی اکرم سید المرسلین

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ تِمْثَالُ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ مِنْ حَيْثُ التَّفْصِيْلِ وَهُوَ جَمْعٌ لِجَمِيْعِ الْوُجُوْهِ مَعَ سُبُوْغٍ وَسِعَةٍ وَلِذٰلِكَ تَبَحَّرَ فِي الْكَمَالَاتِ وَخَتْمِ النُّبُوَّةِ وَفَضْلِهِ عَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ كُلِّهِمْ بِوُجُوْهٍ هَيْئَتِهِ عَيْنُهٗ اُمِّيَّةٌ اَجْمَعِيَّةٌ اِسْمُ الظَّاهِرِ مِنْ تَوَاجُدِهٖ هٰذَا وَاَمَّا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تُفَضِّلُوْنِيْ عَلٰى يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَمَعْنَاهُ عِنْدَنَا عَمِيْقٌ ٭

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس الحی القیوم کا تمثل ہے جو سبوغ اور وسعت کیساتھ تمام وجوہ مختلفہ کا جامع ہے جس کی بنا پر آپکے تمام کمالات انتہائی درجہ تک پہونچے ہوئے تھے اور آپ خاتم النبیین قرار پائے اور آپکو تمام انبیاء کرام پر فضیلت بخشی گئی، جس کی کئی وجوہ ہیں آپ کی ہیت عینیہ ایک جامع امیت تھی اور جو اسم پاک آپکا تعین مبدأ آپ کے قلب سے طلوع کئے رہتا تھا، اور آپ کا فرمان کہ مجھے یونس بن متی سے افضل نہ کہو اس کے معنی انمیق ہیں

وَكُشِفَ سِرُّهٗ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَمَّا تَجَلّٰى فِيْ اَعْيَانِ الرُّسُلِ وَانْتَظَمَ بِتَجَلِّيْهِ ذٰلِكَ اَمْرُ الشَّرْعِ اسْتَوَتِ الشَّرَائِعُ فِي الْحَقِيْقَةِ وَالثَّبَاتِ وَلَيْسَ هُنَاكَ فَضْلٌ اِلَّا

اور اس کہنے کا راز یہ ہے کہ اللہ کی ذات اقدس نے اعیان رسل میں تجلی فرمائی کہ جسکی بنا پر نظام تشریعی مکمل ہوا چنانچہ حقیقت اور ثبوت کے لحاظ سے تمام شریعتیں برابر ہیں کمالات ازلیہ کے علاوہ اور کسی

فِي الْكَمَالَاتِ الْاَزَلِيَّةِ فَكُلُّ نَبِيٍّ اٰمِرٌ بِاَوَامِرَ حَقَّةٍ لَا رَيْبَ فِيْ حَقِيْقَتِهَا وَاِنِ اخْتَلَفَ تَلَقِّيْهَا مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ عَلٰى حَسَبِ اخْتِلَافِ الْاَعْيَانِ وَبِالْجُمْلَةِ فَالتَّفَاضُلُ مُنْتَفٍ مِنْ حَيْثِيَّةِ حَقِيْقَةِ الشَّرَائِعِ وَاَحَقِّيَّتِهَا مِنْ قَبْلِ التَّلَقِّيْ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَاِنَّمَا التَّفَاضُلُ بِحَسَبِ اسْتِعْدَادَاتِ الْاَعْيَانِ ؕ

قسم کا تفاضل نہیں اور انبیاء کرام نے جو احکام خداوندی لوگوں تک پہنچائے ہیں ان کی سچائی میں کسی قسم کا شبہ نہیں البتہ طریق تلقی اور اخذ عن اللہ کی نوعیت اعیان کے مختلف ہونے کے لحاظ سے ہر ایک پیغمبر کے حق میں مختلف ہے، خلاصہ یہ کہ تفاضل کی نفی اس وجہ سے کی گئی ہے کہ تمام انبیاء کرام کی شریعتیں دوسری حیثیات سے قطع نظر کرکے نفس سچائی کے لحاظ سے بالکل برابر ہیں، کیونکہ تفاضل صرف اس حیثیت سے ہے کہ انکے اعیان کی استعدادات مختلف ہیں۔

وَمِثْلُ ذٰلِكَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو وَبَكْرٌ مُتَّفِقُوْنَ فِي الْاِنْسَانِيَّةِ وَالْاِنْسَانُ مُتَوَاطِئٌ فِيْهِمْ وَاِنِ اخْتَلَفُوْا فِي الْاَعْيَانِ اَوَّلًا وَفِي الصِّفَاتِ بِحِذَاءِ اخْتِلَافِهِمْ فِيْهَا فَالْاِنْسَانِيَّةُ نَشْاَةٌ قَرِيْبَةٌ وَالْاَعْيَانُ نَشْاَةٌ بَعِيْدَةٌ

اس کی مثال یہ ہے کہ زید عمرو بکر نفس انسانیت کے لحاظ سے ایک ہیں اور لفظ انسان ان پر صادق آتا ہے اگرچہ اعیان میں اولاً اور صفات میں انکے اختلاف کے مقابلہ میں ثانیاً مختلف ہوں چنانچہ انسانیت نشاۃ قریبہ ہے اور اعیان نشاۃ بعیدہ

وكذلك نشأة الاوامر من
قبل الاسماء الطالعة في
صدورهم نشأة قريبة والاعيان
نشأة بعيدة واما في هذا
التفاضل لاغير فاستلهمت هذا
الحديث واحاديث التفاضل
ائتلفت قوله عليه السلام لا
عدوى ولا طيرة وقوله عليه
السلام فمن اعدى الاول
ولهذا السر العميق حملنا
قوله تعالى ما ننسخ من اية
او ننسها الاية على ما حملنا
وسيرد عليك في الاقاويل
الشرعية ويجب عليك ان
تعلم ان للحكيم سعة في
جانب قرب الوجود وللولي سعة
في جانب النوافل وللنبي سعة
في جانب قرب الفرائض ومن
الانبياء من كان نبيا بنفسه

ہے اور اسی طرح انکے سینوں میں باعتبار
اسماء طالعہ کے اوامر کا ارتقاء نشأۃ
قریبہ ہے اور اعیان نشأۃ بعیدہ ہیں
اور اس تفاضل کی بنا پر یہ حدیث اور
دوسری تفاضل کی حدیثیں منطبق ہو گئیں
جیسا کہ آپ نے فرمایا نہ بیماری اڑ کر لگتی ہے
اور نہ بدفالی کوئی چیز ہے اور ایسے ہی ایک
مقام پر آپ نے فرمایا سو پہلے کو
بیماری کہاں سے آئی اور اسی بیان
کردہ معنی پر ہم نے اللہ تعالے کے اس
فرمان کو محمول کیا ہے کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ
آیۃ اَوْ نُنْسِہَا الخ اس کی تفصیل
اقاویل شرعیہ میں تمہارے سامنے آئے
گی اور یہ بات بھی تمہیں معلوم کرنا ضروری
ہے کہ حکیم ربانی کو قرب الوجود اور ولی
کو قرب نوافل اور نبی کو قرب فرائض
میں کمال اور وسعت حاصل ہے اور
بعض انبیاء ایسے ہیں کہ انہیں ان کے
اقتضاء ذاتی کی بنا پر جو [illegible] اور

وَ بِمُقْتَضٰى عَيْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ	بعض کو اس بنا پر نبوت سے سرفراز
كَانَ نَبِيًّا لِطُغْيَانِ قَوْمِهٖ	کیا گیا کہ ان کی قوم نے طغیانی اور
وَذٰلِكَ لِاَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ	سرکشی کی اور وجہ یہ ہے کہ جس وقت
لَمَّا تَجَلّٰى فِيْ عَيْنِهٖ وَقَدْ	کوئی قوم اپنے اعمال کی بنا پر عذاب
اَوْرَدَهُمْ اَعْمَالُهُمْ عَلٰى شَرَفِ	کی مستحق ہوتی ہے اور ذات اقدس
الْعَذَابِ اَمَرَهٗ بِسَطْوَةِ الْوُجُوْبِ	کی تجلی کے لئے کوئی شخصیت موجود ہو
تَبْلِيْغَ الْحُكْمِ وَالدُّعَاءِ عَلَيْهِمْ	تو مقام وجوب اور سطوت کا تقاضا
وَالْمُجَادَلَةِ مَعَهُمْ	ہوتا ہے کہ اسے تبلیغ پر مامور کیا جائے اور

ان کے ساتھ مجادلہ کریں ورنہ پھر ان کے لئے بد دعا کریں۔

نبوت کس وقت مل سکتی ہے؟

وَقَدِ اشْتَهَرَ اَنَّهٗ لَمْ	عوام میں یہ مشہور ہے کہ کسی نبی کو
يُبْعَثْ نَبِيٌّ اِلَّا بَعْدَ اَرْبَعِيْنَ	چالیس سال سے قبل نبوت نہیں ملتی
سَنَةً وَلَا يَقَعُ عِنْدَنَا بِمَوْقِعٍ ۔	اور ہمارے دل کو یہ بات نہیں لگتی ،
وَقَدِ اشْتَهَرَ اَنَّ النَّبِيَّ مَقْرُوْنٌ	اور یہ بھی مشہور ہے کہ نبی کے لئے معجزہ
بِالْمُعْجِزَةِ الْبَتَّةَ وَلَيْسَ عِنْدَنَا	کا ہونا ضروری ہے مگر ہمارے نزدیک
مُطَّرِدًا بَلِ الْوَاجِبُ مَا مَشْكَلَهٗ	یہ بھی قاعدہ کلیہ نہیں البتہ یہ ضروری ہے
اَمْنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ سَوَاءٌ كَانَ بُرْهَانًا	کہ اسے ایسی کھلی نشانیاں دی جائیں
اَوْ مُعْجِزَةً اَوْ كِتَابًا اَوْ سَمْتًا مُبَايِنًا	کہ جن پر لوگ ایمان لے آئیں عام ہے

لِسَمْتِ سَائِرِ النَّاسِ وَقَدْ تَمَسَّكَ النَّبِيُّ فِي اِظْهَارِ الْمُعْجِزَاتِ بِالدَّعْوَةِ بِالْاَسْمَاءِ ۔

کہ وہ کوئی عقلی دلائل ہوں یا کوئی خارقِ عادت چیز ہو یا کتاب معجز ہو یا اس کے اخلاقِ عالیہ تمام دوسرے لوگوں سے اعلیٰ تر ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہارِ معجزات میں عموماً اسماء کیساتھ دعا کرنیکا طریقہ اختیار کیا ہے ۔

وَهٰهُنَا اِشْكَالٌ مُشْكِلٌ وَهُوَ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ يُوحٰى اِلَيْهِمْ فِي كُلِّ زَمَانٍ بِشَرْعٍ جَدِيْدٍ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اٰمِرٌ بِهٖ وَيَسْتَحِيْلُ عَلَى اللّٰهِ التَّجَدُّدُ وَالتَّقَضِّيْ وَطَرِيْقُ التَّفَصِّيْ عَنْهُ فِي مَذْهَبِ الْحِكْمَةِ اَنَّ الْاٰمِرَ لَهُمْ بِالشَّرْعِ الْجَدِيْدِ هُوَ الْاِسْمُ الْحَادِثُ اَعْنِي اللّٰهَ الْمُتَجَلِّيَ فِي عَيْنِ الرَّسُوْلِ كَمَا تَرَكْتَ اَدْرَكْتَ تَفْسِيْرًا لِفَرَائِضِ وَهُوَ مُتَلَبِّسٌ بِصُوَرَةِ اِمْكَانِيَّةٍ يَصِحُّ التَّجَدُّدُ وَالتَّقَضِّيْ بِذٰلِكَ ۔

اور یہاں پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ ہر ایک عہد میں انبیاء کرام کو نئی شریعت عطا کی جاتی ہے جس کا حکم دینے والا اللہ تعالے ہے لیکن تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالے کے حق میں تجدد اور زوال ناممکن ہے ، اہل حکمت کے مسلک پر اسکا جواب یہ ہے کہ شریعت جدیدہ کا حکم دینا خدائے بزرگ و برتر کے اسم حادث سے تعلق رکھتا ہے جس سے ہماری مراد اللہ تعالےٰ کی ذات ہے کہ جس نے اس رسول کے عین میں تجلی فرمائی ہے جیسا کہ اس کی تفسیر تم قرب فرائض کی بحث میں معلوم کر چکے اس قسم کی تجلی کے ساتھ صورت امکانیہ شامل ہوتی ہے جس کی بنا پر اسے تجدد اور زوال سے منسوب کیا جاتا ہے ۔

کلام اللہ کی قسمیں

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ مَا یَشَآءُ اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ بَیَّنَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ فِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ اَنَّ تَکْلِیْمَ اللّٰہِ تَعَالٰی یَنْحَصِرُ فِیْ وُجُوْہٍ ثَلَاثَۃٍ ۔

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ الآیۃ، یعنی کسی بشر کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ اسکے ساتھ کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا حجاب اور پردہ کے پیچھے یا یہ کہ اپنا رسول بھیجے جو اس ارادہ عالیہ کے مطابق اس کی اجازت سے اس کو وحی پہنچائے بیشک وہی علی وحلیم ہے اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اس بات کی توضیح فرمائی کہ اللہ تعالےٰ کا کلام فرمانا تین شکلوں میں منحصر ہے،

اَلْاَوَّلُ اَنْ یَّنْکَشِفَ لَہٗ اَسْمَاءُ اللّٰہِ تَعَالٰی فَیَتَفَطَّنَ مِنْ ھُنَاکَ بِاُمُوْرٍ وَھُوَ الْوَحْیُ اَیِ الْاِشَارَۃُ الْخَفِیَّۃُ وَالثَّانِیْ اَنْ یَّتَمَثَّلَ اللّٰہُ لَہٗ کَلَامًا سَوِیًّا فِیْ مُدْرِکَتِہٖ وَھِیَ الْحِجَابُ وَالثَّالِثُ اَنْ یَّتَمَثَّلَ لَہُ الْمَلَکُ بَشَرًا سَوِیًّا ۔

پہلی یہ کہ اسکے سامنے اسماء پاک کی حقیقت منکشف ہوجائے کہ جس کی بنا پر کچھ امور اس پر واضح ہوجائیں اسے وحی یعنی اشارہ خفیہ کہتے ہیں، دوسری قسم اللہ تعالےٰ اپنے کلام کو اس کے مدرکہ میں تمثل فرمائے اسی کو من وراء حجاب سے تعبیر فرمایا ہے تیسری قسم

یہ کہ فرشتہ ایک زندہ انسان کی شکل میں متمثل ہو جائے اور پیغام الٰہی پہنچا دے

اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْ اُمْنِيَّتِهٖ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ اَلْاٰيَة اَلشَّيْطَانُ يُكَنّٰى بِهٖ عَنْ شُرُوْرِ عَالَمِ التَّخْلِيْطِ وَلِكُلِّ مُقَرَّبٍ تَخْلِيْطٌ مَا فِيْ جِسْمَانِيَّتِهٖ فَقَدْ يَنْبَجِسُ فِيْ صَدْرِهٖ وَسْوَاسٌ يُشَابِهُ الدَّوْقَ وَلٰكِنْ عَنْ قَرِيْبٍ اِضْمَحَلَّ لَهٗ وَالنَّسْخُ هُوَ اِزَالَةُ الْوَسْوَاسِ ۔

قرآن کریم میں اللہ تعالے فرماتا ہے ہم نے تم سے پہلے جتنے بھی رسول اور نبی بھیجے تو جب وہ کوئی آرزو کرتے تو شیطان ان کی آرزو میں دخل دیتا پھر اللہ تعالے شیطانی القاء کو تو مٹا دیتا اور اپنی آیات کو پائیداری اور استحکام بخشتا اور اللہ رب العزت تو علیم وحکیم ہے" شیطان سے مراد عالم تخلیط کی برائیاں ہیں اور ہر ایک مقرب کو اسکی جسمانیت کے لحاظ سے تخلیط حاصل ہوتی ہے چنانچہ اسکے سینہ میں اس قسم کا وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ جس پر ذوق کا شبہ ہوتا ہے لیکن جلد وہ مضمحل ہوتا ہے اور وسوسہ اس کے دل سے دور ہو جاتا ہے نسخ سے یہی مراد ہے

وَقَرَاَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض وَلَا مُحَدَّثٍ وَمَثَلُهٗ بِمُؤْمِنِ اٰلِ فِرْعَوْنَ

حضرت ابن عباس رض نے اس آیت میں نبی کے لفظ کے بعد مُحَدَّثٍ کا لفظ اور پڑھا ہے اور مثال کے طور پر آل

وَشَيْخِ اِنْطَاكِيَةَ الَّذِي قَالَ	فرعون کے مومن اور شیخ انطاکیہ کا نام
وَمَا لِيَ لَا اَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي	لیا ہے جسکا یہ قول قرآن مجید میں منقول
وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ	ہے کہ کیا وجہ ہے کہ میں اس خدا کے
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيمَا	قدوس کی عبادت نہ کروں کہ جس نے
قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُونَ	مجھے پیدا کیا ہے" اور رسول کریم صلی اللہ
مِنْ غَيْرِ اَنْ يَكُونُوا اَنْبِيَاءَ	علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے سابقہ
فَاِنْ يَكُنْ فِي اُمَّتِي اَحَدٌ فَاِنَّهُ	امتوں میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے
عُمَرُ اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ •	بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں سو اگر

میری امت میں کوئی ایسا شخص موجود ہے تو وہ عمر فاروق رضؓ ہیں ۔ (بخاری و مسلم)

محدث کے اقسام

اَقُولُ الْمُحَدَّثُ يُطْلَقُ	میں کہتا ہوں کہ محدث کے دو معنیٰ
عَلَى مَعْنَيَيْنِ اَوَّلُهُمَا رَجُلٌ	ہیں، پہلے یہ کہ وہ شخص کہ جسے صحابہ جیسا
مُقْتَرِبٌ بِقُرْبِ الصَّحَابَةِ	قرب حاصل ہوا اور وہ اس اسم متجدد کے
يَلُوْنُ بِالْاِسْمِ الْمُتَجَدِّدِ الطَّالِعِ	رنگ میں رنگا ہوا ہو جس کا مظہر نبی
فِي صَدْرِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ وَجَمِيعِ	اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک
تَمَثُّلَاتِهِ وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ	تھا اور جس میں اسکے تمام تمثلات
عَنْهُ مِنْ هٰذَا الْقَبِيلِ وَثَانِيْهِمَا	موجود ہوں اور حضرت عمر رضؓ اسی قسم
رَجُلٌ حَكِيمٌ وَاسِعُ الْحِكْمَةِ	سے تھے، دوسرے یہ کہ جسکی حکمت وسیع

وَاضْمَحَلَّ أَجْزَاءٌ فِي قُرْبِ الْفَرَائِضِ وَكَانَتْ مَقَامَاتُهُ كَمَقَامَاتِ الْأَنْبِيَاءِ عِصْمَةً وَحِكْمَةً وَدَعْوَةً وَتَبْلِيغًا وَمُزَاحَمَةً لِشُرُورِ الْأَعْمَالِ وَالْعَقَائِدِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يُوحَ إِلَيْهِ وَلَمْ يَقْتَرِبْ بِالْمَلَائِكَةِ إِلَّا ضَعِيفًا۔

ہو اور جیسے بالآخر قرب فرائض کا مقام حاصل ہو گیا ہو اور اس کے مقامات انبیاء کرام کے مقامات کے مشابہ ہوں مثلاً یہ کہ اس کی حکمت عصمت، دعوت الی اللہ تبلیغ وارشاد برائیوں کی مزاحمت کرنا اور پاکیزہ عقائد، فرق صرف اتنا ہے کہ اس پر وحی نہیں آتی اور ملائکہ سے اسے انبیاء والا قرب حاصل نہیں ہوتا،

وَاعْلَمْ أَنَّ الْحَدِيثَ الَّذِي حَكَمَ فِيهِ بِكَثْرَةِ الْأَنْبِيَاءِ جِدًّا إِنَّمَا يُرِيدُ بِهِ مَا يَعُمُّ الْمُحَدَّثَ وَغَيْرَهُ وَالْمُرْسَلُ فِيهِ يُرَادِفُ النَّبِيَّ۔

اور یہ بھی یاد رکھو کہ جس حدیث میں کثرت انبیاء کا تذکرہ کیا گیا، وہاں محدث وغیرہ کو بھی شامل کیا ہے اور مرسل بھی نبی ہی کے مرادف ہے،

وَإِنَّ كُلَّ حَكِيمٍ مُتَبَحِّرٍ لَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ مُحَدَّثًا وَإِنَّمَا عَدَدْنَا قُرْبَ الْوُجُودِ وَمُفْرَدًا تَأْدِيَتَهُ لِحُقُوقِ مَقَامَاتٍ تَكُونُ لَهُ فِي أَوْقَاتِ خُلُوِّ عَيْنِهِ۔

اور جس حکیم ربانی کو تبحر حاصل ہو، وہ محدث ہوگا مقامات کا شمار کرتے ہوئے ہم نے قرب وجود کا اسلئے علیحدہ تذکرہ کیا ہے تاکہ ان تمام مقامات کے حقوق کو پورا کر لیا جائے، جو کبھی کبھی خلو عین کے وقت پیش آتے ہیں

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن

سَلَّمَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ وَكَذٰلِكَ عَدَّ مِنْ أَجْزَائِهَا السَّمْتَ الصَّالِحَ

اَقُوْلُ كُلُّ شَيْءٍ وَّاحِدٍ جَامِعٍ لَّهُ شُعُوْبٌ وَّتَمَثُّلَاتٌ فَاِنَّ مِنْ سُنَّةِ الشَّارِعِ اَنْ يَّجْعَلَهَا اَجْزَاءَهُ كَمَا قَالَ الْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً الْحَدِيْثَ فَالَّذِيْ رِيْمَ بِهِ اَنَّ الرُّؤْيَا الْحَقَّةَ مِنْ تَفَارِيْعِ قُرْبِ الْفَرَائِضِ وَاَنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ مِنْ اٰثَارِ الْعِصْمَةِ ۔

وَاعْلَمْ اَنَّ الْقَدْرَ الَّذِيْ بَعَثَ لَهُ الْاَنْبِيَاءَ اَلْبَتَّةَ مِنَ الْقُرْبِ هُوَ الْاِيْمَانُ الْحَقِيْقِيُّ وَتَفْسِيْرُهُ ظُهُوْرُ الْفِطْرَةِ الَّتِيْ فَطَرَ اللّٰهُ عَلَيْهَا عِبَادَهُ

کا سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے، اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے چنانچہ سمت صالح انہیں اجزاء میں سے ہے،

میں کہتا ہوں، کہ ہر ایک شئی واحد جو کہ مختلف شعبوں اور مختلف تمثلات کی جامع ہو تو شارع کی سنت یہ ہے کہ ان کو بھی اسکے اجزاء قرار دیتا ہے جیسا کہ فرمایا کہ ایمان کے ستر سے اوپر شعبہ ہیں بہرحال مطلب یہ ہے کہ سچا خواب قرب فرائض کی تفریعات میں سے ہے اور اسی طرح حکمت صالح آثار عصمت میں سے ہے،

اور یاد رکھو کہ اللہ تعالی نے انبیاء کو مبعوث فرمایا قرب کی جو مقدار بیان کی ہے وہی ایمان حقیقی ہے اور اسکی توضیح یہ ہے کہ جس طور پر اللہ تعالے نے اپنے بندوں کو اصل فطرت کے لحاظ سے پیدا فرمایا ہے وہ عرض ظہور میں آجائیں

وَبِعِبَارَةٍ أُخْرَى بُمُوْرِ مَا أَلْهَمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ إِلْهَامًا مِزَاجِيًّا إِجْمَالِيًّا.

یا با الفاظ دیگر جن باتوں کو اللہ تعالٰے نے بطور الہام کے القا فرمایا اور الہام اجمالی کے طریقہ پر اسکے مزاج میں موجود ہیں ان کا ظہور ہو جائے،

اَلْخِضْرُ هُوَ مِنَ الْأَوْلِيَآءِ وَالْمُقَرَّبِيْنَ بِقُرْبِ النَّوَافِلِ

خضر علیہ السلام اولیائے کرام کے زمرہ میں سے ہیں اور انہیں قرب نوافل حاصل ہے

لُقْمَانُ هُوَ حَكِيْمٌ سَبِيْلُهٗ سَبِيْلُ الْحِكْمَةِ وَالْوَجَاهَةِ وَالْعِصْمَةِ.

لقمان علیہ السلام حکیم ربانی ہیں حکمت کے طریقہ پر چلتے رہے، اللہ تعالٰے نے وجاہت اور عصمت انہیں عطا کی ہے،

اَللّٰهُمَّ أَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَرَثَةِ النَّبِيِّيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اَلْخِزَانَةُ السَّادِسَةُ چھٹا خزانہ

فِیْ کَمَالَاتِ رَسُوْلِنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات

اِعْلَمْ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ قَبْلَ اَنْ یُّبْعَثَ حَکِیْمًا مَعْصُوْمًا قُطْبًا بَاطِنِیًّا وَاَعْنِیْ بِالْحِکْمَۃِ مَا یُفْضِیْ اِلَیْہِ التَّجَلِّیُّ الذَّاتِیُّ الَّذِیْ ھُوَ فَرْعُ اِنْعِدَامِ الْجِنَایَۃِ مُطْلَقًا فِی الْعَیْنِ وَلَا فِی التَّشَخُّصِ مِنَ الْاِشْرَافِ عَلٰی حَقَائِقِ الْعُلْوِیَّاتِ وَدَقَائِقِ الْعَمَلِیَّاتِ وَکُنْہِ الْمَعَادِ وَغَیْرِھَا مِنَ الْعُلُوْمِ الَّتِیْ اَتَی الْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ بِھَا وَالَّتِیْ عَنَاھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِہٖ۔

یاد رکھو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعثت سے قبل حکیم معصوم اور قطب باطنی تھے اور حکیم کے معنی ہمارے نزدیک یہ ہیں کہ وہ اس تجلی ذاتی کا مورد ہو جو کہ جنایت باطنیہ کا معدوم ہونا ہے جسکا اثر اس کی عین ثابتہ اور تشخص جزئی کچھ نہ ہوا اور جسکی بنا پر اسکے لئے حقائق علویہ اور دقائق عملیہ کے دروازے کھول دیے جائیں اور وہ معاد کی حقیقت کو سمجھنے لگتا ہے اور اسے وہ علوم حاصل ہوتے ہیں کہ جنکا تذکرہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے یا جسکی جانب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان میں اشارہ فرمایا ہے، کہ

أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ فَالَّتِي أَشَارَ إِلَيْهِمَا اللهُ تَعَالَى بِقَوْلِهِ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَأَعْنِي بِالْعِصْمَةِ مَا يُفْضِي إِلَيْهِ ذَلِكَ التَّجَلِّي مِنْ نَفْيِ الرَّذَائِلِ وَإِثْبَاتِ الْحَمَائِلِ خُلُقًا وَعِلْمًا وَالْوَاجِبَاتُ وَالْمُحَرَّمَاتُ الْقَطْعِيَّةُ حَتْمًا وَأَمَّا غَيْرُهُمَا فَاسْتِحْسَانًا وَسِرُّ الْعِصْمَةِ مَا أَشَرْنَا إِلَيْهِ فِي سَالِفِ الْقَوْلِ مِنْ أَنَّ الْأَعْمَالَ وَالْأَخْلَاقَ مِنْ تَمَاثِيلِ الْوُجُوهِ الْمُنْطَوِيَةِ تَحْتَ إِجْمَالِ الْعَيْنِ الثَّابِتَةِ لِيَظْهَرَ تَرْجِيحُ الْمُرَجِّحَاتِ ۔

مجھے قرآن کریم اور اسکے ساتھ اس جیسے اور علوم عطا کیے گئے اور نیز جن کی جانب اللہ تعالٰے نے اپنے اس فرمان میں اشارہ فرمایا ہے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اور عصمت سے ہماری مراد تجلی مذکور کے وہ احکام ہیں، جو رذائل اعمال و اخلاق کو اپنے سے دور رکھنے اور اخلاق محمودہ اور اعمال صالحہ اختیار کرنے کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں چنانچہ واجبات کی پابندی اور محرمات سے پرہیز ان کی لازمی صفت ہے اور انکے علاوہ احتیاط بھی ان کے شایان شان ہوتی ہے عصمت کا راز وہی ہے جیسے اشارۃً ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اعمال اور اخلاق ان جہات مختلفہ کا تمثل ہے جو کسی کی عین ثابتہ کے ضمن میں اجمالاً موجود ہوا ور وجوہ ترجیح یہاں ان کا ظہور ہو،

فَاعْلَمْ أَنَّ الْمُقْتَرِبَ بِالرُّتْبَةِ الذَّاتِيَّةِ مِنَ الْخَيْرِ التَّامِّ جَلَّ وَتَقَدَّسَ الَّتِي هِيَ مَنْبَعُ الْخَيْرَاتِ لَا سِيَّمَا اخْتِيَارًا بِأَحْضِرِيَّا

یاد رکھو کہ جو شخص خیر کامل یعنی ذات اقدس جل وعلا سے جو کہ سرچشمہ خیرات ہے مرتبہ ذاتیہ کے ذریعہ قرب حاصل کرتا ہے خصوصاً جبکہ اولاً وبالذات

فِي سِلْسِلَةِ الْاُصُوْلِ مِنَ الْاَسْمَاءِ	اصول یعنی اسماء مقدسہ کے سلسلہ میں اول
أَوَّلًا بِالذَّاتِ وَفِي سِلْسِلَةِ الْحَقَائِقِ	ثانیاً و بالعرض حقائق امکانیہ عالیہ
الْاِمْكَانِيَّةِ الْعَالِيَةِ ثَانِيًا وَبِالْعَرْضِ	کے سلسلہ میں اس کا یہ اقتراب فطری
يَتَجَنَّبُ مِنْ جِهَةِ مَا خُلِقَ عَلَيْهِ	ہو تو وہ فطرۃً ہر ایک ایسے خلق اور عمل
عَنْ كُلِّ فِعْلٍ وَخُلُقٍ هُمَا شَرَّانِ	سے اجتناب کرتا ہے جو تراکم عدمات
مِنْ حَيْثُ تَرَاكُمِ الْعَدَمَاتِ ۔	کی بنا پر مفہوم شر میں داخل ہے ۔

قطب باطنی

وَاَعْنِي بِالْقُطْبِيَّةِ الْبَاطِنِيَّةِ	قطب باطنی کا مفہوم یہ ہے ، کہ
مَا يُفْضِي إِلَيْهِ ذٰلِكَ التَّجَلِّي	جس شخص کو تجلی مذکور نصیب ہو اسکے
مِنَ اقْتِرَابٍ وَلُحُوْقٍ بِاَسْمَاءِ	نتیجہ کے طور پر اسکو اسماء مقدسہ کا قرب
اللهِ تَعَالٰى بَلْ بِمَرْتَبَةِ الذَّاتِ	اور لحوق بلکہ مرتبہ ذات کا لحوق و قرب
وَهِيَ عَيْنُ الرِّيَاسَةِ الْمُجَرَّدَةِ	حاصل ہو اسی کو ریاست مجردہ کہتے ہیں
الْمُسَمَّاةِ بِالْوَجَاهَةِ عِنْدَ اللهِ	اور وجاہت عند اللہ تعالےٰ کا بھی
تَعَالٰى وَسِرُّ الْوَجَاهَةِ هُوَ	یہی مفہوم ہے وجاہت کا راز فطری
التَّجَلِّي الْخَاصُّ الْفِطْرِيُّ	تجلی خاص میں مضمر ہے
فَاعْلَمْ اَنْ لَا مَعْنٰى	یہ بھی یاد رکھو کہ جس وقت ہم ممکنات
لِقَوْلِنَا الْمُمْكِنُ الْفُلَانِيُّ	میں اپنے اس قول کے ساتھ تفاضل
اَشْرَفُ مِنَ الْمُمْكِنِ الْفُلَانِيِّ	بیان کرتے ہیں کہ فلاں ممکن فلاں سے

لَا اَنَّهُ اَقْرَبُ فِي	افضل ہے تو اس کا یہ مطلب ہونا
سِلْسِلَةِ الْاَنْجَاسِ مِنَ	ہے کہ اسے اولاً اور ثانیاً سلسلہ انجاس
الْمَرْتَبَةِ الذَّاتِيَّةِ اَوَّلًا	میں مرتبہ ذاتیہ سے قرب حاصل ہے،
وَثَانِيًا كَمَا فَصَّلْنَاهُ	جیسا کہ پہلے اس کی تفصیل بیان ہو
وَالشَّرَفُ بِهٰذَا الْمَعْنٰى	چکی اس لحاظ سے جو کسی کو فضیلت
هُوَ الْوَجَاهَةُ بِعَيْنِهَا۔	حاصل ہو وہ بعینہ وجاہت ہے
وَلَا تَظُنَّنَّ هٰذِهِ الثَّلَاثَ	اور یہ خیال مت کرو کہ یہ تینوں صفتیں
بِعَيْنِهَا صِفَاتِ الْحُكَمَاءِ وَلٰكِنَّهَا	حکماء کی خصوصی صفات ہیں، بلکہ ان
اُمُوْرٌ اشْتَرَكَ فِيْهَا الْاَنْبِيَاءُ	صفات میں انبیاء اور حکماء دونوں
وَالْحُكَمَاءُ بَعْدَ امْتِيَازِ كُلٍّ	شریک ہیں ان وجوہ امتیاز کے بعد جو کہ
مِنْهُمْ بِمَا اَسْلَفْنَا۔	ہم پہلے بیان کر چکے ہیں
ثُمَّ اَنَّهُ لَمَّا كَانَ عَيْنُهُ	اور پھر چونکہ آپ کی عین ثابتہ میں وسعت
وَاسِعَةً لَا جَنَايَةَ لَهَا وَاَعْنِيْ	تھی اور عالم مادی کی تلویثات سے
بِذٰلِكَ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِهٰذِهِ	آپ کو نجات حاصل تھی، مقصود یہ کہ
النَّشْاَةِ حُكْمٌ بَلْ كَانَتْ	آپ عالم مادی کے کسی تقاضا کے سامنے
مُضْمَحِلَّةً ضَعِيْفَةَ التَّسْخِيْرِ	نہیں جھکتے تھے بلکہ اللہ تعالےٰ ہی
مُنْقَادَةً لِحُكْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى	کے حکم کے مطیع رہتے تھے اللہ تعالےٰ
سُبْحَانَهُ تَجَلَّى اللّٰهُ سُبْحَانَهُ	نے اسکی عین ثابتہ میں کامل ترین اور
فِيْ عَيْنِهِ اَتَمَّ تَجَلٍّ وَاَعْظَمَهُ	عظیم ترین تجلی فرمائی، چنانچہ قرب

فَتَمَّ لَهٗ قُرْبُ الْفَرَائِضِ عَلٰى شُعَبٍ ثَلٰثٍ مِثْلَ مَا بَيَّنَّا اٰنِفًا ؛

وَاعْلَمْ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ فِيْ بَدْءِ فِطْرَتِهِمْ يَجْمَعُوْنَ كُلَّ كَمَالٍ عَلٰى سَبِيْلِ الْاِجْمَالِ ثُمَّ تَتَبَّعُ كَمَالَاتُهُمْ تِلْكَ بِالْمُعِدَّاتِ اللَّاحِقَةِ مَرَّةً بَعْدَ اُخْرٰى فَجَمَعَ سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَدْءِ فِطْرَتِهٖ قُرْبًا ذَاتِيًّا وَقُرْبًا فَرَائِضِيًّا وَاقْتِرَابًا بِالْمَلَائِكَةِ وَقَوْلُنَا جِرْثَةُ الْحِكْمَةِ نَسَائِحُ يَزِيْدُ بِهٖ بَاطِنُ الْكَلَامِ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِرْثَتُهُ الْحِكْمَةُ خُصُوْصًا وَهٰؤُلَاءِ الْخِصَالُ الثَّلٰثُ كُلُّهَا عُمُوْمًا اِلَى التَّوَجُّهِ تِلْقَاءَ الْوَسَائِطِ لِطَبْقَةٍ بَعْدَ طَبْقَةٍ حَتّٰى تَلَقَّى الْمُنْتَهٰى

فرائض کے مقام عالی اور اسکی تینوں فروع میں جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا آپ کو پورا کمال حاصل ہوا،

یاد رکھو کہ انبیاء کرام ابتدائے فطرت سے اجمال کے طور پر ہر ایک کمال کے جامع ہوتے ہیں، بعد میں معدات لاحقہ یکے بعد دیگرے ظہور میں آکر ان کے ان کمالات کو بالتفصیل منظر عام پر لاتے ہیں، چنانچہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء فطرت سے قرب ذاتی قرب فرائض اور اقتراب بالملائکہ کے جامع تھے اور پھر جو حکمت آپ کو قبل از بعثت حاصل تھی اور وہ خصال سہ گانہ جو آپ کے لوازم صفات تھے، موخر الذکر نے عموماً اور اول الذکر نے خصوصاً آپ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ آپ یکے بعد دیگرے وسائط کیجانب اپنی توجہ مبذول فرمائیں یہاں تک کہ آپ انتہائے مقصود تک پہنچ گئے

أَلَا إِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ ثُمَّ لَمَّا تَأَلَّفَتِ الْوَسَائِطُ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحَدَثَتْ فِي الْهَيْئَةِ الْاِجْتِمَاعِيَّةِ اشْتَدَّ اِعْتِلَاقُهُ بِالْمَلٰئِكَةِ الرُّسُلِ خُصُوصًا بَعْدَ مَا كَانَ مُنْدَرِجًا تَحْتَ الْعُمُومِ إِذْ هُمْ أَقْطَابُ الْفَائِضَاتِ الْعُلْوِيَّةِ الْاِمْكَانِيَّةِ كَمَا أَنَّ الْاِنْسَانَ قُطْبُ الْفَائِضَاتِ السُّفْلِيَّةِ مِنْ حَيْثُ أَمْشَاجِ جَسَدِهِ فَكَانَ الْاِعْتِلَاقُ يَتَزَايَدُ حِينًا فَحِينًا حَتّٰى بَلَغَ نِصَابَهُ وَاهْتَزَّتْ لَهُ الْمَلٰئِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ فَصَارُوا يَتَجَسَّدُونَ لَهُ تَارَةً وَيَنْفُثُونَ فِي رُوعِهِ أُخْرٰى وَامْتَزَجَتِ اللَّطِيفَةُ الرُّوحِيَّةُ بِاللَّطِيفَةِ الْقَلْبِيَّةِ هُنَالِكَ وَدَخَلَ بَعْضُهَا فِي بَعْضٍ مِنْ شِدَّةِ ذَفَرِ الْحَقِيقَةِ الْعُلْيَا عَنِ الْاِعْتِلَاقِ

الا الی اللّٰہ المصیر پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان وسائط سے مجتمع ہو گئے اور ہیئت اجتماعیہ کو اختیار کیا تو رسل ملائکہ کیساتھ آپ کو خصوصاً شدت کیساتھ تعلق پیدا ہو گیا جو عمومی شکل میں پہلے موجود تھا، اس قسم کے ملائکہ فائضات علویہ امکانیہ کے اقطاب ہیں جیسا کہ انسان باعتبار اختلاط اپنے جسم کے فائضات سفلیہ کا قطب ہے اور یہ تعلق اس کا وقتاً فوقتاً بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے انتہائے کمال کو پہنچ جاتا ہے اور ملائکہ مقربین بھی اس کیلئے بیدار ہو جاتے ہیں چنانچہ بسا اوقات وہ مجسم ہو کر آپکو دکھائی دیتے اور بعض اوقات آپ کے قلب مبارک پر القاءات کرتے ہیں کہ جسے نفث فی الروع کہتے ہیں اور اسی وقت آپکے لطیفہ روحیہ کو لطیفہ قلبیہ کیساتھ امتزاج پیدا ہو گیا اور ملاء اعلیٰ سے

بِالْمَلَاءِ الْاَعْلٰى فَصَلُحَ لَہٗ دُوْنَہُمْ مَا بَعْثِیْہِ	تعلق پیدا کر نیکی بنا پر حقیقت علیا ء کی
تَارَۃً وَبِحِسِّہِ الْمُشْتَرِکِ اُخْرٰی	شدت میں بعض بعض کے ساتھ داخل
فَبِہٰذِہِ الْاَسْبَابِ الْفِطْرِیَّۃِ الْکَسْبِیَّۃِ	ہو گئے جس کی بنا پر آپ کبھی اپنی چشم مبارک سے
حَقَّ لَہٗ اَنْ یَّنْزِلَ عَلَیْہِ جِبْرِیْلُ	اور کبھی حس مشترک سے ان ملائکہ کو دیکھتے تھے
عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بِالْوَحْیِ	چنانچہ ان ہی اسباب فطریہ اور کسبیہ کی بنا پر یہ

وقت آگیا کہ جبریل علیہ السلام آپ پر وحی لے کر نازل ہوں

آفتاب نبوت

وَھُنَالِکَ تَمَّ لَہٗ ثَلٰثَۃُ	چنانچہ آپ کی ذات میں ان تین
کَوَاکِبَ مِنَ الشُّمُوْسِ	آفتابوں کے مقابلہ میں جو پہلے سے
الثَّلَاثَۃِ الَّتِیْ کَانَتْ لَہٗ	آپ کی ذات میں موجود تھے، تین
مِنْ قَبْلُ ۔	ستاروں کا ظہور ہوا ،
اَلْاَوَّلُ کَوْکَبُ الْوَحْیِ	پہلا ستارہ وہ وحی ظاہری ہے جو آپ
الظَّاھِرِیِّ وَاَعْنِیْ بِہٖ عِلْمًا	پر نازل ہوئی وحی سے مراد وہ علم الٰہی
کَانَ فِیْ اِنْضِمَامِہٖ اِلَیْہِ	ہے جو فرشتہ کے ذریعہ کلام کی شکل میں
بِوَسَاطَۃِ الْمَلَکِ بِالْکَلَامِ	آپ تک پہنچا ہو یا نفث فی الروع
اَوْ بِالنَّفْثِ وَسِرُّ الْوَحْیِ مَا	کا نتیجہ ہو، وحی کے اسرار کا تو تکلم پہلے
تَکَلَّمْنَاہُ وَاَمَّا النَّفْثُ	ہو چکا اور نفث فی الروع کی مثال
فَانْعِکَاسُ النُّفُوْسِ کَالْمَرَایَا	ایسی ہے کہ جیسے کوئی صورت ایک

يَنطَبِعُ صُورَةُ الْبَعْضِ مِنْهَا فِي الْأُخْرَى ۔

شیشہ میں نقوش ہو کہ جو دوسرے شیشہ میں نظر آنے لگے ،

اَلثَّانِي كَوْكَبُ الْحِفْظِ أَعْنِي بِهِ مَا يُؤَدِّي إِلَيْهِ اعْتِلَاقُهُ بِالْمَلَأِ الْأَعْلَى مِنْ نَفْيِ الرَّذَائِلِ وَإِثْبَاتِ الْمَحَاسِنِ أَلَيْسَتِ النُّفُوسُ شَاكِلَتُهَا شَاكِلَةَ الْأَجْسَادِ وَأَجْسَادُ الْمَلَائِكَةِ الْعُلْوِيَّةِ مِنْ مِنْ أَمْشَاجٍ أَلْطَفَ مِنَ الْعَنَاصِرِ فَلَاجَرَمَ أَنَّ نُفُوسَهُمْ أَقْرَبُ إِلَى الْحَقِيقَةِ الْوَاجِبَةِ فِي مَرَاتِبِ السِّلْسِلَةِ وَأَبْعَدُ مِنَ الْعَدَمَاتِ الْمُتَرَاكِمَةِ فِي تَخَالِيطِ عَالَمِ الْكَوْنِ وَالْفَسَادِ أَوَمَا أَمْعَنْتَ فِي كُنْهِ تَمَثُّلِ النُّفُوسِ بِالْمَرَايَا وَحَقِيقَتِهَا ۔

دوسرا ستارہ آپ کی محفوظیت ہے ، ملاء اعلیٰ کے ساتھ تعلق رکھنے کی بنا پر قدرت نے آپ کو تمام اعمال رذیلہ اور اخلاق سئیہ خبیثہ سے محفوظ رکھا اور حمائد اخلاق آپ کیلئے ثابت ہے کیا نفوس اور انکے اجسام میں مطابقت نہیں پائی جاتی ضرور ایسا ہوتا ہے یہ دلیل ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ ملائکہ علویہ کے اجسام اجسام عنصریہ سے لطیف تر ہوتے ہیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں کہ اس سلسلہ وجود کے مراتب ہیں کہ ان کے نفوس حقیقت واجب تعالے کے قریب تر ہوں اور عالم کون و فساد میں وہ عدمات متراکمہ سے دور رہنے ہوں نفوس کی حقیقت اور انکے عالم مادی کے آئینوں میں متمثل ہونے پر تم نے خواب اچھی طرح غور کر لیا ہوگا

فاعلمن ان الاعتلاء المعنوی	تو یہ بات بھی سمجھ لو کہ ملائکہ مقربین کیسا
بھم یورث تجنبا من الاخلاق	شدید وابستگی پیدا کرنا اسکا باعث ہے
الخسیسۃ والاعمال	کہ آدمی اخلاق خسیسہ اور اعمال دنیہ سے
الدنیۃ بمعنی یرجح الخارجات	دور رہے اور ان بالذات کو وجوہ ولسیہ
القدسیۃ من تماثیل	کے مقابلہ میں اختیار کرے کہ جن کیلئے
الوجوہ الدنسیۃ ۔	وجہ ترجیح کوئی امر قدسی ہو،
الثالث کوکب القطبیۃ	تیسرا ستارہ قطبیت ارشاد ہے اور اس
الارشادیۃ واعنی بھا ما	کا تعلق بھی اسی مفہوم کیساتھ وابستہ ہے
یودی الیہ ھذا الاعتلاء	کہ وہ تمام مخلوق کے باطنی امور کا بادشاہ
من مالکیۃ باطنیۃ للخلق	ہو بایں طور کہ اگر اس قسم کا کوئی شخص
بحیث لو وجد فی العالم	موجود ہو تو انسان اسکے نور سے مستفیض
لاتصف الناس بنورہ وان	ہوتے اگرچہ وہ اس کے ظہور کو نہ محسوس
لم یعلموا بظھورہ وسرھا	کرسکیں اس کا راز یہ ہے کہ جو کامل افراد
ان اللہ تعالی لما اقتضی	اس مرتبہ جلیلہ پہ فائض ہوں تو انکے
حقائقھم السبق والشرف	حقائق کا تقاضا فضیلت اور سبقت
کما قلنا جعلھم فی عالم	ہوتی ہے جیسا کہ ہم نے کہا ہے تو اللہ
الوجود وسائط الایجاد	تعالٰے انہیں اس عالم وجود میں ایجاد کا
ووضع العالم فی قبضۃ	واسطہ مقرر فرمادیتا ہے اور عالم کون و
اقتدارھم اعنی جعل	فساد کو انکے اقتدار میں دیدیا ہے وسائط

الوسائط تجلیاته في صدورهم والملأ فهم يفيد انعكاس هذه الصفة واحسن الامثال انها كمالك ببيع السلم مع غيبة المبيع.

کردینے کا مطلب یہ ہے کہ ان ہی کے سینوں میں ذات اقدس کی تجلیات ہوتی ہیں اور ملاء اعلیٰ سے انہیں جو تعلق حاصل ہوتا ہے وہ اس صفت کے دوسروں کا سایہ افگن ہونیکا باعث ہوتاہے اور اس کی بہترین مثال یہ ہے کہ بیع سلم میں باوجود مبیع کے غائب ہونے کے آدمی اس کا مالک ہو جاتا ہے۔

واعلم ان هذه الثلاثة الكواكب تماثيل الشموس الثلاثة وتجسدها في عالم الوسائط وان المعصوم له صورة حوية من حيث التمثل والتجسد في عالم الكون وانها تضمحل بالحفظ وان الحكيم بطبيعة البشرية البعيدة من حضرة اللاهوت حيرة جبلية تضمحل بالوحي الظاهري وان للوجيه لوجاهته ان ماجاء تحت

یاد رکھو کہ یہ تین ستارے ان تین آفتابوں کے تمثلات اور عالم اسباب میں ان ہی کا تجسم ہیں اور اس عالم کون وفساد ہیں متمثل اور متجسم ہونیکے لحاظ سے معصوم کی ایک صورت جو یہ ہوتی ہے، لیکن محفوظیت کی صفت اسے مضمحل کر دیتی ہے حکیم کو اسکی طبیعت بشریہ کے بموجب جو حضرت لاہوت سے بہت دور واقع ہے فطری طور پر حیرانی حاصل ہوتی ہے جو وحی ظاہری نازل ہونے پر زائل ہو جاتی ہے اسی طرح وجیہ کی وجاہت اجمالی صورت میں ہوتی ہے جس سے

الْاِجْمَالِ يَمْنَعُ بُدُوَّ كَمَالَاتِہٖ	کمالات کا ظہور میں آنا ممکن نہیں ہوتا
تَضْمَحِلُّ بِالْقُطْبِيَّۃِ الْاِرْشَادِيَّۃِ	لیکن قطب ارشاد کا مقام حاصل ہونیکے
فَلَمَّا سَطَعَتْ لَہٗ عَلَيْہِ السَّلَامُ	بعد وہ اجمال باقی نہیں رہتا جب آپکے
هٰذِهِ الْكَوَاكِبُ مَعَ	یہ تینوں ستارے اچھی طرح درخشاں ہوئے
شُمُوْسِ الثَّلَاثَۃِ اُمِرَ لَا مُحَالَۃَ	جو پہلے سے تین آفتابوں کے نور سے
بِدَعْوَۃِ الْخَلْقِ وَصَارَ	منور تھے تو آپ کو دعوت الی اللہ پر
حِيْنَئِذٍ نَبِيًّا۔	مامور کیا گیا اور آپ نبی ہو گئے،

اسرار دعوت الی اللہ

وَسِرُّ الدَّعْوَۃِ انْبِجَاسُ	دعوت کا راز اس میں مضمر ہے، کہ
الرِّيَاسَۃِ الْمَعْنَوِيَّۃِ مِنَ	وجاہت اور قطبیت ارشاد کی ریاست
الْوَجَاهَۃِ وَالْقُطْبِيَّۃِ الْاِرْشَادِيَّۃِ	معنویہ ظہور میں آتی ہے اور اسکو اسطرح
وَيُعَبَّرُ عَنْہُ بِاَنَّہٗ عَلَيْہِ السَّلَامُ	تعبیر کیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
صَارَ حِيْنَئِذٍ هَادِيًا اَفَلَا	اسوقت ہادی بن گئے کیا تمہیں معلوم
تَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰى جَوَادٌ	نہیں کہ اللہ تعالےٰ جواد کریم ہے اجو
لَا يَرُدُّ سُؤَالَ سَائِلٍ بِلِسَانِ	بھی زبان استعداد سے اس سے سوال
الْاِسْتِعْدَادِ وَاِنَّ اِسْتِعْدَادَہٗ	کرے وہ رد نہیں کرتا اور آپ صلی اللہ
عَلَيْہِ السَّلَامُ حِيْنَئِذٍ يَسْاَلُ	علیہ وسلم کی استعداد باآواز بلند یہ پکار
جَهْرَۃً هِدَايَۃَ خَلْقِ اللّٰہِ مِنَ	رہی تھی کہ وہ جن وانس کی ہدایت و

البشر والجن فلم يكن له عليه السلام يومئذ إلا إرشاد من التفت إليه لفتة من أحبائه ومخلصيه فمضى على ذلك برهة من الزمان واعتلاقه يتزايد حينا فحينا وفطرته العليا يتغلغل وقتا فوقتا والكواكب تتسع دوائرها حتى بلغ ذلك نصابه وصارت الكواكب بدورا سافرة فقيل له فاصدع بما تؤمر وأمر بمعارضة الكفار ومجادلتهم.

ارشاد کا رتبہ جلیلہ سنبھالنے پر مامور ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی یہ کیفیت تھی کہ جو کوئی آپکے احباء اور مخلصین میں سے ذرا بھی آپ کی طرف توجہ کرتا تو آپ اس کی ہدایت میں دریغ نہ فرماتے اسی حالت پر ایک عرصہ گزر گیا اور اس اثنا میں آپکا (عالم ملائکہ مقربین سے) تعلق رفتہ رفتہ بڑھتا گیا اور آپ کی فطرت علیا زائد سے زائد صیقل ہوتی گئی اور ان کواکب کے دائرہ میں وسعت ہوتی گئی یہاں تک یہ نورانیت انتہا تک پہنچ گئی اور وہ کواکب بدر کامل نظر آنے لگے تب آپ کو اللہ تعالے کی جانب سے حکم ہوا، کہ جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اسے کھلے طور پر بیان کردو اور کافروں سے معارضہ اور مجادلہ کرنے پر بھی آپ مامور کئے گئے،

وسر المعارضات أن الإرشاد بذاته يستدعي الرشد ورفع ما يناقضه وأن

اور معارضہ کا راز یہ ہے کہ ارشاد کا تقاضائے ذاتی یہ ہے کہ دوسروں کو رشد و ہدایت حاصل ہو اور جو چیز اس مقصد میں مزاحمت کرے اسے راستہ سے

فِی الْعَالَمِ الْعُلْوِیِّ اَمْرًا مَّا قُدُسِیًّا یَکُوْنُ مَظْهَرُهٗ فِیْ هٰذَا الْعَالَمِ الْعَدَاوَةَ لَیْسَ اِلَّا وَذٰلِكَ الْاَمْرُ یُفَاضُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ مِنْ حَیْثُ الْاِقْتِرَابَاتِ الْمَذْکُوْرَةِ فَیَتَصَوَّرُ بَعْدَ النُّزُوْلِ بِصُوْرَةِ الْعَدَاوَةِ فِی الْحَدِیْثِ سَعْدٌ غَیُوْرٌ وَاَنَا اَغْیَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْیَرُ مِنِّیْ وَمِنْ غَیْرَتِهٖ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۔	ہٹا دیا جائے اور اس عالم علوی میں ایک امر قدسی ہے کہ جسکا ظہور اس عالم عداوت میں ہوتا ہے انبیاء پر اقترابات مذکورہ کی وجہ سے اس امر قدسی کا افاضہ ہوتا ہے تو اسکا تصور نزول کے بعد عداوت ہی کی شکل میں ہوتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ (آپ نے فرمایا) سعدؓ ایک غیور شخص ہے، لیکن میری غیرت اس سے زائد ہے تو اللہ تعالےٰ تو مجھ سے بھی زائد غیور ہے، اور اسی کی غیرت کا یہ تقاضا ہے۔ کہ تمام ظاہری اور پوشیدہ بے حیائیوں کو اس نے حرام قرار دیا۔

آغاز جہاد

فَصَارَ حِیْنَئِذٍ رَسُوْلًا اِلٰی قَوْمِهٖ کَمَا کَانَ هُوْدٌ وَصَالِحٌ وَلُوْطٌ وَشُعَیْبٌ مُرْسَلًا اِلٰی اَقْوَامِهِمْ فَمَضٰی عَلٰی ذٰلِكَ بُرْهَةٌ مِّنَ الزَّمَانِ	اسی حالت پر پہنچ کر آپ کو اپنی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا، جیسا کہ ہودؑ صالح لوط اور شعیب علیہم السلام کو ان کی قوموں کیطرف بھیجا گیا اس پر بھی کچھ مدت گزری

ثُمَّ صَارَتْ هٰذِهِ الْبُدُوْرُ شُمُوْسًا لِقُوَّةِ الْاِعْتِلَاقِ كَمَا كَانَتِ الشُّمُوْسُ الْبَاطِنَةُ فَقِيْلَ لَهُ اِذْ ذَاكَ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ ظُلِمُوْا الْاٰيَةَ وَاُمِرَ بِالْهِجْرَةِ الَّتِيْ هِيَ مُبَايَنَةٌ كُلِّيَّةٌ وَالْجِهَادُ الَّذِيْ هُوَ عَدَاوَةٌ كُلِّيَّةٌ وَسِرُّ ذٰلِكَ اِتِّسَاعُ دَائِرَةِ الْاِرْشَادِ وَشُرُوْعُ وَانْعِكَاسُ سَخَطِ اللّٰهِ وَغَيْرَتِهِ ؞	اور ملاءِ اعلٰی کیساتھ شدید تعلق کی بنا پر یہ بدور کاملہ شموس باطنی بن گئے، تو اسی وقت یہ حکم نازل کیا گیا، کہ جن مومنوں پر ظلم کیا گیا اور کافرِان سے لڑتے رہے انکو بھی اب اجازت ہے کہ وہ کفار سے قتال کریں اور آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا جو کلی طور پر جدائی ڈالے اور جہاد کا حکم دیا گیا جو سراسر عداوت ہے اس وقت آپکے ارشاد کا دائرہ وسعت پذیر ہونے لگا اور اللہ

تعالٰی کی غیرت اور اس کے سخط و غضب کے مظاہر وقوع میں آنے لگے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى هُوَ خَيْرٌ تَامٌّ مُنَافِي الشُّرُوْرِ وَالْحِدَاجِ اِذِ الشُّرُوْرُ اُمُوْرٌ مِنْ بِنَاتِ عَالَمِ التَّخْلِيْطِ وَمِنْ مُحْتَاجَاتِ الصُّوْرَةِ الْمِزَاجِيَّةِ فَانْتَقِ بِمَا تَلَوْنَا عَلَيْكَ وَصَارَ حِيْنَئِذٍ مِنْ اُولِي الْعَزْمِ وَيُهْنَا	اور یاد رکھو کہ اللہ تعالٰی کی ذات اقدس تمام خیرات کا سرچشمہ ہے اور شرور اور نقائص کو اس کی جانب منسوب کرنا یہ اسکی قدوسیت کے منافی ہے کیونکہ شرور کا منبع تو اس عالم مادی کی تخلیطات ہیں، اور صورت مزاجیہ ہی نقائص کے ظہور میں آنیکا باعث ہوتی ہیں، ہماری اس بیان

فَتَمَّ لَہُ الْکَمَالُ الْمُطْلَقُ ۔ کردہ بات پر یقین کرو غرضیکہ آپ اس وقت اولوالعزم پیغمبروں کی جماعت میں شامل ہوئے اور آپ کا کمال مطلق پورے طریقہ پر جلوہ گر ہوا۔

ثُمَّ اِنَّ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	آپ کا کمال چونکہ انتہا تک پہنچا
وَسَلَّمَ نَمَاءً اٰخَرَ مِنْ حَیْثُ	ہوا تھا آپ کی شان بہت بڑی اور
سُبُوْغِہٖ الْاَتَمِّ جَلِیْلَ الشَّانِ	اسکے براہین دقیق تھے لہذا آپ کو
دَقِیْقَ الْبُرْھَانِ وَفَصْلُ خِطَابِنَا	ایک اور ارتقاء حاصل ہوا اسکے متعلق
فِیْہِ اَنَّہٗ لَمَّا اتَّسَعَ الْاِسْمُ السَّاطِعُ	کلام مفصل یہ ہے کہ جب بعض وجوہ فطریہ
فِیْ صَدْرِہٖ اِتِّسَاعًا مُسْتَطِیْرًا	اور اکتسابیہ کی بنا پر آپ کی استعداد
بَعْدَ صَیْقَلَتِہٖ اِسْتِعْدَادَہٗ بِاُمُوْرٍ	صیقل ہو کر اس میں کامل جلا اور نورانیت
فِطْرِیَّۃٍ وَکَسْبِیَّۃٍ کَمَا تَلَوْنَا	پیدا ہو گئی تو اس اسم پاک نے جو آپ
کَانَ الْاِسْمُ حَاکِمًا عَلَیْہِ مُسْتَبِلًا	کے سینہ مبارک میں تجلی فرما تھا بڑی
شَرِیْکٍ حَاکِمًا بَلِیْغًا وَتَسَلَّطَ	وسعت پیدا کی اور آپ پر اسی اسم
سُلْطَانًا عَظِیْمًا وَصَارَ مُطْلَقًا	مقدس کی حکومت قائم ہو گئی کہ جس
بِحِذَاءِ اِطْلَاقِ الْاَسْمَاءِ	میں آپ کا کوئی دوسرا شریک نہ تھا
الْقَدِیْمَۃِ فَلَمَّا تَوَحَّدَتْ	اور اس کو آپ پر عظیم تسلط حاصل ہوا
کَمَالَاتُہُ الْمُتَنَوِّعَۃُ کَمَالًا	چنانچہ اسماء مطلقہ قدیمہ کی طرح اسمیں
وَاحِدًا وَجُعِلَ یَتَّسِعُ	صفت اطلاق پیدا ہو گئی جب آپکے
اِتِّسَاعًا مِثْلَ اِتِّسَاعِ	کمالات مختلفہ ایک ہی کمال کی صورت
الْاَسْمَاءِ الْقَدِیْمَۃِ الْمُطْلَقَۃِ	میں نمایاں ہوئے اور اسماء قدیمہ

لم يبق في عالم التفرد وارض التحقيق شرح جزم من الشرائح إلا دخل فيه ذلك النور المقدس بأتم وجه وأكمله فليس هناك كمال ولا مقام إلا ورسول الله صلى الله عليه وسلم فيه امام الناحية وناظورة الديوان ثم على ذلك ثانيا من حيث الإفاضة الإيجادية لما هو جامع لجهات الموجودات على حذاء ما كان أولا من حيث انجاس القدس في عالم الأسماء وظلالها من وساطة وترجمانية بين الله تعالى وخليقته •

مطلقہ کی طرح اس میں انشاع آ گیا تو عالم وجود کے کونے کونے تک یہ نور مقدس کامل طور پہ پہنچ گیا لہذا کمال کا کوئی مرتبہ اور مقام باقی نہیں مگر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں امام الناحیہ اور ناظورۃ الدیوان ہو گئے، ہر ایک چیز باعتبار افادہ ایجادیہ کے ثانوی حیثیت رکھتی تھی اسلئے کہ آپ کی ذات تمام جہات موجودات کی جامع تھی اور یہ تمام باتیں اس چیز کا نتیجہ تھیں کہ اسماء مقدسہ کے عالم عکوس اور ظلال میں ایک انجاس قدسی ظہور میں آیا کہ جسکا محرک یہ تھا کہ اللہ تعالے اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ بنے اور اللہ تعالے کی طرف سے ترجمان ہونے کا منصب ظہور میں لانا ضروری تھا

فاعلمن اذن انه كما امتنع قبل تمثله عليه السلام انجاس حقيقته

یاد رکھو کہ جس طرح آپکے اس دنیا میں تشریف لانے سے پیشتر کسی النبی حقیقت کا انجاس ممکن نہیں تھا جو کہ

اَقْرَبَ وَاَسْبَغَ مِنْ حَقِیْقَتِہٖ وَ	آپ کی حقیقت سے اقرب اور کامل نہ ہو
مَا صَدَّ ذٰلِکَ لِانْطِمَاسِ	لیکن حقیقت علیا کا عدم تمثل اس بات
حَقِیْقَتِہٖ الْعُلْیَا وَعَدَمِ تَمَثُّلِهَا	سے مانع نہ ہو کہ بعض افراد کو منصب
عَنْ اِتِّصَافِ النَّاسِ بِالنُّبُوَّۃِ	نبوت سے سرفراز کیا جائے جسکا مفہوم
الْمُشْعِرَۃِ بِرُسُوْخِ الْقَدَمِ فِیْ	یہ ہے کہ انہیں اخذ عن اللہ میں قدم
مَوْطِنِ التَّلَقِّیْ وَعَدَمِ التَّقْلِیْدِ	راسخ حاصل ہو اور کسی دوسرے کی وہ
فِیْہِ فَکَذٰلِکَ بَعْدَ تَمَثُّلِہٖ	تقلید نہ کریں اسی طرح آپ کا عالم
فِیْ مَوْطِنِ الْوُجُوْدِ الْحَدَثِیْ	حادث میں ظہور ہوا تو کسی کمال کی حقیقت
اِمْتَنَعَ تَلَقِّیْ حَقِیْقَۃِ مِنَ	کو بغیر اس کے کہ آپ کو ذریعہ اور واسطہ
الْحَقَائِقِ کَمَا لًا مِنْ قِبَلِ	بنایا جائے اور آپ کو جو اللہ تعالےٰ
نَفْسِهَا بَلْ تَرْجُمَانٍ ،	کی طرف سے ترجمان حقائق ہیں پس پشت متعین کیا

جائے کوئی شخص بھی کسی طرح اس کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتا۔

وَسَدَّ ذٰلِکَ بَابَ	البتہ یہ منصب کسی دوسرے کو باب
النُّبُوَّۃِ فَمَا طَارَ طَائِرٌ مِنْ	نبوت میں داخل ہونے سے مانع ہے
اُولِیْ اَجْنِحَۃِ اِسْتِعْدَادٍ اِلَّا	اگر بالفرض کوئی اس آسمان رفعت
وَقَعَ فِیْ شَبَکَۃِ تَرْبِیَتِہٖ	پر بلند پروازی کرنا چاہے تو آپ
وَجَذَبَہٗ اِلٰی نَفْسِہٖ	اس کو اپنی طرف جذب کرتے ہیں اور
کَجَذْبِ الْمِقْنَاطِیْسِ	وہ آپکی تربیت کے جال میں اسطرح
بِالْحَدِیْدِ فَلَمَّا	پھنس جاتا ہے جس طرح مقناطیس لوہے

تظاهرت جهة القدس سانية
ذا لتمثلاتية غير المنطمسة
امتنع ان يكون بعده نبي
مستقل بالتلقي فمن هذا
السبيل من المعرفة نعلم
بان موسى عليه السلام لو
كان بعد رسول الله صلى
الله عليه وسلم لما وسعه
الا الاتباع ونجزم بان هذا
النوع من اخذ الفيض ليس
معدودا في الفناء في الرسول
هذا على انه بين يدي
الساعة واقرب الانبياء
اليها ومتمم لمكارم
الاخلاق عميق المأخذ
لاصول الشرع وفروعه
فهذه الاسباب ايضا
تعهد خاتمية فتعرف .

کو پکڑ کر اپنے سے چمٹا لیتا ہے جب
جہت قدسیہ در ہیئت تمثلی ہر دو نے
ایک دوسری کی معاونت کی اور انطماس
کے کچھ بھی آثار نہیں تھے اسلئے آپ کے
بعد مستقل نبی کا مبعوث ہونا ممتنع ٹھہرا
اسی معرفت کی بنا پر ہم جانتے ہیں کہ
اگر موسیٰ علیہ السلام ہمارے رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوتے تو آپ کے
اتباع کے بغیر ان کے لئے اور کوئی
چارہ کار نہ ہوتا اور یہ بھی ہم علانیہ کہتے
ہیں کہ اس موقع پر اخذ فیض فنا فی
الرسول نہیں سمجھا جاتا، علاوہ ازیں آپ
قرب قیامت میں تشریف لائے اور
آپ کا ظہور بہ نسبت تمام انبیاء کرام
کے قیامت سے زیادہ قریب تھا آپ
کی بعثت مکارم اخلاق کی تکمیل کے
لئے تھی اور آپ کے اصول شرع و
فروع کا ماخذ بڑا عمیق اور دقیق تھا چنانچہ یہ تمام
باتیں آپ کی خاتمیت کی مقتضی ہیں اچھی طرح سمجھ لو۔

آفتاب نبوت کے باطنی ستارے

وَهُنَاكَ كَانَ شَمْسًا
وَاحِدًا فِي جَلَالَتِهِ وَاسْتَبَانَ
مِنْهُ كَوَاكِبُ سِتَّةٌ فِي بَادِي
النَّظَرِ وَإِلَّا فَقَدْ كَلَّتْ أَبْصَارُ
بَصَائِرِنَا فِي اكْتِنَاهِ كُنْهِهَا وَ
تَبَيَّنَ أَعْدَادُهَا فِي أَطْوَارِهَا
وَقَدْ أَفْصَحَ عَنْ كَثْرَتِهَا جِدًّا
صَاحِبُهَا عَلَيْهِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيمَاتُ
حَيْثُ حَكَمَ بِأَنَّ آنِيَةَ الْحَوْضِ
الْكَوْثَرِ الَّذِي هُوَ مِنْ تَمَثُّلَاتِ
كَمَالِهِ الْأَقْصَى أَكْثَرُ مِنْ نُجُومِ
السَّمَاءِ ثَلَاثَةٌ مِنْهَا بَاطِنِيَّةٌ كَأَنَّهَا
مِنْ تَمَثُّلَاتِ الْاِقْتِرَابَيْنِ
الْأَوَّلَيْنِ فِي شُعْبَتَيْهِمَا الثَّلَاثِ۔

جلالت قدر کے لحاظ سے ہم آپ
کو ایک آفتاب کہتے ہیں کہ جس سے
بادی النظر میں چھ ستارے ظہور میں آئے
مگر ہم آپ کی کنہ تک نہیں پہنچ سکے اور
اسے دیکھ کر ہماری نگاہیں خیرہ ہو جاتی
ہیں جو ستارے آپکے نور سے ظاہر ہوئے
ان کا بھی شمار مشکل ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے خود انکی کثرت تعداد
کو بتلا دیا جس مقام پر آپ فرماتے ہیں
کہ حوض کوثر پہ جو برتن رکھے ہونگے
انکی تعداد آسمان کے تاروں سے زائد
ہے یہ ستارے آپکے انتہائی کمالات کے متمثل
ہیں، ظاہری تین ستاروں کے علاوہ
تین اور باطنی ستارے ہیں جو پہلے دو
اقترابات (قرب فرائض و نوافل) کے فروع سہ گانہ کے تمثل ہیں

الْأَوَّلُ التَّقْوَىٰ خُلُقًا وَعَمَلًا
عَلَىٰ حِذَاءِ الْعِصْمَةِ

پہلا اعمال اور اخلاق میں کمال تقوی
کا التزام یہ عصمت کے مقابلہ میں ہے

الثانی الاجتهاد الفقهی و
الفراسة التجاربیة علی حذاء
الحکمة والثالث العنایات الجزئیة
واعنی بها ان احدا اذا نظر
فی هیکله الجسمانی اقصی نظره
الی التجلی الذاتی علی حذاء
القطبیة الباطنیة وثلثة اخری
کانها من تمثلات الاقتراب
الثالث فی شعبها الثلاث۔
الاول الملک المشار الیه
بقوله تعالی انا فتحنا لک فتحا
الآیة علی حذاء القطبیة
الارشادیة الثانی نصب
المزاج المدنیة من المجازات
والمخاصمات علی حذاء الحفظ
الثالث سکینة وعظیة علی
فصاحة ونصاحة علی حذاء
الوحی الظاهری ثم ان
تلک الکواکب صارت

دوسرا اجتہاد فقہی اور تجربی فراست
یہ حکمت کے مقابلہ میں ہے تیسرا عنایات
جزئیہ اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ جب
کوئی آپ کے جسم ظاہر پر نظر ڈالتا تو
اس کی نظر جا کر تجلی ذاتی پر پڑتی یہ
قطبیت ارشاد کے مقابلہ میں ہے اور
علاوہ اس کے تین ستارے ہیں جو گویا
اقتراب ثالث (قرب وجود) کے
فروع سہ گانہ کے تمثلات ہیں
پہلا ملک اور بادشاہت جس کی طرف
اس آیت میں اشارہ ہے کہ ہم نے تمہیں
کھلی فتح عنایت کی ہے جو کہ قطبیت
ارشاد کے مقابل ہے دوسرا مزاج
مدنیت کے اعتدال کا قائم رکھنا، یعنی
سزائیں دے کر اور مخاصمات کو فیصل
کرکے یہ محفوظیت کے مقابل ہے تیسرا
خوش بیانی اور خلوص کیساتھ وعظ فرمانا
یہ وحی ظاہری کے بالمقابل ہے پھر
یہ ستارے بھی بدر کامل بنے اور پھر

بُدُوْرًا ثُمَّ شُمُوْسًا۔
ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ مِنْ
غَزْوَةِ تَبُوْكَ قَالَ رَجَعْنَا مِنَ
الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ
الْاَكْبَرِ يَعْنِيْ بِالرُّجُوْعِ عَنِ
الْكَثْرَةِ اِلَى الْوَحْدَةِ وَعَنْ عَالَمِ
التَّمَثُّلِ اِلٰى عَالَمِ التَّجَرُّدِ وَعَنْ
حَضْرَةِ تَفْصِيْلِ الْعِلْمِ اِلٰى
حَضْرَةِ اِجْمَالِهٖ كَمَا فَصَّلْنَا فِيْ
حَقِيْقَةِ اِبْرَاهِيْمَ وَهُوَ اَصْعَبُ
الْاَسْفَارِ اَدْعَرُ الْاَخْطَارِ حَيْثُ
تَفَوَّقَ مَبْدَءُ نَفْسِهٖ عَنْ مَوْطِنٍ
حُصِلَ فِيْهِ وَبِذٰلِكَ نَاطَ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ
كَمَالٍ اِجْمَالِيٍّ وَتَفْصِيْلِيٍّ وَهُنَالِكَ
بَلَغَ الْكَمَالُ اَقْصَاهُ وَقِيْلَ لَهٗ
اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ
لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

شموس ہو گئے،
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ
تبوک سے واپس ہوئے تو آپ نے
فرمایا ہم چھوٹے جہاد کو پورا کر کے جہاد
اکبر کی طرف واپس آئے ہیں، یعنی ہم
کثرت سے وحدت کی جانب آئے ہیں
اور عالم تمثل سے عالم تجرد کیطرف لوٹ
آئے اور تفصیل علم کی بارگاہ کو ترک
کر کے بارگاہ اجمال کو اختیار کیا ہے جیسا کہ
ہم نے اسکی تفصیل حقیقت ابراہیم علیہ
السلام میں بیان کی ہے اور یہ مشکل
ترین سفر ہے اور بہت ہی شاق مقام
ہے، کیونکہ اس کا مبدء تعین موطن فطرت
سے بالاتر ہے اس سے آپ کو ہر ایک
اجمالی اور تفصیلی کمال حاصل ہوا، اور
انتہائی کمال کا کوئی درجہ باقی نہیں رہا
اور اسی واسطے آپ سے کہا گیا اَلْیَوْمَ
اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ
نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

وَهُنَالِكَ حَجَّ الْكَعْبَةَ وَصَدَعَ
بِقَوْلِهٖ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اتَّخَذَنِيْ
خَلِيْلًا كَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ
خَلِيْلًا وَنَزَلَ سُوْرَةُ النَّصْرِ
فَهٰذَا ذَوْقُنَا وَاَمَّا ذَوْقُ
مَنْ قَالَ اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اكْتَسَبَ الْخُلَّةَ بَعْدَ اَلْفِ سَنَةٍ
بِوَاسِطَةِ بَعْضِ اُمَّتِهٖ فَمَعَ
اَنَّهٗ حُكْمٌ بِمَا يُنَاقِضُ اَمْرَ النُّبُوَّةِ
مُعَارِضٌ بِالنَّصِّ الصَّرِيْحِ
الصَّحِيْحِ فَلَا يُعَوَّلُ عَلَيْهِ.

وَهٰذِهِ الْكَمَالَاتُ الْفِطْرِيَّةُ
وَالْمُكْتَسَبَةُ صَدَرَتْ مِنْهُ
الْمُعْجِزَاتُ فَمِنْهَا الْاِخْبَارُ عَنِ
الْمُغَيَّبَاتِ وَسِرُّهٗ اَنَّ الْمُقَرَّبَ
بِاَيِّ اقْتِرَابٍ كَانَ يَنْفَتِحُ لَهٗ
بَابَانِ بَابٌ اِلَى الْعِلْمِ الْفِعْلِيِّ
وَبَابٌ اِلَى الْعِلْمِ الْاِنْفِعَالِيِّ
وَاَمَّا الْمُقْتَرِبُ بِقُرْبِ النَّوَافِلِ

اور اسی اثناء میں آپ نے حج کیا اور یہ
فرمایا کہ بیشک اللہ تعالے نے مجھے اپنا
خلیل بنا لیا جیسا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو اپنا خلیل بنایا تھا، اور
سورۂ نصر نازل ہوئی ہمارا ذوق تو یہی
ہے لیکن جس نے اپنے ذوق کی بنا پر
یہ کہا ہے کہ آپکو امت مرحومہ کے ایک
فرد کے ذریعہ ہجرت کے ہزار سال کے
بعد خلت کا مرتبہ حاصل ہوا اس کا یہ
کہنا نبوت کے منافی ہے اور نص صریح
کے مخالف ہے اسلئے یہ قول مستند نہیں،

اور ان ہی کمالات فطریہ اور
اکتسابیہ کی بدولت آپ سے انواع
واقسام کے معجزات صادر ہوئے۔ (۱)
غیب کی خبریں بتلانا اسکا راز یہ ہے
کہ جسکو قرب حاصل ہو خواہ اسکی نوعیت
کچھ ہو اس کے سامنے دو دروازے کھل
جاتے ہیں ایک علم فعلی اور دوسرا علم
انفعالی کیطرف اور جسے قرب نوافل

عربی	اردو
فَلِاضْمِحْلَالِهٖ فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ	حاصل ہو اسکے سامنے تو اسلئے کہ اس
وَاَمَّا الْمُتَقَرِّبُ بِقُرْبِ الْفَرَائِضِ	نے اپنی ہستی کو ذات اقدس جل شانہ
فَتَجَلّٰی اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ فِیْ عَیْنِهٖ	میں مضمحل کر دیا ہے قرب فرائض
بِاَحْکَامٍ تُنَاسِبُ عَیْنَهَا	والے کے سامنے اسلئے اسکی عین ثابتہ
وَاَمَّا الْمُتَقَرِّبُ بِقُرْبِ الْوُجُوْدِ	اللہ تعالےٰ کی تجلی گاہ ہوتی ہے جس
فَلِانْقِهَارِهٖ تَحْتَ حُکْمِ الْعَیْنِ	سے اسکے مناسب احکام ظہور میں آتے
الَّتِیْ هِیَ خَیْرٌ کُلُّهٗ اَیْ لَاحَقِیْقَةً	ہیں اور قرب وجود والے کے سامنے
لَهَا اِلَّا اَنْ لَا تَشَاکُلَ لِلْخَیْرِ حَیْثِیَّةٌ	اس لئے کہ وہ عین ثابتہ کا مقہور ہوتا
مِنَ الْحَیْثِیَّاتِ فَلَاجَرَمَ اَنَّهٗ	ہے اور اسکے حکم کے ماتحت رہتا ہے
یَعْلَمُ کُلَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ	اور عین ثابتہ سراسر خیر ہی خیر ہے اور
اَوْ بَعْضَهَا ثُمَّ اِنَّ الصَّفَا	کسی نہ کسی حیثیت سے وہ خیر ہی
الْمُکْتَسَبَ اَیْضًا	کا متمثل ہوتا ہے اسی بنا پر اسے اولین اور
یُفِیْدُ کَشْفًا لِلْکَائِنَاتِ	آخرین کا حال کلًا یا جزءًا معلوم ہوجاتا ہے
الَّتِیْ نِسْبِیَّةٌ وَمِنْهَا اِجَابَةُ	اور جو صفائی قلب کی اکتسابی ہوتی ہے
الدَّعَوَاتِ فِیْ اَسْرَعِ	وہ بھی کائنات نسبیہ کے کشف کا
الْاَوْقَاتِ وَسِرُّهَا مَا کُنَّا	فائدہ دیتی ہے (۲) دعاؤں کا بہت
اَشَرْنَا اِلَیْهِ مِنْ اَنَّ الْاَفْعَالَ	جلد قبول ہوجانا اس کا راز وہی ہے
وَالْاَقْوَالَ تُثْبَتُ فِیْ	جو ہم لکھ چکے ہیں کہ اقوال اور اعمال
الصُّحُفِ وَ	کو صحف میں ثبت کیا جاتا ہے اور

تخرج على حسب المتبوع
واني ارى ان اكثرها
مؤيد بتلاوة الاسماء وكذا
ما بعدها من انواع
المعجزات ومنها زيادة
الطعام والشراب وسرها
انفتاح الباب الى التجلي
الايجابي في الربوبية المذكورة
من حيث الاقترابات و
منها تكلم الجمادات و
العجماوات وانقيادها وسرها
انفتاح التجلي الايجادي
في الربوبية الكمالية ومنها
كف الاعداء وتعذيب
منكريه وسر الاول
حماية المتبوع والثاني
ان معارضة المقترب
يورث حزنا۔

مرتبہ متبوع کے تعلق انکا ظہور ہوتا ہے
میری رائے میں اسماء حسنیٰ کی تلاوت
اس کا بڑا سبب ہے اور دیگر انواع
معجزات کیلئے بھی یہ ایک تائیدی
سبب ہے اور انہیں انواع میں سے
کھانے پینے کی اشیاء کی خارق از عادت
زیادتی کا ظاہر ہونا ہے اس کا راز
تجلی ایجابی کے دروازہ کھلنے میں مضمر
ہے جو اقترابات مذکورہ کا نتیجہ ہے اور
جس کا ظہور ربوبیت کمالیہ میں ہوتا ہے
اور ایسے ہی بے زبان جانوروں اور
جمادات کا کلام کرنا اور مطیع و فرمانبردار
ہونا اس کا راز بھی اس ایجادی تجلی
میں مضمر ہے جس کا ظہور ربوبیت کمالیہ
میں ہوتا ہے اور اسی طرح دشمنوں کے
شر کو اس سے روکنا ہے اور اس کے
منکروں پر عذاب نازل کرنا اور اول کا
راز مرتبہ متبوع کی حمایت ہے اور مؤخر الذکر
پس اہل قرب کی مخالفت کرنا جو ان کی ذات کا باعث ہے

اقسام وحی

وَالْوَحْيُ عَلَى أَنْوَاعٍ مِنْهَا
مَا كَانَ فِي الْمِعْرَاجِ وَهُوَ
عِنْدَ حِزْبِ الْحِكْمَةِ فِي الْيَقْظَةِ
بِبَدَنٍ مِنْ تَجَسُّدِ الْكَمَالَاتِ
لَا مِنْ تَجَوْهُرِ الْعَنَاصِرِ وَ
سِرُّهُ اقْتِضَاءُ الْعَيْنِ التَّبَحُّرَ
فِي الْمَعَارِفِ فِي جَانِبِ
الْاِقْتِرَابِ الْفَرَائِضِيِّ
وَالْاِقْتِرَابِ الْمَلَكِيِّ مَعًا
وَمِنْ هٰذَا لَتَيَسَّرَ يُفَكُّ
الْعُقْدَةُ فِي شَقِّ الصَّدْرِ وَ
تَحْقِيقُ تَجَسُّدِ الْكَمَالَاتِ
عَمِيقٌ جِدًّا وَكَشْفُ السِّرِّ
أَنَّ الْكَمَالَاتِ الْمُتَوَحِّدَةَ كَمَالًا
وَاحِدًا شَيْءٌ مُقْتَرِبٌ بِاللهِ
سُبْحَانَهُ بِضَرْبٍ مَا مِنَ الْقُرْبِ
فَلَا بُدَّ أَنَّ لَهُ صُورَةً حَقَّةً

وحی کے متعدد اقسام ہیں معراج
کی حالت میں جو وحی ہوئی تو اہل حکمت
کے نزدیک معراج بحالت بیداری اسی
جسم کیساتھ ہوئی ہے جو کہ کمالات کا
تجسم تھا اس بدن کیساتھ نہیں ہوئی جو کہ
عناصر سے مرکب شدہ ہے اسکا راز یہ
ہے کہ عین ثابتہ کا تقاضا قرب فرائض
اور قرب ملائکہ دونوں لحاظ سے عالم
معارف میں تبحر حاصل کرنا ہے اور اسی
راز سے شق صدر کا عقدہ حل ہو جاتا ہے،
تجسم کمالات کی حقیقت کا مسئلہ ایک
عمیق راز ہے جو تمام جداگانہ کمالات
ایک وحدانی صورت اختیار کرتے ہیں
تو وہ ایک ایسی چیز ہوتی ہے کہ جسے
اللہ تعالے کی ساتھ ایک گونہ قرب
حاصل ہوتا ہے لہذا یہ ضروری ہے کہ
ارتقاء کی ہر ایک منزل میں ایک

تَتَبَّعَهُ فِي كُلِّ نَشْأَةٍ وَ	صورت حقیقیہ ہو جو بعض اوقات
قَدْ تَكُونُ حِسِّيَّةً وَقَدْ تَكُونُ	صورت جوبیہ ہوتی ہے اور بعض اوقات
مِثَالِيَّةً وَسَيَأْتِيكَ تَجَسُّدُ	مثالیہ آگے حقیقت دجال کی بحث میں
الشُّرُورِ فِي حَدِيثِ الدَّجَّالِ	یہ آ سجائے گا کہ وہ شرور کا تمثل ہے تو
نَفْسَهُ عَلَى هٰذَا ۔	اس کو بھی اسی پہ قیاس کر لینا
وَمِنْهُ الرُّؤْيَا كَحَدِيثِ	وحی کی ایک قسم رویائے صادقہ ہے
الْكَفَّارَاتِ وَالدَّرَجَاتِ	مثلاً کفارات اور درجات کی حدیث
وَحَدِيثُ الْمُعَادِيَاتِ	اور معادیات کی حدیث اس کا بھی
وَسِرُّهَا مَا قُلْنَا فِي الْمِعْرَاجِ	راز وہی ہے جو معراج میں مذکور ہوا
وَمِنْهَا تَمَثُّلُ جِبْرِيلَ لَهُ	اور ایک قسم وحی کی یہ ہے، کہ جبریل
بِحَيْثُ يَرَاهُ النَّاسُ كَمَا	آدمی کی صورت میں متمثل ہوں اور تمام
فِي حَدِيثِ سُوَالِهِ عَنِ	حاضرین انہیں دیکھ لیں، مثلاً وہ حدیث
الْإِسْلَامِ وَالْإِيمَانِ وَ	کہ جبریل امین نے آدمی کی شکل میں آکر
الْإِحْسَانِ وَأَشْرَاطِ	ایمان اور اسلام اور احسان کی حقیقت
السَّاعَةِ وَسِرُّهُ مَا أَشَرْنَا	دریافت کی اور علامات قیامت کو
إِلَيْهِ مِنْ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ	معلوم کیا اس کا راز بھی ہم پہلے اشارۃً
بَعْدَ أَنْ تَهْتَزَّ	بیان کر چکے ہیں، کہ ملائکہ جس وقت
بِالتَّلَطُّفِ الْاِسْتِعْدَادِيِّ	تعلق استعدادی کی بنا پر اہتزاز پیدا
قَدْ تَتَمَثَّلُ بِالْبَدَنِ	ہوتا ہے تو اسکے بعد وہ کبھی کبھی بدن

المثالي ومنها النفث في
الروع كحديث إلا الذين
في الجهاد وحديث يعلى
بن أمية وحديث أبي سعيد
في جواب من قال أو يأتي
الشر بالخير وقد كان
يذهب عن حسه وذلك
لشدة ما لكيته الاقتراب
الملكوتي أو الاقتراب
الفرائضي واستغراقه
فيهما ومنها الاشراف
والكشف كحديث بائع
الحنطة وكحديث
الناقة في التبوك وقد
مهدنا بعض تبيانه
ومنها الوحي الباطني
وهو الحكمة أو مقتضى
الاسم الطالع من خزائنه
وقد ذكرناهما ومنها

مثالی میں متجسد ہوتے ہیں اور وحی کی
ایک قسم نفث فی الروع ہے جیسا کہ
اس حدیث کا استثنائی فقرہ کہ شہید کے
تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں مگر
قرضہ اسی طرح یعلی بن امیہ کی حدیث
اور ابو سعید کی وہ حدیث کہ جس میں
مذکور ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا،
کیا خیر سے بھی شر پیدا ہوتا ہے اس
حالت میں آپ اپنے حواس ظاہری سے
غائب ہو جاتے ہیں، کیونکہ قرب فرائض
اور قرب ملکوتی میں آپکو استغراق حاصل
ہوتا ہے اور ان کا اثر آپ پر اس طرح
غالب آ جاتا ہے کہ گویا کہ آپ انکے
قبضہ میں ہیں ایک قسم وحی کی اشراف اور کشف ہے
جیسا کہ گندم بیچنے والے کی حدیث یا اونٹنی والا
واقعہ جو جنگ تبوک میں پیش آیا جس کے متعلق ہم کچھ
تذکرہ کر چکے ہیں اور ایک قسم کو وحی باطنی کہا جاتا ہے،
یہ وہی چیز ہے کہ جسے قرآن کریم میں حکمت کے ساتھ موسوم
کیا گیا ہے نیز اس کی ایک قسم وحی ہے جو اسم ہاء کا

القرآن وهو اعظمها واكرمها ولن يتفسر لك اجمال القرآن حتى تمهد لك وجوها من التحقيق فاستمع لما يتلى عليك ۔

مقتضا ہے جس کا آپ کے قلب مبارک سے طلوع ہوا ان دونوں قسموں کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں سب سے بڑی وحی اور اس کی افضل ترین قسم قرآن مجید ہے لیکن قرآن مجید کا اجمال اس وقت تک واضح نہیں ہو سکتا جب تک تحقیق کے طور پر ذیل کی تمہید نہ پڑھو

قرآن مجید کے منازل ارتقاء

للقرآن نشآت خمس النشأة القديمة الافاضية نشأة الكلام القديم الذي هو من جزئيات الارادة ولا نعني بذلك الا الافاضة بالفعل للتربية الكمالية العلمية النشأة المتجددة من قبيل الاسم المتجدد نشأة نسمته صلى الله عليه وسلم وقد استوطن ذروة سنامه كل من هذه النشآت من قبل كماله صلى الله عليه وسلم اما النشأة

قرآن مجید کے منازل ارتقاء پانچ ہیں (۱) ارتقاء قدیمہ یعنی افاضہ بالفعل (۲) کلام قدیم کا وہ ارتقاء جو صفت ارادہ کی جزئیات سے ہے اس سے ہماری مراد افاضہ بالفعل ہے جس کا تعلق علمی تربیت کمالیہ سے ہے (۳) متجدد ارتقاء جس کی مثال اسم حادث متجدد سے ہے (۴) نسمہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتقاء یاد رکھو کہ ان تمام ارتقاءات میں انتہا تک پہنچ جانے کا منبع آپ کا اپنا کمال ہے صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تین قسم کے ارتقاءات میں آپ کو جو درجہ عالیہ حاصل

الثالث الأول فتمثل اعتلائه
فيها احاطة لأصول العلوم
لما سيأتيك وأما الرابع
فتمثل اعتلائه بفصاحة
وبلاغة وأسلوبا والسر
فيها هو اتم الأمور
بأسرها في تلك النشأة
وأما الخامسة نشأة
المدركة فكان له نور
من قبل أصله ونور من
قبل ملابسة السابقين
إياه فعرض في النشأة
الشرعية .

تھا وہ اس طرح متمثل ہوا کہ آپ کو
اصول علوم پر احاطہ حاصل ہوا جیسا کہ
اسکا بیان عنقریب آئیگا، ارتقاء چہارم
میں آپکا درجہ عالیہ فصاحت و بلاغت
اور حسن اسلوب کیصورت میں متمثل ہوا
اسکا راز یہ ہے کہ ظہور کی بہترین قسم یہ
ہے کہ اسمیں کامل ترین امور نمایاں ہوں
جسکا تعلق اس نشاہ سے ہے اور پانچواں
مدرکہ کا ارتقاء ہے چنانچہ ایک نور تو
آپ کو اپنی اصلی حالت کے لحاظ سے
حاصل تھا اور ایک نور آپ کو سابقین
کے ساتھ تعلق رکھنے کی بنا پر
حاصل ہوا ارتقاء تشریعی کا تعلق اسی سے ہے،

علوم قرآن

وعلوم القرآن برمتها
تنحصر في كليات سبع
الإلهيات من الذات والأسماء
الذاتية والفعلية والمتجددة .

قرآن پاک جن علوم پر مشتمل ہے
وہ سات قسموں میں منحصر ہیں (۱) الہیات
یعنی ذات اقدس اسماء ذاتیہ، اسماء
فعلیہ اور اسماء متجددہ کا بیان

التکوینیات وتسمی بالآیات
وعمدتها امور نحو خلق السماء
والارض آیات السماء آیات
الجو آیات العناصر آیات
المعادن آیات النبات آیات
الحیوان آیات الانسان
عجائب مقامات الانبیاء
الوعظ وتفسیره قهر المدارك
الظلمانیة بالانوار المعاد القدسانیة
وعمدة وجوه الترغیب والترهیب
بوقائع الآخرة والدنیا والقصص
التی تنکسر بسماعها سورة النفس
والتمثیل بامثال یقع فی النفس
بموقع والتشنیع والتنویه والتسلیة
الشرعی وفیه ابواب العبادات و
الکبائر والعادات والاخلاق والمعاملات
وتدبیر المنزل وسیاسة المدینة
المعاد وفیه اربعة منازل القبر
والحشر ویوم الحساب والجنة و

تکوینیات انکو آیات بھی کہتے ہیں
مثلاً زمین و آسمان کی تخلیق مظاہر جویہ
عناصر اور موالید ثلاثہ یعنی جمادات اور
نباتات اور حیوانات تخلیق انسان کا
بیان اور مقامات انبیاء کے عجائبات
(۳) وعظ و ارشاد یعنی جہالت کی تاریکیوں
کو معارف قدسیہ سے منور کیا جائے ترغیب
و ترہیب کی بہترین صورت یہ ہے کہ دنیا
و آخرت کے عبرت آموز واقعات اور
قصص جن کو سنکر نفس کی سرکشی کم ہو اور
وہ تمثیلات جن کا پیرایہ بیان بہت
موثر ہو اسی طرح برائیوں کی مذمت
اور خوبیوں کو سراہنا اور تسلی آمیز
چیزیں بیان کرنا
(۴) شرعیات اور اس میں جملہ عبادات
اعمال اور عادات اخلاق معاملات
تدابیر منزل سیاست مدنیہ داخل ہیں
(۵) معادیہ آخرت کی چار بڑی منزلیں
ہیں قبر حشر روز قیامت جنت اور

النَّارِ وَمُحَاجَّةُ الْكُفَّارِ وَفِيهَا مَسَائِلُ	دوزخ (۶) مجادلہ یعنی کفار کو دلائل سے
التَّوْحِيدِ عِبَارَةً وَإِثْبَاتُ الْمَعَادِ	قائل کرنا، اثبات توحید، اثبات
وَإِثْبَاتُ النُّبُوَّةِ وَإِثْبَاتُ تَنْزِيهِ	نبوت، اثبات معاد اور منکروں کی
اللهِ تَعَالَى عَنِ الْوَلَدِ وَرَدُّ	تحریفات کا ابطال یہ سب امور اسی
تَحْرِيفَاتِهِمْ الْقَصَصُ وَالْمَذْكُورُ	قسم سے ہیں (۷) قصص انبیاء کرام
مِنْهَا قَصَصُ الْأَنْبِيَاءِ وَقِصَّةُ	کے واقعات اور ذوالقرنین وغیرہ کے
إِسْكَنْدَر ذِي الْقَرْنَيْنِ وَغَيْرِهَا	واقعات ان علوم کا راز یہ ہے کہ حکمت
وَسِرُّ هٰؤُلَاءِ الْعُلُومِ انْقِلَابُ الْحِكْمَةِ	وحی کی شکل میں تبدیل ہو جائے، اور
وَحْيًا وَكَانَ الْمُحَاجَّةُ هِيَ وَعْظٌ	مجادلہ بھی وعظ تذکیر کی ایک قسم ہے
مَا لِأَنَّ أَصْلَهُمَا وَاحِدٌ وَهُوَ	دونوں کا مقصد ہدایت وارشاد اور
الْإِرْشَادُ انْقَلَبَ تَرْبِيَةً عِلْمِيَّةً ۔	تربیت علمیہ ہے

حروف مقطعات

وَمِنْ فُنُونِ الْحِكْمَةِ	فنون حکمت میں سے ایک فن
فَنُّ الْحُرُوفِ وَمَا يُعْطِيهِ هٰذَا	حروف کا ہے اس فن کے اصول پر
الْفَنُّ أَنَّ الٓمٓ مَعْنَاهُ غَيْبٌ	ہمارے نزدیک الٓمٓ کے یہ معنی ہیں
تَعَيَّنَ فِي الْمُتَقَدِّسِ كَفَى بِهِ	وہ غیب جس نے عالم متقدس میں تعین
عَنِ الْآيَاتِ وَالْعَادَاتِ وَالْأَعْمَالِ	قبول کیا اسکا مفہوم یہ ہے کہ عادات
وَبِدْعَاتِ الْأَخْلَاقِ مِنْ حَيْثُ	اور اعمال اور اخلاق کی بدعات کے

مَا تَعَيَّنَ فِيهَا تَشْرِيعٌ أَوْ تَحْقِيقٌ قُدْسِيٌّ.	ضمن میں تشریع اور تحقیق مقدس کو تعین حاصل ہے
الٓرٰ مَعْنَاهُ غَيْبٌ تَعَيَّنَ فِي التَّخْلِيطِ تَعَيُّنًا مُتَرَدِّدًا غَيْرَ مُتَحَجِّرٍ كَنِّي بِهِ عَنْ مَقَامَاتِ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ حَيْثُ أَنَّهَا مُصَادِمَةٌ لِلشُّرُورِ الْنَّفْسِيَّةِ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى.	الٓرٰ کے یہ معنیٰ ہیں کہ غیب کو عالم تخلیط میں تعین حاصل ہوا، لیکن یہ تعین مستحکم اور برقرار نہیں اس سے مراد انبیاء علیہم السلام کے مقامات ہیں اس حیثیت سے کہ وہ شرور نفسیہ سے بار بار ٹکراتے رہتے ہیں،
طٰهٰ مَعْنَاهُ تَنَزُّهٌ كُلُّ التَّنَزُّهِ نَزَلَ فِي غَيْبِ هٰذَا الْعَالَمِ التَّخْلِيطِيِّ كَنِّي بِهِ عَنْ أَحْكَامِ الْأَسْمَاءِ الْمُتَجَدِّدَةِ مِنْ حَيْثُ أَنَّهَا كَيْفَ نَزَلَتْ فِي الْمَدَارِكِ الْإِنْسَانِيَّةِ.	طٰہٰ کے معنیٰ یہ ہیں کہ ذات اقدس کو کامل تنزیہ حاصل ہے کہ جس نے اس عالم تخلیط کے غیب میں نزول فرمایا اس کا مفہوم یہ ہے کہ اسماء متجددہ کے احکام نے کس طرح مدارک انسانیہ میں ظہور فرمایا،
طٰسٓمٓ مَعْنَاهُ تَنَزُّهٌ حَقُّ التَّنَزُّهِ سَرَى سَرَيَانًا تَنَزُّهِيًّا فِي عَالَمِ التَّخْلِيطِ كَنِّي بِهِ عَنِ الْأَسْمَاءِ الْمُتَجَدِّدَةِ وَأَحْكَامِهَا الَّتِي هِيَ بِحَسَبِ سَرَيَانِهَا	طٰسٓمٓ کے معنیٰ یہ ہیں کہ ذات اقدس کما حقہ منزہ ہے جس کا سریان عالم تخلیط میں تنزیہی ہے، اس سے مراد اسماء متجددہ اور انکے احکام کا ظہور ہے جسکا یہ مفہوم ہے عالم متدنس میں ان کا

القدسی فی العالم الذی نعنی ویتلوها التی تعیدها بحسب سریانها القدسی،	سریان مقدس ہے اور اس کے علوم باعتبار اس کے سریان مقدس کے فائدہ دیتے ہیں،
ختم معناہ غیب ظهر فی المتدنس کفی بہ عن قوال الکفرۃ وعقائدھم متصعدۃ الی التحقیق فی موطن الوحی والوعظ بالترھیب والترغیب والتشنیع والتنویہ من حیث انہ حق نزل فی التغلیظ کما معالم وفاتمالنظامہ	ختم کے یہ معنی ہیں کہ غیب نے عالم متدنس میں ظہور کیا اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب کافروں کے عقائد باطلہ اور اعمال و اخلاق خبیثہ نے عالم غیب کی طرف صعود کیا تو ان کا قلع قمع کرنے کے لئے حق کا نزول ہوا، وحی اترتی رہی اور آپ ترغیب و ترہیب کے ذریعہ ان کی ہدایت کا حق ادا کرتے رہے بالآخر ان کے نظام فاسد کو توڑ دینے کا باعث ہوئے،
عسق معناہ الظہور المتجسم الساری فی ھذا العالم المتدنس المتحجر	عسق کے معنی اس ظہور پر نور کے ہیں، جو اس عالم متدنس میں جاری و ساری ہے،
ق معناہ قباحات متحجرۃ تویلت بھا قوۃ قدسیۃ کفوہ عن الوعظ والآیات النصائح،	ق کے معنی قباحات کا مجسم ہے جس کا مقابلہ قوت قدسیہ کیساتھ ہوا اسکا مفہوم وعظ و نصیحت ہے۔

نٓ مَعْنَاهُ نُوْرٌ فِي الظُّلْمَةِ كُنِّيَ
بِهٖ اَيْضًا عَنِ الْوَعْظِ ۔
صٓ مَقَامٌ قُدْسِيٌّ اِقْتَرَبَ
بِاللّٰهِ تَعَالٰى قُرْبًا قُدْسِيًّا
مِنْ حَيْثُ اَنَّهٗ عَايَنَ
اِلَيْهِ كُنِّيَ بِهٖ عَنْ مَقَامَاتِ
الْاَنْبِيَاءِ وَعُلُوْمِهِمُ الَّتِيْ هِيَ
بِحَسَبِ وَجَاهَتِهِمْ ۔
يٰسٓ مَعْنَاهُ شَيْءٌ مُتَرَدِّدٌ
بَيْنَ الظُّهُوْرِ وَالْخَفَاءِ
سَارٍ فِي الْعَالَمِ كُنِّيَ
بِهٖ عَنْ اَحْكَامِ الْاِسْمِ
الْمُتَجَدِّدِ عُلُوْمِهٖ وَاعْلَمْ
اَنَّ الطَّاءَ عِنْدَنَا يُشَابِهُ
الْحَيَوَانَ بِشَرْطِ لَا وَالْهَاءَ
بِشَرْطِ شَيْءٍ وَالْاَلِفَ
لَا بِشَرْطِ شَيْءٍ وَاِنَّ هٰذِهِ
الْمُقَطَّعَاتِ اَسْمَاءٌ
مُحَلِّيَةٌ لِلسُّوَرِ بِحَيْثُ

نٓ کے معنی تاریکی کے اندر نور اس کا
بھی مفہوم وعظ و نصیحت ہے،
صٓ: کوئی صاحب مقام قدسی جس نے
ذات اقدس کا قرب قدسی حاصل کیا
ہو اور اس کے اثرات اس پر فائض ہوئے
ہوں، اس سے مراد انبیاء کرام کے علوم
اور ان کے مقامات ہیں، جو باعتبار
وجاہت کے انکو عطا کیئے گئے ہیں،
یٰسٓ کے معنی وہ چیز جو ظہور اور
خفاء میں متردد ہو، اور اس عالم
میں وہ ساری ہو اس میں احکام اسم
متجدد اور اس کے علوم کی طرف اشارہ
ہے۔ یاد رکھو کہ ط کا مفہوم ہمارے
نزدیک اس طرح ہے جس طرح منطق میں
حیوان بشرط لاشئ ح کا مفہوم اس طرح
ہے جیسے حیوان بشرط شئی اور الف
کا مفہوم مثل حیوان لابشرط شئی اور
یہ حروف مقطعات ان سورتوں کے
نام ہیں کہ جنکے شروع میں آئے اور

مضامينهما وعسى ان يتحدا
مفهومان في امرين متغايرين
بالاعتبار كقصة الانبياء
يدخل تارة في الوعظ و
تارة في مقاماتهم وتارة
في الآيات وكذلك المعاد
وغيره وان سليقة الاسم
المتجدد في ابداع المضامين
والاساليب لم يشبهان شبه
بالاتفاقيات وهذا طبائع
المقامات الفرائضية ناطقة
وشبه بسليقة الكاتب
حيث تعين في نفسه ساكنه
مدحية مثلا قافية كذا
وكذا واسلوبه كذا وكذا و
ذلك لما اثر ما اليه من آت
القرآن استوطن ذروة السنام
في المواطن التسمية فتدبره

باعتبار مضامین کے انکا خاکہ ہیں، اور یہ
ممکن ہے کہ کلام مجید کی دو جگہیں بلحاظ
مفہوم ایک جیسی ہوں لیکن دونوں سے
مختلف نتائج اخذ کئے جائیں جیسا کہ
انبیاء کرام کے واقعات کہ کبھی ان کا
مقصد وعظ و ارشاد ہوتا ہے اور کبھی
انکے مراتب کا اظہار مقصود ہوتا ہے اور
کبھی وہ آیات قدرت پر توجہ دلانے
کیلئے آتے ہیں معاد وغیرہ کی آیات کو
بھی اسی پر قیاس کیجیے مضامین اور
ابداع کے اسالیب میں طرز تجدد کو دو
طریقوں سے مشابہت دی جاسکتی ہے
ایک اتفاقیات چنانچہ تمام مقامات
فرائضیہ کی یہی نوعیت ہے دوسرے یہ
کہ انشاء پردازی کا اصول اختیار کیا
جائے مثلاً ایک انشاء پرداز پہلے
اپنے ذہن میں ان مضامین کا خاکہ
باندھتا ہے کہ اس کا قافیہ کیا ہوگا اور اسلوب
بیان کیا ہوگا وغیرہ وغیرہ کیونکہ مواطن تسمیہ میں قرآن مجید کا مقام اعلیٰ ترین ہے

اسالیب سُوَرْ

وَجُمْلَةُ الْقَوْلِ فِي
اَسَالِيْبِ السُّوَرِ هُنَاكَ
مَوَاطِنُ ثَلٰثَةٌ
اَلْاَوَّلُ الْمَطْلَعُ وَلَهٗ عِدَّةٌ مِنَ
الْاَسَالِيْبِ الْقَسَمِ بِالْاٰيَاتِ
الْعِظَامِ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ
لَا يُرِيْدُ بِالْقَسَمِ اِلَّا التَّنْوِيْهَ
بِشَانِهَا وَاِعْظَامَ اَمْرِهَا
وَتَذْكِيْرَهَا لِلْمَدَارِكِ الْاِنْسَانِيَّةِ
وَعَسٰى اَنْ لَا يَكُوْنَ لَهٗ جَوَابٌ
كَمَا لَا يَكُوْنُ جَوَابُ لِاَنْ
الْمُتَّصِلَةِ وَلَوْ لِتَّمَنِّيَةِ وَفَكُّ
الْعُقْدَةِ مِنْ هٰذِهِ السَّبِيْلِ قَوْلُهٗ
تَعَالٰى وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ اِنَّا
اَنْزَلْنٰهُ الْاٰيَةَ وَقَوْلُهٗ وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ
عَشْرٍ وَالصّٰٓفّٰتِ وَغَيْرِهَا ۔
تَذْكِيْرًا وَقَاتٍ هَائِلَةٍ تَتَضَمَّنُ

اسالیب سور کے تعلق مختصراً یہ
کہا جاسکتا ہے کہ ہر ایک سورت
کے تین حصے ہوتے ہیں
پہلا حصہ مطلع ۔ اور یہ اس کے عمدہ
اسالیب ہیں کہ آیات عظام سے قسم
کھا کر سورت کو شروع کرنا اسکا مقصد
مقسم بہ کی جلالت قدر کا اظہار ہوتا
ہے اور عقول انسانیہ کو ان کی جانب
متوجہ کرنا مقصود ہوتا ہے بسا اوقات
یہ قسمیں جواب قسم سے بے نیاز ہوتی
ہیں جیسا کہ ان متصلہ اور لو حرف تمنی
کو جواب کی حاجت نہیں ہوتی ۔ اس
سے عقدہ حل ہو جاتا ہے اور آیات ذیل
اسی قبیل سے ہیں والکتاب المبین
انا انزلنٰہ والفجر و لیال عشر
والصّٰفّٰت وغیرہ
(۲) ابتداء سورت میں ہولناک واقعات

لِيْنِ ذِكْرِهَا الْقُلُوْبُ وَتَقْشَعِرُّ
الْجُلُوْدُ وَهٰذِهٖ بَرَاعَةُ
الْاِسْتِهْلَالِ لِاَنْوَاعِ الْمَوْعِظِ
وَلَهٗ صِيْغَتَانِ الْاُوْلٰى صِيْغَةُ
الشَّرْطِ كَقَوْلِهٖ اِذَا وَقَعَتِ
الْوَاقِعَةُ وَاِذَا السَّمَاءُ
انْشَقَّتْ وَهٰذَا الشَّرْطُ
لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ عِنْدَنَا
كَمَا عَلِمْتَ فِي الْقَسَمِ
الثَّانِيَةُ مِثْلُ قَوْلِهٖ
تَعَالٰى اَلْحَاقَّةُ وَمَا الْحَاقَّةُ
اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ
اَلْعُنْوَانُ كَمَا يَكْتُبُ
الْكَاتِبُ فِيْ مُفْتَتَحِ رِسَالَتِهٖ
مِنْ فُلَانٍ اِلٰى فُلَانٍ فَكَذٰلِكَ
قَوْلُهٗ تَعَالٰى تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ
مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ وَكَمَا يُكْتَبُ
فِيْ مُفْتَتَحِ السِّجِلَّاتِ هٰذَا الْكِتَابُ
الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ اَوْ كِتَابُ النِّكَاحِ

کا تذکرہ کرنا جسکو سن کر دل پگھل
جائیں اور بدن کے رونگٹے کھڑے
ہو جائیں اور یہ وعظ کیلئے براعت
استہلال کے درجہ میں ہے اسکے استعمال
کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ اسکو
جملہ شرطیہ کی صورت میں لایا جائے جیسا
کہ اذا وقعت الواقعۃ اور اذا السماء
انشقت اور اس قسم کی شرط کو جزا کی
ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ ابھی قسم کے
بارے میں مذکور ہوا اور دوسرا طریق
ادا اس قسم کے الفاظ ہیں الحاقۃ ما
الحاقۃ اور القارعۃ ما القارعۃ
(۳) وہ عنوان کے طریقہ پر ہو جیسا کہ
کاتب اپنے رسالہ اور خط کی ابتداء میں
من فلاں الی فلاں لکھا کرتا ہے تو اسی
طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تنزیل
الکتاب من اللہ العزیز الحکیم اور
جیسا کہ دستاویزوں میں لکھا جاتا ہے
کہ یہ بیعنامہ اور نکاح نامہ ہے تو اسی

فَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ اِنَّ لِلْعُنْوَانِ صِيْغَتَيْنِ.	طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ذٰلِكَ الكتاب لَا رَيْبَ فِيْهِ الخ غرضکہ عنوان کے دو طریقہ ہیں،
الْاِبْتِدَاءُ بِالْحَمْدِ اَوِ التَّسْبِيْحِ اَوِ التَّبَارُكِ يُكْتَبُ فِيْ مُفْتَتَحِ الرِّسَالَةِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالشُّكْرُ لَهٗ.	(۴) حمد و تسبیح اور شکر کے کلمات کیساتھ شروع کرنا جیسا کہ کاتبوں کا بھی ان ہی الفاظ حمد و شکر کے ساتھ اپنے رسائل کو شروع کرنیکا دستور ہے،
اُسْلُوْبٌ سَاذِجٌ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ وَكَقَوْلِهٖ تَعَالٰى سَاَلَ سَائِلٌ وَّلَا يَخْلُوْ عَنْ اِبْدَاعٍ مَّا.	(۵) بغیر کسی عنوان کے شروع کر دینا جیسا کہ اتیٰ امر اللہ، سأل سائل وغیرہ لیکن اس افتتاح میں بھی ایک قسم کا ابداع ہوتا ہے،
اَلْمَوْطِنُ الثَّانِيْ اَلْحَشْوُ وَقَدْ رُوْعِيَ فِيْهِ التَّغْلِيْبُ وَاَعْنِيْ بِهٖ ذِكْرَ الْقَصَصِ مَرَّةً وَذِكْرَ الْمَعَادِ مَرَّةً وَالتَّخْوِيْفَ بِعَذَابِ الدُّنْيَا اُخْرٰى وَمُحَاجَّةَ الْكُفَّارِ اُخْرٰى ثُمَّ يَعُوْدُ وَيَذْكُرُ الْقَصَصَ عَلٰى هٰذَا	اور دوسرا مقام حشو ہے (یعنی مطلع اور مقطع کا درمیانی حصہ) اور اسمیں تغلیب کی رعایت کی گئی ہے مقصود یہ کہ واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے معاد کا ذکر شروع ہو گیا اور کبھی عذاب نار سے ڈرانا شروع کر دیا اور کبھی منکروں کی رد و قدح کا جواب دیا جاتا ہے ان سب انواع کے بعد پھر اصل واقعہ بیان ہونے لگتا

الترتیب فیکون اوقع فی
الاذھان وابعد من الملال
وھذا بحسب الشبہ الثانی
من الشبھین واما الشبہ
الاول فذلک ضرورۃ
بحسبہ والموطن الثالث
المقطع وقد روعی فیہ
انواع النصح والتسلیۃ و
التخویف بالاجمال فھذہ
وجوہ من علم التفسیر وعسی
ان نحیط وجوہ التفسیر
ان وفق اللہ سبحانہ۔

ہے اور وہی ترتیب ملحوظ ہوتی ہے
یہ طرز بیان بہت ذہن نشین ہوتا ہے
اور ملال کو دور کر دیتا ہے یہ اصول
بیان قسم ثانی ہے جس کو ہم نے
طرز انشار پردازی سے تشبیہ دی ہے لیکن
قسم اول حد ضرورت تک محدود رہتی ہے
اور تیسرا مقام مقطع ہے کہ جس میں
نصیحت اور تسلی اور تخویف کے انواع
کو اجمالی طور پہ ملحوظ رکھا جاتا ہے
یہ علم تفسیر کے اصول ہیں اور ممکن ہے
اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق عطا کی تو ہم
ان اصول تفسیر کو مفصل بیان کر دینگے

کلام نفسی

عن ابن مسعود رضی
اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انزل
القرآن علی سبعۃ احرف
لکل ایۃ منھا ظھر وبطن

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا قرآن مجید سات حروف
پر نازل ہوا ہر ایک آیت کیلئے ظہر
اور بطن ہے اور ہر ایک حد کیلئے مطلع

وَ الْحَدِّ حَيْثُ مَطْلَعٌ اَخْرَجَهُ الْبَغَوِيُّ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ ۔	ہے اس حدیث کو بغوی نے شرح السنۃ میں بیان کیا ہے ،
وَلْنُفَصِّلِ الْاَحْرُفَ وَالظَّهْرَ وَالْبَطْنَ وَالْحَدَّ وَالْمَطْلَعَ فَنَقُوْلُ الْاَحْرُفُ تَمَثُّلَاتُ الْكَلَامِ النَّفْسِيِّ مِنَ الْاَلْفَاظِ الْمُتَرَادِفَةِ وَالْمُتَقَارِبَةِ وَتَحْقِيْقُ ذٰلِكَ اَنَّ لِلنَّفْسِ الْاِنْسَانِيِّ وَصْفًا قَبْلَ التَّكَلُّمِ هُوَ اِجْمَالُ الْكَلَامِ كَمَا يُوْجَدُ فِي اَرْوَاحِ الْمَوْتٰى حَيْثُ لَمْ يَبْقَ فِيْهِمْ اِلَّا النَّفْسُ الْقَابِلَةُ لِلْاَوْصَافِ ثُمَّ التَّفْصِيْلُ مَفْقُوْدٌ فِيْهِمْ وَهُوَ الَّذِيْ يُدْرِكُهُ اَهْلُ الْاِشْرَاقِ قَبْلَ التَّكَلُّمِ وَهٰذَا هُوَ الْكَلَامُ النَّفْسِيُّ ثُمَّ اِنَّ فِي الْوَحْيِ كَلَامًا مِّنْ قِبَلِ الْاِسْمِ الْحَادِثِ	اب ہم تمہارے سامنے ان حروف اور ظہر و بطن اور حد و مطلع کی تفصیل بیان کرتے ہیں، کلام نفسی کو الفاظ مترادفہ اور متقاربہ کی شکل میں جو تمثلات حاصل ہوتے ہیں انہیں احرف کہتے ہیں اور اس کی تحقیق یہ ہے کہ پیشتر اس سے کہ انسان اپنے منہ سے کوئی بات نکالے اسکا مجمل خاکہ اسکے دل و دماغ میں موجود ہوتا ہے جیسا کہ یہ کلام نفسی ارواح موتی میں پایا جاتا ہے کیونکہ ان میں نفس قابلۃ الاوصاف کے علاوہ اور کچھ باقی نہیں رہتا اس میں تفصیل مشکل ہے اہل اشراق نطق ظاہری سے قبل اسکا ادراک کیا کرتے ہیں اور یہی وہ کلام نفسی ہے اور پھر وحی میں اسم حادث کی جانب سے ایک کلام ہے ،

يتشبه هذا الكلام
فسمي به ولما اورد على
امام اهل السنة ان
صفات الله قديمة
فلم حدث الكلام
تفصى عنه بان الصفة
قديمة وتعلقها حادث
يعني بالصفة ما في الازل
ويعني بالحدوث هو الذي
نحن فيه ثم ان لهذه
الصفة تجلي ما في
عالم الخيال بصورة
الالفاظ وتجلي ما في
عالم التلفظ اما فصحنا
عن تحاذي العوالم وان
النفس الرحماني باق ومن بقايا
الخصوصيات ما هي مستزادة
وان العالم النازل متولد
من العالم الاعلى فتذكر

چونکہ اسی کلام نفسی کیساتھ مشابہ ہوتا
ہے لہذا اسے بھی اسی کیساتھ موسوم کر
دیتے ہیں اور امام اہل سنت پر جسوقت
یہ اعتراض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات
تو قدیم ہیں
تو پھر کلام کے حادث ہونیکے کیا معنیٰ
انہوں نے فرمایا کہ صفت قدیم ہے لیکن
اسکا تعلق حادث ہے صفت سے ان
کی مراد حالت ازلیہ ہے اور حادث
ہونے سے انکی مراد عالم مادی ہیں اسکا
ظاہر ہوتا ہے پہلے صفت عالم خیال
میں بصورت الفاظ متجلی ہوتی ہے اور
دوسری تجلی اسکی عالم تلفظ میں ہوتی ہے
یہ چیز ہم بیان کر چکے کہ تمام عوالم
متحاذی ہیں اور نفس رحمانی کو بقاء
حاصل ہے اور خصوصیات کے بقایا کہ
جن میں بعض ایسی بھی ہیں جو بڑھتی
رہتی ہیں اور عالم اسفل کا تولد عالم بالا
سے ہوا ہے ان باتوں کو یاد رکھو جب

فَاِذَا تَنَزَّلَتِ التَّجَلِّيَاتُ وَتَشَخَّصَتِ الْاَلْبِسَةُ فَهِيَ الْحُرُوْفُ ۔

تجلیات متعدد ہوں اور کلام نفسی کو مختلف لباس پہنائے جائیں تو بھی وہ حروف ہیں ،

وَاَمَّا الظَّهْرُ فَظَاهِرُ مَا يُفْهَمُ مِنَ الْكَلَامِ مِنَ الْمَعْرِفَةِ الْمُتَلَوِّنَةِ بِلَوْنِ الْحُدُوْثِ وَاَعْنِيْ مَا يُعْطِيْهِ الْاِسْمُ الْحَادِثُ وَاَمَّا الْبَطْنُ فَمَنْبَعُ هٰذَا الْاِسْمِ فِيْ عَالَمِ الْغَيْبِ الْقَدِيْمِ وَالَّتِيْ سے تسمون بِعُنْوَانِ هٰذَا الْاِسْمِ مِنْ اَنْحَاءِ التَّجَلِّيَاتِ فَهٰذَا الظَّهْرُ وَالْبَطْنُ بِحَسَبِ الْوُجُوْدِ وَاَمَّا بِحَسَبِ الدَّلَالَةِ فَاللَّازِمُ ظَهْرٌ وَالْمَلْزُوْمُ بَطْنٌ وَالْمَعْلُوْلُ ظَهْرٌ وَالْعِلَّةُ بَطْنٌ وَلَعَلَّكَ قَدْ اَحَطْتَ بِبَعْضِ الْبُطُوْنِ خُبْرًا حَيْثُ انْتَهٰى اِلَيْهَا سَوْقُ الْكَلَامِ فِيْ كِتَابِنَا هٰذَا

ظہر کے معنیٰ وہ مفہوم ہے جو ظاہر کلام سے سمجھا جائے یعنی وہ معرفت کہ جس پر حدوث کا رنگ آچکا ہو اس سے مراد وہ علم ہے جسکا منبع اسم حادث ہے بطن کا مفہوم اس اسم کی وہ اصل ہے جو عالم غیب قدیم میں ہے اور جس نے کہ اس اسم پر تجلی فرمائی ہے، ظہر اور بطن کے یہ معنیٰ وجود کے موافق ہیں لیکن دلالت کے اعتبار سے تو لازم ظہر اور اس کا ملزوم بطن ہے معلول ظہر اور علت بطن ہے اور اسی ہماری کتاب میں متعدد جگہ تمہیں بطون کی مثالیں ملیں گی ، کہ جن پر کلام منتہی ہو جائے گا ،

وَاَمَّا الْحَدُّ فَهٰذَا رَمْزُ مَقَادِيْرِ الْغُمُوْضِ وَدَرَجَةٌ مِنْ دَرَجَاتِ

حد سے مراد مقادیر غموض میں سے ایک مقدار اور درجات بطون میں سے ایک

الْبُطُوْنِ يَسْتَعِدُّ لِادْرَاكِهِ مَنْ رُزِقَ شَأْنًا مِنْ شُئُوْنِ الْكَلَامِ وَهُوَ الْمَطْلَعُ ۔	درجہ ہے اسے وہی شخص سمجھ سکتا ہے کہ جسے کلام کے احوال سمجھنے کی توفیق عطا کی گئی ہے اور اسی کا نام مطلع ہے

انبیاء کرام کی ذات شعر و شاعری سے منزہ ہے

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ	یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمام
حَرَّمَ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ قَاطِبَةً لَا سِيَّمَا	انبیاء کرام اور خصوصاً ہمارے رسول
عَلٰى رَسُوْلِنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر شعر و شاعری
وَسَلَّمَ سَلِيْقَةَ الشِّعْرِ وَسَلِيْقَةَ	اور موسیقی وغیرہ تمام چیزوں کو حرام
الْمُوْسِيْقِيْ لِاَنَّهُمَا لَيْسَا مِنْ	کر دیا ہے کیونکہ یہ چیزیں حسن باطن کے
كَمَالَاتِ الْحُسْنِ الْبَاطِنِيْ نَشَأَ	کسی کمال کی مظہر نہیں ان کا ارتقاء
مِنْ رَّسْتِيَابِ مَا يُجَاوِلُهَا وَقَدْ	جداگانہ طور پر مستقل ہستی کی حیثیت
عَلِمْتَ اَنَّهُمْ مُنْسَلِخُوْنَ	سے ظہور میں آیا ہے اور تم جانتے ہو
مُهَلْهِلُوا الْعَيْنِ فَتَعْرِفُ	کہ انہیں انسلاخ حاصل ہے اور انکے
وَمِنْ عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ الْاِلٰهِيَّاتُ	اعیان لاغر اور کمزور ہوتے ہیں، اور
وَعِلْمُ الْاَخْلَاقِ وَعِلْمُ التَّكْوِيْنِ	علم حدیث کی فروع الٰہیات اخلاق
وَعِلْمُ الْاَحْكَامِ وَعِلْمُ الْمَعَادِ	علم تکوین، احکام شرعیہ، احوال معاد
وَعِلْمُ الْقَصَصِ كَمَا ذَكَرْنَا	اور قصص ہیں جنکا ہم نے تذکرہ کیا ہے
وَقَدْ ذَكَرْنَا اَسْرَارَهَا	اور انکے اسرار بھی بیان کئے ہیں علاوہ

وَمِنْ عُلُوْمِہٖ عِلْمُ الدُّعَاءِ وَ
سِرُّہٗ اِنْفِتَاحُ تَاثِیْرِ الدُّعَاءِ
وَسَبِیْلُ تَمَثُّلِہٖ فِی الصُّحُفِ
وَمِنْ عُلُوْمِہٖ عِلْمُ فَضَائِلِ
الْاَخْلَاقِ وَیَنْبَجِسُ مِنَ
الْاِشْرَافِ عَلَی الصُّحُفِ وَیَتَبَیَّنُ
اَطْرَافُ الْاَعْمَالِ وَھَیْئَاتُھَا فِی
الصُّحُفِ وَعِلْمُ الْمَنَاقِبِ وَ
یَنْبَجِسُ مِنَ الْفِرَاسَۃِ الْمُنْبَجِسَۃِ
مِنَ الْحِکْمَۃِ وَمِنْ عُلُوْمِہٖ
تَفْسِیْرُ الْکَلَامِ وَالْاِسْتِنْبَاطُ
مِنْہُ وَھُوَ اَعْظَمُ الْعُلُوْمِ
سَنُوْرِدُ عَلَیْکَ مِنْہُ کَفَافًا۔
اَمَرَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ بِاَشْیَاءَ
مُطْلَقَۃٍ کَالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ
وَکَقَوْلِہٖ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَغَیْرِ ذٰلِکَ
تَوَقَّتَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَوْقَاتٍ مُتَعَیَّنَۃٍ

ازیں منجملہ انکے ایک علم دعا ہے تاثیر
دعا کا واضح ہونا اور صحف اعمال میں
اس کا تمثل بھی اس کا راز ہے، اور من
جملہ ان علوم کے علم فضائل اخلاق ہے
صحف پر اطلاع پانا اطراف اعمال
کا پیش نظر ہو جانا اور صحف ہیئات
اعمال کا مشاہدہ کرنا اس علم کا منبع ہے
اور من جملہ انکے علم مناقب ہے حکمت
سے جو فراست ظہور میں آتی ہے یہ
علم اس کا نتیجہ ہے اور من جملہ انکے
علوم متعلق تفسیر قرآن اور متعلق استنباط
احکام ہیں ان علوم کا درجہ سب سے بڑھکر
ہے اسکے متعلق ہم بقدر ضرورت بیان کرینگے
اللہ تعالےٰ نے جن اشیاء کا حکم
دیا ہے وہ بسا اوقات مطلق ہوتا ہے
جیسا کہ نماز اور زکوٰۃ یا سبح اسم ربک
الاعلےٰ اور وسبح بحمد ربک وغیرہ چنانچہ
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے
لئے اوقات متعینہ کی تعیین کی ہے اور

وَاَمَرَ اللّٰهُ بِاُمُوْرٍ كَقُوْمُوْا وَكَبِّرُوْا وَاتْلُ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاَبَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا اَرْكَانُ الصَّلٰوةِ ۔

اللہ تعالےٰ نے بھی اسی طرح حکم فرمایا ہے جیسا کہ قوموا۔ وکبروا۔ اتل ما اوحی الیک۔ وارکعو۔ واسجدوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرمادی کہ یہ ارکان نماز ہیں،

وَاَقْسَمَ بِاُمُوْرٍ كَالْفَجْرِ وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى وَالشَّفَقِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ فَاسْتَنْبَطَ مِنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا اَوْقَاتُ الْعِبَادَاتِ عَلٰى تَفْصِيْلٍ ذُكِرَ فِيْ كُتُبِ الْاَحَادِيْثِ ۔

اسی طرح بعض مقامات پر قرآن کریم میں قسم کھائی گئی ہے، جیسا کہ۔ والفجر والضحیٰ۔ واللیل اذا سجی اور والشفق ولیال عشر۔ اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ استنباط کیا کہ یہ عبادات کے اوقات ہیں اس تفصیل کے مطابق جو کہ کتب حدیث میں مذکور ہے،

وَسَبَّحَ نَفْسَهُ فِيْ اَوْقَاتٍ وَحَمِدَ نَفْسَهُ فِيْ اَوْقَاتٍ فَذَكَرَ اَنَّ الْمُرَادَ الصَّلٰوةُ السِّرِّيَّةُ وَالْجَهْرِيَّةُ بِالْجُمْلَةِ فَهٰذِهِ طَرِيْقُ اِسْتِنْبَاطِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ قَدْ تَتَبَّعْنَا جَمِيْعَ مَا وَصَلَ اِلَيْنَا مِنَ الْاَحَادِيْثِ الْوَارِدَةِ فِيْ كِتَابِ الصَّلٰوةِ

اور آپ نے بذات خود مختلف اوقات میں اللہ تعالےٰ کی تسبیح اور تحمید کی چنانچہ آپ نے معلوم کر لیا صلوۃ سریہ اور جہریہ سے یہی مراد ہے اور یہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ استنباط ہے ہم نے ان تمام احادیث کا تتبع کیا جو نماز کے بیان میں ہم تک

فَوَضَحَ لَنَا أَنَّهَا مُسْتَنْبَطَةٌ كُلُّهَا	پہنچی ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ سب
مِنْ كِتَابِ اللهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى	کی سب کتاب اللہ سبحانہ وتعالے
اِسْتِنْبَاطًا خَفِيًّا وَعَسَى أَنْ	سے استنباط حکم کیطرح مستنبط کی ہوئی ہیں
نُحِيطَهُ فِي رِسَالَةٍ مُنْفَرِدَةٍ قَالَ	اور شاید کہ ہمیں اس بیان
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ	میں ایک مستقل رسالہ لکھنے
سَلَّمَ فِي بَعْضِ الْأَعْمَالِ إِنَّ	کی توفیق حاصل ہو، رسول اکرم صلے
الْمَلَائِكَةَ يَتَحَيَّرُونَ كَيْفَ	اللہ علیہ وسلم نے بعض اعمال کے متعلق
يَكْتُبُونَهَا فَيُوحِي إِلَيْهِمُ اللهُ	فرمایا کہ فرشتوں کو تحیر ہوتا ہے کہ انہیں
عَزَّ وَجَلَّ اكْتُبُوهَا كَمَا قَالَ	کس طریقہ پر لکھیں تو اللہ تعالے ان
مَعْنَاهُ عِنْدَنَا حَيْرَةُ الْمَلَائِكَةِ	کی جانب وحی کرتا ہے کہ ان کو اسی
فِي إِبْدَاءِ هَيْئَتِهَا بِحَيْثُ	طرح لکھو جیسا کہ اس نے کہا ہے ہماری
يَتَّضِحُ مِنْهُ الثَّوَابُ وَوَحْيُ	رائے میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ ملائکہ
اللهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَنْ	کو اس چیز میں تردد اور حیرت ہوتی
يُحِيطُوا بِالْعَمَلِ نَفْسِهِ	ہے کہ اس عمل کو کس ہیئت کے ساتھ ظاہر کیا جائے
مِنْ غَيْرِ أَنْ يُبَيِّنُوا	تاکہ اس کا ثواب واضح ہو سکے اور اللہ سبحانہ وتعالی
هَيْئَتَهَا حَتَّى يَسْبُغَ	کے وحی کرنے کا یہ مفہوم ہے کہ نفس عمل کا احاطہ کریں
فِي دَارِ السُّبُوغِ ۔	بغیر اس کے کہ کسی خاص ہیئت میں اس کا اظہار کریں

دار السبوغ میں جو اس کو کمال حاصل ہے وہ خود بخود ظاہر ہو گا۔

وَكَانَ لِرَسُولِ اللهِ	اور جو علوم زمانہ بعثت میں قریش میں

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَظًّا مَا مِنْ عُلُوْمٍ مَا دَرَسَتْ
الْقُرَيْشُ إِيَّاهَا كَعِلْمِ
الْاَنْسَابِ وَغَيْرِهٖ فَرَهْنَا اَشْرَحُ
كَمَالَاتِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ عَلٰى سَبِيْلِ التَّفْصِيْلِ
وَاللهُ اَعْلَمُ بِكَمَالَاتِ اَنْبِيَائِهٖ
عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ‌◆

رائج تھے جیسا کہ علم انساب وغیرہ اسمیں
بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال
کی حاصل تھا جہاں تک کہ ممکن تھا ہم
نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات
کی شرح کو بالتفصیل بیان کردیا مگر
انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
کمالات سے اللہ تعالےٰ ہی بخوبی
واقف ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

اَلْخِزَانَةُ السَّابِعَةُ — ساتواں خزانہ

فِیْ اَحْکَامِ نَشْأَةِ الْوِلَایَةِ

عالم ولایت کے احکام

وَلَهَا اَرْبَعُ طُرُقٍ	ولایت کے چار مختلف طریقے ہیں
اَلْاَوَّلُ طَرِیْقُ الصَّحَابَةِ وَ	پہلا صحابہ کرام کا طریقہ اور انکے مسلک
اَصْلُ مَنْ هَبِهِمْ اَنَّ اللّٰهَ	کی اصلیت یہ ہے کہ جب ذات اقدس
سُبْحَانَهٗ لَمَّا تَجَلّٰی فِیْ عَیْنِ رَسُوْلِ	نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عین
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	ثابتہ میں تجلی فرمائی، تو اسکو اسم کی طرح
بِصُوْرَةِ عَیْنِهٖ تَحَقَّقَ وَتَقَرَّرَ	تقرر اور تحقق حاصل ہوا، اس قسم کے
کَتَحَقُّقِ الْاِسْمِ وَتَقَرُّرِهٖ وَنَحْنُ	تقررات کو ہم اسمائے حادثہ کیساتھ
نُسَمِّیْ اَمْثَالَ هٰذَا اَسْمَاءً	موسوم کرتے ہیں اور انکے ساتھ کبھی
حَادِثَةً وَقَدْ تَتَلَبَّسُ صُوْرَةً	صورت امکانیہ بھی متلبس ہوجاتی ہے
اِمْکَانِیَّةً کَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ	جیسا کہ توراۃ میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا
فِی التَّوْرَاةِ سُبْحَانَ الَّذِیْ ظَهَرَ	ہے پاک ہے وہ جس نے طور سینا میں
فِیْ طُوْرِ سَیْنَاءَ وَاَشْرَقَ عَلٰی	ظہور فرمایا ساعیر پر جلوہ افگن ہوا اور
سَاعِیْرَ وَاسْتَعْلَنَ مِنْ جَبَلِ	جبل فاران سے اسکا ظہور ہوا اور اللہ
فَارَانَ وَقَالَ فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ	تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے،

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلٰى	کافران بنی اسرائیل کو داؤد علیہ السلام
لِسَانِ دَاوٗدَ ۔	کی زبان پر ملعون قرار دیا گیا ،
فَالْاِقْتِرَابُ بِهٰذَا الْاِسْمِ	اس اسم حادث کو قرب کا ذریعہ قرار
الْحَادِثِ مِنْ اَقْرَبِ الطُّرُقِ	دینا اللہ تعالےٰ تک رسائی حاصل
وَهُوَ طَرِيْقَةُ الْاَصْحَابِ نَ فِيْهِ	کرنیکا نزدیک ترین راستہ ہے، صحابۂ
فَنَاءُهُمْ وَبِهٖ بَقَاءُهُمْ وَمِنْهُمْ	کرام کا یہی طریقہ تھا اور ان کی فنا
مَنْ جَاءَ اِلَى الْاَسْمَاءِ الْحَادِثَةِ	اور بقا اسی طریقہ پر تھی بعض ان میں
اِلَى الْقَدِيْمَةِ فِيْ ضِمْنِهَا	سے ایسے بھی تھے جو اسماء حادثہ کے راستہ
وَمِنْ طَرِيْقِهَا ۔	سے اسماء قدیمہ تک پہنچ گئے ،
وَيَجِبُ عَلَيْكَ اَنْ	یہ تم کو واضح طور پر سمجھ لینا چاہیے
تَتَبَيَّنَ بِالْبَيَانِ الْيَقِيْنِيِّ	کہ صحابۂ کرام فطرۃً ایک امی قوم تھے
اَنَّ الصَّحَابَةَ كَانَتْ اُمَّةً	پھر ان کی حالت اکتساب اور مقام
اُمِّيَّةً بِحَسَبِ الْفِطْرَةِ ثُمَّ بِحَسَبِ	کمال میں بھی یہ وصف نمایاں رہا اس
الْكَسْبِ ثُمَّ بِحَسَبِ الْكَمَالِ	کی تحقیق یہ ہے کہ صحابہ کا کامل ترین
سَبِيْلُ تَحْقِيْقِهٖ اَنَّ الْمُرَادَ	فرد جسکو انتہائی قرب حاصل ہوتا بحض
اَقْرَبُهُمْ مَنْ كَانَ مُقَلِّدًا صِرْفًا	مقلد ہوتا اس تقلید سے میری مراد
وَاَعْنِيْ بِالتَّقْلِيْدِ الْفِطْرِيِّ مِنْهُ	تقلید فطری ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ باطن
وَهُوَ انْصِبَاغُهُمْ بِاَخْذِ الرَّسُوْلِ	رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا رنگ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ	اس پر چڑھا ہوا ہوتا ، اور جسکی اپنی

لم یکن لہ قوۃ ممیزۃ التی	کوئی قوت ممیزہ نہیں ہوتی تھی کیونکہ
انما نشاءھا من رکاکۃ	قوت ممیزہ کے ارتقاء پذیر ہونے کے
الاتصال بین الحقیقۃ والتمثلات	کچھ اسباب ہیں یا تو حقیقت اور تمثلات
ومن استنباط کل منھما	کے درمیان جو اتصال ہے وہ بالکل
لخیالہ فی صورۃ ومن حدۃ	ضعیف ہے یا یہ کہ اسکے استنباط میں سے
مزاجہ وصلابۃ اطرافہ من	ہر ایک اس کے خیال میں ایک مستقل
حیث خصوصیۃ الموطن ۔	صورت ہو یا کسی خصوصیت مقام کے لحاظ سے

اس کے مزاج میں حدت اور اطراف میں صلابت پیدا ہو گئی ہو۔

وقد ذکرنا ان الرجل الذی	اور یہ تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ
لخیالہ قوۃ ممیزۃ تامۃ لا	جس شخص کے تخیل میں کامل طور پر قوت
یتاتی لہ الفناء قط والذی	ممیزہ موجود ہو اسکو کبھی فنا نہیں
لنفسہ قوۃ کذلک لا	حاصل ہوتا اور اسی طرح جسکا نفس
یتاتی لہ الانسلاخ قط	قوی ہو وہ ہرگز انسلاخ قبول نہیں
الا ان للحکماء قوۃ	کر سکتا لیکن حکماء ربانیین کو قوت
قدسیۃ وھذا الامیۃ ھم	قدسیہ حاصل ہوتی ہے بہرحال صحابہ کی
بحسب الفطرۃ ۔	فطری امیت یہی تھی،
ثم انھم طرء علیھم	اس کے بعد یہ بھی یاد رکھو، کہ
ذلک الکمال المطلق المجرد فی	یہ فیض مطلق مجرد ضروریات دین کے
تضاعیف امور من ضروریات	بدلہ میں انہیں حاصل ہوا انہوں نے

الذين ولم يكونوا اخذوا
قسطا من الامور العامة
فلم يستطيعوا ان يخبروا
من حالهم خبرا فصلا يبينه
من لم يفهم لسانهم بل
كان منتهى تفصيلهم ان
يقولوا هو اقرب وسيلة
او هو عند الله بمكان او
يقولوا هو الذي وفقه الله
او رأيه موافق للوحي والكتاب
او شرح الله صدره او يقولوا
اجاره الله من الشيطان او
تغلغل التقوى في شراشره
وعسى ان يكون عندهم
ان هذا العلم ليس من
اصناف العلم ولم يوضع له
لفظ وعسى ان لا يقع
التفاتهم لغيرها على سبيل
القصد الا بانه كمال

امور عامہ سے کوئی بہرہ وحصہ حاصل نہیں
کیا تھا، اسلئے وہ اپنی حالت کا اسطرح
واضح طور پر اظہار نہ کر سکے کہ جو ان کی
زبان نہ سمجھتا ہو وہ اچھی طرح اسے
سمجھ لے زیادہ سے زیادہ وہ یہی کہہ سکتے
ہیں کہ فلاں کو بڑا قرب حاصل ہے یا اللہ
تعالےٰ کے ہاں اسکو عزت کا درجہ حاصل
ہے یا یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اسے توفیق
عطا کی ہے یا اسکی رائے وحی اور کتاب
کے موافق ہے یا اللہ تعالےٰ نے اسکا
سینہ تشرح کر دیا ہے یا یہ کہ اللہ تعالےٰ
نے اسکو شیطان سے محفوظ رکھا ہے
اور یا یہ کہ اس کے رگ و پے میں تقوی
سرایت کئے ہوئے ہے، اور ممکن ہے
کہ یہ علم ان کے نزدیک علم کی کوئی خاص
قسم نہ ہو۔ اور اسکے اظہار کیلئے کوئی
لفظ وضع نہیں کیا گیا یہ بھی ممکن ہے
کہ وہ مقصد کے طور پر خاص ارادہ کر کے
اس کی جانب متوجہ نہ ہوتے ہوں صرف

الایمان فحسب وقد کانت
انکوا مات فلما تصدد عنهم
کما ستعرف فهذا امیتهم
بحسب الکسب لهم امیة
بحسب کمالهم وذلک لان
کمالهم الاقتراب بالاسم
الحادث الذی جمع کل
الاسماء فان وقع لبعضهم
نفوذا الی الاسماء القدیمة
فذلک لا یکفی فی دفع امیتهم
لتکونها بما فیه النفوذ وعلم
ان ذمن النور الناقص من
باطن النبی قد ینصبغ به
العین وجمیع تمثلاته من
من السبیل قال علیه السلام
لو کان بعدی نبی لکان عمر
وانما ذلک فی مثل هذه القوم
وسابقیهم فتدبر.

اتنا جانتے ہوں کہ فقط کمال ایمانی ہے
اور صحابۂ کرام سے کرامات کا جو وقت
ظہور ہوتا تھا جیسا کہ تمہیں عنقریب
معلوم ہو جائیگا اور یہ ان کی اکتسابی
امیت تھی اسی طرح ایک ان کی امیت
کمال کے لحاظ سے تھی کیونکہ ان کا کمال
یہ تھا کہ وہ اسم حادث کے ذریعہ تحصیل
قرب کرتے تھے جو کہ تمام اسماء کا جامع
ہے اب اگر ان میں سے بعض کی اسماء
قدیمہ تک رسائی ہو بھی جاتی ہے تو اسکے
یہ معنی نہیں کہ اس سے انکی امیت زائل
ہو جاتی ہے یاد رکھو کہ یہ نور جو باطن رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فائض ہوتا
ہے بعض اوقات آدمی کی عین ثابتہ اور
اس کے تمام تمثلات اس کے رنگ میں رنگے جاتے
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا یہی
مطلب ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے اس قسم
کے کمال پھر وہی افراد فائز ہوتے جو قوم میں پیش
از پیش سابقین ہوتے ہیں خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

فیض نبوت سے مستفیض ہونیوالوں کے تین طبقے ہیں

ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ هٰؤُلَاءِ الْمُسْتَنِيْرِيْنَ بِنُوْرِ النُّبُوَّةِ عَلٰى طَبَقَاتٍ ثَلٰثٍ وَاَمْرٌ يَجْمَعُهُمْ كُلَّهُمْ وَهُوَ اَنَّ الْفَيْضَ مِنَ الْوَاحِدِ الْمُتَوَحِّدِ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِهَيْئَةٍ خَلْطِيَّةٍ وَعَلَيْكَ بِتَذَكُّرِ الْمَثَلِ الَّذِيْ ضَرَبْنَاهُ مِنَ الصَّفْرَاءِ وَالنَّارِ۔

اس کے بعد یہ سمجھ لو، کہ جو نور نبوت سے منور ہوئے، ان کے تین طبقے ہیں صرف ایک امر جامع ان تمام امور کو جمع کئے ہوئے ہے یعنی جو فیض ذات واحد و متوحد سے نازل ہوتا ہے وہ ہیئت تخلیط میں ہوتا ہے اور ہماری اس مثال کو ملحوظ رکھو جو ہم صفراء اور نار کے تعلق بیان کر چکے ہیں،

فَاعْلَمْ اَنَّ الْحِكْمَةَ الْمُفَاضَةَ لَيْسَتْ حِكْمَةً صِرْفَةً وَلٰكِنَّهَا بِاِزَاءِ الْحِكْمَةِ الصِّرْفَةِ فِيْ عَالَمِ الْخَلْطِ الْاَوَّلِ، وَرَاثَةُ الْحِكْمَةِ وَالْعِصْمَةِ وَالْوَجَاهَةِ وَهُمْ اَهْلُ الْبَيْتِ وَخَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ جَرَتِ السُّنَّةُ الْاِلٰهِيَّةُ عَلٰى اَنْ يَكُوْنَ اَهْلُ بَيْتِ كُلِّ نَبِيٍّ مِنْ وَرَاثَةِ هٰذَا الْفَضْلِ الْجَلِيِّ ؎

یہ بھی معلوم رہے کہ جو حکمت فائض ہوتی ہے وہ خالص نہیں ہوتی، بلکہ اس خالص حکمت کے مقابلہ میں عالم خلط اول میں حکمت عصمت اور وجاہت کے وارث وہ اہل بیت نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام ہیں اور اللہ رب العزت کی سنت یہی ہے کہ اس نمایاں فضیلت کے وارث ہر ایک پیغمبر کے خاندان والے ہی ہوتے ہیں

وَهٰؤُلَاءِ عَلٰى صِنْفَيْنِ صِنْفٌ وَرِثُوْهَا لِمَا مَعَهُمْ مِنْ صَفَاءِ الطِّيْنَةِ وَوُسْعَةِ الصَّدْرِ وَالصُّوْرَةِ الْجَوِيَّةِ وَهُمْ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَوْلَادُهٗ وَفَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَحَمْزَةُ وَعَبَّاسٌ وَاَوْلَادُهٗ وَسِرُّ ذٰلِكَ مَا كُنَّا اَشَرْنَا اِلَيْهِ فِي الْخِزَانَةِ الثَّالِثَةِ مِنْ اَنَّ لَطِيْفَ النَّفْسِ يَتَوَلَّدُ مِنْهُ لَطِيْفُ النَّفْسِ وَاَنَّ الْوِلَادَةَ الرُّوْحَانِيَّةَ كَالْوِلَادَةِ الْجِسْمَانِيَّةِ وَهُمْ اَقْطَابُ هٰذِهِ النَّاحِيَةِ وَاَئِمَّتُهُمْ ۔

اوران کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ جن کی فطری پاکیزگی وسعت سدر اور صورت جویہ کی بنا پر یہ فضیلت حاصل ہوئی ہو، چنانچہ حضرت علیؓ اور انکی اولاد اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت حمزہ رضؓ اور حضرت عباسؓ اور انکی اولادیں اسی زمرہ میں داخل ہیں، اور اسکا راز وہی ہے کہ جسکا تذکرہ ہم تیسرے خزانہ میں کر چکے ہیں کہ لطیف النفس سے لطیف النفس ہی کی ولادت ہوتی ہے، اور ولادت روحانیہ ولادت جسمانیہ کے طریقہ پر ہے یہ اصحاب اس طبقہ کے اقطاب اور ائمہ ہیں،

وَصِنْفٌ وَرِثُوْهَا لِاخْتِلَاطِهِمْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْقَبْضِ وَالْبَسْطِ وَالْمَكْرَهِ وَالْمَنْشَطِ شَدَّةَ اِخْتِلَاطٍ

اور دوسری قسم کے وہ حضرات ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ بہت زائد میل جول رکھنے کی وجہ سے ان چیزوں کے وارث بنے مثلاً قبض اور بسط رنج اور خوشی ہر ایک حالت میں آپ کی خدمت میں حاضر رہے، یہ

وَهُمْ أَزْوَاجُهُ وَخَدَمُهُ وَسِرُّ
ذٰلِكَ أَنَّهُمْ أَخَذُوا نَصِيبَهُمْ
مِنْ حَيْثُ الْفِطْرَةِ وَالْحِكْمَةِ
فِطْرَةٌ فَطَرَ اللّٰهُ عِبَادَهُ
الْمُصْطَفَيْنَ عَلَيْهَا وَحِكْمَةُ
هٰذَا الصِّنْفِ كَانَتْ تَلْقِينًا
مَا فَتَدَبَّرْ۔

وَدِفَاعُ الْمُنَاقَضَةِ
الْعَامَّةِ بَيْنَ سِيَاقِ إِنَّمَا
يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ
الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا الْمُقْتَضِي
لِكَوْنِ الْأَزْوَاجِ مِنْهُمْ
وَبَيْنَ قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ الْبَيْتِ
بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ
وَبَيْنَ حَصْرِهِمْ فِي
الْخَمْسَةِ الطَّاهِرِينَ
عَلٰى قَوَانِينِ

زمرہ آپ کی ازواج مطہرات اور خدام
پر مشتمل ہے اور اسکا راز یہ ہے کہ انہیں
باعتبار فطرت کے یہ حصہ ملا اور حکمت
دراصل وہ فطرت ہے کہ جس پر اللہ
تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا فرمایا ہے
ان لوگوں کی حکمت ایک طرح کی تلقین
ہے اسے خوب اچھی طرح سمجھ لو،

عام لوگوں کا خیال ہے کہ اس
آیت کریمہ میں کہ اے اہل بیت بیشک
اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم سے رجس
کو دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاکیزہ
بنا دے مقتضا یہ ہے کہ ازواج مطہرات
اہل بیت میں شامل ہیں، لیکن رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ
اہل بیت بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب
ہیں اور عوام کے پانچ پاکیزہ حضرات
میں منحصر کرنے کیساتھ تو اسلئے انکے
خیال میں آیت مذکورہ اور حدیث میں
تناقض ہے تو اسکا دفعیہ یہ ہے،

الحکمۃ تکون بتثلیث
القسمۃ وھو سھل بعد
ما اعطیناک فتدبر۔
الثانیۃ ورّاث الحفظ والتلقین
والارشاد وھم الخلفاء الراشدون
ومن ضاھاھم والخلافۃ
العظمی انما ھی حقھم ونحن
نعلن بان علیا رضی اللہ عنہ
مع انہ من وراث ھذا الفضل
العظیم ایضا لو کان مکان
الشیخین لما فتحت البلاد
ولما شاع الاسلام علی ان
الخلفاء تجشموا الفضل الجلی
حتی تحققوا بھا ایضا
قول الصدیق رضی اللہ عنہ
یالیتنی ذنب محمد فی مذھب
الحکمۃ یدل علیہ الثالثۃ انس
وابو ھریرۃ وسائر العلماء
والمفتیین منھم وھم

قوانین حکمت تثلیث قسمت کی بنا پر
ہوتی ہے تو اصول کے ماتحت جو ہم نے
تم کو دیا ہے اس کا حل آسان ہے
دوسرا طبقہ حفظ و تلقین اور ارشاد کا
وارث ہے۔ یہ خلفاء راشدین اور
دوسرے انکے طرز کے حضرات ہیں خلافت
عظمی ان ہی کا حق ہے اور ہم علانیہ
کہتے ہیں، کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو
اگرچہ یہ فضیلت بھی حاصل ہے، لیکن
اگر شیخین کی جگہ وہ ہوتے تو یہ فتوحات
نہ ہوتیں اور نہ اسلام کا دائرہ اسقدر وسیع
ہوتا، علاوہ بریں خلفائے اس فضیلت
عظمی کو حاصل کیا حتی کہ ان کا قدم راسخ
ہوگیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منقول
ہے کہ کاش میں رسول اکرم صلے اللہ
علیہ وسلم کا ایک گناہ ہوتا، اہل حکمت
کے مسلک پر یہ قول اسی پر دلالت کرتا ہے
تیسرا طبقہ ابوہریرہ رض انس رض اور تمام
علماء و مفتیان صحابہ کرام رضوان اللہ

وَرَّاثُ الشُّعَبِ الثَّلٰثِ الْبَاطِنَةِ وَخَالِدٌ وَمُعَاوِيَةُ وَاَمْثَالُهُمَا وَرَّاثُ الثَّلٰثِ الظَّاهِرَةِ ۔	کا ہے یہ لوگ فروع سہ گانہ باطنیہ کے وارث ہیں بالمقابل انکے خالد بن ولید رض اور معاویہ بن ابی سفیان رض وغیرہم فروع سہ گانہ ظاہریہ کے وارث تھے

نجباء اور رقباء

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ رُقَبَاءَ وَاُعْطِيْتُ اَنَا اَرْبَعَةَ عَشَرَ قُلْنَا وَمَنْ هُمْ قَالَ اَنَا وَابْنَايَ وَجَعْفَرٌ وَحَمْزَةُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَكَشْفُ السِّرِّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّهٗ لَابُدَّ لِكُلِّ رَسُوْلٍ مِنْ رِجَالٍ يَاْخُذُوْنَ مِنْهُ قِسْطًا	حضرت علی رض سے مروی ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر ایک نبی کے سات نجباء رقباء ہوتے ہیں مگر مجھے چودہ عطا کئے گئے ہیں ہم نے عرض کیا وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اور میرے دونوں بیٹے جعفر رض حمزہ رض ابوبکر رض عمر رض مصعب بن عمیر رض بلال رض سلمان رض عمار رض عبداللہ بن مسعود رض ابوذر رض مقداد رض ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور اسکا راز یہ ہے کہ ہر ایک نبی کے حلقہ احباب میں ایسے اشخاص کا ہونا ضروری ہے جو اس سے حکمت حاصل کریں ایسے حضرات ابھی

الحکمۃ ورجال یأخذون
منہ قسط التلقین ورجال
یتجلی فیہم عداوۃ أعداء
اللہ تعالی ہجرۃ وجہادا
واختصاما ورجال یتجلی
فیہم الفقہ والملک
وغیرہما

وذلک لأنہ یحتاج إلی تماثیل
کل کمال فیہ منفردۃ ممتازۃ
عن غیرہا لیتذکر بہم ذلک
الکمال عین ما ہو مستغرق
فی لجۃ الاختلاط والتوحید

والرأی الحکمی یقضی
بأن النجباء ہم وراث الحکمۃ
والخلفاء ہم وراث التلقین
والأخوۃ والرقباء ہم وراث
الہجرۃ والجہاد ولما کان علی
إمام أولئک الحکماء و
الرقباء علمہ رسول اللہ

ہوں جو تلقین سیکھیں نیز ایسے حضرات
بھی ہوں کہ جنکے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے
دشمنوں کی عداوت بدرجۂ اتم راسخ
ہو چکی ہو، باعتبار ہجرت جہاد اور
مناظرہ کے اور نیز ایسے حضرات بھی ہوں
جو تفقہ اور حکمرانی کے فرائض سنبھال
سکیں،

کیونکہ ہر ایک کمال کیلئے ضروری ہے کہ
مستقل اور جداگانہ طور پر اسکا تمثل ہو
تاکہ وہ شخص بھی جو دریائے اختلاط
میں مستغرق ہے عیاناً اس
کا مشاہدہ کر سکے،

اہل حکمت کی رائے میں نجباء وہ
ہیں جو حکمت کے وارث ہوں اور
خلفاء وہ ہیں جو تلقین اور اخوت
کے وارث ہوں اور رقباء وہ ہیں جو
ہجرت اور جہاد کے وارث ہوں اور
چونکہ حضرت علیؓ ان حکماء اور نجباء
کے امام تھے اسلئے رسول اکرم صلے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَدَدَهُمْ وَنَصَّلُ عَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ بِزِيَادَةِ الْعَدَدِ وَلَعَلَّ هٰذِهِ الْحِكْمَةَ صَارُوْا بِاَعْيَانِهِمْ نُبَاءَ لِطُوْلِ الصُّحْبَةِ وَشُرُوْقِ الْاِرْشَادِ۔

اللہ علیہ وسلم نے ان ہی کو عدد اور تفضیلات سے مطلع کیا اور آپکو ان نجبا نزین یادتی کی وجہ سے بھی تمام انبیاء پر فضیلت حاصل ہے اور امید ہے کہ طول صحبت اور انوار ارشاد کی وجہ سے حضرات نقباء ہو گئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہونگے یہ وہ حضرات ہیں، جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے اور برا شگون نہیں لیتے اور اپنے ہی پروردگار پر توکل کرتے ہیں (بخاری و مسلم)

اِعْلَمْ اَنَّ الصَّحَابَةَ اَكْمَلُهُمْ مَنْ مُنِحَ التَّجَلِّيَ الْاَفْعَالِيَّ لِاَنَّ كَمَالَهُمْ هُوَ الْاِقْتِرَابُ بِالْاِسْمِ الْمُتَجَدِّدِ وَمِمَّا يُعْطِيْهِ تَجَدُّدُهُ خَلْقُ الْكَائِنَاتِ الْيَوْمِيَّةِ فَمَتٰى

یاد رکھو کہ صحابہ میں کامل ترین وہی ہیں کہ جنہیں تجلی افعال سے مخصوص کیا گیا کیونکہ ان کا کمال اسم متجدد کے اقتراب کی بنا پر ہوتا ہے اور حوادثات یومیہ کا ظہور میں آنا اسی تجدد کا نتیجہ ہے جب وقت نہیں یہ کمال حاصل ہو

كملوا توكلوا وفوضوا
أمورهم إلى الله ٭
أما الأولياء فالعلميون
منهم إنما كمالهم عرفان
النشأة كما هي وما يعطيه
هذا الكمال التدبير والتعلق
بالوسائط فمتى كملوا
عرفوا الأسباب وتعلقوا
بها على علم بحقيقة
التوحيد وكنز الأمر
والحاليون منهم في
غفلة غافلة إنما غاية
جهتهم وسمت توجههم
أن يقهروا سر وجودهم
الدنياوي تحت حكم
الأزل فإن كان لهم توكل
فبالعرض ومقتضى الغلبة
لا بما يعطيه قوة
كمالهم فتعرف ٭

جاتا ہے تو وہ توکل کرتے ہیں اور اپنے
کاموں کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیتے ہیں،
اولیاء ہیں جو صاحب علم ہیں
ان کا کمال یہ ہے کہ وہ اس نشأۃ کی
حقیقت اسطرح سمجھ لیں جیسا کہ وہ ہے
اس قسم کے کمال سے توسل بہ تدبیر اور
اسباب کیساتھ تعلق حاصل ہوتا ہے،
جب وہ درجۂ کمال تک پہنچتے ہیں، تو
انہیں اسباب کا علم ہو جاتا ہے تو باوجود
وہ توحید کی حقیقت جاننے کے تعلق
بالاسباب کو ترک نہیں کرتے بر خلاف
ان اولیاء کے جو صاحب حال ہیں،
وہ ایک گھڑی غفلت میں پڑے ہوئے
ہیں ان کا نصب العین یہ ہوتا ہے کہ
وہ اپنی دنیاوی ہستی کے سر باطنی کو
حکم ازل کا مقہور کر دیں اور ان لوگوں
کو صفت توکل بالعرض اور غلبہ
حال کے طور پر حاصل ہوتی ہے ان کی قوت کمال
کی بنا پر یہ چیز حاصل نہیں ہوتی۔

طریقۂ حکماء

الثانیة طریق الحکماء
وھی برزخ بین طریقة
الاولیاء والانبیاء وکانّھا
عقل ھیولانی للنبوة التی
ھی عقل بالفعل واصل
مذھبھم ان نعقل بالعقل
المضاعف ان بعد التجلی
الذاتی وصولا آخر
سبیل تحقیقه ان مما علمنا
تثنیة التجلیات بالاشتراك
اللفظی فمنھا وجودیات
انما الحاصل بھا الوجود
المفاض وقد احطت بھا
علما فی الخزانة الثالثة ومنھا
شھودیات وانما الحاصل بھا
تعریف العبد وتعلیمه وقد
تقرر تثلیثه ما فی کلام القوم

دوسرا طریقہ حکماء کا ہے جو اولیاء
اور انبیاء کرام کے طریقہ کے درمیان
گویا ایک برزخ ہے گویا کہ نبوت عقل
بالفعل ہے اور یہ طریقہ اس کا عقل
ہیولانی ہے ان کے مذہب کی بنیاد
ہے کہ ہم عقل مضاعف کے ساتھ یہ
سمجھ لیں کہ تجلی ذاتی کے بعد ایک اور
وصول ہے،
اس کی تحقیق یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں
کہ اشتراک لفظی کے طور پر تجلیات کے
دو معنیٰ ہیں بعض ان میں سے وجودیات
ہیں ان سے جو کچھ ظہور میں آتا ہے،
وہ وجود مفاض ہے، تیسرے خزانہ
میں تم اسکی تفصیل پڑھ چکے ہو بعض
ان میں سے شہودیات ہیں ان سے
آدمی کو علم اور معرفت حاصل ہوتی ہے
صوفیاء کے کلام میں اس کی تین قسمیں

صُوْرِيَّةً وَّ مَعْنَوِيَّةً وَّ ذَاتِيَّةً وَّ
اِنَّ الشُّهُوْدِيَّاتِ ظِلَالُ الْوُجُوْدِيَّاتِ
وَمِنْ تَمَثُّلَاتِهَا اَوْ مِنْ تَمَثُّلَاتِ
الْوُجُوْهِ الْمُنْطَوِيَةِ فِيْهَا فَتَحَقَّقَ
اَنَّ هٰذَا الْوُصُوْلَ عِبَارَةٌ عَنْ
اِنْدِرَاجِ الشُّهُوْدِيَّاتِ تَحْتَ
الْوُجُوْدِيَّاتِ كَانْدِرَاجِ الظِّلَالِ
تَحْتَ الْاَشْبَاحِ فِيْ هَاجِرَةِ
الصَّيْفِ فَيَنْقَطِعُ الْوُصُوْلُ الْعِلْمِيُّ
اَلَّذِيْ هُوَ تَبْرِيْحُ مَا عَنْدَ
اَصْحَابِ التَّدْقِيْقِ وَعَزْمُهُمْ
الْحَقَائِقِ عَنْ تَمَثُّلَاتِهَا حَتّٰى
يَنْسَلِخَ الصُّوْرَةُ الْجَوْبِيَّةُ وَتَصِيْرُ
فِيْ حُكْمِ الْعَدَمِ وَعَنْ اَنْ يَكُوْنَ
غَايَةُ عِرْفَانِهِمْ تِلْكَ النِّسْبَةُ
الْقُدْسِيَّةُ الَّتِيْ هِيَ بَيْنَ اللّٰهِ
وَبَيْنَهٗ اَزَلًا وَّ اَبَدًا اِذْ ذَاتُ الرَّبْطِ
وَاحِدَةٌ وَالْجِهَتَانِ مُخْتَلِفَتَانِ وَ
هِيَ اُمُّ الْوِصَالِ وَسِنْخُ الْكَمَالِ

پائی جاتی ہیں، صوریہ معنویہ۔ ذاتیہ
اور یہ کہ شہودیات وجودیات کیلئے
بمنزلہ انکے سایہ کے ہیں اور یا انکے تمثلات
ہیں، یا ان وجوہ کے تمثلات ہیں، جو
انکے ضمن میں مخفی ہیں، سو اس سے
یہ ثابت ہوا کہ وصول کے معنی شہودیات
کا وجودیات کے ضمن میں مندرج
ہونا ہے جیسا کہ وسط گرما میں دوپہر
کے وقت صورتوں کا سایہ ان میں مدغم
ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب
تدقیق نے بہت تکلیف اٹھا کر وصول
علمی کا جو راستہ نکالا ہے اسکا رشتہ
منقطع ہو جاتا ہے نیز اس وصول کے
یہ معنی ہیں کہ حقائق کو انکے تمثلات
سے علیحدہ کرنے پر مجبور کیا جائے یہاں
تک کہ صورت جوبیہ منسلخ ہو کر کالعدم
ہو جائے نیز یہ کہ ان کی معرفت کا منتہا
وہ نسبت قدسیہ ہو جو ازل سے ابد
تک اللہ تعالٰے اور اس کے درمیان

فَهٰذَا اٰخِرُ مَقَامِ الْحِكْمَةِ وَلَا يَكُوْنُ بَعْدَهٗ اِلَّا رَفْعُ الْحُجُبِ الْوَاقِعِيَّةِ الْعِلْمِيَّةِ وَهِيَ قَلَّمَا يَتَّضِحُ لِحَكِيْمٍ اِلَّا مَنْ اُوْتِيَ فَضْلًا وَّسِيْعًا مِّنْ رَّبِّهٖ ۔	ہے نفس ربط ایک لیکن دونوں حیثیتیں مختلف ہیں، یہی وصال کی بنیاد کمال کی اصل اور مقام حکمت کا آخری درجہ ہے اس کے بعد جو کچھ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حجب واقعیہ علمیہ کو رفع کیا جائے یہ باتیں کسی

حکیم پر بہت کم واضح ہوتی ہیں مگر یہ کہ پروردگار کی جانب سے وہ فضل خاص سے نواز دیا جائے

وَاَمَّا طَرِيْقُ وُصُوْلِهِمْ اِلٰى هٰذَا الْكَمَالِ الْمُطْلَقِ فَهُوَ اَنَّهُمْ يَنْجَذِبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ فَيَقْطَعُوْنَ نُوْرَ الْغَيْبِ وَغَيْرَهٗ حَتّٰى يَصِلُوْا اِلٰى مَبَادِئِ الْاَسْمَاءِ فَيَنْفُذُ نَظَرُهُمْ مِّنْهَا فِيْ اَسْرَعِ حِيْنٍ ثُمَّ يَضْمَحِلُّوْنَ فِي التَّجَلِّي الذَّاتِيِّ لَا كَاضْمِحْلَالِ الْاَوْلِيَاءِ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ اِلٰى قُرْبِ الْفَرَائِضِ ثُمَّ يَصِلُوْنَ اِلٰى الْوُصُوْلِ الَّذِيْ قَرَّرْنَاهُ	اور اس کمال مطلق تک ان کے پہنچنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے جذب حاصل ہوتا ہے اور نور غیب وغیرہ مقامات کو طے کرتے ہوئے اسماء پاک کے میدانوں تک پہنچ جاتے ہیں، چنانچہ ان مقامات پر پہنچ کر بہت جلد ان کی نظر میں نفوذ پیدا ہوتا ہے پھر وہ تجلی ذاتی میں مضمحل ہو جاتے ہیں مگر ان کا یہ اضمحلال اولیاء کرام کی طرح نہیں ہوتا اس کے بعد وہ قرب فرائض کی طرف لوٹتے ہیں

اور ان کو وہ وصول نصیب ہوتا ہے جس کا ہم نے اثبات کیا ہے۔

وَاَكْمَلُ الْحُكَمَاءِ لَا بُدَّ لَهٗ	اور کامل ترین حکیم کیلئے یہ ضروری

مِنْ اَنْ یَضْمَحِلَّ اٰخِرًا فِیْ قُرْبِ الْفَرَائِضِ اِنْعِکَاسًا مِنْ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوُثُوْقِ عَیْنِہٖ وَسَعَتِہٖ مَاوَتَسَلُّطِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ مِنْ حَیْثُ بَاطِنِ کَمَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَعَرَّفْ ۔

ہے کہ وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا عکس قبول کر کے بالآخر وہ قرب فرائض میں مضمحل ہو جائے کیونکہ اسکو آپ کی عین اور اسکی وسعت پر کامل اعتماد ہوتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال باطنی کے راستہ سے اس پر تجلی فرمائی ہے خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

طریقۂ حکماء کی خصوصیات

وَیَنْبَعُ مِنْہُ شُعَبٌ ثَلٰثٌ اَلْاُوْلٰی اَلْحِکْمَۃُ وَھِیَ عِلْمٌ فِطْرِیٌّ لَاکَسْبِیٌّ وَاَعْنِیْ بِہٖ اَنَّہٗ یَنْبَجِسُ عَمَّا یَنْبَجِسُ عَنْہُ اُصُوْلُ وُجُوْدِہٖ اَیِ الْاِسْمِ یَسَعُ الْاِلٰہِیَّاتِ وَالتَّکْوِیْنِیَّاتِ وَغَیْرَھَا مِمَّا وَسِعَہٗ ھٰذَا الْکِتَابُ ۔

اور اس سے تین شاخیں نکلتی ہیں، پہلا شعبہ حکمت کا ہے یہ فطری علم ہے اکتسابی نہیں ہے یعنی اس کا سرچشمہ وہی اسم پاک ہے جو اسکے وجود کا منبع ہے یہ علم تمام ان الہیات اور تکوینیات وغیرہ پہ مشتمل ہے کہ جن کا ذکر ہم نے اس کتاب میں کیا ہے،

وَسِرُّھَا اَنَّ الْعِلْمَ فِی الْمُجَرَّدَاتِ عَیْنُ الذَّاتِ وَلَایَمْتَازُ بِحِیَالِہٖ

اس کا راز یہ ہے کہ مجردات میں علم عین ذات ہوتا ہے جب تک کہ وہ

اِلَّا فِی التَّمَثُّلَاتِ التَّحَیُّزِیَّۃِ	تمثلات تحیزہ کی شکل نہ اختیار کرے
فَاِذَا ثَبَتَ الْقُرْبُ	اس میں امتیاز پیدا نہیں ہوتا جب
الْوُجُوْدِیُّ ثَبَتَ الْعُلُوْمُ فِی	قرب وجودی کو ثبوت اور استقرار حاصل
التَّمَثُّلَاتِ لِسَعَتِہَا وَلَہَا	ہوتا ہے تو تمثلات کی وسعت کی بنا
خَلِیْفَۃٌ فِیْ عَالَمِ الْحِسِّ فِی	پر ان میں علوم ثبت ہو جاتے ہیں،
الْفِرَاسَۃِ وَالتَّیَقُّظِ وَالذَّکَاءِ	حکمت کا خلیفہ اس عالم جس میں فراست
وَھِیَ مَوْجُوْدَۃٌ فِیْ عَالَمٍ یَخْتَصُّ	اور تیقظ اور ذکا ہے ان کا وجود
بِاِثْبَاتِہِ الْحُکَمَاءُ کَمَا ذَکَرْنَاہُ	ایک ایسے عالم میں ہے جسکا اثبات
وَیُتَخَیَّلُ اِلَی النَّاسِ	حکماء کیساتھ مخصوص ہے جیسا کہ ہم
اِنَّ کُلَّ کَمَالِہِمْ	نے بیان کیا ہے، لوگوں کا خیال ہے
شَجَاعَتُہُمْ وَسَخَاوَتُہُمْ	کہ ان کا ہر ایک کمال خواہ شجاعت ہو
وَذَکَاءُھُمْ اَمْرٌ مَا تَنَزَّلَ	یا سخاوت اور ذکاء، ایسا امر ہے،
مِنَ السَّمَاءِ فَدَبَّرَ الْاَمْرَ	جو آسمان سے نازل ہوا اور تدبیر
ثُمَّ رَجَعَ وَعَرَجَ	امر کر کے واپس ہو گیا،
اَلثَّانِیَۃُ الْعِصْمَۃُ وَھِیَ تَمَثُّلُ	دوسرا شعبہ عصمت ہے اسکی حقیقت
الْوُجُوْہِ الصَّالِحَۃِ دُوْنَ الطَّالِحَۃِ	یہ ہے کہ اسکی عین ثابتہ کا یہ تقاضا ہو
مِنْ وُجُوْہِ عَیْنِہٖ وَسِرُّھَا اَنَّ	کہ تمام تر اعمال صالحہ اور اخلاق
الْمُقْتَرِبَ بِقُرْبِ الْوُجُوْدِ بِالْخَیْرِ	جمیلہ اس سے صادر ہوں، اور کسی
التَّامِّ یَسْتَحِیْلُ تَمَثُّلُ الشَّرِّ دُرِّ	برے فعل یا عمل کا ظہور اس سے

فِيهِ خُلُقًا وَعَمَلًا وَخَلِيفَتُهَا الْعِفَّةُ وَهِيَ صِفَةُ عَدَمِ الْاِنْغِمَاسِ فِي اللَّذَّاتِ الْقَبْقَبِيَّةِ وَالذَّبْذَبَةِ وَاللَّقْلَقَةِ ۔

محال ہے اس کا راز ہے کہ جس شخص کو نفس کامل سے قریب وجود حاصل ہو اس کے اخلاق اور اعمال میں کسی برائی کا تمثل ہونا محال ہے اور اس کا خلیفہ عفت ہے جس کے معنی یہ ہیں کھانے پینے اور خواہشات نفسانی میں منہمک ہونے سے اپنے آپ کو باز رکھے۔

الثَّالِثَةُ الْوَجَاهَةُ وَهِيَ التَّعَلِّي وَالتَّرَفُّعُ عَلَى الْبَشَرِ عِنْدَ اللهِ وَفِي نَفْسِ الْاَمْرِ وَاِنْ لَمْ يُطِعْ لَهُ مُطِيعٌ وَسِرُّهَا الْاِنْسِلَاخُ مِنَ الصُّوَرِ الْمِزَاجِيَّةِ وَالْقُرْبُ اِلَى اللهِ فِي السِّلْسِلَةِ الْخَيْرِيَّةِ وَخَلِيفَتُهَا الْوَقَارُ وَالسَّكِينَةُ وَالتَّسَلُّطُ وَيَنْبَعُ لَهُ مِنْهَا الْاِرْشَادُ وَكُلَّمَا زَادَ وَجَاهَةً زَادَ اِرْشَادُهُ وَسَبَغَ كَمَالُهُ وَقَدْ رَخَّصَ اللهُ سُبْحَانَهُ لَهُمُ التَّوَسُّلَ بِالْاَسْمَاءِ لِاِظْهَارِ الْخَوَارِقِ ۔

تیسرا شعبہ وجاہت ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے ہاں تعلی اور رفعت حاصل ہو اور نفس الامر میں بھی اگرچہ کوئی اسکا مطیع اور فرمانبردار نہ ہو اور اسکا راز صور مزاجیہ سے انسلاخ اور سلسلہ خیریہ میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے اور اس کا خلیفہ وقار اور سکینت اور تسلط ہے اور اسکی فرع ارشاد ہے جوں جوں کسی کی وجاہت میں اضافہ ہوتا ہے اسکا دائرہ ارشاد وسیع ہوتا جاتا ہے اور اور اسکا کمال بڑھتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اجازت دی ہے کہ وہ اظہار خوارق کیلئے توسل بالاسماء کریں

توسل بالاسماء کا طریقہ

وَسَبِيلُ التَّوَسُّلِ عِنْدَنَا لَيْسَ بِمُحَافَظَةِ الْأَعْدَادِ وَالْأَوْقَاتِ كَمَا يَدَّعِيهِ أَهْلُ الدَّعْوَةِ بَلْ تِلَاوَتُهُ وَتَعَرُّفُ حَقِيقَتِهِ وَالْفَنَاءُ فِيهِ وَالْبَقَاءُ بِهِ ثُمَّ الدُّعَاءُ وَالْاِبْتِهَالُ إِلَيْهِ وَرُخِّصَ لَهُمُ التَّوَسُّلُ إِلَى الرِّيَاضَةِ مِنَ الصَّلَوَاتِ وَالصَّدَقَاتِ وَالصِّيَامِ وَتَرْكِ الْكَلَامِ لِكَشْفِ الْكَوْنِ۔

ہمارے نزدیک توسل بالاسماء کا یہ طریقہ نہیں کہ اعداد اور اوقات سے انکو مقید کیا جائے جیسا کہ اہل دعوت اور ارباب عزائم اس بات کے قائل ہیں بلکہ اسماء حسنیٰ کو پڑھو، ان کے معانی اور حقائق کا علم اور پھر ان میں فنا اور ان کیساتھ بقاء حاصل کرو اسکے بعد بارگاہ الٰہی سے خشوع اور خضوع کیساتھ دعا مانگو اور ان لوگوں کو کثرت نوافل صدقات اور روزے رکھنے اور کلام کے ترک کرنے پر کشف ما فی الکون کیلئے رخصت دیدی گئی ہے،

وَيَجِبُ عَلَى الْحَكِيمِ أَنْ يَكُونَ وَسِيعَ الصَّدْرِ وَهِيَ صِفَةٌ نَعْنِي بِهَا أَنْ لَا يُغَادِرَ وَصْفًا وَلَا حَالًا إِلَّا اسْتَحْقَرَهُ وَاسْتَصْغَرَهُ وَيَجْزِمُ عَلَيْهِ

حکیم کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ وسیع الصدر ہو، اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ کسی وصف اور حال کو اتنا عظیم نہ سمجھے کہ بس یہی انتہائے کمال ہے اور وہ شعر گوئی موسیقی جیسی حسی تفریحات کو

كُلَّ سَلِيقَةٍ حَسَنَةٍ تَمَكَّنَتْ
فِي مِزَاجِهِ تَمَكُّنَ الْمَلَكَاتِ
كَسَلِيقَةِ الْمُوسِيقِيِّ وَالشِّعْرِ وَ
يَحْرُمُ عَلَيْهِ أَنْ يَغْشَاهُ مِنَّةُ
أَحَدٍ مِنْ خَلِيقَتِهِ دِينًا وَدُنْيَا
إِلَّا الْأَنْبِيَاءَ فَهُوَ يُقَلِّدُهُمْ فِي
وَحْيِهِمْ وَيُحَقِّقُ بِنَفْسِهِ مِنْ
حَيْثُ مَا عَرَفَ فِي الْحِكْمَةِ.

مزاج میں راسخ نہ ہونے دے اور دین و دنیا
کے امور میں کسی کا منت کش نہ ہو صرف
انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مقتدا
سمجھے اور انہیں پر جو کچھ وحی نازل ہوئی
ہے اسی کی تقلید کرے اور حکمت کے
عنوان سے جو کچھ بتایا گیا ہے، ان کو
اپنے میں پیدا کرے اور قوت سے فعل
میں لائے۔

اَلثَّالِثَةُ طَرِيقَةُ الْأَوْلِيَاءِ مِنْ
أَصْحَابِ الْفَنَاءِ اعْلَمْ أَنَّ الْوِلَايَةَ
لَهَا مَعْنَيَانِ عَامٌّ وَخَاصٌّ
أَمَّا الْعَامُّ فَكُلُّ قُرْبٍ دُونَ النُّبُوَّةِ
وَيَتَنَاوَلُ الْحِكْمَةَ الصَّلَاحِيَةَ
وَالْوِلَايَةَ الْخَاصَّةَ وَالصَّفَاءَ
وَأَمَّا الْخَاصُّ فَكُلُّ فَنَاءٍ
فِي حَضْرَةِ الذَّاتِ كَانَ مَعَ
الصُّورَةِ الْمِزَاجِيَّةِ وَلَيْسَ
الْمَقْصُودُ تَفْتِيشَ الْأَلْفَاظِ
بَلْ تَعْرِيفُ الْحَقَائِقِ وَأَصْلُ

تیسرا طریقہ ان اولیاء کا ہے جو اصحاب
فنا ہیں۔ ولایت کے دو معنی ہیں عام
اور خاص عام معنی تو یہ ہیں کہ ہر ایک
قسم کا قرب جو درجہ نبوت سے کمتر
ہو، حکمت صلاحیت ولایت خاصہ اور
مقام صفا سب اسکے مفہوم میں داخل ہیں
اور خاص معنی یعنی صورت مزاجیہ
قائم رہنے کے باوجود ذات اقدس میں
آدمی کو فنا حاصل ہو۔ الفاظ کی تحقیق
مقصود نہیں صرف حقائق کا جاننا مقصود
ہے ان کے مذہب کا اصل ایسے اعمال یا صفا

وَاَصْلُ مَنْ هِيَ اَنْ يَتَجَشَّمُوا
عَمَلًا نَيِّرًا نُجِيًّا وَذٰلِكَ
الْعَمَلُ اَنْ يَتَلَطَّفُوا مِنْ
اَنْفُسِهِمْ فَيَنْقَدِحُ لَهُمْ سِرٌّ
عَظِيْمُ الشَّانِ عَلٰى دَرَجَاتِهٖ
فَاَوَّلُ مَا يَنْقَدِحُ اِسْنَادُ
الْاَفْعَالِ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ
فَهُنَاكَ يَتَوَكَّلُ عَلَى اللّٰهِ
وَلَا يَخَافُ اِلَّا اِيَّاهُ وَهٰذَا
اَظْهَرُ السِّرِّ فِي الدَّرَجَةِ
الْاُوْلٰى وَاَمَّا بَطْنُهَا فَاَنْ
يَرَى اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى
فِيْ عَيْنِ كُلِّ فِعْلٍ
عَلٰى اَنَّ الْفِعْلَ مِنْ
اَسْتَارِهٖ وَتَقْيِيْدُ اٰيَتِهٖ وَ
وَجْهُ اَوَّلِيَّتِهَا اَنَّ الْاَفْعَالَ
عَلٰى شَرَفِ الْعَدَمِ
فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ وَاِنَّمَا
الْمُوَطِّنُ الْعِلْمِيُّ

میں جن کی بدولت ان کے نفس کو تزکیہ
حاصل ہو تو ایک عظیم الشان راز کا انکشاف
ہو جاتا ہے کہ جسکے درجات مختلف ہیں
سب سے پہلے ان کو یہ حقیقت عیاناً
نظر آنے لگتی ہے کہ اس عالم کون و فساد
کے تمام چھوٹے بڑے تصرفات کی باگ
اللہ تعالےٰ کے دست قدرت میں ہے
اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے تمام اعمال
میں اللہ تعالےٰ پر کامل بھروسہ کر لیتے ہیں
نیز اللہ تعالےٰ کے علاوہ اور کسی کا خوف
انکے دل میں نہیں ہوتا اس حقیقت کا
انکشاف پہلے درجہ کا ظاہر ہے اور اسکا
بطن یہ ہے کہ ہر ایک فعل اور تصرف
جو اس عالم میں ہو اس میں اسکو خدائے
بزرگ و برتر نظر آئے اور اس فعل کو
ایک قسم کا حجاب اور نقاب تصور کرے
اس انکشاف کو پہلے درجہ میں اسلئے رکھا
گیا کہ نفس الامر میں جو افعال دنیا میں
واقع ہوتے ہیں وہ فنا پذیر ہیں اور

مِنْ تَمَثُّلَاتِ هٰذَا الْمَوْطِنِ وَ
وَهٰذِهٖ هِيَ الْمُحَاضَرَةُ عِنْدَهُمْ وَ
وَثَانِيًا يَتَقَدَّمُ لَهُمْ اِسْتِنَادُ
الصِّفَاتِ بِاَجْمَعِهَا اِلَيْهِ فَيَرٰى
اَنَّ كُلَّ بَصَرٍ فَهُوَ مِنْ بَصَرِهٖ وَكُلَّ
سَمْعٍ فَهُوَ مِنْ سَمْعِهٖ اِلٰى غَيْرِ
ذٰلِكَ وَلَعَلَّكَ حَرُوْرٌ بِاقْتِنَاصِ
بَطْنِهِمَا وَوَجْهِ ثَانَوِيَّتِهَا فَهٰذِهٖ
حَقُّ الْمُكَاشَفَةِ وَثَالِثًا يَتَقَدَّمُ
اِسْتِنَادُ الذَّوَاتِ فَيَرٰى اَنَّ
كُلَّ ذَاتٍ فَهُوَ مِنْ ذَاتِهٖ فَاِذَا
انْتَقَلَ اِلٰى بَطْنِهَا وَهُوَ اَنَّ
الْوَاجِبَ جَلَّ مَجْدُهٗ سِنْخُ كُلِّ
مَوْجُوْدٍ وَاَنَّ كُلَّ مَوْجُوْدٍ مُفَاضٌ
مِنْهُ اِفَاضَةً مُقَدَّسَةً ثُمَّ السَّيْرُ
اِلَى اللّٰهِ وَهٰذِهٖ هِيَ الْمُشَاهَدَةُ
ثُمَّ اِنَّ جَذْبَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى
تَتَجَاذَبُ جَذْبًا قَوِيًّا حَتّٰى تَرْتَفِعَ
الْحُجُبُ وَالتَّقَيُّدَاتُ وَلَا يَبْقٰى اِلَّا

موطن علمی اس موطن کے تمثلات سے ہے
اسکو صوفیاء محاضرہ کہتے ہیں، دوسرا درجہ
یہ ہے کہ تمام صفات کو اللہ تعالےٰ
کی طرف منسوب ہوتا ہوا دیکھے اور اسے
صاف نظر آئے کہ ہر ایک آنکھ کی بینائی کا
منبع اس کی بینائی اور ہر ایک کان کی شنوائی
کا منبع اس کی قوت شنوائی ہے وغیرہ
وغیرہ اس کی ثانویت کی وجہ اور اسکے
وہ معنی جو بطن کی قسم سے ہیں تم پر مخفی
نہیں رہیں گے، اس مقام کو اہل معرفت
مکاشفہ کہتے ہیں، تیسرے درجہ میں سب
ذوات اسی کی ذات اقدس کی طرف
منسوب نظر آتی ہیں، سالک کیلئے یہ نظر
ہونا حقیقۃً مشاہدہ کا ہوتا ہے اس کا
بطن یہ ہے کہ واجب تعالےٰ کائنات کی
ہر ایک چیز کی اصل ہے اور ہر ایک
موجود کا نہال اسی کے مقدس افاضہ کا
نتیجہ ہے اسکے بعد سیر الی اللہ کا مقام
ہے اس درجہ کے انکشاف کو مشاہدہ

ذوالجلال والاکرام فی وحدتہ
وکبریائہ ویکون المدرک عین
المدرک فلا یعلم بالعلم الحضوری
الا اللہ سبحانہ وتعالی ویکون
الماایا فی حکم العدم ۔

کہتے ہیں پھر اس کے بعد اللہ کی جانب حقیقتاً فنا جذب
ہوتا ہے حتی کہ تمام تغیرات اور پردے مرتفع ہو جاتے
ہیں صرف خدائے ذوالجلال والاکرام اپنی وحدت
اور کبریائی کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے اور مدرک
بالفتح عین مدرک (بالکسر) ہوتا ہے چنانچہ اس کا
علم حضوری اللہ تعالی کے علاوہ اور کسی کیساتھ تعلق نہیں ہوتا اور ماسوا کالعدم ہو جاتے ہیں

وقد ضربنا مثلا من
حذاق فی المرآۃ فمن ھبت
المرآۃ فی الخزانۃ التاسعۃ
فتدبر فیما ذکرنا ثم السیر
فی اللہ وینبغی لمن وقع
فی ھذہ البادیۃ ان
یقیم ریثما تثبت احکام
الاسماء بعد نورانیتہ
بواسطۃ السیر فی اللہ و
سبوغ ذات الرجل بحسب
الفطرۃ الاولی کما ان
التقابل متکثر من حیث
تکثر الاسماء فاما ان

اور ہم نے اس کی مثال نویں خزانہ میں
بیان کر دی ہے کہ آدمی جس وقت اس
صورت کو جو کہ شیشہ میں نظر آ رہی ہے
بڑے غور کے ساتھ دیکھتا ہے تو شیشہ
کا وجود ختم ہو کر صرف صورت ہی
رہ جائے گی جب سالک اس مقام پر
پہنچ جاتا ہے، تو سیر الی اللہ ختم ہو جاتی
ہے جو شخص کہ اس بیابان میں قدم رکھے
اسکو چاہیے کہ اتنی دیر تک ٹھہرا رہے
کہ سیر فی اللہ کے ذریعہ نورانیت حاصل
کرنے کے بعد اسماء پاک کے احکام کو
ثبات واستقرار حاصل ہو۔ انسان کا
سبوغ اس کی پہلی فطرت کے مطابق

يكون الرجل من ذوي العلم الفطري فيكون اول ما ينتج له حقيقة الاسماء وخصوصيات المظاهر وطريق ظهورها فيها و اما ان يكون من ذوي التقليد الفطري فلا يكون له علم بها و لكن تتثبت الاحكام وهنالك يكون في نشأة جانبية •

ہوتا ہے کیونکہ کثرت اسماء کی بنا پر قبول کرنیوالوں کی استعداد بھی مختلف ہیں اگر کوئی شخص علم فطری کے اسباب سے ہے تو سب سے پہلے اس پر اسماء پاک کی حقیقت مظاہر کی خصوصیات اور ظہور کی نوعیت منکشف ہوتی ہے لیکن اگر وہ تقلید فطری کے اہل سے ہے تو پھر اس کو ان باتوں کا علم نہیں ہوتا بلکہ احکام کو ثبات اور استقرار حاصل ہو کر سالک طریقت کو ایک ارتقاء جدید حاصل ہوتا ہے۔

حقیقت قبض وبسط

والقبض والبسط عبارتان عن ظهور احكام الجلال والجمال وهذا هو السير من الله واذا رسخ الامر سعاده لما انه انصبغ بصبغة الله والله سبحانه سابغ مفيض بالذات فلا اكمل في هذه النشأة

قبض وبسط کی حقیقت یہ ہے کہ خدائے بزرگ کے جلال اور جمال کے احکام معرض وجود میں آئیں اور اسی کو سیر من اللہ کہا جاتا ہے، اور اسی مقام پر آدمی ارشاد میں راسخ ہو جاتا ہے کیونکہ وہ خدائے قدوس کے رنگ میں رنگا جا چکا ہے اور اللہ تعالے کامل الصفات مفیض بالذات ہے

مِنْ تَمَثُّلِ الْاِفَاضَةِ بِحَسَبِ
الْمَوْطِنِ الْعِلْمِيِّ فَقَدْ تَمَّ السَّيْرُ
فِي الْخَلْقِ وَهُنَالِكَ يَبْلُغُ الْكَمَالُ
الْفَنَائِيُّ اَقْصَاهُ وَهُوَ لِلْاُمَمِ
الْمُتَنَاهِيَةِ كَالْاَشْبَاهِ لِهٰذِهِ
الطَّائِفَةِ الْعَلِيَّةِ كَاَبِيْ يَزِيْدَ
وَاَبِي الْحَسَنِ وَاَبِي الْعَبَّاسِ وَ
اَبِيْ سَعِيْدٍ وَاَبِيْ اِسْمٰعِيْلَ وَاَبِيْ
عَبْدِ اللّٰهِ وَاَصْحَابِ الطُّرُقِ كَالْغَوْثِ
الْاَعْظَمِ وَالشَّيْخِ السُّهْرَوَرْدِيِّ
وَالنَّجْمِ الْكُبْرٰى وَخَوَاجَہ نَقْشْبَنْدِ
وَالْخَوَاجَةِ الْجِشْتِيِّ ۔
وَتَحْقِيْقُ الْقَوْلِ فِيْ هٰذَا
التَّشْرِيْحِ يَحْتَاجُ اِلٰى مُقَدِّمَةٍ
هِيَ اَنَّ بَيْنَ الْوُجُوْدِ الْعِلْمِيِّ وَ
الْوُجُوْدِ الْخَارِجِيِّ مُنَاسَبَةً وَالْمُنَاسَبَةُ
عِنْدَنَا اِسْمٌ لِاشْتِرَاكِ النَّفْسِ
الرَّحْمَانِيِّ وَالْاِمْتِيَازِ بِخُصُوْصِيَّةِ

اس لئے اس نشأۃ دنیویہ میں کم از کم
موطن علمی کے مطابق افاضہ کا تمثل ضروری
ہے کیونکہ اب سیر فی الخلق کے تمام
مقامات طے ہو چکے ہیں اور سالک
طریقت مقام فناء میں انتہائی کمال
تک پہنچ چکا ہے، طائفہ علیہ میں سے
ذیل کے اشخاص اسی مقام کے ممتاز افراد
ہیں، ابو یزید، ابو الحسن، ابو العباس رح
ابو سعید، ابو اسماعیل، ابو عبداللہ اور
جن کے اسماء گرامی سے اصحاب معرفت کے
طرق مروجہ منسوب ہیں، جیسے کہ
غوث اعظم اور شیخ سہروردی رح شیخ نجم الدین
کبری رح خواجہ نقشبند رح خواجہ معین الدین چشتی رح

مضمون بالا کے مطابق پوری تحقیق
بتانے سے پہلے مقدمہ کے طور پر یہ سمجھ
لینا چاہیئے کہ وجود خارجی اور وجود علمی
کے درمیان مناسبت ہے مناسبت
کا مفہوم ہمارے نزدیک نفس رحمانی
اور خصوصیت موطن کا اشتراک ہے اسکی

الموطن وذلك لما مهدنا من ان المجرد لا يتاز فيه العلم عن الوجود الخارجي وانما الامتياز في التمثلات المتاخرة ولوجه آخر هو ان النشأت متحاذية بعضها مع بعض فالشئ في الخارج هو المتجلي في نشأة الذهن وبالجملة فرفع الوسائط والغاؤها بضرب ما من التدبير له عمل في انصباغ الرجل بحقيقة الوجوب من السبيل الذي قررناه

وجہ یہ ہے کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ مجرد عن المادہ میں علم اور وجود خارجی میں امتیاز نہیں ہوتا موطن امتیاز وہ تمثلات ہیں جو بعد میں ظہور میں آئے بالفاظ دیگر ہم اس طرح کہہ سکتے کہ تمام عوالم ایک دوسرے کے متحاذی ہیں، جو چیز خارج میں موجود ہوتی ہے وہ پہلے نشأۃ ذہنیہ میں متجلی ہوتی ہے خلاصہ یہ کہ اگر کسی نہ کسی ریاضت کے ذریعہ وسائط کو ختم کر دیا جائے تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ آدمی حقیقت وجوب کے رنگ میں رنگا جائیگا جس کی نوعیت اور طریقہ ہم بیان کر چکے ہیں،

فنا کی قسمیں

والفناء اما شفاهي واما تجلي اما الشفاهي فانصباغ بحقيقة الذات لا تجلياته انصباغا قويا تاما ويختص برجل

فنا کی دو قسمیں ہیں شفاہی اور تجلی شفاہی کے معنی یہ ہیں کہ تجلیات سے نہیں بلکہ حقیقت ذات اقدس سے آدمی رنگجائے اور یہ انصباغ قوی اور کامل ہو، یہ اس شخص کیلئے مخصوص ہے جو

شدیدین فسورۃ مزاجہ لا
تنقھر الا بتکرار التجلیات
قوی جنبہ لا یغادر حالا
ولا شیئا الا غلبہ وقھرہ
ولا یدعہ حتی یبلغ
الدرجۃ القصوی

قوی المزاج ہو اور اسکے مزاج کی حدت
تجلیات کے بغیر مقہور نہ ہو سکے، ایسا
شخص کسی حال اور مقام کو مقہور اور مغلوب
کئے بغیر نہیں چھوڑتا اور سوقت تک
کسی کو نہیں چھوڑتا جب تک اس
میں انتہائی کمال نہ حاصل کرے،

واعلم ان للفناء وزنا
کرجل غرق فی البحر فمات
ثم لفظہ البحر فان الموت ولفظہ
وزنا ویجب ان یکسر النفس
اولا ویھضم لذاتھا ھضما
شدیدا ثم یفنی وذلک لانہ
ربما لم یتحقق الفناء الشفاھی
وحینئذ تظھر النفس فی صورۃ
الربوبیۃ فیعسر زوالہ ویعقب
ذلک خزنا شدیدا فی
الحیوۃ الدنیا ۔

یادرکھو فناء کا بھی وزن ہوتا ہے
جسطرح کہ کوئی دریا میں ڈوب کر مر
جائے اور دریا اسے باہر کنارہ پر پھینک
دے تو اسکی موت اور پھینکے جانیکا وزن
ہوتا ہے یہ ضروری ہے کہ پہلے نفس کی
حرمت کو توڑا جائے اور اسکو لذائذ
اور خواہشات نفسانی سے باز رکھا جائے
اس کے بعد فناء کا مقام حاصل ہو سکتا ہے
اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو
ممکن ہے کہ فناء شفاہی حاصل نہ ہو اور
نفس ربوبیت کے مظہر میں مبتلا ہو، اندریں
صورت اسکی انانیت اور ربوبیت کا مٹانا مشکل ہے اسکا نتیجہ اسی دنیا میں بڑی
ذلت اور رسوائی ہے نیز یہ ضروری ہے کہ پہلے دوام حضور حاصل کرے،

وَيَجِبُ اَيْضًا اَنْ يَكْتَسِبَ اَوَّلًا
دَوَامَ الْحُضُوْرِ ثُمَّ يَفْنٰى لِاَنَّهٗ
عَسٰى اَنْ لَّا يَتَحَقَّقَ الْفَنَاءُ
الشِّفَاهِيُّ فَيَبْقَى الرَّجُلُ حَيْرَانًا
مِمَّنْ هُوَ شَالَا رَبْطَ لَهٗ بِاللّٰهِ
وَلَا حُضُوْرَ فَيَنْتَقِصُ اِرْشَادُهٗ
وَيَنْكَسِرُ قَلْبُهٗ وَيَجِبُ اَنْ
يَفُكَّ رَبْطَ الْحُبِّ الْوَاقِعِ
بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْمَالِ وَالْوَلَدِ وَ
الْجَاهِ وَغَيْرِهَا اَوَّلًا لِاَنَّهٗ
عَسٰى اَنْ لَّا يَتَحَقَّقَ الْفَنَاءُ
الشِّفَاهِيُّ فَلَا يَزَالُ الرَّجُلُ طَمُوْعًا
هَلُوْعًا كَمَا قِيْلَ كَمَا تَعِيْشُوْنَ
تَمُوْتُوْنَ وَكَمَا تَمُوْتُوْنَ
تُحْشَرُوْنَ وَلِلْاَوْلِيَاءِ فِيْ
ذٰلِكَ مَذَاهِبُ وَمَنْ يَعْتَمِدُ
فِيْ حُصُوْلِ هٰذِهِ الشَّرَائِطِ
الثَّلٰثِ عَلٰى بَصِيْرَتِهٖ
فَاِذَا اَدْرَكَ مِنَ الْمُرِيْدِ

جس کے بعد وہ فناء کا مقام حاصل کر
سکتا ہے کیونکہ اگر فناء شفاہی حاصل
نہ ہوئی تو آدمی پر ایک حیرت طاری
ہوتی ہے اللہ تعالےٰ کیساتھ اسکا کوئی
رشتہ نہیں ہوتا اور حضور سے وہ محروم
ہوتا ہے اس سے اسکے ارشاد میں نقص
آجاتا ہے اور اسکا دل ٹوٹ جاتا ہے
یہ بھی ضروری ہے کہ مال و اولاد کی محبت
اور حب جاہ کے رشتے توڑ ڈالے نہیں
تو ممکن ہے کہ فناء شفاہی حاصل ہی نہ
ہو جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمیشہ وہ طامع و
حریص رہے گا جیسا کہ کہا گیا ہے کہ
جس نوع کی زندگی بسر کروگے اسی
حالت پر تمہاری موت ہوگی اور جس
حالت پر مروگے اسی حالت پر اٹھائے
جاؤگے اولیاء کا مسلک اس بارے
میں مختلف فیہ ہے بعض تو ان شرائط
ثلاثہ کے حصول میں اپنی بصیرت
پر اعتماد کرتے ہیں جب ان کو یقین

ببصيرته انها حصلت له
ہو جاتا ہے کہ مرید نے یہ شرائط پوری کر
افناه ومنهم من يعتمد في
دیں تو وہ اسکو مقام فناء تک پہنچا دیتے
ذلك على واقعات المريد او
ہیں بعض ان میں سے مرید کے واقعات
واقعات نفسه فاذا تحقق عنده من
یا اپنے واقعات پر اعتماد کرتے ہیں جب
قبل الواقعات او المنامات انه تجرد
انکو بذریعہ واقعات یا منامات اس
عن العلائق ودام حضوره و
کے معلوم ہو جاتا ہے کہ مرید نے علائق کا رشتہ توڑ دیا
انكسرت سورة نفسه افناه.
ہے اسے دوام حضور حاصل ہو گیا ہے اور اس کے نفس کی
تیزی ٹوٹ گئی ہے۔ تو وہ اس کو مقام فناء تک پہنچا دیتے ہیں۔

ومنهم من يعتمد في ذلك
اور بعض کا اعتماد فراست پر ہوتا
على الفراسة فيمتحن المريد
ہے اور مرید کو قسم قسم کی آزمائشوں سے
بصنوف البلايا فاذا راه
آزماتے ہیں جب اس کو خالص اور مخلص
ذا اخلاص مخلصا افناه و
جان لیتے ہیں تو اسکو مقام فناء تک
ايضا للاولياء في تحصيل
پہنچا دیتے ہیں اور ان امور کی تحصیل کیلئے
هذه الامور طرائق وهي
اولیاء کے بھی مختلف طریقے ہیں جو ان
محفوظة عندهم فلا
کے ہاں محفوظ ہیں اسلئے انکی تفصیل
فائدة في ذكرها.
بیان کرنے کی حاجت نہیں

وبالجملة فهذه ضوابط
بہر حال مقام ارشاد کے یہ وہ ضوابط
الارشاد وادابه رتبناها من
اور آداب ہیں جو اللہ تعالے نے ہمیں عنایت
الله سبحانه وهي اعز من الكبريت
فرمائے ہیں اور کبریت احمر سے زیادہ قیمتی

الْاَحْمَرِ فَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِنَوَاجِذِكَ ٭

ہیں لہٰذا انہیں خوب اچھی طرح محفوظ کر لو۔

وَاَمَّا حِجَابِيٌّ وَالْحِجَابُ اِمَّا فِي الْفَانِي بِاَنْ يَفْنٰى فِي مَوَاطِنِ الْعِلْمِ وَيَنْقَهِرُ بِاَدْنَى الْجَذَبَاتِ اَوْ اَقْصَرُ الْجَذْبِ فِي حَقِّهٖ وَاَمَّا فِي الْمُفْنٰى فِيْهِ بِاَنْ يَفْنٰى فِي اِسْمٍ مِنْ اَسْمَائِهٖ لَا فِي ذَاتِهٖ قَوْلُنَا ذَوِ التَّقْلِيْدِ الْفِطْرِيِّ تَفْسِيْرُهٗ اَنَّ هٰهُنَا نَشْاَتَيْنِ نَشْاَةٌ مِنَ الْمُجَرَّدِ الَّذِيْ لَمْ يَتَمَيَّزْ فِيْهِ اَحَدُهُمَا عَنِ الْاٰخَرِ اَحَدُهُمَا الْعِلْمُ وَالثَّانِيَةُ الْوُجُوْدُ الْخَارِجِيُّ اَوِ الْعَمَلُ اَوِ الْحَالُ فَمَنْ كَانَ عِلْمُهٗ اَسْبَغَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَالِهٖ فَهُوَ الذَّكِيُّ وَمَنْ كَانَ بِالْعَكْسِ فَهُوَ ذُو التَّقْلِيْدِ وَاَصْحَابُ الْعِلْمِ مِنْهُمْ

یا فنا حجابی ہے حجاب کی دو صورتیں ہیں یا تو مواطن میں علم سالک کو فنا حاصل ہوتی ہے اور وہ ادنیٰ جذبہ سے مغلوب ہو جاتا ہے یا یہ کہ اس کے حق میں جذبہ بہت کم ہوتا ہے یا وہ اسماء پاک میں سے کسی اسم میں فنا ہوتا ہے لیکن اسکی یہ فناء ذات قدس میں نہیں ہوتی تقریر بالا میں ہم نے تقلید فطری کا لفظ استعمال کیا ہے اسکی تشریح یہ ہے کہ نشأت کی دو قسمیں ہیں، یا بالفاظ دیگر ارتقاءات کی دو منزلیں ہیں ایک مجرد عن المادہ کا ارتقاء ہے جس میں علم اور وجود خارجی آپس میں ممیز نہیں ہوتے دوسرا وجود خارجی ہے جو عمل یا حال کی شکل میں ظاہر ہو اب جسکا علم اسکے عمل اور حال سے کامل تر ہو، وہ ذکی کہلاتا ہے اور جو بالعکس ہو وہ مقلد ہے اصحاب علم

قَدْ تَیَسَّرَ لَہُمْ اَنْ یَّسْتَنْزِلُوْا	کیلئے یہ ممکن ہے کہ وہ ملائکہ اور انبیاء
مَنْ اَرَادُوْا مِنَ الْمَلَائِکَۃِ وَ	میں سے جسکو چاہیں اور جس وقت چاہیں
الْاَنْبِیَاءِ وَغَیْرِہِمْ مَتٰی اَرَادُوْا	بلائیں، ان سے جو چاہیں پوچھ لیں بعض
وَیَعْلَمُوْا اٰرَاءَہُمْ فِی الْمَعَارِفِ	مسائل معرفت کے متعلق انکی رائے
وَیَسْئَلُوْا عَنْہُمْ مَا شَاءُوْا وَ	معلوم کرلیں اصحاب العمل سے از قسم
اَصْحَابُ الْعَمَلِ مِنْہُمْ قَدْ یُحْیُوْنَ	احیاء و اماتہ بڑی عجیب اور خارق عادت
وَیُمِیْتُوْنَ وَلَہُمْ اٰثَارٌ عَجِیْبَۃٌ	باتیں صادر ہوتی ہیں، مقامات خواجہ نقشبند
اِشْتَمَلَتْ عَلَیْہَا مَقَامَاتُ خَوَاجَہ نَقْشَبَنْد	بہجۃ الاسرار اور مقامات شیخ احمد
وَبَہْجَۃُ الْاَسْرَارِ وَمَقَامَاتُ	جامی وغیرہ کتابیں ان ہی خوارق کے
الشَّیْخِ الْاَحْمَدِ الْجَامِیْ فَتَنَ کَرَ	بیان پر مشتمل ہیں،

وُجُوْہُ الْفَرْقِ بَیْنَ کَمَالَاتِ النُّبُوَّۃِ وَالصَّحَابِیَّۃِ وَالْحِکْمَۃِ وَالْوِلَایَۃِ

کمالات نبوت صحابیت حکمت اور ولایت میں وجوہ امتیاز

مِنْہَا اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ	من جملہ ان فروع کے ایک یہ
یَعْلَمُوْنَ اللہَ سُبْحَانَہٗ مُوْجِبًا	ہے کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالے
وَمُرِیْدًا وَیُرِیْدُوْنَ بِالْاِرَادَۃِ	کو موجب بالارادہ سمجھتے ہیں در اس مقام
ھٰھُنَا اِرَادَۃً مُتَجَدِّدَۃً	پر ہم اس ارادہ سے ارادہ متجددہ مراد
وَیَضْمَحِلُّوْنَ فِی الْاِرَادَۃِ	لیتے ہیں یہ لوگ ارادہ میں مضمحل رہنے

فَمِنْهَا أَمْرُهُمْ وَنَهْيُهُمْ وَخَوْفُهُمْ وَطَمَعُهُمْ وَالصَّحَابَةُ لَا يَعْرِفُونَ اللهَ سُبْحَانَهُ إِلَّا مُرِيدًا وَفِيهَا اضْمِحْلَالُهُمْ وَمِنْهَا خَوْفُهُمْ وَطَمَعُهُمْ وَالْحُكَمَاءُ يَعْرِفُونَ اللهَ سُبْحَانَهُ مُوجِبًا وَمُرِيدًا وَلَا يَضْمَحِلُّونَ فِي كُلٍّ مِنْهَا وَالْأَوْلِيَاءُ يَعْرِفُونَ اللهَ سُبْحَانَهُ مُوجِبًا فَقَطْ وَيَضْمَحِلُّونَ.

وَاعْلَمْ أَنَّا لَا نَذْكُرُ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ صُلْبِ كَمَالِهِمْ وَإِلَّا فَقَدْ يُقَلِّدُ الْأَوْلِيَاءُ الْأَنْبِيَاءَ فَيَعْرِفُونَهُ مُرِيدًا أَوْ يَجْهَلُونَ سِرًّا فَيَعْرِفُونَهُ مُرِيدًا وَمِنْ هٰذَا الْوَجْهِ نَشَأَ اخْتِلَافُهُمْ فِي طَرَائِقِهِمْ فَعَلِمَ الْأَنْبِيَاءُ سِرَّ الْقَدَرِ وَضَنُّوا بِهِ عَلَى الصَّحَابَةِ وَلٰكِنْ كَيَّسَ اللهُ

ہیں ان کے اوامر و نواہی اور امید و ان کا تعلق اسی سے ہوتا ہے اور صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کو مرید بالارادہ جانتے تھے اور اسی میں انکو اضمحلال حاصل تھا اور ان کے خوف و رجاء کا مرکز اسم پاک المرید تھا حکماء اللہ تعالیٰ کو موجب اور مرید سمجھتے ہیں لیکن ان میں مضمحل نہیں ہوتے برخلاف اسکے اولیاء اللہ تعالیٰ کو صرف موجب جانتے ہیں اور اسی میں مضمحل ہو جاتے ہیں

یاد رکھو جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے ان کے اصل کمال کی حیثیت سے بیان کیا ہے ورنہ بعض اوقات اولیاء بھی انبیاء کی تقلید سے اس کو مرید جانتے ہیں یا جہل اسرار کی بنا پر اسے ایسا سمجھتے ہیں اسی وجہ سے ان کے طریقوں میں اختلاف پیدا ہوا ہے انبیاء کرام قدر کے بھید سے واقف تھے لیکن اپنے صحابہ سے اسے مخفی رکھا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے

سبحانه سر الأهلية وغيرها
لهم ونفث أفراقهم في كلماتهم
والسر في هذا الفرق ظهور
الاسم المتجدد كما عرفت.
ومنها أن تكليم الله سبحانه
بأحكام الحدوث في حق
الأنبياء صادق وكذلك
الصحابة ولا يصح للأولياء
تجتمع الطريقان للحكماء
وإذا أمر الله سبحانه الأولياء
فأتمامهم مع الصورة المزاجية
وسر هذا الفرق ما أسلفنا
من الصورة المزاجية والجوية
ومنها أن الأولياء لا يطيقون
ثبوت أحكام الأسماء في موطن
العلم والعمل كليهما فمنهم
رجل عليم ليس له أن
يرشد ورجل مرشد
ليس له أن يعلم

انہیں اہلیہ وغیرہ کا راز نہیں بتلایا ان
سے انکے کلمات اور اقوال ایک
دوسرے سے مختلف ہیں اس فرق کا
راز اسم متجدد کے ظہور میں مضمر ہے،
اور منجملہ ان فرقوں کے ایک یہ ہے
کہ احکام حدوث سے اللہ تعالیٰ کا
کلام کرنا انبیاء کرام کے حق میں صادق
ہے نیز صحابہ کرام کے حق میں بھی درست
ہے لیکن اولیاء کرام کے حق میں صحیح
نہیں برخلاف اسکے کہ حکماء دونوں
طریقوں کے جامع ہیں اللہ تعالیٰ اولیاء
کو جب کبھی حکم دیتا ہے تو وہ صورت
مزاجیہ کے مطابق ہوتا ہے اس کا راز وہ
فرق ہے جو ہم نے صورت مزاجیہ اور
صورت جویہ کے درمیان بیان کیا اور انہیں سے ایک
فرق یہ ہے کہ اولیاء کو موطن علم اور موطن عمل دونوں میں
احکام اسماء کے ثابت و برقرار رکھنے کی طاقت نہیں
چنانچہ بعض ان میں سے عالم ہیں انہیں ارشاد کا حق نہیں اور
جو صاحب ارشاد ہیں انہیں علم سے لبعد

وَاَمَّا الصَّحَابَۃُ فَلَیْسَ کَمَالُھُمْ
عِلْمِیًّا وَالْاَنْبِیَاءُ وَالْحُکَمَاءُ عِلْمُھُمْ
وَعَمَلُھُمْ سَوِیَّانِ وَھٰذَا الْفَرْقُ
سِرُّہٗ اَنَّ الْاَوْلِیَاءَ فَنَاءُھُمْ
یَخْتَصُّ بِالنَّفْسِ وَلَھَا قُوَّتَانِ
اَلْعَاقِلَۃُ وَالْعَامِلَۃُ وَالرَّجُلُ
اِمَّا اَنْ یَّتَقَدَّمَ قُوَّتُہُ الْعَاقِلَۃُ
اَوِالْعَامِلَۃُ جِبِلَّۃً۔

اَمَّا الْحُکَمَاءُ فَکَمَالُھُمْ
قُرْبُ الْوُجُوْدِ وَالْوُجُوْدُ قَبْلَ
تَمَیُّزِ الْعَاقِلَۃِ وَالْعَامِلَۃِ
بِحِیَالِھَا وَالْاَنْبِیَاءُ
کَمَالُھُمْ قُرْبُ الْفَرَائِضِ
وَمِنْھَا اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ
اِنَّمَا الْحَقِیْقُ لَھُمْ
التَّزَوُّجُ وَذٰلِکَ لِاَنَّ
وَجَاھَتَھُمْ تَقْتَضِیْ
مَنْ یَّسُوْسُوْنَھُمْ
وَیَعُوْلُوْنَھُمْ

ہے اور ان کے مقابلہ میں صحابہؓ کا کمال
علمی نہیں اور انبیاء کرام و حکماء کا علم
اور عمل دونوں برابر ہوتے ہیں اس فرق
میں راز یہ ہے کہ اولیاء کی فناء نفس
کے ساتھ خاص ہے اور اس کی دو قوتیں
ہیں ایک عاقلہ اور دوسری عاملہ اور انسان
کو باعتبار فطرت کے یا تو قوت عاقلہ تقدم حاصل
ہوگا یا اسکی قوت عاملہ غالب ہوگی،

حکماء کا تو قرب وجود ہی میں کمال
ہے اور یہ وجود اس سے پہلے تھا کہ قوت
عاقلہ اور عاملہ میں امتیاز پیدا ہو کہ ہر
ایک ان میں سے مستقل ہستی تصور کی
جانے لگے برخلاف انبیاء کرام کے کہ
ان کا کمال قرب فرائض میں ہے، اور
ان فرقوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ
انبیاء کرام کے مناسب حال ازدواجی
تعلقات کا پیدا کرنا ہے کیونکہ ان کی
وجاہت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ تدبیر
منزل اور سیاست مدنیہ کے بھی فرائض

والاولياء انما الحقيق لهم العزلة
لانصباغهم بصبغ القدوس
الصمد والحكماء في اشكال
مشكل فحيث ان عفتهم
خليقة لعصمتهم يحق لهم
التفرد وحيث ان لهم
الوجاهة يحق لهم التزوج الا
ان ياخذوا بسنة رسول الله صلى
الله عليه وسلم حيث تحنث
بغار حراء فيتحنث قبل
ان ينزع الى اهله؛

انجام دین، اور اولیاء کیلئے تو ہمیشہ مجرد
رہنا ہی مناسب ہے تاکہ ان پر صمد و
قدوس کا رنگ چڑھ جائے، اور حکماء
کی حالت مقام مشکل میں ہے، کیونکہ
انکی حیثیت میں عصمت کا خلیفہ عفت
ہونا اس بات کا مقتضی ہے کہ ان کے لئے فردیت
رہے اور ان کو بھی وجاہت حاصل ہے اسلئے ازدواجی
تعلقات کا پیدا کرنا ان کے مناسب حال ہے تو ان میں
اشکال ہے کس طرح چھٹکارا حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں
کیونکہ آپ غار حراء میں عزلت اختیار کر کے عبادت الٰہی
میں مصروف رہتے پھر کچھ ایام کے بعد گھر واپس ہو کر اہل و عیال کے حقوق بجا لاتے

والمتزوج من الاولياء
ثلاثة رجل استولى
عليه توقان خداع
نفسه بالشهوة ورجل
غشيه الاجمال فانتزع
الى التفصيل
فكلمته

اولیاء کرام میں سے جو حضرات نکاح
پر آمادہ ہوتے ہیں ان کی تین قسمیں
ہیں ایک تو وہ شخص جس پر خواہشات
نفسانی غالب ہو اس کی مثال یہ ہے
کہ جس طرح کسی مہلک مرض کی دواء
زہر کیساتھ کی جائے دوسرا وہ شخص کہ
جسے اجمال نے گھیر لیا ہے اور پھر وہ

مُتَسَیرَاءُ دَیَرحَبُلَ تَنَوّرَ بِنُورِ النُّبُوَّةِ فَاَخَذَتْ فِی سُنَّةِ النِّکَاحِ ۔

تفصیل کی طرف رجوع کرتا ہے اور حمیرا اس سے بات چیت کرتی ہے اور تیسرا وہ شخص جو نور نبوت سے منور ہوا اور اس نے آپ کا اتباع کر کے نکاح کر لیا

ابرار کا طریقہ

وَالرَّابِعَةُ طَرِیْقَةُ الْاَبْرَارِ مِنْ اَهْلِ الصَّفَاءِ وَمَعْنَاهُ اِنْقِهَارُ الْبَدَنِ تَحْتَ النَّفْسِ وَفَنَائُهُ فِیْهَا وَاَصْلُ مَذْهَبِهِمْ اَنْ تَعَلُّقَاتٍ لِلْاِنْسَانِ لَطِیْفَةً قَالِبِیَّةً اِنَّمَا الْحِسُّ شَانُهَا وَلَطِیْفَةً خَیَالِیَّةً شَانُهَا الْاِلْتِفَاتُ اِلٰی اَمْرٍ مُتَلَوِّنٍ مُتَشَکِّلٍ غَائِبٍ وَلَطِیْفَةً وَهْمِیَّةً شَانُهَا اِدْرَاکُ مَعَانٍ جُزْئِیَّةٍ حِسِّیَّةٍ وَحِفْظُهَا وَاِنْبِعَاثُهَا وَلَطِیْفَةً اِدْرَاکِیَّةً شَانُهَا

چوتھا طریقہ ابرار کا ہے جو اہل صفا سے ہیں اسکی حقیقت جسم کو نفس کا مغلوب اور مقہور کر دینا اور اسمیں فنا ہو جانا ہے اور انکے مذہب کا اصل اصول یہ ہے کہ انسان میں کئی لطائف ہیں، ایک لطیفہ قالبیہ ہے جسکا کام محسوسات کا ادراک کرنا ہے دوسرا لطیفہ خیالیہ ہے اسکا کام کسی ذی لون اور ذی شکل کو جو نظر سے غائب ہے قوت خیالیہ میں حاضر کر دینا ہے تیسرا لطیفہ وہمیہ ہے اس کا کام یہ ہے کہ معانی جزئیہ محسوسہ کا ادراک کیے انکو اپنے پاس محفوظ رکھے اور

دراك الكليات الطبيعية والامور المجردة في خاطر من الحس و هذا خليفة النفس في عالم التجرد واقرب الجسمانيات اليها ثم يحتشمون حيلة يقهرون بها هذه اللطائف تحت النفس ويتشبه بها كل التشبه وحيلته في التخلية والتجلية.

فاول ما يصنعون انهم يغضون ابصارهم وسمعهم ويسكنون جوارحهم ويسكتون لسانهم ويجيعون بطونهم ويظمأون اكبادهم ويسهرون احداقهم ويعبدون الله تعالى وبذكره مولعين فيها حتى تنقهر القالب وتنـ

ایک لطیفہ ادراکیہ ہے کہ جو امور کلیہ طبعیہ اور امور مجردہ کا ادراک کرتا ہے اور یہ ادراک من وجہ احساس کے مشابہ ہوتا ہے یہ لطیفہ عالم تجرد میں نفس ناطقہ کا خلیفہ اور جسمانیت سے اسکے قریب تر ہے چنانچہ یہ لوگ تدابیر سے اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ نفس ناطقہ کو لطائف کا مقہور کردیں اور اس کے ساتھ ان کو کامل مشابہت ہو اور اس کا حیلہ تخلیہ اور تجلیہ ہے۔

تو اب میں ان کی ریاضت کا طریقہ بیان کرتا ہوں وہ یہ کہ سب سے پہلے یہ اپنی آنکھوں اور کانوں کو بند کر لیتے ہیں، اور اپنے جوارح و اعضاء کو اپنے قابو میں رکھتے ہیں زبان کو خاموش کر دیتے ہیں اور بھوک پیاس کی تکالیف کو برداشت کرتے ہیں، اور راتوں کو جاگتے اور نہایت ذوق و شوق کیساتھ اللہ تعالےٰ کی یاد اور عبادت میں مصروف رہتے ہیں

وِجْهَتُهُمْ اِلَى مَأْلُوفَاتِهِ •

یہاں تک کہ ان کا بدن مغلوب و مقہور ہوکر اپنے مالوفات کے ترک کر دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

وَثَانِيًا يَنْفُوْنَ الْوَسَاوِسَ وَالْخَطَرَاتِ وَتَذَكُّرَ الْمَاضِيْ وَالْمُسْتَقْبَلِ وَاَسْهَلُ اَسْبَابِهِ عِنْدَهُمْ اَنَّهُمْ يَرْقُبُوْنَ خَيَالَهُمْ وَكُلَّمَا بَدَا لَهُمْ بَادٍ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَسَدُّوْا مِنْ خَلَلِهِ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَيُثْبِتُوْنَ هُنَالِكَ اَمْرًا مَا هُوَ تِمْثَالٌ لِاَمْرٍ قُدْسِيٍّ كَاسْمِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ مَلْفُوْظًا وَهُوَ الْاَحْسَنُ وَكَاسْمِهٖ مَكْتُوْبًا وَكَصُوْرَةِ الْقَلْبِ وَكَصُوْرَةِ الشَّيْخِ حَتّٰى

اور دوسرا مرحلہ ان کی ریاضت کا یہ ہے کہ تمام ان خیالات اور وساوس کو جو دل میں پیدا ہوتے ہیں یا گزشتہ واقعات کی یاد میں دل مشغول رہتا ہے۔ یا مستقبل کی فکر ہوتی ہے ان باتوں سے اسکو دور رکھنے میں اسکا آسان طریقہ انکے نزدیک یہ ہے کہ وہ اس انتظار میں رہتے ہیں کہ جوں ہی کوئی تشویشناک خیال یا وسوسہ دل میں آئے ابتداً ہی اس کا استیصال کر دیا جائے اور دل میں داخل ہونیکے اس کے راستے بند کر دیئے جائیں اور اسکے بجائے کسی ایسے امر کا تصور باندھا جائے جو کہ امر قدسی کا تمثال ہو مثلاً اللہ تعالیٰ کے زبانی اسم ملفوظ میں مشغول ہو جائے جو سب سے احسن طریقہ ہے یا لکھے ہوئے اسم

ينقطع وجهته الى	مقدس پر غور کرے یا قلب کا تصور کرے
مالوفاته .	یا شیخ کا تصور کرکے اپنے توجہ کو ان خیالات

سے ہٹا کر اس پر مرکوز کرے حتیٰ کہ وہ مالوفات کلی طور پر ختم ہو جائیں ۔

وثالثا ينفون غضبهم	تیسرا مرحلہ ان کی ریاضت کا یہ
وحرصهم والفتهم بالاهل	ہے کہ وہ غصہ اور لالچ اور حرص مال
والمال وغيرها باسباب	واولاد کی محبت اور حب جاہ وغیرہ کو
تذكر في رسائلهم	اپنے دل سے نکالدیتے ہیں جنکے اسباب
وكتبهم كالاحياء والكيمياء	وعلل اور طرق ازالہ کا مفصل بیان انکی
وغيرها ويثبتون هنالك	تصنیفات میں موجود ہے جیسا کہ احیاء
حب الله سبحانه اما سطة	علوم اور کیمیائے سعادت وغیرہ اسکے
التهليل او الدعاء كما هو	بعد وہ تہلیل کی کثرت یا ادعیہ یا ثورہ
المعروف عندهم حتى يرسخ ذلك	کے التزام سے جسطرح انکے ہاں معروف
فيكون نطلب الماء للعطشان	ہے اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی محبت

سے بھر دیتے ہیں اور یہ چیز اتنی راسخ ہو جاتی ہے جیسا کہ پیاسے کیلئے پانی ۔

ورابعا يجعلون	اور چوتھی چیز یہ ہے کہ وہ اپنے
مدركتهم ذكية اما بكلام	مدرکہ کو ذکی بنانے کی کوشش کرتے
الواعظ او بتمثيل العظمة	ہیں یا کلام واعظ کیساتھ یا اللہ تعالیٰ
بين ايديهم او بتمرين	کی عظمت کا تمثل وہ اپنے سامنے رکھتے
بدلائل المعقولات الصرفة	ہیں یا خالص معقولات کی مشق کرتے

وَيُثْبِتُونَ أَنْفُسَهُمْ بَيْنَ	ہیں اور اپنے نفسوں کو اس چیز پر ثابت
يَدَيِ اللهِ تَعَالَى عَلَى أَنَّهُ	رکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ہر وقت انکے
حَاضِرٌ عِنْدَهُمْ مَحْبُوبٌ	سامنے ہے اور اسکی ذات سے بہت
لَهُمْ غَايَةَ الْحُبِّ وَهٰذَا	زائد محبت رکھتے ہیں، اسکا نام ہمارے
يُسَمَّى عِنْدَنَا بِنُورِ الْغَيْبِ	نزدیک نور غیب رکھا جاتا ہے اور
فَإِذَا مَلَكَ ذٰلِكَ شَرَاشِرَهُمْ	جب یہ تصور ان کے رگ و پے میں سرایت
هُوَ الصَّفَاءُ الْمَشَاعِرِيُّ الَّذِي	کرجاتا ہے تو یہ وہ صفاء مشاعری
حَثَّهُمْ عَلَيْهِ الشَّارِعُ وَلِإِشْرَاقِيَّتِهِمْ	ہوتی ہے کہ جسکی شارع نے ترغیب
كَذٰلِكَ آخَرُونَ يَتَّجِهُونَ إِلَى	دی ہے، اور اپنی اشرافیت کو بڑھایا،
عِلْمِ الْحُضُورِيِّ بِشَرَاشِرِهِمْ	ان کے ہاں ایک اور طریقہ ہے وہ یہ کہ
بَعْدَ التَّصْفِيَةِ التَّامَّةِ فَتَتَجَرَّدُ	کامل صفائی اور پوری توجہ کیساتھ علم
النَّفْسُ النَّاطِقَةُ بِعِلْمِهَا	حضوری کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس
فَيَنْقَدِحُ لَهَا عُلُومٌ مُجَرَّدَةٌ	سے ان کے نفس ناطقہ کو تجرد حاصل
وَلَا تَطْمَئِنُّ بِهَا عِنْدَنَا۔	ہوتا ہے اور علوم مجردہ کی روشنی میں وہ منور

ہونے لگتا ہے مگر ہمیں ان علوم سے طمانیت قلب حاصل نہیں ہوتی۔

وَالْكَامِلُ فِي صَفَاءٍ	اور جو کوئی صفاء میں کامل ہوتا ہے
يَكُونُ ذَا بَرَكَةٍ يُسْتَمَدُّ بِهِ وَ	وہ صاحب برکت ہوتا ہے اس سے
يُسْتَنْصَرُ بِهِ بَعْدَهُ	دوام اور مدد طلب کی جاتی ہے اور
بِصُورَتِهِ الْمِثَالِيَّةِ تَارَةً	کبھی وہ اپنی صورت مثالیہ سے اور کبھی

تو بأفعاله وأقواله أخرى و
يكون صاحب قبول وإقبال
وعنايات له محبة نورانية
من حيث خصوصية نسمية
لا يقع فيها أحد إلا وجد في
نفسه تقربا وتوفيقا مفاضين
منه وإنما قلنا مفاضين
منه لأن الأنبياء والأولياء
يحوز كمال أصحابهم من
بواطنهم وهمتهم النسمية
مؤثرة نافذة ويكون هشا
بشا لا حسد ولا حقد ولا
طمع ولا أمل أمره كلي و
رأيه كلي ويكون معلما من
الله سبحانه وتعالى .

وہ اپنے اقوال اور افعال سے لوگوں کی
ہدایت کا باعث ہوتا ہے وہ صاحب
قبول اور اقبال اور عنایات ہوتا ہے
اس کے نسم کی خصوصیت سے اسکی
حیثیت نورانی ہوتی ہے جسکو بھی
صحبت نصیب ہو وہ اپنے آپ میں
قرب اور توفیق معلوم کر لیتا ہے جو
مذکورہ ذات بابرکات کا فیض ہوتا
ہے اور یہ قول ہم نے اسلئے اختیار کر لیا
کہ انبیاء کرام اور اولیاء کے اصحاب
کے باطن خود بخود کامیاب ہوتے ہیں
کیونکہ ان کی ہمت نسمیہ بدرجہ غایت
موثر اور نافذ ہوتی ہے ایسا شخص ہشاش بشاش
رہتا ہے اس کے دل میں کسی کے لیے حسد اور کینہ نہیں
ہوتا اور اس کو طمع نہیں ہوتی اور نہ کوئی لالچ اس کا
امر کلی اور رائے کلی ہوتی ہے اور براہ راست وہ اللہ تعالیٰ سے تعلیم یافتہ ہوتا ہے

اہل صفا کے طریقے

وللصافين شعب و

اہل صفاء کے کچھ شعبے اور طریقے

طرائق منها شعبة العلم
وهي اضمحلال في نور
السكينة وثلج وبرد يبعث
الرجل على الصبر من البلاء
وعلى الطاعات حين
المكاره والامر بالمعروف
والنهي عن المنكر و
المحافظة على حدود الله
والمجاهدة لاعداء الله
تعالى قولا وفعلا وسميناه
شعبة العلم لما ادركنا
ان كثيرا من العلماء
المجتهدين المحققين
كانوا على هذه الطريقة و
منها شعبة العبادة وهي
اضمحلال في نور الطاعات
وقد اشرنا الى ان للصلوة
نورا وللصوم نورا الى
غير ذلك وانه من رائه

ہیں ایک طریقہ ان میں سے علم کا ہے
اسکی حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص سکینہ
اور طمانیت قلب کے انوار میں مستغرق
مضمحل ہوجائے کہ وہ مصائب اور
حوادثات کے پیش آنے پر سررشتہ صبر کو
ہاتھ سے نہ جانے دے طاعات اور
فرائض کی بجا آوری میں جن تکلیفات
کا سامنا ہو انہیں بخوشی برداشت کرے
امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں مصروف رہے
حدود اللہ کی محافظت اور قولاً وفعلاً
دشمنان خدا سے جہاد کرے اور ہم نے
اسے شعبۃ العلم سے اسلئے موسوم کیا ہے
کہ علماء مجتہدین محققین اسی طریقہ پر تھے
دوسرا طریقہ عبادت کا ہے اس کی
حقیقت یہ ہے کہ آدمی عبادت کے
نور میں مضمحل ہوجائے اس سے پہلے
ہم بیان کرچکے ہیں کہ نماز اور روزہ
وغیرہ طاعات اور عبادات کا علیحدہ
علیحدہ نور ہوتا ہے اور فراست سے

بالفراسة ولها آداب وطرق
تُذكر في كتبهم
وكانت السهروردية من القائمين
بالامر فيها وسميناه نوراً لما
يتمثل في الواقعات على
هيئة النور الحسي وتشبيهاً
له به ومنها شعبة الخشوع
وهي انكسار واخبات دائم
يضمحل فيه الرجل
ويقال على التجوز انها
نسبة اهل البيت وليست
على الحقيقة ومنها شعبة
الخوف والرجاء اما من
النار ومن الجنة واما من
غضب الله وجوده وكانها كانت
في السلف ولم نر في زماننا
رجلاً من اصحابها وهذه
الاربع عناها الله تعالى حيث
ذكر وصف المؤمنين في

اسکا ادراک کیا جاتا ہے اور اسکے
آداب اور طریقے کتب قوم میں مذکور
ہیں، سہروردیہ کو اسطریقہ میں خاص
امتیاز حاصل ہے اور ہم نے نور کی تعبیر
اسلئے اختیار کی ہے کہ واقعات میں
وہ نور حسی کی صورت میں متمثل ہوتا ہے
تیسرا طریقہ خشوع وخضوع کا ہے،
اسکی حقیقت انتہائی انکسار اور اخبات
ہے جس میں کہ آدمی مضمحل ہوجاتا ہے
مجازاً یہ لکھدیا جاتا ہے کہ یہ طریقہ
اہل بیت کا ہے لیکن حقیقی طور پر یہ
نہیں کہہ سکتے چوتھا طریقہ خوف ورجا
بیم وامید کا ہے جن کا تعلق یا تو جنت
ودوزخ سے یا اللہ تعالیٰ کے غضب
اور اسکی رحمت سے ہے یہ اسلاف
کا طریقہ تھا مگر آج کل ایسا کوئی بزرگ
نہیں نظر پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید
ان چاروں طریقوں کا وہاں ذکر کیا
ہے کہ جہاں مومنوں کے اوصاف

كِتَابِهِ فِي مَذْهَبِ الْبَطْنِ	بیان کئے ہیں یہ معنی ان آیات کے حروف
الْأَوَّلِ مِنَ السَّبْعِيَّةِ وَلَهَا رَبْطٌ	سبعہ میں سے بطن اول کے مذہب کے
بِطَرِيقَةِ الصَّحَابَةِ وَمِنْهَا شُعْبَةُ	مطابق ہیں اور یہ طریقے صحابۂ کرام کے
الْمَحَبَّةِ وَهِيَ هَيَجَانُ الْعِشْقِ	طریقوں سے وابستہ ہیں اور ایک ان
وَأَنْ يُسْرِيَ فِي الْبَدَنِ كُلِّهِ	میں سے محبت کا طریقہ ہے کہ عشق
أَمَا رَأَيْتَ الْعَاشِقَ الْمُفْرِطَ	کو ہیجان میں لاکر اسے سارے بدن
كَيْفَ تَجْتَمِعُ شَرَاشِرُهُ وَتَخْفِقُ	پر مسلط کر دیا جائے تم نے کسی عاشق
قَلْبُهُ وَيَسْوَدُّ لَوْنُهُ وَ	زار کو دیکھا ہوگا کہ کس طرح اس کی
يَيْبَسُ بَصَرُهُ وَهٰذِهٖ كَيْفِيَّةٌ	رگ رگ میں عشق سرایت کئے ہوئے
مَا مِثْلُ الْجُوعِ وَالْعَطَشِ	ہوتا ہے اسکا دل دھڑکتا رہتا ہے
تُدْرَكُ بِالْوَاهِمَةِ وَعِيَابِهَا	اور اسکا رنگ متغیر ہو جاتا ہے اور اس
عِنْدَ الْجُثْمَانِيَّةِ وَصِفَاتِهَا	کی آنکھیں اندر کی طرف گھس جاتی
عِنْدَ الْاحْرَازِيَّةِ وَمِنْهَا شُعْبَةُ	اور خشک رہتی ہیں یہ بھی بھوک پیاس
التَّوْحِيدِ مَا لَمْ يَكُنْ عَلٰى	کی طرح ایک وجدانی کیفیت ہے جسکا
مَا وَصَفْنَا فِي الْوِلَايَةِ وَ	ادراک قوت واہمہ کے ذریعہ ہوتا ہے
قَدْ تَلَوَّنَ بِهَا كَثِيرُونَ	اس طریقہ کے علم بردار چشتیہ اور احراریہ
فِي زَمَانِنَا بِيَدِ بَدِيعِ	اور ایک طریقہ توحید کا ہے اس سے
الشَّانِ وَهُوَ كَسْرُ مَسَافَةِ	توحید مراد نہیں کہ جسکا تذکرہ ہم نے
السُّلُوكِ مَعَ إِنْكَارِ أَكْثَرِ	ولایت کے بیان میں کیا ہے ہمارے

الاستعداد ذات وبه فاشعبة
الياد داشت وهي اضمحلال
المدركة في ادراك امر مجرد
والاشارة اليه وتسمى بنور
الغيب وهي طريقة نقشبندية
ومنها شعبة الرابطة وهي
اضمحلال وانصباغ بصبغ
روح ما ربما يجمع الهمة
على قبر الاولياء وربما الى
روح رسول الله صلى الله عليه
وسلم وهي طريقة اهل الحديث
الاساتذة منهم اوالى روح
ولي ما وكان السلف في بدء
الامر يشتغلون بذلك ٭

ہی زمانہ میں بہت سے حجاب عجیب
طرز پہ انہیں رنگے گئے ہیں اس سے
سلوک کی مسافت کم ہو جاتی ہے
لیکن اسکے ساتھ بہت سی استعدادیں بہم
پڑ جاتی ہیں اور ایک طریقہ یادداشت
کا ہے اسکی حقیقت امر مجرد میں آدمی کا محو
ہو جانا ہے اور اسی امر مجرد کو وہ اپنا
مشار الیہ بنالے اور یہ نور غیب کے ساتھ موسوم ہے اور یہ
نقشبندیہ کا طریقہ ہے اور ایک طریقہ رابطہ کا ہے
اس کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی کسی روح کو اپنی توجہ کا
مرکز بنا کر اپنے آپ کو اس میں محو کر دے اس کی صورت
یہ ہے کہ یا تو اولیاء کرام کی قبور پر اپنی توجہ کو مرکوز
کرے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک
کی طرف متوجہ ہو یہ اساتذہ اہل حدیث کا طریقہ
ہے یا کسی ولی کی روح کی جانب متوجہ سلف عموماً ابتداء میں ان ہی طریقوں میں مشغول ہوتے تھے

وهذه الاربع لها ربط
ما بحقيقة الولاية وهي من
تمثلاتها وتلك مسائل
من الولاية لا يستغني

اور ان چاروں طریقوں تعلق
حقیقت ولایت سے ہے اور یہ اسکے
تمثلات ہیں ولایت کے مسائل ذکی
الطبع کیلئے تو بہت مفید ثابت ہونگے

بِهَا الذَّكِيُّ وَلَا يَنْتَفِعُ بِأَصْرَحَ مِنْهَا الْغَبِيُّ وَلْنَخْتِمْ هٰذَا بِفَوَائِدَ۔

ہیں لیکن غبی کیلئے زیادہ سے زیادہ تصریح بے سود ہے اس مقام پر ہم چند فوائد لکھ کر ختم کرتے ہیں،

فوائد مختلفہ

لَمَّا انْقَرَضَ عَهْدُ الصَّحَابَةِ وَفَنِيَ مُحَقِّقُوهُمْ وَقَعَ النَّاسُ فِي الصِّفَاتِ الْعِلْمِيِّ أَوِ النُّورِيِّ كُلُّهُمْ أَوْ أَكْثَرُهُمْ ثُمَّ مَالَ أَذْكِيَاؤُهُمْ وَأَهْلُ الْجَذْبِ مِنْهُمْ إِلَى الْفَنَاءِ وَكَشْفِ الْحُجُبِ فَتَحَقَّقَ طَرِيقُ الْأَوْلِيَاءِ۔

(۱) جب صحابہ کرام کا عہد گزر چکا اور محققین صحابہ کا انتقال ہو گیا تو سب کے سب یا اکثر صحابہ صفا علمی اور نوری میں مشغول ہوئے پھر ان میں سے جو اذکیاء اور اہل جذب تھے وہ فنا اور کشف حجاب کیطرف مائل ہوئے اس سے اولیاء کا طریقہ ظہور میں آیا

(۲) فِي جَانِبِ الضَّلَالِ أَيْضًا كَمَالَاتٌ انْسِلَاخِيَّةٌ كَمَا فِي الشَّيْطَانِ وَالدَّجَّالِ فِي مَا نَرَى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَفَنَائِيَّةٌ كَمَا فِي فَنَاءِ مِنَ النَّاسِ لَمْ يَتَنَوَّرُوا بِنُورِ النُّبُوَّةِ وَكَانُوا يَشْرَبُونَ

ضلالت میں بھی ہدایت کی طرح انسلاخی کمالات ہوتے ہیں جس کی مثال ہماری رائے میں شیطان اور دجال ہے اور اسی طرح کمالات فنائیہ بھی ہوتے ہیں یہ ان لوگوں میں ظہور پذیر ہوتے ہیں جو نور نبوت سے منور نہیں ہوتے کہ شراب نوشی اُن کا

الحمور ویضیعون
الصلوٰة وصفائیۃ کما
فی جوگیۃ الھند و
أھل النیرنج ۔
(۳) عوام الناس متفرقون
فیما یولون وجوھھم شطرہ
واما محققو الفلاسفۃ فیسمون
الاضافیات عقلا فعالا و
ذلک لانہ امر مجرد فیضی من
حیث الاجمال والشئون ربا
واجبا لانہ امر مجرد بسیط علی
ضرب من البساطۃ من حیث
الاجمال واما المتکلمون فمنھم
من عبد الشئون کالفلاسفۃ
ومنھم من عبد الثبوتیات
وھذا الصنف اکثرھم واما الاشعریۃ
فمذھبھم من تماثیل مذھب الصحابۃ
واما الراسخون من اصحاب السکینۃ
فیعبدون التنزیھات لانہ امر مجرد

شیوہ تھی اور وہ نماز کی پابندی نہیں
کرتے تھے اور اسی طرح کمالات صفائیہ
کا بھی ظہور ہوتا ہے جیسا کہ ہندوستان
کے جوگی اور اہل نیرنگ ہیں،
(۳) عام لوگ جسکو قبلہ توجہ ٹھہراتے ہیں
اس میں بڑا اختلاف ہے چنانچہ محققین
فلاسفہ اضافیات کو عقل فعال سے
موسوم کرتے ہیں کیونکہ وہ من حیث
الاجمال ایک امر مجرد فیضی ہے اور
شئون کو یہ لوگ رب واجب کہتے
ہیں کیونکہ وہ ایک مجرد بسیط ہے من
حیث الاجمال اس میں بساطت ضرور
ہے متکلمین میں سے بعض تو فلاسفہ کیطرح
شئون کی پرستش میں مصروف ہیں اور
بعض ثبوتیات کو معبود ٹھہرائے ہوئے
ہیں اور اشاعرہ کا مذہب طریق صحابہ
کے تمثلات میں سے ہے لیکن جو اصحاب
سکینہ راسخین ہیں وہ تنزیہات کی
عبادت کرتے ہیں کیونکہ وہ من حیث

تنزهي قدسي من حيث الاجمال

الاجمال ایک مرتبہ تنزیہی قدسی ہے

(۴) اذا سمعت من الائمة الولاية ان فلانا عيسوي المشرب او موسوي المشرب فاعلم ان له معنيان اما يريدون انه فني من حيث لطيفة هي من تماثيل ما كان النبي من تماثيله او يريدون انه بقي في سمت يختص بذلك النبي من حيث الانسلاخ وكان في الوجه مع الصورة المزاجية ۔

(۴) جب تم ائمہ اہل ولایت کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ فلاں شخص عیسوی المشرب ہے تو اس کے دو معنی ہوتے ہیں یا تو ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ اس لطیفہ میں فنا ہوا جو لطیفہ اسم پاک کا تمثل ہے جس کا تمثل وہ نبی ہے جس کی طرف اس کو منسوب کیا جاتا ہے یا ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ اس روش میں فنا ہو گیا جو انسلاخ کی حیثیت سے اس نبی کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ ولی کی صورت مزاجیہ کے ساتھ وابستہ رہتی ہے

(۵) حيثما وقع في القرآن او في الاحاديث ذكر روح القدس فانما يراد به الاسم المتجدد تشبيها له بالروح وانما خص عيسى بالذكر لسبوغيته كما عرفت اللهم انت اعلم بغيب السموات والارض ۔

(۵) قرآن مجید یا احادیث میں جہاں کہیں روح القدس کا تذکرہ آیا ہے اس سے مراد اسم متجدد ہے جس کو روح کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے عیسیٰ علیہ السلام کی تخصیص اسکے سبوغ کا ثبوت ہے اللھم انت اعلم بغیب السموات والارض۔

اَلْخِزَانَةُ الثَّامِنَةُ آٹھواں خزانہ

احکامِ نشأۃ شرعیہ

اِعْلَمْ اَنَّ فِی الْاَعْمَالِ سِرًّا لَوْ ظَهَرَ لَكَ لَحَارَ خَوْلُكَ وَطَارَ طَوْلُكَ وَهُوَ اَنَّ مِنْهَا مَا وِزَانُهُ فِیْ جَانِبِ الْهِدَايَةِ وِزَانُ الْاَنْبِيَاءِ وَمِنْهَا مَا وِزَانُهُ فِیْ جَانِبِ الضَّلَالِ وِزَانُ الشَّيَاطِيْنِ وَالدَّجَاجِلَةِ۔

اعمال میں ایسے اسرار مخفی ہیں کہ اگر وہ تمہارے سامنے ظاہر ہو جائیں تو تم حیران ہو جاؤ اور تمہارے ہوش اڑ جائیں چنانچہ ہدایت کی جانب میں بعض ایسے اعمال ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام ہی سے صادر ہو سکتے ہیں اور ضلالت کی جانب میں بعض ایسے اعمال ہیں جو شیاطین اور دجال ہی سے ظاہر ہو سکتے ہیں،

وَاَصْلُ ذٰلِكَ اَنَّ مِنَ الْاَعْمَالِ مَا هُوَ اَخُو الْعَامِلِ كَالْحَرَكَةِ الصُّعُوْدِيَّةِ لِلنَّارِ وَالدَّوْرِيَّةِ لِلْفَلَكِ يَعْنِیْ اَنَّ ذٰلِكَ بِلَا كُرْهٍ

اس کی اصلیت یہ ہے کہ بعض اعمال ایسے ہوتے ہیں کہ جنکا اعمال کیساتھ اخوت کا رشتہ ہوتا ہے جیسا کہ آگ کی حرکت صعودیہ اور آسمان کی حرکت دوریہ چنانچہ دونوں بمنزلہ لازم و ملزوم

هٰذَا فِي عَالَمِهِ ذَاتِهِ	کے ہوتے ہیں اور دونوں کا منبع فیضان
مُفَاضٌ مِنْ مَنْبَعِ فَيَضَانِ	ایک ہوتا ہے اسلئے وہ خارج میں باہم
هٰذَا فَلَا جَرَمَ اَنَّهُ مُلَازِمُهُ	پیوستہ رہتے ہیں برخلاف اس کے
فِي الْخَارِجِ وَمِنْهَا مَا هُوَ	کہ بعض اعمال اور ان کے عاملوں کا
مُضَادٌّ لِلْعَامِلِ كَالنَّهِيْقِ	آپس میں تضاد ہوتا ہے کیونکہ ان میں
لِلْاِنْسَانِ بِمَعْنٰى عَدَمِ	طبعاً مناسبت معدوم ہوتی ہے جیساکہ
الْمُنَاسِبَةِ الْمَذْكُوْرَةِ ‹	انسان کیلئے گدھے کی آواز نکالنا،

بعض اعمال کا عاملوں کے ساتھ لزوم ہوتا ہے

ثُمَّ تَلَطَّفْ مِنْ نَفْسِكَ	پھر جان لو کہ بعض اعمال ایسے بھی
حَتّٰى تَعْلَمَ اَنَّ مِنَ الْاَعْمَالِ	ہیں کہ قدسی حیثیت سے ان کے اور
مَا يَلْزَمُ الْعَامِلَ مِنْ حَيْثُ	ان کے عامل کے درمیان لزوم ہوتا
قُدْسَانِيَّتِهِ بِمَعْنٰى اَنَّ	ہے اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ اس عمل کا
ذٰلِكَ الْعَمَلَ مَنْبَعُهُ بِعَيْنِهِ	منبع بعینہٖ انسان کا منبع ہوتا ہے لیکن
مَنْبَعُ الْاِنْسَانِ لٰكِنَّ الصُّوْرَةَ	صورت تخلیطیہ نے دونوں میں جدائی
الْخَلْطِيَّةَ كَانَتْ اَوْقَعَتْ	ڈالدی ہے چنانچہ جب آدمی کو اس
بَيْنَهُمَا انْفِكَاكًا فَاِذَا	سے انسلاخ حاصل ہوتا ہے اور آدمی
انْسَلَخَتْ وَبَقِيَ عَلٰى مَا كَانَ	کی وہی حالت ہو جاتی ہے جو ازل
عَلَيْهِ اَزَلًا لَزِمَهُ وُجُوْدُهُ	میں تھی تو اس کے ساتھ وجود خارجی

عربی	اردو
الخارجي الذي لا صورة	لازم ہوجاتا ہے جسکی کوئی صورت بغیر
له إلا صورة ضعيفة	اسکے نہیں ہوتی، نماز کی طرح ایک
كالصلوة فإن منبعه	کمزور سی حالت باقی رہ جاتی ہے کیونکہ
الحي القيوم وهو بعينه	اسکا منبع الحی القیوم ہوتا ہے جو بعینہ
منبع نوع الانسان	انسان کے معرض ظہور میں آنیکا منبع
فإذا انسلخ وكان	ہے اسلئے جب انسان کو انسلاخ حاصل
عالما بالنشأت سواء	ہوجاتا ہے اور وہ نشأت کا عالم
كان علما فطريا أو	ہوتا ہے علاوہ ازیں کہ یہ علم فطری ہو یا
حصوليا لزمته ومنها	حصولی وہ اعمال اسکو لازم ہوجاتے ہیں
ما ينافيه ويضاده	اور بعض اعمال ایسے ہیں جو کہ اس کے
لا من حيث قدسانيته	منافی اور مخالف ہیں لیکن یہاں پر
كالقتل فإنه لما كان	قدسی حیثیت کا دخل نہیں ہوتا اسکی
سالبا للحيوة نافض	مثال ارتکاب قتل کی طرح ہے کیونکہ
الرب المفيض للوجود	قتل کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کو نعمت
فلما انسلخ عن	وجود سے محروم کردیا جائے اسلئے
الصورة المزاجية	فعل کو رب تعالیٰ کیساتھ تضاد ہے
وانقاد لحكم الرب	جو کہ افاضۂ وجود کے ساتھ موصوف ہے جب
وجب عليه الاجتناب	آدمی صورت مزاجیہ سے منسلخ ہوکر
من القتل لعلمه	اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے مطیع

بِالْمُنَشَّاتِ ۔ اور فرمانبردار ہوتا ہے تو منع کئے ہوئے فعل سے اجتناب کرنا اس کے لئے فرض ہو جاتا ہے کیونکہ اسے ارتفاقات کا علم حاصل ہوگا ۔

فَاعْلَمْ اِذَنْ اَنَّ مِنَ الْاَعْمَالِ مَا لَا يَقِرُّ بِالنَّبِيِّ وَبِالْحَكِيْمِ الْقَرَارُ مِنْ حَيْثُ مُقْتَضٰى كَمَالِهِمْ اِلَّا بِاَنْ يُلَابِسَهٗ وَمِنْهَا مَا يَقِرُّ بِهِمَا الْقَرَارُ مِنْ مُقْتَضٰى كَمَالِهِمْ اِلَّا بِاَنْ يَجْتَنِبَهٗ مِثْلُهُمَا حِيْنَئِذٍ مِثْلُ مَنْ اَكَلَ دَوَاءً حَارًّا فَاشْتَهٰى لِطَبِيْعَةٍ مَاءَ الزُّلَالِ اَوْ شَبِعَ شِبَعًا مُفْرِطًا فَكَرِهَ الطَّعَامَ وَهٰذَا مِثْلُ الْوِجَاهَةِ لِلْحَكِيْمِ وَالنَّبِيِّ كَمَا كَانَتْ ۔

اب یہ بھی سمجھ لو کہ بعض اعمال ایسے بھی ہیں کہ نبی اور حکیم کو اس وقت تک سکون نہیں ہوتا جب تک کہ انہیں نہ کر لیں، کیونکہ انکے کمال کا اقتضا یہی ہے اور اسی طرح باعتبار اقتضائے کمال کے بعض اعمال ایسے ہیں کہ جس وقت تک ان سے اجتناب نہ کیا جائے وہ سکون نہیں حاصل کرتے ان دونوں کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی شخص گرم دوا کھالے تو وہ طبعاً ٹھنڈے پانی کا متقاضی ہوتا ہے اور جب تک کہ وہ اپنی خواہش پوری نہ کرے اسے اطمینان حاصل نہیں ہوتا یا جیسا کہ کوئی شخص سیر ہو کر کھانا کھائے تو اس کو مزید کھانے سے نفرت ہوتی ہے یہ نبی اور حکیم کی وجاہت کی ایک مثال ہے ۔

ثُمَّ لَمَّا انْحَازَتِ الْاِرَادَةُ وَتَمَثَّلَتْ فِي النَّشْاَةِ الْقَدِيْمَةِ

جس وقت ارادہ میں تحیز پیدا ہوا اور وہ نشاۃ قدیمہ میں متمثل ہوا، جس

وَانْحَازَتْ مِنْهُ الرُّبُوبِيَّةُ
بِحَسَبِ الْكَمَالِ حَصَارَتْ مِنْهَا
جِهَاتٌ بِحَسَبِ مَحَلِّ فِعْلٍ
نَفْلٌ، فَمِنْهَا جِهَةُ الْوُجُوبِ
وَمِنْهَا جِهَةُ الْحُرْمَةِ فَنَشَأَتْ
الشَّرِيْعَةُ اَزَلًا وَاَبَدًا فَمَنْ
وَقَعَ عَلَيْهَا وَجَبَتْ عَلَيْهِ
فَهٰذَا مِثْلُ الْقُطْبِيَّةِ
الْاِرْشَادِيَّةِ
ثُمَّ لَمَّا تَجَلَّى اللّٰهُ سُبْحَانَهُ
فِيْ اَعْيَانِ الرُّسُلِ وَتَحَقَّقَ
وَانْقَلَبَتِ الْحِكْمَةُ وَحْيًا
اُمِرُوْا مِنَ اللّٰهِ بِتِلْكَ الْاَوَامِرِ
وَتَحَقَّقَتِ الْاَوَامِرُ فِيْ عَالَمِ
مُجَرَّدٍ لَا مَكَانَ هُنَالِكَ وَلَا
زَمَانَ لِيَتَحَقَّقَ هٰذَا التَّجَلِّيْ
فَهٰذَا كَانْقِلَابِ الْقُطْبِيَّةِ
الْاِرْشَادِيَّةِ دَعْوَةً وَاجِبَةً +
ثُمَّ لَمَّا بَلَغَ نِصَابُ الْكَثْرَةِ

سے ربوبیت کو باعتبار کمال کے انحیاز
حاصل ہوا اس سے ہر ایک فعل اور عمل
کے مطابق ایک خاص جہت اور حیثیت
ظہور میں آئی چنانچہ ایک حیثیت وجوب
عمل کی اور دوسری اسکی حرمت کی
اسی سے شریعت پیدا ہوئی جو ازل سے
ابد تک قائم ہے جس کو بھی اسکا سامنا
ہوا اس پر اسکی پابندی واجب ہو گئی
یہ مثال قطبیت ارشادی کی ہے،
پھر جب اللہ تعالےٰ نے رسولوں کے
اعیان میں تجلی فرمائی اور اس کو تحقق
حاصل ہوا حکمت نے وحی کی صورت
اختیار کی اور اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے
اوامر کی پابندی کا حکم صادر ہوا اس
تجلی کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہ اوامر عالم تجرد
میں متحقق ہوئے کہ جہاں نہ زمان ہے
نہ مکان تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ قطبیت
ارشاد دعوت واجبہ کی شکل اختیار کر جائے
پھر جب کہ ہر ایک نبی کے عہد میں

فِي عَهْدِ كُلِّ نَبِيٍّ لَا سِيَّمَا فِي زَمَنِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَشَأَ لَهُ وُجُودٌ يَقْتَضِي الْوُجُوبَ وَالتَّحْرِيمَ بِحَسَبِ كَمَالِهِمْ فِي هٰذِهِ النَّشْأَةِ أَيْضًا فَوَجَبَتِ الشَّرِيعَةُ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ مُنْسَلِخًا كَانَ أَوْ لَا نَهْجًا مِثْلَ الْخَاتَمِيَّةِ فَلَمْ يَبْقَ شَرْحَةٌ مِنْ شَرَائِحِ التَّحْقِيقِ فِي النَّشْآتِ الْقَدِيمَةِ وَالْحَادِثَةِ بِحَسَبِ كُلِّ اسْتِعْدَادٍ إِلَّا دَخَلَتْ فِيهَا فَكَانَتْ سَاحَةَ الْأُفُقِ فَبِهٰذَا اتَّمَ وُجُوبُهَا۔

خصوصاً ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ رسالت میں وہ تحقق کثرت کی حد تک پہنچ گیا، اس کو ایک ایسا وجود حاصل ہوا جسکا تقاضا اس نشاۃ دنیویہ میں انکے کمال کے مطابق ایجاب اور تحریم کا وقوع میں آنا تھا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شریعت کی پابندی ہر ایک شخص پر فرض ہو گئی خواہ وہ منسلخ ہو یا نہ ہو یہ خاتمیت کی مثال ہے چنانچہ نشأت قدیمہ اور حدیثہ میں ہر ایک استعداد کے مطابق تحقیق کا کوئی ایسا مقام باقی نہ رہا جس میں اس نے دخل نہ پایا ہو حتی کہ اس نے آفاق سماء کو گھیر لیا یہ اسکے کمال وجوب کا ثبوت ہے،

خصائص عبادت

وَاعْلَمْ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنَ الْعِبَادَاتِ فَلَهُ أَرْبَعُ خِصَائِلَ لَهُ مَبْدَأٌ رَاسِخٌ أَزَلًا وَأَبَدًا

یاد رکھو کہ تمام عبادات میں چار خصوصیتیں پائی جاتی ہیں (۱) ان کا وہ مبدء جو ازل سے ابد تک قائم

وَهُوَ الْجِهَةُ الْمُنْتَشِأَةُ	رہتا ہے اس سے ہماری مراد وہ جہت
مِنَ الرَّبِّ بِحَسَبِ الْكَمَالِ	ہے جسکے ظہور کی ابتداء کمال نوعیت
وَلَهُ دَعْوَةٌ تَامَّةٌ اَيْ	کے مطابق اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے
تَاثِيْرٌ فِي النَّشْأَةِ الدُّنْيَاوِيَّةِ	(۲) یہ حیثیت نشأۃ دنیویہ میں اثر انداز
وَسِرُّهَا اَنَّ مِنَ الْاَعْمَالِ مَا	ہوتی ہے جسکو ہم دعوت تامہ کہتے ہیں
يَخْرُجُ مِنَ الضَّعْفِ فِي الدُّنْيَا	اسکا راز یہ ہے کہ بعض اعمال اسی دنیا
لَا سِيَّمَا لِلسَّابِقِيْنَ بِالسُّبُوْغِ	میں صحف سے نکل آتے ہیں جن لوگوں
الْاُخْرَوِيِّ وَلَهُ مَثُوْبَةٌ ثَابِتَةٌ	کو آخرت کے لحاظ سے سبوغ تام حاصل
وَسِرُّهَا سَيَرِدُ عَلَيْكَ فِيْ اَحْكَامِ	ہے ان کی یہی کیفیت ہے (۳) ان
الْمَعَادِ وَلَهُ مَصْلَحَةٌ عَامَّةٌ وَ	کی جزاء ایک امر ثابت ہوتی ہے احکام
ذٰلِكَ مِنْ سُبُلٍ ثَلٰثٍ ۔	معاد میں ہم اس کا راز بیان کریں گے

(۴) اس میں مصلحت عامہ ہوتی ہے اور یہ تین طریقہ پر ہوتی ہے

مِنْ سَبِيْلِ تَهْذِيْبِ	(۱) یا تو اس سے تہذیب نفس
النَّفْسِ اِمَّا الْاِقْبَالُ اِلَى	کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جس سے کہ
الْقُدُّوْسِ الْمُجِيْبِ وَاِمَّا	خدائے بزرگ و برتر کی جانب متوجہ
شُمُوْلُ النُّوْرِ لِتَمَامِ الَّذِيْ	ہوتا ہے اور نور کامل اسکو گھیر لیتا ہے
هُوَ كَمَالٌ بِحَسَبِ النَّشْأَةِ	جو کہ ایسی نشأۃ کا کمال ہے کہ جس
الَّتِيْ تُنْكِرُهَا الْعَامَّةُ	کا عوام انکار کرتے ہیں یا یہ کہ اسے
وَاِمَّا الْعِفَّةُ وَالشَّجَاعَةُ	عفت شجاعت اور سخاوت یہ تمام

وَالسَّخَاوَةِ وَالْحِسِّيَاتِ۔
وَمِنْ سَبِيلِ تَدْبِيرِ
الْمَنْزِلِ فَإِنَّهُمْ إِذَا تَوَجَّهُوْا
إِلَى جِهَةٍ وَاحِدَةٍ قُدْسِيَّةٍ
بِأَجْمَعِهِمْ تَوَحَّدُوا تَوَحُّدًا
قُدْسِيًّا وَحِسِّيًّا أَيْضًا
فَيَنْعَكِسُ عَلَى بَعْضِهِمْ أَنْوَارُ
بَعْضٍ فَيَتِمُّ التَّجَلِّي وَالتَّخَلِّي
وَذٰلِكَ لِأَنَّ النُّفُوسَ
كَالْمَرَايَا يَنْطَبِعُ فِي بَعْضِهَا
الصُّوَرُ الْمُنْطَبِعَةُ فِي
بَعْضٍ۔
وَمِنْ سَبِيلِ أَسَاسِ الْمَدَنِيَّةِ
فَإِنَّهُمْ إِذَا تَلَبَّسُوا بِهَا
حَسُنَتْ أُمُورُهُمْ وَ
سَاسَتْ لَهُمْ أَنْوَارٌ
مُقَدَّسَةٌ وَاسْتَذْكَرُوا
رَبَّهُمْ فِي الْجَوْرِ وَالْغَفَلَاتِ
وَالْعَامَّةُ تَظُنُّ أَنَّهَا

چیزوں حسی طور پر حاصل ہوتی ہیں،
(۲) دوسرے یہ کہ وہ فائدہ تدبیر
منزل کے متعلق ہو چنانچہ اگر سب
لوگوں کا قبلہ توجہ ایک جہت قدسیہ
ہو تو ان میں نہ صرف قدسی اور روحانی
طور پر وحدت پیدا ہوگی بلکہ عالم ظاہر
میں بھی وہ متحد ہوں گے اور ایک کا
نور دوسرے پر پرتو افگن ہوگا تو اس سے
تجلی اور تخلی میں کمال پیدا ہوگا کیونکہ
نفوس انسانی کی مثال شیشوں کے
طریقہ پر ہے کہ ایک شیشہ کی صورت
دوسرے شیشہ میں نظر آتی ہے
اور تیسری حیثیت کا تعلق ترقی تمدن سے
ہے کیونکہ جس وقت وہ اپنی اندرونی
حالت درست کرلیں گے تو ان پر
انوار مقدسہ کی حکومت قائم ہوجائیگی
اور ظلم اور غفلت کے وقت وہ اپنے
پروردگار کو یاد کرکے باز رہیں گے
عوام تو صرف اتنا ہی جانتے ہیں، کہ

كَانَتْ لِلْمَصْلَحَةِ وَنَحْنُ نَقُولُ	کہ اہمیں مصلحت ہے لیکن ہمارا کہنا یہ ہے
الْمَصْلَحَةُ كَانَتْ لِأَجْلِ	کہ یہ مصلحت اسلئے ظہور میں آئی کہ مبادی
رُسُوخِ قَدَمِهَا فِي الْمَبَادِي .	میں اسکا قدم راسخ تھا ،
وَكَذٰلِكَ الْكَبَائِرُ مِنَ	اور اسی طرح کبیرہ گناہوں میں چار باتیں
الذُّنُوبِ لَهَا أَرْبَعُ خِصَالٍ	ہوتی ہیں ایک ان کا مبدأ مستحکم ہو یہ
لَهَا مَبْدَأٌ رَاسِخٌ وَهُوَ	کہ ان کا وجود صورِ مزاجیہ کی حیثیت سے
مُخَالَفَتُهَا لِلْأَسْمَاءِ مِنْ حَيْثُ	اسماءِ پاک کے تقاضا کے مخالف ہے
أَنَّهَا مِنَ الصُّوَرِ الْمِزَاجِيَّةِ	دوسرے انکی سزا اور عقوبت ایک
وَلَهَا مَثُوبَةٌ ثَابِتَةٌ وَدَعْوَةٌ	امر ثابت ہے اور تیسرے دعوت قلبیہ
وَاجِبَةٌ وَفَسَادُ مَصْلَحَةٍ	حاصل ہے ، اور چوتھے ہمیں فساد مصلحت
فِي أَقْسَامٍ ذُكِرَتْ .	ان اقسام کے پیشِ نظر جو مذکور ہوئے

تحصیل قرب کے طریقے

وَاعْلَمُوا أَنَّهُ اخْتَلَفَتِ	اور یہ بات بھی سمجھ لو ، اللہ
الْآرَاءُ فِي سَبِيلِ الْاِقْتِرَابِ	سبحانہ وتعالےٰ سے قرب حاصل کرنیکے
مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ بَعْدَ	طریقے میں آراء مختلف ہیں
اتِّفَاقِهِمْ عَلَى وُجُوبِ	باوجودیکہ ممکن کیلئے بقدر امکان اللہ
الْاِقْتِرَابِ الْكُلِّي عَلَى ذِمَّةِ	تعالےٰ سے قرب کامل حاصل کرنے پر
الْمُمْكِنِ فَالْمَجُوسُ عَبَدُوا	سب متفق ہیں ، مجوسیوں نے ایک ایسی

مَخْلُوْقًا هُوَ مِنْ تَمَاثِيْلِ
الْعُقُوْلِ بِزَعْمِهِمْ وَالْمُشْرِكُوْنَ
عَبَدُوْا تَمَاثِيْلَ هِيَ مُسَمَّاةٌ
بِأَسْمَاءِ أُنَاسٍ مُقَرَّبِيْنَ
بِزَعْمِهِمْ وَيَصْدُرُ مِنْهُمُ
الْآثَارُ مِنَ الْإِحْيَاءِ وَالْإِمَاتَةِ
وَغَيْرِهَا وَالْمُجَسِّمَةُ مَخْلُوْقًا
أَوْ مَوْهُوْمًا قَدْ حَسِبُوْهُ ذَا
حُسْنٍ قَالَ الْمَجُوْسُ أَيْنَ
نَحْنُ مِنَ الْخَيْرِ التَّامِّ
فَحَسِبْنَا أَنْ نَعْبُدَ مَخْلُوْقًا
هُوَ مِنْ تَمَاثِيْلِ الْخَيَارِ
قُلْنَا أَلَيْسَ أَنَّ كُلَّ
مُتَدَنٍّ فِيْ قُدُّوْسِيَّةٌ
هِيَ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ
حَبْلِ وَرِيْدِهِ ۵ وَقَالَ
الْمُشْرِكُوْنَ الْاِقْتِرَابُ مِنَ
الْمَلِكِ مُحَالٌ بِدُوْنِ
شَفَاعَةِ نُدَمَائِهِ وَالنُّدَمَاءُ

مخلوق کو اپنا معبود ٹھہرایا جو انکے زعم
میں عقول کا تمثل ہے مشرکین نے ان
بتوں کو اپنا معبود مقرر کیا جو انکے زعم
میں مقربین بارگاہ الٰہی کے مجسمے ہیں اور
ان سے احیاء و اماتہ اور دیگر خوارق
عادت ظہور میں آتے ہیں مجسمہ فرقے والے
ہر ایک ایسی مخلوق اور موہوم چیز ہی کی
پرستش کرتے ہیں جسمیں انہیں معبود حقیقی
کا حسن وجمال نظر آتا ہے، مجوسیوں
کا قول ہے کہ خیر کامل (اللہ تعالیٰ)
ہمیں کیا نسبت ہمارے لیئے اتنا ہی
کافی ہے کہ ہم کسی ایسی مخلوق کا قرب
حاصل کریں جو خیر کا تمثل ہو، ہم جواباً
کہہ دیتے ہیں کہ کیا ہر ایک مادی چیز
میں قدوسیت موجود نہیں جو کہ اسکی
شہ رگ سے بھی زائد قریب ہے اور
مشرک کہتے ہیں کہ مصاحبوں کا توسل
حاصل کیے بغیر کسی عظیم القدر بادشاہ کا
تقرب حاصل کرنا محال ہے اور خدا

زواحٍ أو ملٰئكةٍ منزّهةٍ عن التجسّم
يجب علينا أن نعبد تمثالًا
نجعله بإزاءِ واحدٍ منهم نتّخذ
التمثال لشعوره بعبادتنا إيّاه
لأنه حيٌّ ذو علمٍ وسميعٍ وقدرةٍ
منيعةٍ قلنا لهم أليس أن الله محيط
بكل فعليّةٍ من كل حيثيّةٍ ألا
يعلم من خلق وهو اللطيف
الخبير أتدعون بعلًا وتذرون
أحسن الخالقين ۔
والمجسّمة قالوا الله ذو
حُسنٍ وكلّ ذي حُسنٍ
نعبده قلنا إن التناهي
والتقييد قبحٌ لا يمكن
أن يقاس به قبحٌ
آخر فهي لاء الثلث
جهنّميّون
فتدبّر

بزرگ و برتر کے مصاحب یا زندہ ارواح
مقدسہ اور ملائکہ ہیں جو جسمیت سے منزہ ہیں
اسلئے ہم پر واجب اور ضروری ہے کہ
انکے تمثال بنا کر اپنے سامنے رکھا کریں
اور ان کی عبادت کریں کیونکہ ہمارے
معبود کو ہماری عبادت کا علم ہوتا ہے اسلئے کہ وہ
حی اور علیم ہے اور بڑی قدرت والا ہے سو ہم ان کو
جواب کہتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ ہر ایک فعلیت پر
ہر ایک حیثیت سے محیط نہیں؟ الا یعلم من خلق و
ہو اللطیف الخبیر اور کیا تم بعل (بت) کو
اپنی مرادوں کیلئے پکارتے ہو اور جو بہترین خالق ہے اسے چھوڑتے ہو،
اور مجسمہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صاحب
حسن و جمال ہے اسلئے جو چیز بھی حسن
و جمال کا مظہر ہو وہ اسی قابل ہے کہ
اسکی عبادت کیجائے ہم کہتے ہیں کیا یہ
تحدید اور تقیید قبیح اور بری نہیں ہے
لہذا یہ ممکن نہیں کہ دوسری قبیح چیز کو
اس پر قیاس کیا جاسکے خوب اچھی طرح
سمجھ لو کہ یہ تینوں فریق جہنمی ہیں،

تحریم وتحلیل اسم پاک ہی کے حکم سے ہے

والاولیاء ذهبوا الى
الاقتراب بالخير التام عز
مجده بالانسلاخ عن صورة
النشاة قدر ما امكن فنوا ٭
واختلف راى الحكماء والانبياء
واتحدت عبادتهم اما
الانبياء فتجلى فى صدورهم
الاسم واقتربوا بالخير التام
اقتراب الفرائض من قبل
الضرورة الاستعدادية
فامرهم الاسم باوامر و
نهى عن المناهى فانقادوا
لامره والحكماء ونقوا الاقتراب
الوجودى ومما يعطيه اقتراب
الوجود والعبادات والشرائع
فقد علمت ان هذا الاقتراب
يتشعب منه شعب ثلث فالحكمة

اور اولیاء اس طرف گئے ہیں
خدائے بزرگ و برتر سے قرب حاصل
کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ نشاۃ کی صورت
سے بقدر امکان منسلخ ہو کر فنا ہو جائیں
حکماء اور انبیاء کرام کا عبادات
اتفاق ہے مگر انکی آراء مختلف
انبیاء کرام کے سینوں میں اسم پاک
نے تجلی فرمائی اور ضرورت استعداد
کے راستہ سے انہوں نے خیر کامل سے
قرب فرائض کے ذریعہ قرب حاصل کیا
اس اسم پاک نے انہیں بعض کا حکم دیا اور
بعض باتوں سے منع کیا چنانچہ انہوں
نے ان امور میں اسکی اطاعت کی
اور حکماء کو قرب وجود کی توفیق ملی جس
کا نتیجہ عبادات اور شرائع ہوتے
ہیں کیونکہ تم پہلے جان چکے ہو کہ اس
قرب کے تین شعبے ہیں سو حکمت کا

خليفته ما العقل محرم ما يضاده
...ا السكر والعصمة خليفتها
...عفة وهي عدم الانغماس في
اللذات الخسيسة فحرمت
الانهماك في اللذات والوجاهة
خليفتها الدين الحق من حيث
القرب من الله والجاه من حيث
انه متشكل في هذا العالم
اعني بالدين الحق الانقياد
لآثار السماء على طريقتها
...تحريم القتل والقذف و
السرقة وحرمت من حيث
...ن الرجل مضحكة بين الناس
ووجبت الحكمة طائفة
من العقائد والعصمة الصوم
والوجاهة الصلوة والزكوة
...لذا شرع الجمعة الشعار عن
...ن الرب بحسب الكمال

خلیفہ عقل ہے اسلئے جو چیز اسکے منافی
ہو مثلاً سکر تو وہ حرام ہے عصمت کا
خلیفہ عفت ہے جسکا مفہوم یہ ہے کہ
آدمی لذات خسیسہ میں انہماک پیدا نہ
کرے اور یہ انہماک حرام ہے وجاہت
کا خلیفہ دین حق ہے اس سے اللہ تعالیٰ
کا قرب حاصل ہوتا ہے اور وہ جاہ ہے
کہ جسکا تشکل اس عالم میں ہوتا ہے،
دین حق سے میری مراد یہ ہے کہ انسان
اسماء حسنیٰ کا انکے آثار کے طریقہ پر مطیع
اور منقاد ہو جائے چنانچہ قتل قذف
محصنات اور سرقہ حرام کردیے گئے
اور انکی تحریم کی وجہ یہ ہے کہ اس سے
لوگوں میں آدمی کی تضحیک ہوتی ہے
حکمت کے تقاضا سے کچھ عقائد
واجب ہوئے اور عصمت سے صوم
اور وجاہت کی بنا پر نماز اور زکوٰۃ
کو فرض قرار دیا گیا جو اس جہت کی
...ع ہے جو کمال کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے منبع شریعت ہے،

ثُمَّ لَمَّا نَشَأَتِ النَّشْآتُ وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَاَعْنِيْ بِالْحُدُوْدِ اَمْرًا مَا هُوَ حُدُوْدُهٗ هٰذِهِ النَّشْاَةِ بِحَسَبِ الظُّهُوْرِ فَتَعَيَّنَ بِالتَّحْرِيْمِ الزِّنَا وَاللِّوَاطَۃُ وَلَمْ يَتَعَيَّنِ الْجِمَاعُ اِلَّا لِاِزَالَةِ التَّوَقَانِ وَتَحْصِيْلِ الْاَوْلَادِ وَاَدَاءِ حَقِّ النِّسَاءِ وَحَرَّمَ الْقَتْلَ ظُلْمًا وَاسْتَثْنَى الْقِصَاصَ وَالْجِهَادَ هٰكَذَا وَقَعَتِ التَّعَيُّنَاتُ فِيْ كُلِّ اَمْرٍ اَمْرٍ فَتَدَبَّرْ۔

پھر جب ارتقاءات وجود میں آ[ئے] تو حدود شرعیہ بھی واقع ہوئیں حدود [سے] مراد وہ بات ہے جو ظہور کے لحاظ [سے] اس نشأۃ کے زور کمال پر ہو اس [کا] نتیجہ یہ ہوا کہ زنا اور لواطت کا حر[ام] ہونا ضروری قرار دیا گیا اور صنفی تعل[ق] صرف اس حالت میں فرض کیا گیا کہ شہوات نفسانی کا غلبہ ہو یا [نسل] بڑھانا مقصود ہو یا بیویوں کے حقو[ق] ادا کرنا مقصود ہوں اور ظلماً قتل حرام کیا گیا لیکن جہاد اور قصاص اس کے عموم سے مستثنی کیا گیا۔ بہرحال ہر ایک [ا]مر کے متعلق اسی طرح تعینات واقع ہوئے خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

فَاِنْ قُلْتَ لِمَ حَرَّمَ الْقَتْلَ وَاَنَّهٗ انْقِيَادٌ لِحُكْمِ الْمُمِيْتِ وَكَذٰلِكَ كُلٌّ مِّنَ الْمَنْهِيَّاتِ مَظْهَرٌ لِاَبَدَّ لِاَمْرٍ مِنَ الْاَسْمَاءِ فَلِمَ حُرِّمَتْ قُلْتُ الْمُمِيْتُ عِنْدَنَا مُقْتَضِي الْاَسْبَابِ الْمُمِيْتَةِ بِالْجُمْلَةِ

سو اگر کوئی کہے کہ قتل کو کیوں حرا[م] کیا گیا اسلئے کہ یہ تو الممیت [کے] حکم کو بجالانا ہے اسی طرح تمام منہ[یات] کسی نہ کسی اسم پاک کی مظہر ہیں تو پھر انہیں کیوں حرام کیا گیا، جواب دیتا ہوں کہ ممیت کا مفہو[م]

فَاِنَّمَا الشَّرُّ مِنْ بِدْعَاتِ عَالَمِ
التَّخَالِيْطِ وَكَذٰلِكَ الْقَابِضُ .

ہمارے نزدیک یہ ہے کہ وہ موت کے
اسباب مبہم پہونچاتا ہے لیکن اس
پس شر کا دخل پانا عالم تخلیط کی بدعات سے ایسے ہے اسیطرح اسم پاک القابض ہے

وَالْكَلِمَةُ الْجَامِعَةُ عِنْدَنَا اَنَّ
كُلَّ اِسْمٍ تَضَمَّنَ اِيْجَادًا فَهُوَ
اِسْمٌ بِالْحَقِيْقَةِ وَكُلَّ اِسْمٍ
تَضَمَّنَ اِفْنَاءً فَهُوَ اِسْمٌ بِالْمَجَازِ
هٰذَا فِي الْاَسْمَاءِ الْمُتَقَدِّمَةِ اَمَّا
الْاَسْمَاءُ الْمُتَجَدِّدَةُ فَالنَّفْيُ فِيْهَا
بِالْحَقِيْقَةِ اَيْضًا لٰكِنِ الدِّيْنُ هُوَ
الْاِنْقِيَادُ لِحُكْمِ الْقَدِيْمِ .

اور ایک جامع اصول ہمارے نزدیک
یہ ہے کہ ہر ایک اسم پاک کہ جسکے
ضمن میں ایجاد کا کوئی پہلو پایا جائے
حقیقۃً اسم ہے اور جسکے ضمن میں فناء کا
پہلو ہو وہ مجازاً اسم ہے یہ بات اسماء
قدیمہ کے متعلق ہے اور اسماء متجددہ میں
نفی بھی حقیقۃً ہوتی ہے لیکن دین یہ
ہے کہ آدمی اسم قدیم کے حکم کا تابع ہو۔

نزول احکام میں عادت کا دخل

وَاعْلَمْ اَنَّ لِلْعَادَةِ
الْمُسْتَنْزِلِ دَخْلًا تَامًّا لِاَنَّ
الْمُسْتَنْبِطَ فِي الْاُصُوْلِ اِنَّمَا
هُوَ الْاَسْرَارُ الْكُلِّيُّ ثُمَّ تَنَوُّعُهُ وَ
تَصَنُّفُهُ فِيْ مَوَاطِنِ الْوَحْيِ
اِنَّمَا هُوَ فِي النَّسَمَةِ وَقَدْ

یاد رکھو کہ جسکی حالت کسی حکم
شرعی کے نزول کا باعث ہوتی ہے
اس میں عادۃ کو بڑا دخل ہوتا ہے۔
کیونکہ اصول میں استنباط کا منبع کوئی امر
کلی ہوتا ہے اور مواطن وحی میں جو تنوع پیدا
ہوتا ہے وہ نسمہ میں ہوتا ہے جس پر

داخل العادات ودرجته
أتم من ذلك وذلك لأن الآمر
والناهي إنما هو الاسم المتجلي
في عين الموحى إليه إنما المتجلي
على قدر استعداد ذات المتجلى له
ولهذا كانت الأنبياء بني
علات لا بني أخياف بعبارة
أخرى الشرائع إنما تنزل
بحسب الوجود الأزلي وإنه
منح كل ذي استعداد ما
استعد له فالنفس الرحماني
التشريعي تتمثل بحسب
الموطن العلمي بصورة
تفيضها التي يجعلها من
حيث التحصل والتصنف
لا التجنس والتنوع ثم يتصور
بحسب الموطن الخارجي في
تضاعيف أمور يتضمنها الحس
والعادة بصورها وأدائها

عادات اثر انداز ہوتی ہیں اور اسکا
درجہ اس سے بہت بلند ہے کیونکہ
آمر وناہی دراصل وہ اسم ہوتا ہے جو کسی
شخص کی عین ثابتہ میں تجلی فرماتا ہے
کہ جس پر وحی نازل کی جاتی ہے اور تجلی
کی نوعیت اس شخص کی استعداد کے
مطابق ہوتی ہے کہ جس پر تجلی کی گئی ہے
اسی بنا پر انبیاء کرام کو بنو علات
کہا گیا ہے بنو اخیاف نہیں کہا بالفاظ
دیگر شرائع کا نزول وجود ازلی کے مطابق
ہوتا ہے اور ہر ایک صاحب استعداد
کو اسکی استعداد کے مطابق حصہ ملتا ہے
چنانچہ نفس رحمانی تشریعی موطن علمی
کے مطابق اس صورت میں متمثل ہوتا ہے
کہ جسکا افاضہ عین ثابتہ سے ہوتا ہے
لیکن اسکی حیثیت تجنیس اور تنویع کی نہیں
ہوتی بلکہ تعین جزئی اور تصنیف کی
ہوتی ہے پھر اسے موطن خارجی کے لحاظ
سے ایسے امور کے ضمن میں تمثل حاصل ہوتا

وَهٰذَا سِرُّ قَوْلِ الْعَامَّةِ الشَّرَائِعُ تَتَبَدَّلُ بِالْأَزْمِنَةِ وَالْأَمْكِنَةِ وَبِهِ يَنْكَشِفُ سِرُّ حَدِيْثِ الْجُمُعَةِ ۔

ہے جن کے صور اور آداب بلحاظ حس اور عرف کے پسندیدہ ہوں عوام کے اس قول کا راز اسی سے منکشف ہو جاتا ہے وہ جو کہا کرتے ہیں کہ زمان اور مکان کے لحاظ سے شریعتیں بدل دی جاتی ہیں اور جمعہ کی حدیث کا راز بھی اسی میں مضمر ہے ۔

ثُمَّ اِنَّ سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ لَمَّا كَانَ اَتَمَّ حَقِيْقَةً وَاَكْمَلَ اُمِّيَّةً وَاَعَمَّ اِسْمًا وَكَانَ قَوْمُهُ اُمِّيِّيْنَ وَضَحَ لَهُ مَا لَمْ يَتَّضِحْ لِنَبِيٍّ قَطُّ فَسَنَّ السُّنَنَ وَاَدَّبَ الْاٰدَابَ وَوَقَّتَ الْاَوْقَاتَ بَعْدَ تَحْوِيْلَاتٍ وَتَغْيِيْرَاتٍ وَتَلَاحُقِ اَفْكَارٍ تَشْهَدُ بِهَا كُتُبُ السِّيَرِ ۔

پھر جبکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اتم حقیقت اکمل امیت اور اسم کے لحاظ سے بھی اعم تھے اور آپ کی قوم بھی امی تھی تو آپ کے سامنے وہ وہ باتیں واضح ہوئیں جو اور کسی نبی پر واضح نہیں کی گئیں تھیں اسلئے آپ نے تغیرات اور تحویلات اور تلاحق افکار کے بعد جنکی تفصیل کتب سیرت میں ہے سنتیں قائم کیں آداب بتائے اور اوقات کی تعین فرمائی،

نسخ احکام

وَالنَّسْخُ عَلٰى ضُرُوْبٍ مِنْهَا مَا يَكُوْنُ بِحَسَبِ تَرَقِّي النَّبِيِّ عَنْ دَرَجَةٍ

نسخ احکام کی کئی شکلیں ہیں ایک تو یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقام سے ترقی حاصل ہو کر جس مقام پر

كَانَ عَلَيْهَا كَمَا فِي الْجِهَادِ	وہ پہلے تھے جیسا کہ جہاد وغیرہ اور اسکے
وَقَدْ عَرَفْتَ سِرَّهُ فِي الْخِزَانَةِ	اسرار چھٹے خزانہ میں ہم بیان کر چکے ہیں
السَّادِسَةِ وَمِنْهَا مَا يَكُونُ	اور بعض اوقات تقاضائے عین میں
بِحَسْبِ التَّنَبُّهِ بِحَقِيقَةِ الْأَمْرِ	مستغرق رہنے کے بعد حقیقت پر تنبہ
بَعْدَ الْاِسْتِغْرَاقِ فِي مُقْتَضَى	حاصل ہوتا ہے اور اسکی مثال حضرت
الْعَيْنِ وَمِثَالُهُ قِصَّةُ الْخَلِيلِ	ابراہیم خلیل اللہ کا واقعہ ہے کیونکہ
فَإِنَّهُ لَمَّا كَانَ أَقْرَبَ إِلَى	جب آپ حضرت ذات اقدس کے
حَضْرَةِ الذَّاتِ تَمَثَّلَ الذَّبْحُ	بہت قریب تھے تو ذبح کلی کا مفہوم
الْكُلِّيُّ عِنْدَهُ فِي صُورَةِ ذَبْحِ	آپ کی قوت مدرکہ میں بیٹے کی ذبح
ابْنِهِ الْأَتَمِّ شَأْنًا أَعْنِي	کی شکل میں متمثل ہوا انکا بیٹا اسکا مظہر
أَنَّ الْاِسْمَ الْمُتَجَلِّيَ فِي	اتم تھا اور اسکی شان بہت بلند تھی یعنی
عَيْنِهِ أَمَرَ بِهِ لِمُنَاسَبَةٍ	وہ اسم پاک جو اسکی عین ثابتہ میں متجلی
بَيْنَ الْأَقْرَبِيَّةِ وَالْإِجْمَالِ	ہوا اس سے یہ حکم صادر ہوا اور آپکو
ثُمَّ أَفَاقَ عَنْ مُقْتَضَى	اسلئے اس چیز کا حکم دیا گیا کیونکہ اقربیت
الْعَيْنِ وَاكْتَفَى بِإِجْمَالِ	اور اجمال میں مناسبت ہے پھر آپ
إِزْهَاقِ الْبَهَائِمِ وَمِنْهَا	کو عین ثابتہ کے تقاضے میں استغراق
مَا يَكُونُ بِحَسْبِ	سے افاقہ حاصل ہوا اور آپنے بالاجمال
التَّلَبُّسِ بِمَلَابِسِ	بہائم کی ازہاق روح پر اکتفا کیا اور
الْعَادَاتِ وَالْاِنْسِلَاخِ	بعض اوقات اس لحاظ سے وقوع میں

مِنْهَا كَمَا فِي تَحْوِيلَاتِ الزَّكٰوةِ فَإِنَّهُ كَانَ أَوَّلًا الْعَتِيرَةَ ثُمَّ ارْتَفَعَ قَيْدُ الْوَقْتِ ثُمَّ بَقِيَ الذَّبْحُ ثُمَّ عَيَّنَ النِّصَابَ ۔

آتی ہے کہ لباسِ عادات میں ملبوس ہونے اور لباس کے تار پھینکنے کی وجہ سے حالات اور نوعیت میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے جیساکہ تحویلاتِ زکوٰۃ ابتدائً یہ چیز عتیرہ کی شکل میں تھی اس کے بعد وقت کی قید اٹھا دی گئی محض ذبح ہی رہ گیا اور پھر نصاب کا تعین کیا گیا۔

وَقَدْ ذَكَرَ أَبُو دَاوُدَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى تَغَيُّرَاتِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ فَتَذَكَّرْ إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَقَوْلُهُ سُبْحَانَهُ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا مَعْنَاهُ عِنْدَنَا بِخَيْرٍ مِنْهَا فِي الْعَادَاتِ وَمِثْلِهَا فِي مُقْتَضٰى عَيْنِ النَّبِيِّ وَتَرَقِّيهِ ۔

ابوداؤد نے صوم وصلوٰۃ کے جو تغیرات ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل کئے ہیں تو ان کا تذکرہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان کا استحضار کر لو کہ جس آیت کو ہم منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اسی کی مانند کوئی اور آیت لے آتے ہیں اسی کے معنی ہمارے نزدیک یہ ہیں کہ باعتبار عادات کے بہتر اور اسکے مثل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عین ثابتہ اور اسکی ترقی کے لحاظ سے،

اعمال کا انسلاخ

ثُمَّ إِنَّ مِنَ الْأَعْمَالِ مَا هُوَ مُنْسَلِخُ الصُّورَةِ فِي

پھر یاد رکھو کہ بعض اعمال خیر کیجانب ہیں اور بعض شر کیجانب ہیں

جانب الخير او منسلخ الصورة
في جانب الشر واعني به
انه واضح الشرية لا انه منسلخ
الى اصله وبعبارة اخرى هو
شر في جميع المواطن فالاول
هو الواجب والثاني هو الحرام،
ومنه ما هو متضمن للشر
كالنظر الى اجنبية فانه
متضمن للزنا من حيث انه
باعث عليه او طريق للخير
كقولنا سبحانك اللهم
في الصلوة فانه مؤكد للتعظيم
فالاول مكروه والثاني مندوب
وكل ما سوى ذلك فهو مباح
لا خير فيه ولا شر وكل
مندوب لابسه الخير الذي
طلع من فؤاده الاسم
المطلق الاعظم يحقق للناس
التلبس به وذلك

منسلخ الصورة ہوتے ہیں اس سے مراد یہ ہے
کہ اعمال کا شر ہونا بالکل واضح ہو جاتا
ہے یہ معنی نہیں کہ وہ اپنی اصل کے اعتبار
سے شر ہیں اور بالفاظ دیگر تمام مقامات
میں وہ شر ہی شر ہیں شکل اول کو واجب
اور ثانی کو حرام کہتے ہیں،
اور بعض اعمال ایسے ہیں کہ جنکے ضمن میں
شر پایا جاتا ہے جیسا کہ نامحرم عورت
پر نظر ڈالنا اسلئے کہ یہ زنا کو متضمن ہے،
کیونکہ بسا اوقات یہ نظر اس پر آمادہ
کرتی ہے یا نیکی میں تاکید پیدا ہوتی ہے
جیسا کہ نماز میں سبحانک اللہم کا پڑھنا
تعظیم میں اضافہ کرتا ہے پہلی صورت
مکروہ اور دوسری مستحب ہے انکے
علاوہ جو اعمال ہیں انہیں مباح کہا
جاتا ہے کہ جن میں خیر اور شر کا کوئی
حساب نہیں ہر ایک مندوب کہ جسے
کوئی شخص عمل میں لائے جو منبع خیرات
ہے اور جسکے قلب سے اسم اعظم مطلق کا

لِاَنَّ التَّلَبُّسَ بِالْجُزْئِیِّ	ظہور ہوا ہے تو لوگوں کو اس پر عمل کرنا
یَسْتَلْزِمُ التَّلَبُّسَ بِالْکُلِّیِّ	چاہیئے، کیونکہ کسی جزئی سے تعلق پیدا
فَتَحَقَّقَ الْکُلِّیُّ فِیْ عَالَمٍ یُدْرِکُہٗ	کرنا کلی کے ساتھ تعلق پیدا کرنیکا موجب
الْوَھْمُ تَحَقُّقًا مَا فَتَدَبَّرْہٗ	ہوتا ہے اس سے کلی کو ایک ایسے عالم میں

تحقق حاصل ہوتا ہے کہ جس کے تحقق کو وہم ادراک کر لیتا ہے۔

کلمہ شہادت

کَلِمَۃُ الشَّھَادَۃِ اَصْلُ	کلمہ شہادت دین حق کی بنیاد ہے
الدِّیْنِ وَسِنْخُھَا الْھُوِیَّۃُ الصِّرْفَۃُ	اور اسکی اصل ہویت محض ہے نشاۃ
وَصُوْرَتُھَا فِی النَّشْاَۃِ الْقَدِیْمَۃِ	قدیمہ میں اس کی صورت تمام جہات اور
تَجْمَعُ لِجَمِیْعِ الْاِعْتِبَارَاتِ	اعتبارات کی جامع تھی اسی وجہ سے
وَالْوُجُوْہِ وَلِھٰذَا کَانَتْ اَصْلَ	وہ دین کی بنیاد قرار دیا گیا، صفات
الدِّیْنِ وَفِیْ نَشْاَۃِ صِفَاتِ	نفس کے ارتقاء کے دوران حکماء
النَّفْسِ اِخْلَاصٌ فِیْ مَعْرِفَۃِ	اور صحابہ کے اصول معرفت کے مطابق
الْحُکَمَاءِ وَالصَّحَابَۃِ وَتَوْحِیْدٌ	وہ اخلاص ہے اور اولیاء کے نزدیک
تَامٌّ فِیْ نَشْاَۃِ کَمَالِ الْاَوْلِیَاءِ وَفِی	وہ توحید کامل ہے اس کلمہ کو زبان پر
اللِّسَانِ ھٰذِہِ الْکَلِمَۃُ وَمَا فِیْ مَعْنَاھَا	لانا تمام عبادات کو قوت سے فعل
وَفِی الْاَفْعَالِ الْعِبَادَاتُ بِاَسْرِھَا	میں لانے کا باعث ہے،
وَاعْلَمْ اَنَّ طَلَبَ الْحَوَائِجِ	یاد رکھو کہ یہ جان کر اموات سے

مِنَ الْمَوْتٰى عَالِمًا بِسَبَبٍ لِاِنْجَاحِهَا كُفْرٌ يَجِبُ الْاِحْتِرَازُ عَنْهُ تُحَرِّمُهُ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ وَالنَّاسُ الْيَوْمَ فِيْهَا مُنْهَمِكُوْنَ ۔

استمداد کرنا ان سے مرادیں مانگنا کہ یہ چیز کامیابی کا سبب ہوگی کفر ہے جس سے احتراز کرنا لازم ہے ان امور کفر یہ کلمہ حرام کر دیتا ہے لیکن عام طور پر لوگ آج اس مرض مبتلا ہیں،

نماز کی حقیقت

اَلصَّلٰوةُ سِنْخُهَا الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ مِنْ حَيْثُ التَّفْصِيْلِ ثُمَّ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَرِثْنَاهَا مِنْ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ لِهٰذَا كَانَ لَهَا جِهَاتٌ شَتّٰى فُرُوْعِيٌّ تَمَثُّلُهَا فِي الْحِسِّ فَالسُّجُوْدُ وَالرُّكُوْعُ وَالْقِيَامُ مِنْ تَمَثُّلَاتِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ مِنْ حَيْثُ التَّفْصِيْلِ وَهِيَ الْاُصُوْلُ ثُمَّ اُلْحِقَ بِهَا التِّلَاوَةُ لِمَا سَتَعْرِفُ وَالطَّهَارَةُ

نماز کی اصل تفصیل کی حیثیت سے اولاً الحی القیوم اور پھر العلی العظیم ہے جیسا کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور بھی ان اسماء حسنیٰ کے تجلی فرمانے کا نتیجہ ہے یہی وجہ ہے کہ اسکی کئی ایک فروعی شکلیں ہیں جنکا حس میں تمثل ہوتا ہے چنانچہ تفصیل کے لحاظ سے قیام رکوع اور سجود الحی القیوم کے تمثلات ہیں اصول تو یہی ہیں لیکن تلاوت قرآن کریم کو بھی ان کے ساتھ ملحق کر دیا ہے جیسا کہ تم عنقریب معلوم کر لوگے طہارت کو صفات تنزیہہ کیلئے نماز

بِلُطْفَاتِ التَّنْزِيهِيَّةِ وَهٰكَذَا أُثْبِتَتْ لَهَا جِهَاتٌ تَمَّتْ أَرْكَانُهَا. وَصُوْرَتُهَا فِي صَرَاحَةِ النَّفْسِ الْأُلْفَةُ وَتَصَوَّرَتْ فِي الْمُدْرِكَةِ وَالْوَاهِمَةِ مَحَبَّةً وَفِي الْخَيَالِ تَعْظِيمًا وَفِي اللِّسَانِ حَمْدًا وَتَسْبِيحًا وَتَكْبِيرًا وَفِي الْقَالِبِ أَفْعَالًا وَأَرْكَانًا مَخْصُوصَةً وَأَعْنِي بِالْأُلْفَةِ رَبْطًا نَازِلًا مِنْ أُصُولِ الْوُجُودِ كَمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ.

کے ساتھ شامل کیا گیا اسی طرح اسکی اور متعدد جہتیں نمایاں کی گئیں جن سے اس کے ارکان کی تکمیل ہوئی، نماز کی صورت محض نفس میں الفت ہے اور قوت مدرکا اور واہمہ میں اسکا تصور محبت ہے متخیلہ میں تعظیم اور زبان میں حمد تسبیح اور تکبیر ہے اور جسم میں مخصوص افعال وارکان ہیں، الفت سے میری مراد وہ ربط ہے جو اصول وجود سے نازل ہوتا ہے جیساکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روحوں کی ایک فوج ہے کہ جسکا ایک مقام پر اجتماع ہوا ہے جن کو آپس میں تعارف حاصل ہوا ان میں الفت پیدا ہوگئی اور جو ایک دوسرے سے بیگانہ رہیں ان میں نفرت ہوگئی،

روزہ کی حقیقت

اَلصَّوْمُ مِنْ تَمَاثِيلِ

روزہ سلبیات کا تمثل ہے مثلاً

السّلبیات کالسبوح والصمد	اسم پاک صمد اور سبوح وغیرہ جیسا کہ
وغیرھما وذالک ورد ادریس	حضرت ادریس کا منشاء ارتقاء اور ظہور
وکان منہ نشأ وصورتہ	یہی اسم پاک ہیں، روزہ کی صورت محض
فی صرافۃ النفس التعری	نفس میں شواغل حسیہ سے تجرد حاصل
عن الشواغل الحسیۃ وفی	کرنا ہے مدارکہ واہمہ اور متخیلہ میں ان کا
المدرکۃ والواھمۃ والخیال	تصور ان اشیاء سے قطع تعلق کرنا ہے
التعری عن ملابستہ ما	انکے ماتحت زبان میں تسبیح و تقدیس
تحتھا وفی اللسان تسبیحہ و	اور جسم میں اکل و شرب اور ازواجی تعلقات
تقدیس وفی البدن کف	سے اجتناب کرنا ہے اور ہر ایک موطن
عن اللذات الثلث وقدمہ	میں صوم کو قدم راسخ حاصل ہے لیکن
راسخ فی المواطن کلھا الا	بدن میں نہیں کیونکہ بھوک اس کا رکن
فی الیمن رالبدن) اذ ھو جوع	اعظم ہے اسلئے اسکا تدارک صدقۃ الفطر
ما فجبر بصدقۃ الفطر وسن	سے کیا گیا ہے اور مسکینوں کو کھانا
الاطعام وکان رسول اللہ صلی	کھلانا مسنون ہوا رمضان المبارک
اللہ علیہ وسلم اجود ما یکون	میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت
فی رمضان وفی القرآن	زائد فیاضی فرمایا کرتے تھے اور قرآن
المجید وعلی الذین	کریم میں ہے وعلی الذین یطیقونہ
یطیقونہ فدیۃ طعام	فدیۃ طعام مسکین مطلب یہ ہے
مسکین معناہ علی الذین	کہ جن میں کھانا کھلانے کی قوت اور

يُطِيقُوْنَ الطَّعَامَ فِدْيَةُ طَعَامٍ	استطاعت ہو وہ خوب کھانا کھلائیں اور
وَذَكَرَ فِيْهَا صَدَقَةَ الْفِطْرِ ؞	صدقہ فطر بھی اسی میں شامل ہے۔

زکوٰۃ کی حقیقت

اَلزَّكٰوةُ مِنْ تَمَثُّلَاتِ	زکوٰۃ اضافیات کا تمثل ہے
الْاِضَافِيَّاتِ وَزَانُهَا دِرَايَةُ	جیسا کہ حضرت آدم کا منشا ظہور بھی
اٰدَمَ وَصُوْرَتُهَا فِيْ جِرَافَةِ	اضافیات تھا زکوٰۃ کی صورت نفس
النَّفْسِ اِفَاضَةُ الْكَمَالَاتِ	میں کمالات علمیہ اور عملیہ کا افاضہ کرنا
الْعِلْمِيَّةِ وَالْعَمَلِيَّةِ وَفِي الْوَاهِمَةِ	ہے واہمہ میں وہ سخاوت کا تمثل ہے
تَمَثَّلَتْ سَخَاوَةً وَنَزَلَتْ دَافِعَةً	کہ جس سے بخل کو دفع کرنا ہے اور خارج
لِلْبُخْلِ وَفِي الْخَارِجِ اسْتَوْطَنَ	میں وہ اصلی اموال سے وابستہ ہے جو چار قسم کا ہے
اُمَّهَاتُ الْاَمْوَالِ وَهِيَ حُصُرَتْ	جانور نقد زراعت اور تجارت۔

اَرْبَعَةُ الْبَهَائِمِ وَالنَّقْدُ وَالزَّرْعُ وَالتِّجَارَاتُ ؞

وَاعْلَمْ اَنَّ كُلَّ عَالِمٍ نَازِلٍ	یاد رکھو ہر ایک عالم سفل کی تولید عالم
مُتَوَلِّدٌ مِنَ الْعَالَمِ الصَّاعِدِ	اعلیٰ سے ہوئی ہے چنانچہ نفس رحمانی
فَالنَّفْسُ الرَّحْمَانِيُّ مَحْفُوْظٌ وَمِنْ	محفوظ رہتا ہے اور نشاۃ کے بعض احکام
اَحْكَامِ النَّشْاَةِ مَا هُوَ مُسْتَرَدٌّ	مردود بھی ہوتے ہیں، بہرحال حکما کا
وَصَوْمُ الْحُكَمَاءِ يَسْتَتْبِعُ	روزہ تجرد نفس کا باعث اور
تَجَرُّدَ النَّفْسِ وَزَكٰوتُهُمْ	ان کی زکوٰۃ افاضہ بالفعل کا نتیجہ

تَسْتَتْبِعُ رِيَاضَةً بِالْفِعْلِ ۔ ہوتی ہے ۔

حج اور اس کی حقیقت !

اَلْحَجُّ مِنْ تَمَثُّلِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ مِنْ حَيْثُ الْاِجْمَالِ وَالْوَاجِبُ فِي النَّشْاَةِ الْقَدِيْمَةِ صُوْرَةٌ عَامَّةٌ لَا يَتَعَيَّنُ بِالْبَيْتِ وَلَا بِغَيْرِهٖ وَاِنَّمَا تَعَيَّنَ بِالْاِسْمِ الْحَادِثِ الطَّالِعِ مِنْ صَدْرِ اِبْرَاهِيْمَ فَلَا جَرَمَ اَنَّ وِزَانَهٗ وِزَانُ اِبْرَاهِيْمَ وَصُوَرُ تَرَّحِي النَّفْسِ الْهَيَمَانُ وَهُوَ صُوْرَةٌ مِنْ صُوَرِ الْاُلْفَةِ يَخْتَصُّ بِالْقُرْبِ وَالْمُشَاهَدَةِ وَفِي الْمُدْرِكَةِ وَغَيْرِهَا حُضُوْرٌ وَتَنَزُّلٌ فِي الْخَارِجِ طَوْفًا حَوْلَ الْبَيْتِ وَهُوَ الْاَصْلُ وَعُظِّمَ بِالْاِحْرَامِ وَاُيِّدَ بِالْوُقُوْفِ بِعَرَفَاتٍ وَاُيِّدَتْ

حج اجمالی حیثیت سے الحی القیوم کا تمثل ہے نشاۃ قدیمہ میں اسکے وجوب کی صورت عام تھی کعبہ وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں تھی یہ تعیین اس اسم حادث کا ثمرہ ہے جسکا ظہور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے سینہ مبارک سے ہوا اسلئے اسکی اصل وہی اسماء ہیں جو حضرت ابراہیم کے ظہور کی اصل ہیں اسکی صورت نفس میں سرگشتگی اور بے خودی ہے جو الفت کی ایک صورت ہے اور قرب و مشاہدہ کے ساتھ مخصوص ہے مدرکہ وغیرہ میں اس کا تصور حضور اور تنزل ہے خارج میں اسکی صورت بیت اللہ شریف کا طواف ہے اور یہی حج کا اصل رکن ہے احرام سے اسکی تعظیم اور وقوف عرفات سے اسکی تائید ہوتی ہے اس کی جہات کو موید کیا گیا

جماعة فتمت أركانه

تب اسکے ارکان پایۂ تکمیل کو پہنچے،

تلاوت اور اذکار

التلاوة والأذكار اما التلاوة فاصلها الكلام بحسب النشأة والنشأة خمس نشآت وقد ذكرنا وبحسب الدلالة يجمع علوما شتى فوجب في الصلوة وسن في غيرها والتسبيح والتكبير وغيرهما تمثلات لما يدل عليها قول الله تعالى والباقيات الصالحات خير عند ربك الآية وفسرها رسول الله صلى الله عليه وسلم بقوله سبحان الله والحمد لله الخ وقد عرفت سر بقائها في الصحف وفي حديث جويرية وصفية ان رسول الله

تلاوت کی اصل کلام اللہ باعتبار اپنی نشأة کے ہے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ نشأة کی تعداد پانچ ہے، دلالت کے لحاظ سے وہ مختلف علوم کا جامع ہے اسلئے نماز میں اس کی تلاوت فرض اور دوسرے مواقع پر مسنون قرار دی گئی ہے، اور تسبیح وتکبیر اللہ تعالےٰ کے اس فرمان کے تمثلات ہیں، والباقیات الصالحات خیر عند ربک الآیۃ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تفسیر سبحان اللہ والحمد للہ سے فرمائی ہے اور صحف اعمال میں انکے باقی رہنے کا راز تم معلوم کر چکے ہو حضرت جویریہ رض اور حضرت صفیہ رض کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ وَهِيَ تُسَبِّحُ فَقَالَ أَمَا إِنِّي سَبَّحْتُ بَعْدَكِ أَكْثَرَ مِمَّا سَبَّحْتِ فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ مِلَاءَ مَا عَلِمَ اللهُ سِرُّهُ أَنَّ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ تَسْتَقِرُّ فِي الصُّحُفِ فَيَكُوْنُ وِجْهَتُهَا إِلَى مَا تَدُلُّ عَلَيْهَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ فَلَوْ أُبِيْنَتْ لَعَمَّتِ الْآفَاقَ +

علیہ وسلم نماز صبح کے بعد جبکہ سورج طلوع ہو چکا تھا اور حضرت صفیہ رض ابھی تک ذکر و تسبیح میں مصروف تھیں آپ انکے پاس تشریف لائے اور فرمایا جو تسبیحین میں نے پڑھی ہیں انکا ثواب تمہاری ان تسبیحات سے زائد ہے جسمیں تم اتنی دیر سے مصروف ہیں اور وہ کلمات سبحن اللہ ملاما علم اللہ ہیں اس کا راز یہ ہے کہ ان کلمات اور تسبیحات کو صحف اعمال میں ثبت کر دیا جاتا ہے تو ان کا رخ ان کلمات کے مدلولات کی طرف ہوتا ہے، اور یہ ایسی باقیات صالحات ہوتی ہیں کہ اگر ان کی حقیقت ظاہر کی جائے تو آفاق سماویہ کو گھیرلیں۔

صلہ رحم کی حقیقت

صِلَةُ الرَّحِمِ وَغَيْرِهَا

أَصْلُهَا الرَّحْمٰنُ كَمَا دَلَّ عَلَيْهِ قَوْلُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

صلہ رحم کی اصل رحمان کا اسم پاک ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اس چیز پر دال ہے کہ رحم رحمان

وَسُلُ الرَّحِمِ مُشْتَقٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ الْحَدِيثَ وَكَانَ الرَّحْمٰنُ عَيْنَ الْقَادِرِ فِي الْأَزَلِ فَلَمَّا نَزَلَ فِي نَشْأَةِ الشَّرْعِ طِبَاقًا لِنَشْأَةِ أَوْصَافِهِمْ اِسْتَوْطَنَ الْاِنْعِطَافَ لِلرَّحِمِ فَتَدَبَّرْ۔	سے نکلی ہوئی ایک شاخ ہے الخ ازل میں رحمان اور قادر ایک تھے جب اس کا ظہور نشأۃ شرعیہ میں ہوا تو اپنے ارتقاء وصفی کے مطابق صلہ رحم میں رغبت کرنے کی صورت متمثل ہوئی،
وَالْعِتْقُ أَصْلُهُ الرَّبُّ بِحَسْبِ الْكَمَالِ وَكَانَتْهُ زَكٰوةً مَا۔	عتق (آزادی) کی اصل کمال کے مطابق رب تعالےٰ کا اسم مقدس ہے اور یہ بھی ایک قسم کی زکوٰۃ ہے
وَالْجِهَادُ شَرٌّ وَالْعَدَاوَةِ الْقُدْسِيَّةِ فِي صُورَةِ الْقَتْلِ وَالْأَسْرِ كَمَا ذَكَرْنَا وَالْأَيْمَانُ وَالنُّذُورُ تَحْقِيقٌ لِبَعْضِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ عَلٰى تَبَرُّكٍ بِاسْمٍ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَزَلَ فِي نَشْأَةِ الشَّرْعِ لَا غَيْرُ لِمَا أَعَدَّ لَهُ مَصْلَحَةَ التَّعْظِيمِ۔	جہاد کی حقیقت عداوت قدسیہ کا قتل واسر کی شکل میں تشکل ہونا ہے قسم اور منتوں کی یہ حقیقت ہے کہ بندوں کے بعض افعال کو اسم پاک کیساتھ وابستہ کیا جائے جسکا ثمرہ انکا تحقق ہوتا ہے اسکا نزول فقط نشأۃ شرعیہ میں ہوا کیونکہ اس سے اللہ تعالےٰ کے اسماء مقدسہ کی تعظیم اور ان کا احترام مقصود ہے،

کفارات اور حدود

اَلْحُدُوْدُ وَالْكَفَّارَاتُ	کفارات کی دو قسمیں ہیں ایک

التَّكْفِيرُ عَلَى ضَرْبَيْنِ أَحَدُهُمَا انْسِدَادُ سُبُوغِ السَّيِّئَاتِ بِسُبُوغِ الْحَسَنَاتِ وَكِلَا سَيِّئَتِهَا تَمَثُّلُهَا فِي عَالَمِ الْحِسِّ وَثَانِيهِمَا اضْمِحْلَالُ مُكْتَسَبٍ فِيهَا وَبِهِ يُعْرَفُ سِرُّ الْاِسْتِغْفَارِ وَوَجَبَ لِقَوْمٍ لَا يَنْسَوا الْخَطَايَا وَالْحَدُّ شَيْءٌ سُبُوغِيٌّ إِيجَابِيٌّ وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ يَكُونُ فِي الدُّنْيَا تَمَثُّلٌ فِي الشَّرْعِ إِرَادِيًّا وَتَنَزَّلَ لِأُمُورٍ ظَاهِرَةِ الشَّرِّ وَاجِبَةِ الزَّجْرِ عَنْهُ ۔

یہ کہ حسنات کی تکمیل کے ذریعہ خصوصاً جبکہ عالم حس میں ان کو تمثل حاصل ہو برائیوں کا ازالہ کیا جائے دوسری قسم یہ ہے کہ اپنی کسی برائی کو نیکیوں میں مضمحل اور محو کر دیا جائے اسی سے تم کو استغفار کا راز معلوم ہوگا جو ارتکاب خطا کی حالت میں واجب ہے حد ایک سبوغی ایجابی چیز ہے حدود کا تعلق فقط اسی نشاۃ دنیویہ سے ہے اور انکا تمثل شرع میں ارادی ہے اور یہ ایسے امور کیلئے نازل کی گئی۔ جن کی برائی ظاہر اور ایسے افعال کیلئے جن کے متعلق لوگوں کو زجر کرنا لازم ہے

ذبح کی اصلیت

اَلذَّبْحُ أَصْلُ الْحَمْدِ أَنْ تُلْحِقَ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ بِإِرَادَتِكَ مَا لَحِقَهُ بِالضَّرُورَةِ الْإِمْكَانِيِّ فَتَثْبُتَ فِي صَحِيفَتِكَ فَيَكُونُ نَافِعًا

ذبح کا راز سمجھنے سے پہلے حمد کی حقیقت سمجھو وہ یہ کہ ضرورت امکانی کی بنا پر اللہ تعالےٰ کی جو برتری نفس الامر میں ہے تم اپنے ارادہ سے اس کا اعتراف کرو یہ اعتراف تمہارے صحیفہ

لك في معادك وذلك إمّا قولًا وقد علمت السّرّ فيه إذ القول نشأة من نشآت نفس الأمر ظهر فيه الأمور قاطبة وإمّا تعظيمًا فيكون قلبك وقالبك كلاهما لله وإمّا فعلًا وهو الذّبح فيه تجعل الرّوح لما قد ذبحت له بإرادتك و تجعله مصفّاة من الجسد ويختصّ بالحقيقة الإبراهيمية ولذلك اتّخذ إبراهيم فيه أسوة فعيّن يوم النّحر لهذه العبادة كما صدر منه يومئذٍ.

اعمال میں ثبت ہوگا اور معاد میں تمہارا معاون ہوگا یہ اعتراف یا تو قول کی شکل میں ہوگا اس کا راز تم جان چکے ہو کہ قول ارتقاءات نفس الامری کا ایک شعبہ ہے اور جملہ امور کا اسکے ذریعہ ادراک ہو سکتا ہے یا یہ اظہار اسطریقہ پہ ہو سکتا ہے کہ تم اپنے قلب اور قالب کو خاص اللہ تعالےٰ کی تعظیم کیلئے مخصوص کردو، یا یہ اظہار کسی فعل کے ذریعہ ہوگا ذبح اللہ اسی میں داخل ہے جسکی حقیقت یہ ہے کہ تم اپنے ارادہ سے مذبوح کی روح کو اس ذات اقدس کی بارگاہ میں پیش کرنے جس کا قرب حاصل کرنے کے لئے تم نے یہ ذبح کیا ہے اور اس روح کو تم نفس عنصری سے صاف کرتے ہوئے یہ عمل حقیقت ابراہیمیہ کے ساتھ مخصوص ہے اسی لئے آپ اس کے امام قرار پائے اور کیونکہ ابراہیم علیہ السلام سے یہ عمل یوم نحر میں صادر ہوا تھا اسلئے ہمارے لئے بھی اس دن کو متعین کر دیا گیا،

وهناك سرّ عميق وهو أنّ الذّبح إزهاق الرّوح

اس مقام پر ایک ور عمیق راز ہے، وہ یہ کہ ذبح ازہاق روح کو کہتے ہیں

فَيَنْدَرِجُ فِيْهِ حُضُوْرُ
الرُّوْحِ وَالرُّوْحُ عَالَمٌ تَامٌّ
فَقَدْ حَمِدْتَ بِالْعَالَمِ كُلِّهِ
وَالْأُمُوْرُ الْمُجَرَّدَةُ نَشَأَتْ
مِنْهَا آلِهَةٌ طَالِبَةٌ لِعِبَادَةِ
الْخَلَائِقِ فَكُلُّ رُوْحٍ يَقْتَضِيْ
أَنْ يَكُوْنَ الذَّبْحُ لَهُ وَالْعِبَادَةُ
لَهُ وَإِيَّاكَ أَنْ يَغُرَّكَ غُرُوْرُ مَا
بَيَّنْتُ لَكَ فَتَكْفُرَ بِالَّذِيْ
خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ۔

اور اس میں روح کی موت شامل ہے
اور تم جانتے ہو کہ روح ایک مستقل عالم
ہے لہذا اسکے معنی یہ ہیں کہ تم نے تمام
عالم کے ذریعہ حمد کا حق ادا کیا اور امور
مجردہ کی تخلیق اس طرز پر ہوئی ہے کہ
ان میں الہیت کا اثر آگیا ہے اور مخلوق
سے اپنی عبادت کے طالب رہتے ہیں
چنانچہ ہر ایک روح چاہتی ہے کہ اس
کے لئے ذبح کیا جائے اسلئے تمہیں
چاہیئے کہ اس دھوکہ سے بچو، ورنہ تم
اس خدائے پاک کے منکر ہو جاوگے کہ جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے
اعضاء کو صحیح بنایا،

کبائر

اَلْكَبَائِرُ وَمِنْهَا الشِّرْكُ
بِالْعِبَادَاتِ كَالصَّلٰوةِ وَ
الزَّكٰوةِ وَالصِّيَامِ وَالْحَجِّ
وَالذَّبْحِ وَالنَّذْرِ وَالْعِتْقِ
وَغَيْرِهَا تَحْرُمُ الْوَجَاهَةُ

اس کے اقسام میں سے شرک
بالعبادات ہے جیسا کہ نماز زکوۃ
روزہ حج اور ذبح اور نذر اور عتق
وغیرہ ایسا کرنا بہر تقاضائے وجاہت
حرام قرار پایا ہے جسکے معنی اللہ تعالیٰ کے

اَیْ اَلْاِنْقِیَادُ لِحُکْمِ الرَّبِّ	حکم کا منقاد اور مطیع ہونا ہے دین کی
وَاَصْلُ الدِّیْنِ یَقْتَضِیْ	بنیاد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کے
اَنْ لَّا یُشْکَرَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا یُخْدَمَ	علاوہ اور کسی کو شکر کا مستحق نہ سمجھے اور
وَلَا یُعَظَّمَ وَلٰکِنْ اَبْقٰی لَھُمْ	اسی لئے کسی حرمت اور تعظیم میں مصروف
شَیْئًا مِّنْ ذٰلِکَ تَفَضُّلًا اَلْقَتْلُ	نہ ہو، لیکن اللہ تعالےٰ نے ازراہ تفضل
مُحَرَّمٌ اَلْاِنْقِیَادُ لِحُکْمِ الرَّبِّ	اسکا کچھ حصہ اپنے بندوں کیلئے مقرر کر
بِحَسَبِ الْوُجُوْدِ وَاَصْلُ الدِّیْنِ	دیا ہے قتل وجود کے مطابق رب تعالےٰ
مُحَرِّمٌ کُلَّ قَتْلٍ وَّمُحْسِنٌ کُلَّ	کا مطیع ہونا قتل کی حرمت کا مقتضی
اِیْجَادٍ وَنَزَلَ فِیْ مَلَابِسِ الْوَحْیِ	ہے دین کی بنیاد اسی پر ہے، کہ ہر
فَاسْتَثْنَی الْقِصَاصَ وَالْجِھَادَ	ایک قسم کا قتل حرام اور ہر ایک

ایجاد مستحسن ہو جب وحی کے ذریعہ اس کا ظہور ہوا تو قصاص اور جہاد کو مستثنیٰ کر دیا،

وَالسَّرِقَۃُ یُحَرِّمُہُ الْاِنْقِیَادُ	اور اسی طرح چوری غنا کے مطابق اللہ
لِحُکْمِ الرَّبِّ بِحَسَبِ الْغِنَاءِ	تعالےٰ کی اطاعت اور اسکی فرمانبرداری
فَنَزَلَ فِیْ مَالٍ کَذَا وَ	اس کی حرمت کی مقتضی ہے چنانچہ
کَذَا وَالزِّنَا تُحَرِّمُہُ الْعِصْمَۃُ	اسی کے مطابق احکام نازل ہوئے زنا
وَاسْتَثْنٰی مِنْ مُّقْتَضٰی	عصمت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ حرام
الْکُلِّیِّ فِیْ مَلَابِسِ الْوَحْیِ	ہو جب یہ اقتضا نزول وحی کی صورت
النِّکَاحُ اِلٰی اَرْبَعٍ	میں متشکل ہوا، تو چار بیویوں تک کی

وَالْقَذْفُ وَالْغِيْبَةُ وَغَيْرُهُمَا	اجازت دیدی گئی، قذف محصنات اور
كُلُّهَا يُحَرِّمُهَا الرَّبُّ بِحَسْبِ	غیبت وغیرہ ان سب کو اللہ تعالٰے
الْجَاهِ وَأَكْلُ الْخَبَائِثِ	نے جاہ کے مطابق حرام کر دیا ہے،
يُحَرِّمُهَا الْوَجَاهَةُ وَ	اکل خبائث ایک ایسا فعل ہے کہ
نَزَلَ فِي عَادَاتِ الْعَرَبِ	جسے وجاہت حرام قرار دیتی ہے اسکے
فَالطَّيِّبُ مَا يَعُدُّونَهُ طَيِّبًا	مطابق جو وحی نازل ہوئی وہ عادات
وَالْخَبِيْثُ مَا يَعُدُّوْنَهُ خَبِيْثًا	عرب کے مطابق نازل ہوئی، طیب اور
وَالْمُسْكِرُ تُحَرِّمُهُ الْحِكْمَةُ وَ	خبیث کا وہی مفہوم معتبر ہے جسے اہل عرب طیب اور خبیث
اسْتَثْنَى النَّبِيْذَ وَغَيْرَهُ الرِّبُو	سمجھتے ہوں سکر کی حرمت کا موجب حکمت ہے جس نبیذ
فِي الْبَيْعِ يُحَرِّمُهُ الرَّبُّ بِحَسْبِ	وغیرہ مستثنٰی ہیں، خرید و فروخت میں
الْغِنَاءِ وَلَمْ يَظْهَرْ حُكْمُهُ إِلَّا فِي الْمَطَاعِمِ	اللہ تعالٰے نے ربوا کو غناء کے مطابق
أَوْ لِنَقْدًا أَوْ لِنَسِيْئَةٍ وَتَدَبَّرْ	حرام قرار دیا ہے، اور اس کے احکام

خوراک کی اشیا نقد اور ادھار کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں

الظِّهَارُ زُوْرٌ يَرِدُ عَلَيْهِ	ظہار معنی مجازی کو محفوظ رکھتے
أَنَّهُ يَصِحُّ بِالْمَعْنَى الْمَجَازِيِّ	ہوئے صحیح سمجھا جاتا ہے (ورنہ ایک
قُلْنَا لَمَّا ضَعُفَتِ الْعَلَاقَةُ	جھوٹی بات ہے) لیکن چونکہ علاقہ
مَا عُدَّ مُسْتَقِيْمًا فِي	مجاز کا بہت کمزور تھا اسلئے وحی نے
مَرَاطِنِ الْوَحْيِ وَبِالْجُمْلَةِ	اس کو نظر انداز کر دیا بہر حال جو کچھ
فَهٰذَا إِجْمَالُ نَشْأَةِ الشَّرْعِ	ہم نے اسکے متعلق بیان کیا ہے، وہ

وقد تركنا الدعوة اختصارا
وسنذكرها مستوعبة في
خزائن المعاد ۔
والكلمة الجامعة عند حزب
الحكمة ان النفس الرحمانية
التشريعي والجرعة الصادرة
من الرب بحسب الكمال
تخصصهما وتنقحهما
المصلحة والعادة في مواطن
الوحي فتدبر فقد
اعطيناك امهات المسائل
وهذا كله مفوض الى
الحكيم اما الانبياء فمضمحلون
في انقياد الاسم الآمر والناهي
لا يجدون فرصة لتفتيش
هذه الاحكام والحكماء منقادون
لربهم من حيث الوحي والاسم
المتجلي فيهم فتدبر ۔

نشاۃ شرعیہ کا اجمال ہے دعوت کو ہم نے
مختصراً چھوڑ دیا اور جزا و سزا الخ کہ ہم معاد
والے خزانہ میں کریں گے۔
اہل حکمت کے نزدیک کلمہ جامعہ یہ ہے
کہ احکام شرعیہ کی تخصیص اور انکا تعین
نفس رحمانی تشریعی اور اس جہت
کا نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے کمال کے
مطابق صادر ہوتی ہے پھر وحی کے مقام
میں مصالح عباد اور انکی عادات کے
مطابق ان احکام کی تنقیح ہوتی ہے خلاصہ
یہ کہ ہم نے تم کو مسائل کے اصول بتلا دیے
ہیں ان سب باتوں میں حکیم ربانی کی طرف
رجوع کیا جاتا ہے لیکن انبیاء کرام اس اسم
پاک کی اطاعت و انقیاد میں جو آمر و ناہی
ہے اسقدر مصروف رہتے ہیں کہ ان احکام
کے متعلق بحث و تفتیش کرنیکی فرصت
نہیں ہوتی حکماء ربانیین وحی کی حیثیت
سے اس اسم مقدس کے مطابق جو ان میں
تجلی فرما ہے اس کے مطیع رہتے ہیں، اچھی طرح سمجھ لو۔

الخزانۃ التاسعۃ نواں خزانہ

احکام عالم معاد

ولها اربع منازل
الاول عالم البرزخ وسماه
رسول الله صلى الله عليه وسلم
بالقبر وتحقيق القول فيه
عندي ان النفس الناطقة
انما جبلت مربية للبدن
وانها عين هذه التربية
فليس يمكن ان النفس لا
تربي بدنا ما ابدا او بقاء
فلا جرم انها تعلقت
بالروح الطبيعي الخارج من
البدن وشأن تعلقها حفظ
موادها وقضاء جبلتها
وكسب الادراكات الخيالية

معاد کی چار منزلیں ہیں، پہلی
منزل عالم برزخ کی ہے کہ جسے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر سے تعبیر فرمایا
ہے میرے نزدیک اس کی تحقیق یہ ہے
کہ نفس ناطقہ کی تخلیق اس طرز پہ ہوئی
ہے کہ وہ جسم کی تربیت کرے اور وہ
عین تربیت ہے اسلئے کسی ایسے نفس
ناطقہ کا وجود ممکن نہیں، جو ابتداء یا
بقاء کی حالت میں کسی نہ کسی بدن کی
تربیت میں مشغول نہ ہو اس کا لازمی
نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے روح طبعی سے
تعلق پیدا کیا جو خارج از بدن ہے،
اس تعلق کی حالت میں اس کا کام یہ ہے
کہ وہ اس موخر الذکر کے مواد کو محفوظ رکھے

وَالوُهمِيَّةِ الَّتِي اَلِفَهَا ۔ اور اس کے اقتضائے معرفت کو پورا کرے اور حس اور ادراکات خیالیہ اور واہمہ سے وہ مرکب ہے انہیں حاصل کردے،

مرنے کے بعد لوگوں کے مختلف طبقات

وَاهُمُ بَعْدَ الْمَوْتِ عَلَى طَبَقَاتٍ فَمِنْهُمُ اللَّاحِقُوْنَ بِالْمَلَائِكَةِ الْعُلْوِيَّةِ الْكُلِّيَّةِ وَهُمُ الْكُمَّلُ مِنَ الْمُكَمِّلِيْنَ شَأْنُهُمْ كُلِّيٌّ وَفَيْضُهُمْ كُلِّيٌّ وَمِنْهُمُ اللَّاحِقُوْنَ بِالْمَلَائِكَةِ الْعُلْوِيَّةِ الْجُزْوِيَّةِ وَاَكْثَرُهُمُ الشُّهَدَاءُ السَّابِقُوْنَ مِنْ ضَاهَاهُمْ كَحَمْزَةَ وَشَانُهُمْ كُلِّيٌّ فِي جُزْئِيٍّ وَمِنْهُمُ اللَّاحِقُوْنَ بِالْمَلَائِكَةِ السُّفْلِيَّةِ عَلَى طَبَقَاتِهِمْ وَهُمُ الشُّهَدَاءُ الْاَبْرَارُ وَمَنْ ضَاهَاهُمْ مِنْ اَهْلِ الْفَنَاءِ الْاَوَّلِ حَالًا وَشَانُهُمْ جُزْئِيٌّ كَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِلْهَامِ اُمُوْرٍ جُزْئِيَّةٍ

مرنے کے بعد لوگوں کے طبقات مختلف ہوجاتے ہیں بعض ان میں سے ملائکہ علویہ کلیہ کے زمرہ میں شامل ہو جاتے ہیں یہ وہ کامل افراد ہوتے ہیں کہ جنکی شان اور فیض کلی ہوتا ہے بعض ملائکہ علویہ جزئیہ سے جاملتے ہیں اور اکثر شہدائے سابقین جیساکہ حضرت حمزہ وغیرہ اسی قسم سے ہیں ان کی شان جزئی میں کلی ہے بعض کا لحوق ملائکہ سفلیہ کے ساتھ اپنے مراتب کے اعتبار سے ہوتا ہے اور یہ شہدائے ابرار ہیں اور جو فنائے اول کے مقام میں باعتبار حال کے انکے مشابہ ہیں، ان کی شان جزئی ہوتی ہے مثلاً مظلوم کی مدد کرنا ایسے امور جزئیہ کی تبلیغ کرنا کہ جن سے

يَنْتَفِعُ بِهَا النَّاسُ وَرَفْعُ	لوگوں کو نفع ہو اور جزئی فتنوں کا رفع
الْفِتَنِ الْجُزْئِيَّةِ وَالْامْدَادُ	کرنا اور فتح میں معاون ہونا اور بعض
فِي الْفَتْحِ وَمِنْهُمُ اللَّاحِقُوْنَ	وہ ہیں کہ جو کامل طور پر جنوں کے ساتھ
بِالْجِنِّ لُحُوْقًا تَامًّا وَهُمُ	لاحق ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ
الَّذِيْنَ مَارَسُوا سَتْحُوْنَ	جنہوں نے ارتکاب رذائل میں عمریں
الرَّذَائِلِ تُلَخَّصُ مِنْ مَجْمُوْعِهَا	ختم کر دی ہیں کہ جن کے مجموعہ سے ایک
هَيْئَةٌ وَاحِدَةٌ فَنَتْ فِيْهَا	ہیئت وحدانی حاصل ہوئی اور ان کا
النَّفْسُ وَلِهٰذِهِ الطَّبَقَةِ	نفس اس میں فنا ہو کر رہ گیا بعض ان
جُزْئِيَّاتٌ بِحَسْبِ غَلَبَةِ	میں لوگوں کو تکلیف پہنچانے میں مشغول
بَعْضِ الرَّذَائِلِ وَمِنْهُمُ	ہیں اور بعض دوسرے امور میں لگے ہوئے
الْمُؤْذُوْنَ وَمِنْهُمْ غَيْرُ ذٰلِكَ	ہیں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے جو زمرہ
وَمِنْهُمُ اللَّاحِقُوْنَ بِالْجِنِّ	جن میں شامل ہیں لیکن انکا یہ لحوق
لُحُوْقًا نَاقِصًا وَهُمُ الَّذِيْنَ	کامل نہیں ہوتا یہ وہ لوگ ہیں جو زندگی
مَارَسُوْا مَلَكَةً وَاحِدَةً	بھر ایک ہی رذیلہ میں مصروف رہے
رَذِيْلَةً فَنَتْ فِيْهَا	اور اسی کو ملکہ راسخہ بنا لیا جسکی بنا پر
النَّفْسُ بِخُصُوْصِهَا وَلَهُمْ	ان کا نفس اسکی خصوصیات میں ختم ہو
جُزْئِيَّاتٌ بِحَسْبِ	گیا رذائل کی جزئیات کی بنا پر ان
جُزْئِيَّاتِ مَلَكَاتِ	کی نوعیات مختلف ہیں بعض ان میں
الرَّذَائِلِ وَمِنْهُمُ الْفَانُوْنَ	سے وہ ہیں کہ جنہیں کسی ایسی ہیئت

فِي هَيْئَةٍ وَاحِدَةٍ خُلِقَتْ
مِنَ الْحَسَنَاتِ ۔
وَمِنْهُمُ الْفَانُوْنَ فِي هَيْئَةٍ
حَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ عَلَى قِيَاسِ
مَا قُلْتُ فِي السَّيِّئَاتِ وَمِنْهُمْ
هَوًى أُطْلِقَ لَا حَدَّ وَلَا قَرَّ
وَلَا تَأْثِيرَ وَهُمْ أَكْثَرُ النَّاسِ
وَالْفَنَاءُ فِي الْمَلَكَةِ الْفَاضِلَةِ وَ
الدَّنِيَّةِ أَمْرٌ جَلِيلٌ فِي الذَّوْقِ
وَكَشْفِ الْحِجَابِ عَنْهُ أَنَّهُ
كَمَا يُمْكِنُ أَنْ يَفْنَى فِي اللهِ
عَزَّ وَجَلَّ وَأَسْمَائِهِ
فَكَذٰلِكَ يُمْكِنُ أَنْ يَفْنَى
فِي رُوْحٍ مَا وَقَدْ كَانَ
الْاِشْرَاقِيُّوْنَ مِنَ الْيُوْنَانِيِّيْنَ
يَتَعَاطَوْنَهُ فَيَفْنَوْنَ فِي أَرْوَاحِ
الْأَفْلَاكِ وَالْكَوَاكِبِ وَهُوَ بَاطِلٌ
عِنْدَ حِزْبِ الْحَقِّ أَوْ مَلَكَةٌ مَا
فَاضِلَةٌ أَوْ رَذِيلَةٌ أَوْ مُبَاحَةٌ

میں فنا حاصل ہے جو کہ حسنات سے
پیدا کی گئی ہے،
بعض ان میں سے وہ ہیں کہ جن کو کسی
ایک نیکی میں فناء ہونا نصیب ہوا
اور بعض وہ ہیں کہ جنکی خواہشات
مطلق ہیں کہ ان میں کوئی حد اور کسی
قسم کا قرار اور تاثیر نہیں اکثر لوگ
اسی قسم کے ہوتے ہیں، اور کسی ملکہ
فاضلہ یا ملکہ سیئہ میں فنا ہو جانا ذوق
اور وجدان کے مطابق بڑی حیثیت
رکھتا ہے کیونکہ جیسا کہ کسی انسان کو
اللہ تعالےٰ کی ذات اقدس اور اسکے
اسماء حسنیٰ میں فنا حاصل ہو سکتی ہے،
اسی طرح کسی روح میں بھی اسکا فنا ہونا
ممکن ہے اور یونان کے اشراقیین
اپنے آپ کو افلاک اور کواکب کی
ارواح عالیہ میں فناء کر دیا کرتے تھے
اگرچہ اہل حق کے نزدیک یہ چیز باطل
ہے یا کسی ملکہ فاضلہ یا رذیلہ یا مباحہ

أَلَيْسَ أَنَّ هٰذِهِ الْأُمُوْرَ
مَوْجُوْدَةٌ فِيْ نَشْأَةٍ مَادَ لَهَا
خُصُوْصِيَّاتٌ بِمَا هِيَ هِيَ
أَلَيْسَ أَنَّ لِكُلِّ مَوْجُوْدٍ طَرِيْقًا
إِلَى الْمَوْجُوْدِ الْآخَرِ وَمُنَاسَبَةً
مَعَهُ إِمَّا لِاتِّحَادِ النَّشْأَةِ أَوْ
لِلتَّجَانُسِ الدُّنْيَاوِيَّةِ فَإِذَا
تَمَثَّلَتْ مَلَكَةٌ عِنْدَهُ
بِزِيْنَتِهَا وَوَقَعَتْ فِيْ قَلْبِهِ
مَوْقِعًا اتَّبَعَتْهَا النَّفْسُ حَتّٰى
جَامَعَتْهَا فِيْ مَوَاطِنِهَا
وَانْصَبَغَتْ بِهَا ۔

ہیں فنا کہہ دیا گیا ہے آخر یہ چیزیں
بھی تو کسی نشأۃ میں موجود ہیں اور انکی
بھی خصوصیات ہیں کہ جن سے اس کی
ماہیت متعین ہوتی ہے اور اسی طرح
ایک موجود کو دوسرے موجود کی طرف
راستہ اور مناسبت ہوتی ہے یا تو اتحاد
نشأت کی بنا پر ہو یا تجانس دنیاوی
کی وجہ سے اب جو ملکہ کسی نظر میں اچھا
ہوتا ہے تو وہ اس کے دل میں گھس
جاتا ہے اور اس کے رگ و پے
میں سرایت کر جاتا ہے اور نفس اسی
کا تابع ہو جاتا ہے،

انسان کے اقسام

وَالنَّاسُ صِنْفَانِ
صِنْفٌ مُنْصَبِغُوا الْمِزَاجِ
وَهُمْ إِنْ تَوَجَّهُوْا بِالْقَلْبِ
لِرَبِّ تَعَالٰى جَدُّهُ
فَنُوْا فِيْ لَحْظَةٍ

لوگوں کی دو قسمیں ہیں، ایک
جماعت تو وہ ہے کہ جن کے مزاج میں
یہ رنگ قبول کرنے کی صلاحیت ہے
یہ لوگ اگر اللہ تعالیٰ کی جانب
متوجہ ہوں تو انہیں بہت جلد فنا

ولم يتحقق لهم الفناء الشفاهي
الذي يحتاج الى كرة التجلي
كرة بعد اولى ومرة الجذب
مرة بعد اخرى فهذا الصنف
في خطر عظيم ان لم يفنوا
في الله فيوشك ان يفنوا
في ملكة فاضلة او غيرها و
صنف غير منصبغ بالمزاج وهم
الذين ان توجهوا الى الغير الحق تحقق
لهم الفناء الشفاهي وهذا الصنف
منزه من المخاوف في المهالك فتدبر

حاصل ہو سکتی ہے ان لوگوں کو فناء
شفاہی حاصل نہیں ہوتی کہ جسکے لیئے
اس چیز کی حاجت ہے کہ یکے بعد دیگرے
وہ تجلی سے مشرف ہوں اور مرۃ بعد
اخری انہیں جذب حاصل ہو اس قسم
کے لوگ ہمیشہ خطرہ میں رہتے ہیں، اگر
انکو فنا فی اللہ کا مقام حاصل نہ ہو تو
ممکن ہے کہ وہ کسی ملکہ فاضلہ یا رذیلہ
میں فنا ہو جائیں اور ایک قسم وہ ہے
کہ جن میں اس رنگ کے قبول کرنیکی
صلاحیت نہیں یہ لوگ اگر ذات اقدس کی طرف توجہ
کریں تو ان کو فناء شفاہی حاصل ہوتی ہے ان لوگوں کو کسی قسم کا خوف اور خطرہ نہیں۔

ثم ان مزاج البدن قد
يحدث هيئة خليطة بين
النفس وبين الحواس كما قال
الله تعالى ولكنه اخلد الى
الارض فلا قوة لصاحب
هذا الخلط قريبة
الى التخلص والتجرد

پھر یہ بات بھی یاد رکھو کہ کبھی کبھی
مزاج بدن کو ایک ایسی ہیئت حاصل
ہوتی ہے جس میں نفس اور حواس کے
اثرات مخلوط ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ
تعالے نے فرمایا ہے کہ لیکن وہ زمین
کی طرف جھکا اس اختلاط والے کو
تخلص اور تجرد کا قرب بھی حاصل نہیں

وَ قَدْ يَكُوْنُ ذٰلِكَ مُتَوَارِثًا لِمَا اَنَّ نَفْسَ الْمَوْلُوْدِ مُتَوَلِّدٌ مِنْ نَفْسِ الْوَالِدَيْنِ كَمَا ذَكَرْنَا ؛	ہوتا بعض اوقات یہ حالت موروثی ہوتی ہے کیونکہ ہم بیان کر چکے کہ اولاد کا نفس اسکے والدین کے نفس سے متولد ہوتا ہے ،
وَاَصْحَابُ هٰذَا الْمِزَاجِ صِنْفَانِ صِنْفٌ لَا يَحْمِلُ الْخَبِيْثَ وَالطَّيِّبَ لِقُوَّةِ الْخَلْطِ وَصِنْفٌ يَتَحَمَّلُهُمَا وَالَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْخَبِيْثَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ مَرَدَةِ الْجِنِّ وَقَدْ يَتَّفِقُ تَوَافُقُ الْقَبِيْلَةِ عَلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ لِمَا فَرَشْنَا وَمِنْ نَتَائِجِ الْعِرْفَانِ حِيْلَةٌ بِهَا يَصِيْرُ صَاحِبُ هٰذَا الْمِزَاجِ الْخَبِيْثِ فَانِيًا فِي الْمَلَكَاتِ الْحَسَنَةِ وَفِيْ هٰذَا الْمَنْزِلِ عُلُوْمٌ وَمَعَارِفُ وَتَاثِيْرَاتٌ عَجِيْبَةٌ لَيْسَتْ فِيْ غَيْرِهٖ وَذٰلِكَ لِاَنَّهٗ خَلَعَ الشَّوَاغِلَ الْخَسِيْسَةَ مَعَ الدُّنْيَاوِيَّةِ الْمُدْرِكَةِ ؛	اور اس مزاج کے لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو قوت غلط کی بنا پر طیب اور خبیث کے متحمل نہیں ہوتے اور دوسری قسم کے لوگ اسکے متحمل ہوتے ہیں جو لوگ اس میں خباثت کے حامل ہیں وہ سرکش جنوں کے زمرہ میں داخل ہیں ان دونوں کا قبلہ توجہ ایک ہوتا ہے اور عرفان کے نتائج میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی ایسی تدبیر کیجائے کہ خبیث ملکات حسنہ میں فنا ہو جائے اور اس مقام پر عجیب و غریب علوم و معارف اور تاثیرات کا ظہور ہوتا ہے جو اور کسی مقام پر نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں شواغل خسیسہ کے ساتھ اور ادراکات دنیاویہ زائل ہو جاتے ہیں ،

والقول الجلي في ذلك ان
الناس في هذا العالم لهم
قوى ثلث الخيال والوهم و
الادراك والتعليم والتعلم منهم
انما يكون باولئك ولهذا انتهائهم
فناؤهم هنالك في ملكاتهم لا هنا
واعلم ان الناس في
نشأة القبر مسئولون
عن اخلاقهم وملكاتهم وفي
نشأة الحساب مسئولون
عن اعمالهم وعقائدهم

اور ظاہری چیز یہ ہے کہ اس عالم میں
انسان کی تین قوتیں ہیں، خیال وہم
اور ادراک تو تعلیم و تعلم ان ہی سے
ہوتا ہے اور اسی وجہ سے ان کی فناء
اس مقام کے علاوہ انکے ملکات
میں ہوتی ہے،
اور یہ بھی یاد رکھو کہ عالم برزخ میں انسانوں
سے ان کے اخلاق اور ملکات کے
متعلق سوال کیا جاتا ہے اور عالم حساب
میں ان کے اعمال اور عقائد سے باز
پرس ہوتی ہے،

میت کو چار طریقوں سے نفع پہنچایا جا سکتا ہے

ولكن مما تحققه
ذوقنا انه لا يجوز ان
ينعمل للميت الا على
اربعة وجوه اما ان
يبر اقاربه واحبائه
فكانه يبربه

ہمارے ذوق کے مطابق تحقیقی
بات یہ ہے کہ میت کو چار طریقوں
میں سے کسی ایک طریقہ کے ساتھ نفع
پہنچایا جا سکتا ہے میت کے اقارب
اور احباب کے ساتھ نیک سلوک کیا
جائے یہ خود اس میت کے ساتھ احسان

وَاِمَّا اَنْ يَزُوْرَهُ وَيَقْرَأُ
عِنْدَهُ الْقُرْاٰنَ فَيَأْنَسُ
بِهٖ وَاِمَّا اَنْ يَنُوْبَ عَنْهُ
فَيَتَصَدَّقُ عَنْهُ اَوْ يُعْتِقُ
عَنْهُ اَوْ يَحُجُّ عَنْهُ كَمَا فِي
الْحَوَالَةِ عَنِ الْمَيِّتِ وَغَيْرِهَا
وَاِمَّا اَنْ يَسْتَغْفِرَ اللّٰهَ تَعَالٰى
لَهٗ فَيَقْبَلُ بِفَضْلِهٖ وَيَرْفَعُ
دَرَجَاتِهٖ وَيَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهٖ
وَاَمَّا مَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ
الْاِسْتِمْدَادِ وَالْفَاتِحَةِ وَغَيْرِهِمَا
فَلَيْسَ بِشَيْءٍ۔
وَاِذَا قَرَعَ سَمْعَكَ مَا صَحَّ
مِنْ مَنْبَعِ النُّبُوَّةِ عَلٰى ذَوِيْهَا
الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ مِمَّا
يَدُلُّ عَلٰى تَجَرُّدِ الْاَرْوَاحِ
لِطَيَرَانِهَا مَعَ الْمَلَائِكَةِ
فَاجْعَلْهُ مِنْ مُؤَيِّدَاتِ
مَا اَفَضْنَا اِلَيْكَ اَنَّ

کرنا ہوگا مثلاً میت کی زیارت کو جائیں
اور اس کے پاس قرآن مجید کی تلاوت
کریں اس سے اس کو انس حاصل ہوتا
ہے یا (۲) اس کی طرف سے نائب ہوکر
صدقہ کریں یا غلام آزاد کریں یا حج کریں
جیسا کہ میت کی طرف سے حوالہ کیا جاتا
ہے یا (۳) یا اللہ تعالیٰ سے اس کے
لئے استغفار کریں اس کو اللہ تعالیٰ
اپنے فضل سے قبول فرما کر اس کے
درجات بلند فرمائے گا اور اس کی
سیئات معاف کرے گا لیکن استمداد اور مروج
فاتحہ وغیرہ کی کوئی اصلیت نہیں۔
اور جس وقت تمہارے کانوں نے یہ بات
سمجھ لی جو کہ ہم نے چشمہ نبوت علی صاحبہا
الف الف صلوٰۃ والف الف تسلیم سے
نقل کی ہے تو پھر سمجھو کہ یہ چیز جو تجرد
ارواح اور روحوں کے ملائکہ کے ساتھ
پرواز کرنے پر دلالت کرتی ہے تو اسے
ہمارے افاضات کا مؤید سمجھو کیونکہ

لَهُمْ اَمْكِنَةٌ شَتّٰى فَوْقَ السَّمَاءِ وَ	روحوں کی قرارگاہیں مختلف ہیں آسمان
عِنْدَ الْقَابِرِ وَفِى كُرَةِ الْهَوَاءِ ۔	کے اوپر قبر کے پاس اور کرہ ہوائیہ ہیں،
وَالْاَصْلُ فِى تَخْصِيْصِ الْاَمْكِنَةِ	تخصیص مکان کی بناء اس پر ہے،
بَعْضُهَا دُوْنَ بَعْضٍ لُحُوْقُهُمْ	کہ بعض روحیں بعض خاص جماعتوں
بِالطَّائِفَةِ الْمَخْصُوْصَةِ وَلَهُمْ	میں جاکر شامل ہوجاتی ہیں اور انکے
اَنْوَاعٌ مِنَ الْعَذَابِ كَالْعِلْمِىِّ	عذاب کی بھی قسمیں مختلف ہیں، علمی
وَالْمَحْسُوْسِىِّ الْحِسِّىِّ وَ	اور محسوس حسی، کسی خاص قسم کے عذاب
اَلْاَصْلُ فِى تَخْصِيْصِهَا	میں مبتلا ہونیکی وجہ وہ ملکات
مَلَكَاتٌ اِتَّصَفَ بِهَا	ہوتے ہیں کہ جن سے آدمی اپنی اپنی
لِاِسْتِعْدَادِ الْبَدَنِ وَمِثْلُ	استعداد کے مطابق موصوف ہوتا ہے
ذٰلِكَ اَنْوَاعُ الثَّوَابِ وَقَدْ	اور ثواب کے اقسام بھی اسی طرح ہیں
يَبْقَى الْبَدَنُ مَحْفُوْظًا لِقُوَّةِ	بعض اوقات میت کا جسم محفوظ رہتا
النَّفْسِ وَاِيْوَاءِهَا اِلَى الْقَبْرِ	ہے جس کی وجہ نفس کا قوی ہونا اور
وَهٰذَا كَثِيْرًا لِشُهَدَاءِ	قبر کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے اکثر شہداء
وَحَمَلَةِ الْقُرْاٰنِ وَلِلْعَذَابِ	اور حافظ قرآن اسی قسم میں داخل ہیں،
الْمَحْسُوْسِىِّ سَبَبٌ	عذاب محسوس کے بھی کچھ اسی قسم کے
كَذٰلِكَ ۔	اسباب ہوتے ہیں،
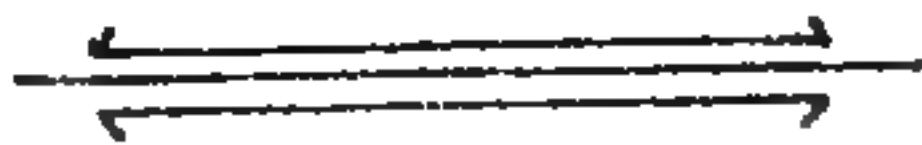
اَلْمَنْزِلُ الثَّانِیْ مَنْزِلُ الْقِیَامَۃِ الْکُبْرٰی وَالْبَعْثِ

دوسری منزل قیامت کبریٰ اور بعث بعد الموت

مسیح دجال اور مہدی علیہ السلام

اِعْلَمْ اَنَّ الْیَھُوْدَ لَمَّا طَغَوْا وَبَغَوْا وَقَتَلُوا النَّبِیِّیْنَ وَھَتَکُوْا بِعِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ صَلَوَاتُ اللہِ عَلَیْھِمَا وَعَلَیْھِمْ مُلِئَتْ صَحِیْفَتُھُمْ جَوْرًا وَجَفَاءً وَبَلَغَتْ خَطِیْئَاتُھُمْ عَنَانَ السَّمَاءِ۔

جب یہود کی سرکشی اور ان کا تمرد و عصیان حد سے تجاوز کر گیا چنانچہ انبیاء کرام کو قتل کیا اور حضرت مسیح کی توہین کی تو ان کے صحف اعمال ان مظالم اور بداعمالیوں سے لبریز ہو گئے اور انکے گناہوں کے اثرات آسمان تک پہنچ گئے،

وَالشُّرُوْرُ الَّتِیْ کَانَتْ مِنْ قَبْلُ فِیْ عَادٍ وَثَمُوْدَ وَغَیْرِھِمْ اَیْضًا بَلَغَتْ عَنَانَ السَّمَاءِ وَکَانَ لَھَا اٰثَارٌ بِخُصُوْصِھَا فَلَمَّا کَانَتْ شُرُوْرُ الْیَھُوْدِ اتَّحَدَتْ مَعَھَا ثُمَّ تَوَحَّدَتِ الشُّرُوْرُ کُلُّھَا وَاحِدًا وَتَحَقَّقَتْ فِی النَّشْاَۃِ اَتَمَّ وُعَاءٍ وَاَکْمَلَ

اس سے پہلے عاد اور ثمود اور دیگر اقوام طاغیہ کے گناہ آسمان تک فضا پر کم چکے تھے اور انکے آثار خصوصی نمایاں ہو چکے تھے اب یہود کی برائیاں ان کے ساتھ مل کر تمام شرور کی ایک وحدت ہو گئی اور ایک ایسے عالم میں ان کا تحقق ہوا جو اس عالم سے کامل تر ہے

فكانت رجلا سويا هو
المسيح الدجال منسلخا
في جانب الشرور وكل
منسلخ لابد تنفلح غفلته
منه تعالى فلم تزل الحوادث
الشرية تقع وكما لم تزايد
حينا فحينا حتى بعث
رسول الله صلى الله عليه
وسلم وطلع الاسم
المطلق من فؤاده فاضطر
الدجال واعتزل جانبا
فلما بعد العهد عنه صلى
الله عليه وسلم وكثرت
الشرور وكثرت الوقائع
صار كما لم يتزايد وقتا
بعد وقت وكل شر
يلحق به لحوق الجزئي
بالكلي حتى اذا ملئت
الارض جورا

یہ برائیاں ایک زندہ مجسمہ کی شکل میں
نمایاں ہوئیں جسکا نام اصطلاح شرع
میں مسیح دجال ہے دجال کو شرور کی
جانب سے انسلاخ حاصل ہے اور انسلاخ
خواہ کسی جانب ہو وہ از تقار کا موجب
ہوتا ہے چنانچہ برائیاں ظہور کرتی رہیں
اور دجال اپنی کاملیت اور تمام کو
پہنچ گیا یہاں تک کہ رسول کریم صلی
اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اسم مطلق
آپکے قلب مبارک سے روشن ہوا، تو
دجال مجبوراً روپوش ہو گیا لیکن جب
عہد نبوت پر ایک زمانہ گزر گیا اور
شرور کی کثرت ہوئی اور برائیوں کے
واقعات بکثرت ظاہر ہونے لگے تو
دجال کی شرارتوں میں پھر ترقی شروع
ہوئی اور جو برائی دنیا میں ہوتی تھی وہ
اسکے ساتھ جا ملتی جسطرح کہ جزئی اپنی
کلی سے لاحق ہو جاتی ہے اور جب
اس طرح تمام زمین ظلم اور بداعتقادیوں

وَظُلْمًا وَضَلَّتْ اَكْثَرُ
الْاُمَّةِ فَاَخَذَ بِحُقُوْقِهَا
الْاِسْمُ الْجَامِعُ الْمُحَمَّدِيُّ
فَتَجَلّٰى بِرَجُلٍ اِسْمُهٗ
كَاسْمِهٖ بِعَيْنِهٖ وَخُلُقُهٗ
كَخُلُقِهٖ وَهِدَايَتُهٗ كَهَدْيِهٖ
فَاَقَامَ بِهِ الْاُمَّةَ
الْعَوْجَاءَ وَمَلَاَ الْاَرْضَ
عَدْلًا فَانْقَبَضَ الدَّجَّالُ
حِيْنَئِذٍ وَلَمْ يَمْلِكْ
نَفْسَهٗ فَخَرَجَ يَدَّعِي
الْاُلُوْهِيَّةَ وَيُفْسِدُ فِي
الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ
وَيُضِلُّ النَّاسَ حَتّٰى
يَبْلُغَ ذٰلِكَ عَنَانَ السَّمَاءِ
فَزَاحَمَهُ الْاِسْمُ الْعِيْسَوِيُّ
لِاَنَّهٗ مَحَاقٌ لِشُرُوْرِ
الْيَهُوْدِ الَّتِيْ مِنْهَا نَشَاَتْ
بُنْيَتُهٗ وَتَاَيَّدَ ذٰلِكَ

سے لبریز ہو جائے گی اور امت مرحوم
کے اکثر لوگ گمراہی میں مبتلا ہونگے
تو اسم جامع محمدی اس حالت میں ان کی
دستگیری فرمائیگا اور وہ اسم پاک ایک
ایسے شخص پر تجلی فرمائیگا جن کا نام
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی
کے موافق ہونیکے علاوہ ان کا حلیہ اور
اخلاق بھی آپ کے موافق ہوں گے
انکے ذریعہ اللہ تعالےٰ اس امت کو جو
مبتلائے ضلالت ہوگی راہ راست پر
لائیگا اور وہ زمین کو عدل و انصاف
کے ساتھ بھر دیں گے اس وقت دجال
سے نہیں رہا جائیگا اور وہ الوہیت کا
دعویٰ شروع کر دیگا اور ہر طرف سے
لوگوں کو گمراہ کرنے میں ہمہ تن مصروف
ہوگا جب اسکی یہ کوشش انتہا تک
پہنچ جائیگی تو اسم پاک عیسوی اس کے
مٹانے پر متوجہ ہوگا اس تخصیص کی وجہ
یہ ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام یہود کی شرارتوں

بِكَمَالِ الْاِسْمِ الْجَامِعِ
الْمُحَمَّدِيِّ فَنَزَلَ وَقَتَلَ
الدَّجَّالَ وَمَلَكَ الْاَرْضَ وَ
اَدّٰى حَقَّ الْاِسْمِ الْجَامِعِ ثُمَّ
سَطَعَ رُوْحُ الدَّجَّالِ وَسْطَ
شُرُوْرٍ مُتَوَحِّدَةٍ شَرًّا وَاحِدًا
فَاَهْلَكَ النَّاسَ بِيَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ
ثُمَّ اِنْ تَفَعُّتَ بِهِمَّةِ عِيْسٰى وَلَمَّا
قُبِضَ عِيْسٰى وَاِنْهَمَكَ النَّاسُ فِي
الشُّرُوْرِ وَصَارَ الدَّجَّالُ رُوْحًا
سَرَتْ وَتَمَّ الْفَسَادُ عُمُوْمًا لَا
يُسْتَطَاعُ تَحْرِيْرُهٗ وَلَا تَقْرِيْرُهٗ جَاءَتِ
الْقِيَامَةُ مُجَاءً لِنِظَامِ الْعَالَمِ وَ
مُفْسِدَةً لِتَرْتِيْبِهٖ فَمَضٰى عَلٰى
ذٰلِكَ بُرْهَةٌ مِّنَ الزَّمَانِ ۔
ثُمَّ اَنْشَاَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ
نَشْاَةً اُخْرٰى تَتَعَلَّقُ
النُّفُوْسُ بِالْاِسْتِيْلَاءِ

کیلئے بمنزلہ محاق کے تھے اور اسم جامع
محمدی سے اسے مزید تقویت حاصل ہوگی
اور حضرت عیسٰی علیہ السلام نازل ہوکر
دجال کو قتل کرینگے اور زمین پر حکومت
کرکے اسم جامع کا حق ادا کرینگے تھوڑے
زمانہ کے بعد دجال کی روح جو مجموعہ
شرور کی وحدت تھی یاجوج ماجوج کی
شکل میں ظاہر ہوگی چنانچہ لوگوں کو یہ
ہلاک کریں گے اور ان کے اثرات پھر حضرت عیسٰی
علیہ السلام کی توجہ سے ختم ہوجائینگے جب عیسٰی علیہ
السلام رحلت فرمائیں گے لوگ پھر برائیوں میں مبتلا
ہوجائیں گے دجال کی روح مطرح ان میں سرایت
کرتی جائے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شر اتنا پھیلے گا جس کے
بیان کی تقریر وتحریر قوت نہیں رکھتی اسی حالت
میں قیامت کا ظہور ہوگا جس سے تمام نظام عالم درہم
برہم ہوجائے گا اور کوئی چیز بھی موجودہ نظم کے مطابق نہیں رہے گی ۔
اسی طرح زمانہ گذر جائیگا اور پھر اللہ
تعالٰے ایک اور نشاۃ کا آغاز فرمائیگا
اور پھر ارواح کو پیش آمدہ معدات کے

الْمُعَلَّاتِ تُقَعِّرُ وَيُبْعَثُوا وَ
حِينَئِذٍ يَكُونُونَ دُنْيَاوِيِّينَ
كَمَا كَانُوا ثُمَّ بَعْدَ بُرْهَةٍ
يُفَاضُ عَلَيْهِمُ السُّبُوغُ
فَيَتَشَاوَتُ نَشْأَةً أُخْرَى
وَقَدْ وَرَدَ فِي بَعْضِ
الْأَحَادِيثِ أَنَّهُ يُمْطَرُ
هُنَالِكَ مَطَرٌ فَيَنْبُتُونَ فَإِنْ
صَحَّ فَهُوَ بَيَانٌ لِلْمَعْنَى وَوَرَدَ
فِي بَعْضِهَا أَنَّهُمْ يَتَحَيَّرُونَ حَيْرَةً
شَدِيدَةً ثُمَّ يُدْعَوْنَ إِلَى
الْمَوْقِفِ وَهٰذَا شَرْحٌ لِلنَّشْأَةِ
الْأُخْرَى كَمَا ذَكَرْنَا ؛

وَالنَّاسُ عِنْدَ قُرْبِ
الْقِيَامَةِ عَلَى ضُرُوبٍ شَتَّى
مِنْهُمْ كَامِلٌ تَامُّ الْكَمَالِ وَ
مِنْهُمْ نَاقِصٌ تَامُّ النُّقْصَانِ
وَذٰلِكَ لِأَنَّ الشَّرَّ الْكَامِلَ
هُنَالِكَ لِلدَّجَّالِ وَالْخَيْرُ

مطابق اجسام کیساتھ تعلق حاصل ہوگا
اور سب کو مبعوث کیا جائیگا اور اس
وقت سب اسی حالت پر ہو جائینگے
جیسا کہ دنیا میں پھر کچھ زمانہ کے بعد ان
پر سبوغ کا افاضہ کیا جائیگا اور وہ ایک
اور نشأۃ اختیار کریں گے، اور بعض
احادیث میں آیا ہے کہ اسوقت ان پر
بارش برسائی جائے گی سو اگر یہ خبر
صحیح ہے تو پھر یہ معنی کا بیان ہے
اور بعض احادیث میں ہے کہ ان پر سخت
حیرت طاری ہوگی پھر ان کو موقف
کیجانب بلا جائیگا غرضکہ یہ نشأۃ اخری
کی تشریح ہے،

قیامت کے قریب لوگوں کی
مختلف قسمیں ہونگی بعض ان میں سے
کامل ہونگے کہ جنکا کمال تام ہوگا اور
بعض ناقص کہ جنکا نقصان بھی کامل ہوگا
اور یہ اس وجہ سے کہ شر اس وقت دجال
کی وجہ سے کامل ہے اور امام مہدی

المهدي وعيسى عليهما السلام
ولذلك عمل هؤلاء وهؤلاء كل
فيما هو بلقاء وجهه والتوحيد
حينئذٍ منكشف على طوائف
الناس اما الخيار فلانسلاخهم
واما الشرار فلانقيادهم
للدجال بحسب الاستعداد.
والدولة بحسب الظاهر
ينقسم على شعوب الناس
لكل في زمان وكان للحجاز
ثم للعراق ثم لاهل الفارس
ثم لاهل الهند ورجع اليوم
الى الافاغنة ولكن الدولة
الباطنية على هذا الترتيب
ولكن الافاغنة واهل الفارس
لا يوجد فيهما الانسلاخ
قط فلما لا تهم مزاجية.

اور عیسیٰ علیہ السلام کی بنا پر خیر کامل ہے
اسلئے ہر ایک کو اسی کے مطابق پیرو
ل جائیں گے اور توحید تو اسوقت
تمام لوگوں پر منکشف ہو جائے گی،
نیکوں پر تو انسلاخ ہونے کی وجہ سے
اور بروں پر اسلئے کہ وہ حسب استعداد
دجال کے مطیع ہوں گے
اور دولت ظاہر کے لحاظ سے مختلف
اعصار میں مختلف لوگوں پر منقسم ہو
گی، اولاً حجاز پھر عراق اور پھر فارس
اور اسکے بعد ہندوستان والے اور
آج کل افغان اس پر فائز ہیں اور
اسی طرح دولت باطنیہ اسی ترتیب کے
مطابق ہو گی لیکن افاغنہ (افغان)
اور اہل فارس میں قطعی طور پر انسلاخ
نہیں ہو گا، کیونکہ ان کے کمالات
مزاجی ہیں،
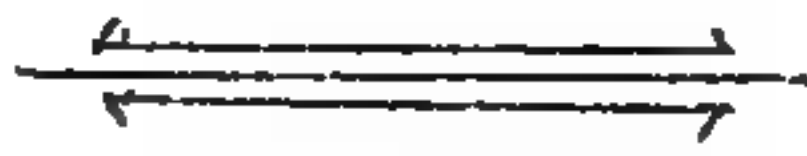
المنزل الثالث منزل یوم الدین

تیسری منزل ۔ یوم جزا و سزا

وَفِيهِ مِنَ الْعَجَائِبِ مَا	اور اس میں وہ عجائبات ہیں جو
لَيْسَ فِي غَيْرِهِ وَتَحْقِيقُ الْقَوْلِ	اور مقامات میں نہیں، اور تحقیقی قول
فِيهِ أَنَّهُ مَنْزِلٌ جِسْمَانِيٌّ	یہ ہے کہ یہ ایک منزل جسمانی ہے جس کی
يُفَارِقُ جِسْمَانِيَّتُهُ جِسْمَانِيَّةَ	جسمانیت دنیا کی جسمانیت سے دو طریقوں سے جدا ہے
الدُّنْيَا مِنْ وَجْهَيْنِ قَدْ	اور ہم ان کا تذکرہ پہلے کر چکے، کیونکہ
ذَكَرْنَاهُمَا مِنْ قَبْلُ لَمَّا عَلِمْنَاكَ	تمہیں علم صحف کا علم ہو گیا ہے تو اس
عِلْمَ الصُّحُفِ فَاعْلَمْ إِذًا أَنَّهَا	وقت یہ سمجھو کہ میدان قیامت میں
تُسْتَحْضَرُ تِلْكَ الصُّحُفُ فِي	صحف کو حاضر کیا جائیگا اور جلالی
الْعَرَصَاتِ ثُمَّ تَفَاضَ عَلَيْهَا	وجمالی دونوں طریقوں سے اس پر
الشُّيُوعُ الْجَلَالِيُّ وَالْجَمَالِيُّ فَيَتَمَثَّلُ	افاضہ ہوگا، تو وہ صورتیں اجساد میں
تِلْكَ الصُّوَرُ أَجْسَادًا وَتُلْغُوا	متمثل ہوں گی اور وہ افعال مباحہ کہ
الْأَفْعَالُ الْمُبَاحَةُ الَّتِي لَا تُورِثُ	جن سے کوئی خبیث ملکہ پیدا نہیں ہوتا
مَلَكَةً خَبِيثَةً وَلَا صَدَرَتْ مِنْ	اور نہ ہی قوائے باطنی سے کوئی خبث
خُبْثِ قُوًى فِي الْبَاطِنِ لَا مَلَكَةً	صادر ہوتا ہے اور نہ ملکہ طیبہ ہوتا ہے

طَيِّبَةً وَلَا صَدَرَتْ مِنْ طَيِّبٍ قُوًى فِي الْبَاطِنِ وَلَا نَمَا وَاضْمَحَلَّ لِعَدَمِ وُصُولِ الشُّيُوعَيْنِ إِلَيْهِمَا ؛	اور نہ قوائے باطن سے کوئی ملکہ طیبہ صدور کرتا ہے ان سب کو لغو کر دیا جائے گا اور یہ سب مضمحل ہوں گے کیونکہ سیوغ کی ان تک رسائی نہ ہوگی،

صفت علم تمیزی

ثُمَّ إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالَى صِفَةً هِيَ الْعِلْمُ التَّمْيِيزِيُّ أَيْ صِفَةً هِيَ مَلَكَةُ التَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُتَلَبِّسِينَ الْمُشْتَبِهَيْنِ وَالْآيَاتُ الَّتِي تَدُلُّ عَلَى أَنَّ وَاقِعَةَ الْأُحُدِ مَثَلًا كَانَتْ لِيَعْلَمَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلِيَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ إِنَّمَا الْمَرَامُ مِنْهَا فِي مَا نَرَى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنَّ هٰذِهِ الصِّفَةَ التَّمْيِيزِيَّةَ هُوَ سَبَبٌ وَمَبْدَأٌ لِهٰذِهِ الْوَاقِعَةِ كَمَا أَنَّهَا مِنْ ظِلَالِ سَائِرِ الصِّفَاتِ	پھر اللہ تعالےٰ کی صفات میں سے ایک صفت علم تمیزی ہے جس کا مفہوم وہ ملکہ ہے جس کے ذریعہ مشتبہ اور ملتبس چیزوں میں فرق کیا جا سکے اور وہ آیات جو کہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ واقعہ احد مثلاً اس لئے ہوا تھا تا کہ اللہ تعالےٰ صادقین اور کاذبین کو جان لے اسی صفت پر دال ہیں مقصود اس سے یہ ہے جیسا ہم سمجھتے ہیں واللہ اعلم کہ یہی صفت تمیزی اس واقعہ کے ظہور میں انکا مبدا اور سبب بھی جیسا کہ دیگر صفات کا بھی اسی واقعہ میں ظہور ہوا اس صفت کے

اَیْضًا وَمِنَ الْعَکُوْسِ لِھٰذِہٖ	عکوس اور مظاہر میں سے ایک جوہری چیز
الصِّفَۃِ جَوْھَرٌ عَلٰی شَاکِلَۃِ	ہے جس کو میزان سے مشابہت ہے
الْمِیْزَانِ بِھَا یَتَمَیَّزُ بَیْنَ	اور جو حسنات وسیئات میں فرق کرنیکا
الْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّئَاتِ لِلْحِسَابِ	ذریعہ ہے حسنات بھی اسی صفت کا
اَیْضًا مِنْ مَظَاھِرِھَا فَیَفَاضُ	مظاہر ہے جس وقت میزان قائم ہو گی
حِیْنَ اِقَامَۃِ الْمِیْزَانِ اِفَاضَۃً	تو تمام موجودات پر اس صفت تمیزی
اِجْمَالِیَّۃً کُلِّیَّۃً عَلٰی ھَیَاکِلِ	کا اجمالی مظاہرہ ہو گا تو وہ اپنے اپنے
الْمَوْجُوْدَاتِ فَیَعْتَرِفُوْنَ اَعْمَالَھُمْ	اعمال کا اعتراف کرینگے اور بعض کو
وَلَیَکَادُ یُعَاقَبُ وَاُثَابَۃُ بَعْضِھَا	سزا اور بعض کو جزاء ایک ہی لمحہ میں
مَرَّۃً وَّاحِدَۃً فِیْ لَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ	دیدی جائیگی فی لمح البصر او ھو
ھُوَ اَقْرَبُ وَھٰذَا مَعْنٰی قَوْلِہٖ	اقرب اور یہی اللہ تعالےٰ کے اس فرمان
تَعَالٰی وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ	واللہ سریع الحساب کا مطلب ہے،
وَمِنَ الْعَجَائِبِ فِیْ تِلْکَ الدَّارِ	اور اس دار جلیلہ کے عجائبات میں
الْجَلِیْلَۃِ الشَّانِ اَنَّ الرَّجُلَ	سے یہ بھی ہے کہ جس شخص نے بہت
الْوَاحِدَ اِذَا کَانَ ذَا مَظَالِمِ	لوگوں کے حقوق غصب کئے ہوں گے
کَثِیْرَۃٍ یَکُوْنُ بِعَدَدِ تِلْکَ	اور ان پر ظلم کیا ہو گا تو وہ بیک وقت
الْمَظَالِمِ مُتَجَسِّدًا عِنْدَ	ان سب کی جدا جدا ہی کیلئے متعدد مقامات
ھٰذَا وَعِنْدَ ذٰلِکَ وَھُوَ فِیْ	پر مجرم کی حیثیت سے کھڑا ہو گا، اور
نَفْسِہٖ مُتَاَلِّمٌ بِجَمِیْعِ الْاٰلَامِ وَ	اس کا نفس تمام ان مصائب سے مغموم ہو گا

عِنْدَ ذٰلِكَ يَتَّبِعُ كُلُّ رَجُلٍ إِلٰهَهُ وَهَوَاهُ ۔ أَمَّا الْفَسَقَةُ الْغَفَلَةُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَإِنَّهُمْ يَتَّبِعُوْنَ صُوْرَةً حِسِّيَّةً أَوْ وَهْمِيَّةً أَوْ عَقْلِيَّةً كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ أَنَّ اللهَ تَعَالٰى عَلَيْهَا وَيَدْخُلُوْنَ النَّارَ وَبَعْدَ ذٰلِكَ يَضْمَحِلُّ الصُّوْرَةُ إِلٰى مَا لَا صُوْرَةَ لَهُ وَذٰلِكَ لِتَدَارُكِ الشَّهَادَةِ الَّتِيْ كَانُوْا يَتَلَفَّظُوْنَهَا وَأَمَّا الْعَاقِبُوْنَ مِنَ الْبَرَرَةِ الَّذِيْنَ إِدْرَاكُهُمُ الْحِسِّيُّ تَمَثُّلُ مَا لِلْهُوِيَّةِ الْمُطْلَقَةِ وَنَحْنُ نُسَمِّيْ ذٰلِكَ نُوْرَ الْغَيْبِ فَإِنَّهُمْ يَصْعَدُوْنَ فِيْ مَعَارِجِ إِدْرَاكَاتِهِمْ بِمَعْنٰى أَنَّ إِدْرَاكَهُمُ الْغَيْرَ الْمُبِيْنَ

اور یہ وہ مقام ہے کہ جس وقت ہر ایک شخص اپنے معبود اور ہوائے نفس کے تابع ہوگا اور مسلمانوں میں جو فاسق اور غافل حضرات ہیں وہ اس صورت وہمیہ یا حسیہ یا عقلیہ کی پیروی کریں گے جسکا انہوں نے معبود ہونیکا تصور باندھ رکھا تھا اور یہ سب دوزخ میں داخل کیے جائیں گے یہانتک کہ یہ صورت اس چیز کی طرف مضمحل ہو جائیگی جو کہ صورت سے منزہ ہے اور یہ اس کلمہ شہادت کا تدارک ہے کہ جسکو وہ اپنی زبان سے ادا کیا کرتے تھے لیکن عاصی لوگ کہ جن کے اعمال نیک ہیں اور جو ابرار کہلاتے ہیں ان کا ادراک حسی ہویت مطلقہ کو کسی نہ کسی طرح متمثل کر دیتا ہے جس کو ہم نور غیب کے ساتھ موسوم کرتے ہیں اس لئے کہ وہ اپنے ادراکات کے معارج میں صعود کرتے ہیں بایں طور کہ انکا وہ ادراک جو کہ غیر واضح تھا تو

يَصِيرُ لِأَجْلِ السُّبُوحِ	ذات پر سبوح کے فائز کی وجہ سے
الْمُفَاضِ عَلَيْهِ بَيِّنًا	واضح اور روشن ہو جائیگا تو سوقت
فَيَعْرِفُونَ اللّٰهَ تَعَالٰی	وہ اللہ تعالیٰ کو کمال معرفت کیساتھ
حَقَّ الْمَعْرِفَةِ ۔	پہچان لیں گے،
وَكَذٰلِكَ الْعَابِدُونَ يَصْعَدُونَ	اور اسی طرح وہ عابد حضرات جو کہ معارج
فِي مَعَارِجِ الْعِبَادَاتِ إِلَى	عبادات کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے
حَقَائِقِهَا وَهٰذَا عِلْمٌ عَمِيقٌ ۔	کوشاں رہے ہوں گے (وہ بھی شاہراہ توحید پر گامزن ہوں گے) یہ ایک عمیق علم ہے،

مقام شفاعت

اَلشَّفَاعَةُ سُبُوحٌ جَمَالِيٌّ	شفاعت ایک سبوح جمالی ہے
يَتَنَزَّلُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	جسکے نزول کا موجب رسول اکرم صلی
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَبْدَإِ تَعَيُّنِهِ	اللہ علیہ وسلم کا مبدء تعین یعنی الحی
الَّذِي هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ شَانُهُ	القیوم ہے اس کی شان یہ ہے کہ جو
اِضْمِحْلَالُ السَّيِّئَاتِ	برائیاں صحف اعمال میں ثبت ہو
الْمُسْتَقِرَّةِ فِي الصُّحُفِ ۔	جاتی ہیں وہ محو ہو جاتی ہیں،
وَلِكُلِّ نَبِيٍّ شَفَاعَةٌ عَلٰى شَاكِلَةِ	اور ہر ایک نبی کے لئے اسکے سبوح
سُبُوحِهِ وَقُرْبِهِ إِلَى الْخَيْرِ	اور قرب الی اللہ کے مطابق شفاعت
التَّامِّ وَالْحَقِّ وَأَنْبَلُ النَّاسِ	کا مقام ہے شفاعت سے وہی لوگ

بِالشَّفَاعَةِ اَقْرَبُهُمْ اِلَى الْاَنْبِيَاءِ	زیادہ بہرہ ور ہوسکتے ہیں کہ جن کو انبیاء
وَلِمِثْلِ ذٰلِكَ شُرِعَتِ الصَّلٰوةُ	کرام سے زیادہ قرب حاصل ہے اور درود
وَالتَّسْلِيمَاتُ عَلَيْهِمْ وَشَفَاعَتُهُ	وسلام کے مشروع ہونیکا یہی راز ہے،
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمُّ	اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت
الشَّفَاعَاتِ وَمِنَ الْمُتَحَقِّقِ	ام الشفاعات ہے، اور میرے نزدیک
لَدَيَّ وَاِنَّهُ وَاِنْ كَانَ	یہ بات متحقق ہے کہ اگرچہ اس عالم مادی
هٰذَا الْعَالَمِ اَيْضًا مِنْ بَرَكَاتِ	میں بھی آپ کے سبوغ کی برکتیں کچھ کم
سُبُوْغِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ	ظہور میں نہیں آئیں لیکن عالم آخرت
سَلَّمَ لٰكِنْ فِيْ ذٰلِكَ الْعَالَمِ	میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ
سَيَظْهَرُ هٰذِهِ الْكَرَامَةُ	کرامت ایسی ظاہر ہوگی کہ دنیاوی
لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	کرامتیں اسکا عشر عشیر بھی نہ ہوں گی
ظُهُوْرًا لَيْسَ هٰذَا الظُّهُوْرُ	اسی واسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
عُشْرَ عَشِيْرِهٖ كَمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ	نے فرمایا ہے کہ آدم علیہ السلام وغیرہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰدَمُ وَمَنْ دُوْنَهٗ	سب میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہوں
تَحْتَ لِوَائِيْ وَلَا فَخْرَ ـ	گے اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں،

حوض کوثر اور پل صراط

وَالْحَوْضُ هِدَايَتُهٗ صَلَّى	حوض کوثر در اصل آپ صلی اللہ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجَسَّدَتْ	علیہ وسلم کی ہدایت کا تمثل ہے، چونکہ

هُنَالِكَ مَا لِمُشَابِهَةٍ قَوِيَّةٍ بَيْنَ الْعِلْمِ وَالْمَاءِ وَأَرَى أَنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا غَيْرَ أَنَّ حَوْضَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمُّ الْحِيَاضِ .

بلحاظ افاضہ کے پانی اور علم میں بہت قوی مشابہت ہے اسلئے وہ اس شکل میں متمثل ہو گئی، میرے نزدیک ہر ایک نبی کے لئے حوض ہو گا مگر حوض رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُم الحیاض ہو گا

وَالصِّرَاطُ هُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ تَجَسَّدَتْ هُنَاكَ أَحَدُّ مِنَ السَّيْفِ وَأَدَقُّ مِنَ الشَّعْرِ اَلَيْسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَّرَ قَوْلَهُ تَعَالَى إِنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ الْآيَةَ بِخَطٍّ مُسْتَقِيمٍ حَوْلَهُ خُطُوطٌ .

اور پلصراط وہی صراط مستقیم ہے جو کہ اس وقت تلوار سے تیز اور بال سے باریک شکل میں متمثل ہو گا، کیا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالے کے اس فرمان کی وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل کی تفسیر ایک سیدھا خط کھینچکر اور اسکے چاروں طرف چھوٹی لکیریں بنا کر نہیں بیان فرمائی (سو یہی خط مستقیم صراط مستقیم ہے)
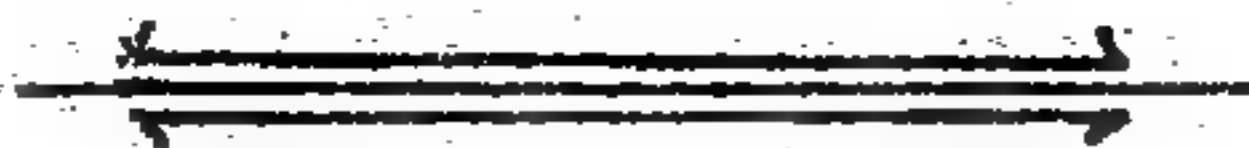
المنزل الرابع إما الجنة وإما النار

چوتھی منزل جنت اور دوزخ

والقول الفصل عندي	میرے نزدیک اصل بات یہ ہے
أن العين الثابتة جامعة	کہ عین ثابتہ ان تمام وجوہ کی جامع ہے
لجميع الوجوه المنطوية تحت	جو اجمال کے ضمن میں پائی جاتی ہیں تو
الإجمال فيفاض هناك عليها	وہاں ان پر سبوغ کا افاضہ ہوگا تو یہ
سبوغ تتمثل به تلك الوجوه	تمام وجوہ متمثل اور متجسم ہوجائیں گی مگر یہ
وتتجسم إلا أن جسمانية هذا	جسمانیت اس مقام پر ان دو مذکورہ
الموطن يفارق الجسمانية الدنياوية	طریقوں پر جسمانیت دنیاوی سے
بالوجهين المذكورين من قبل.	جدا ہوگی،
وهذا السبوغ إما جمالي	اور یہ سبوغ یا تو جمالی ہوگا اور یہی
وهي الجنة وإما جلالي وهي	جنت ہے اور یا جلالی اور اسی کا نام
النار والمرجح لأحد السبوغين	دوزخ ہے اور راجح ان دونوں سبوغوں
على الآخر هو الشهادتان أو	میں سے دوسرے پر یا تو شہادتین کا
الإنكار لهما أو الاستكبار عنهما	اقرار یا انکار اور ان سے استکبار ہوگا
ولرسولنا صلى الله عليه وسلم	اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

شَأْنٌ عَظِيمٌ فِي ذٰلِكَ ثُمَّ إِنَّ
فِي الْجَنَّةِ تَتَمَثَّلُ الْجَمَالِيَاتُ مِنَ
الْمَنْكَحِ الشَّهِيِّ وَالْمَطْعَمِ الْهَنِيِّ وَ
وَالْمَلْبَسِ السَّنِيِّ وَالْمَسْكَنِ الْوَضِيِّ
وَذٰلِكَ لِأَنَّ صُوَرَ الْأَعْمَالِ الْمُودَعَةِ
فِي الصُّحُفِ تَلْغُو الْأَعْمَالُ الْمُبَاحَةُ
مِنْهَا فِي الْمَنْزِلِ الثَّالِثِ إِلَّا
الرَّوَاسِخَ وَيَسْبَغُ بِالسُّبُوغَيْنِ وَ
وَتَتَجَسَّدُ الْحَسَنَاتُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا
وَكَانُوا مِنَ الْمُتَّقِينَ وَيَضْمَحِلُّ
السَّيِّئَاتُ وَتَنْدَرِجُ تَحْتَ الْأَعْمَالِ
هُنَالِكَ فَتِلْكَ الْمُتَجَسِّدَاتُ
مُرْتَجَاتٌ لِلْخَارِجِ مِنْ عَيْنِهِ الثَّابِتَةِ
لِوُجُوهٍ وَمُنَاسَبَاتٍ دَقِيقَةٍ ۔

کی اس مقام پر شان عظیم ہے پھر جنت
میں جمالیات کا تمثل لذا ئذ اکل وشرب
اور حور وقصور وغیرہ کی صورت میں ہوگا
کیونکہ جو اعمال صحائف میں ثبت کئے
گئے تھے تیسری منزل میں صحف مذکورہ
سے مباح اعمال کو محو کردیا جائیگا مگر
انکو باقی رکھا جائیگا جو کہ راسخ ہونگے
پھر انکو سبوغ حاصل ہوگا اور جو لوگ
نیکو کار اور متقی ہونگے ان کی برائیاں
اعمال کے ماتحت آکر ختم ہو جائیں گی
برخلاف اسکے کہ ان کی نیکیاں متجسد
ہوں گی یہ تجسد ان کے اعیان ثابتہ
کی وجوہ مختلفہ اور دیگر دقیق مناسبات
کے مطابق ہوگا،

شہادتین کا فائدہ

وَلْنُفَصِّلْ هٰذَا الْقَوْلَ
بَعْضَ التَّفْصِيلِ فَنَقُولُ
كَلِمَةُ الشَّهَادَتَيْنِ إِنَّمَا تُفِيدُ تَمَامَ

اس بحث کی ہم کسی قدر تفصیل کرنا
چاہتے ہیں، سو ہم بیان کرتے ہیں، کہ
کلمہ شہادتین اس مقام پر اتمام سبوغ

التَّسْبُوْغُ هُنَالِكَ وَلَا صُوْرَةَ لَهَا عَلٰى حِدَتِهَا وَذٰلِكَ لِاَنَّ صُوْرَتَهَا الْمُسْبِغَةَ تَظْهَرُ لَهَا شُعْبَتَانِ الْاُوْلٰى مِنْهُمَا تَنْتَهِيْ اِلَى التَّجَلِّي الذَّاتِي وَالْعِرْفَانِ الْاَتَمِّ وَهُمَا الْمُسْتَنْزِلَانِ لِلتَّسْبُوْغِ الْكَامِلِ فِيْ مَوْطِنِ الْمَعِيَّةِ حَيْثُ لَا اَسْبَابَ وَلَا وَسَائِطَ وَالثَّانِيَةُ مِنْهُمَا تَنْتَهِيْ اِلٰى حَقِيْقَةِ الرُّسُلِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ وَبِهَا يَصِيْرُ مَغْمُوْرًا فِيْ هِدَايَتِهِمْ الَّتِيْ مِثْلُهَا كَمِثْلِ غَمَامَةٍ مُحِيْطَةٍ مَا اقْتَرَبَ مِنْهَا اَحَدٌ مِنْ نَفْسِهٖ اِلَّا اقْتَرَبَتْ اِلَيْهِ وَذٰلِكَ هُوَ الْمُسْتَنْزِلُ لِلتَّسْبُوْغِ فِيْ مَوْطِنِ الْاَسْبَابِ وَالْوَسَائِطِ ۔

کا فائدہ دیتا ہے اور اس کی کوئی علیحدہ صورت نہیں ہوتی اور یہ اس وجہ سے کہ اس کی وہ صورت کہ جس پر سبوغ کیا گیا ہے اسکے دو شعبے ہیں، پہلا شعبہ تو تجلی ذاتی اور عرفان اتم پر جا کر منتہی ہوتا ہے اور یہ دونوں مؤخر الذکر چیزیں موطن معیت میں جہاں اسباب و وسائط کا کچھ بھی دخل نہیں سبوغ کامل کے نزول کا باعث ہوتی ہیں اور دوسرا شعبہ ان میں رسل صلوات اللہ وسلامہ علیہم کی حقیقت تک پہنچا دیتا ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ انکی ہدایت میں پوشیدہ ہو جاتا ہے جیسا کہ بادل گھرا ہوا ہو اور آدمی اسکے قریب جائے تو بادل اس سے قریب نظر آتا ہے یہ شعبہ عالم وسائط اور اسباب میں نزول سبوغ کا باعث ہے،

وَاِنِّيْ حَدَّثْتُ فِيْ صُوْرَةِ الْكَلِمَةِ الطَّيِّبَةِ اَعْنِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

میں نے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی اس صورت کو دیکھا جو نامۂ اعمال میں ثبت

فَحَسَبُ الْمُنْطَبِعَةِ فِي الصُّحُفِ	ہوتی ہے تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ اس کی
فَرَأَيْتُ كَمْ مَاهِيَّتَهُ دُخْنَ اِنَّيَّةً	ایک ہیئت وحدانی ہے اور وہ اس
وَصَرَاقَةً اُخْرٰى لَا تَشَابُهُ	قدر خالص ہے کہ ان دونوں شعبوں میں
الشُّعْبَةَ الْاُوْلٰى مِنَ الْهَائِيْنِ ۔	سے کسی بھی شعبہ کے مشابہ نہیں ،
وَصُوْرَةُ الصَّلٰوٰتِ وَالتَّسْلِيْمَاتِ	اور جس وقت میں نے صلوۃ و سلام کی
حَدَقْتُ فِيْهَا فَرَاَيْتُ اَنَّهَا	صورت کو غور سے دیکھا تو مجھے معلوم
مِنْ مُتَمِّمَاتِ الشُّعْبَةِ الثَّانِيَةِ	ہوا کہ اس سے دوسرے شعبہ کی تکمیل
لَيْسَ اِلَّا ذٰلِكَ وَهٰذَا الْفَرْقُ	ہوتی ہے اسکے علاوہ اور کچھ نہیں
لَا اَجِدُ عَلَيْهِ دَلِيْلًا اِلَّا	اور اس فرق کی میرے پاس
النَّقْلَ مِنْ تِلْكَ الصُّحُفِ	کوئی دلیل موجود نہیں بجز اس کے کہ
الْمُنْتَشِرَةِ عِنْدَنَا نَرٰى فِيْهَا	صحف اعمال کو ہمارے سامنے پھیلا دیا
مَا نَشَاءُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ	گیا ہے اور ان میں جو کچھ ہم چاہتے ہیں
رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔	دیکھ لیتے ہیں والحمد للہ رب العالمین ،

نماز بصورتِ حور و قصور

اَلصَّلٰوةُ تُفِيْدُ حُوْرًا	نماز آخرت میں حور و قصور کی
جَمِيْلَةً وَقُصُوْرًا شَاهِقَةً وَ	صورت میں متمثل ہوتی ہے کیونکہ جس
ذٰلِكَ لِاَنَّ الصَّلٰوةَ لَمَّا حَدَقْتُ	وقت میں نے اسکی اس صورت میں
فِيْ صُوْرَتِهَا الْمُنْطَبِعَةِ فِي الصُّحُفِ	غور کیا جو کہ صحف میں منطبع ہے تو اس

وَجَدْتُ كَمَا شُعْبَتَيْنِ الْأُولٰى
هَيْئَةٌ اِنْسَانِيَّةٌ اِنْتَزَعَتْ مِنَ الْخُشُوْعِ
الْمُنْبَعِثِ مِنْ شَرَاشِرِ الْبَدَنِ وَ
مِنْهَا الْحُوْرُ وَالْغِلْمَانُ الثَّانِيَةُ مِنْهَا
هَيْئَةٌ جَمْعِيَّةٌ اِحَاطِيَّةٌ اِنْتَزَعَتْ
مِنَ الْقِيَامِ وَالْقُعُوْدِ وَالرُّكُوْعِ وَ
السُّجُوْدِ وَمِنْهَا الْقُصُوْرُ الشَّاهِقَةُ
وَالْحَدَائِقُ الرَّائِقَةُ وَاَيْضًا لِلصَّلٰوةِ
هَيْئَةٌ تَعْظِيْمِيَّةٌ تَنْتَهِيْ اِلَى
التَّجَلِّي الذَّاتِيْ وَهَيْئَةٌ اِعْرَاضِيَّةٌ
عَنِ الْاَغْيَارِ مِنْهَا التَّكْفِيْرُ
لِلسَّيِّئَاتِ وَاَرٰى اَنَّهٗ اِنَّمَا
شُرِعَتِ الْاَذْكَارُ مِنَ التَّسْبِيْحِ
وَالتَّهْلِيْلِ وَغَيْرِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ
وَدُبُرِهَا لِاِتْمَامِ الْقُصُوْرِ وَالْحَدَائِقِ
بِالْاَشْجَارِ وَالثِّمَارِ وَمَا ضَاهَاهَا
وَاِنَّمَا شُرِعَ الْخُشُوْعُ وَالسُّكُوْنُ
فِي الصَّلٰوةِ لِجَمَالِ الْحُوْرِ
وَالْغِلْمَانِ ■

کے دو شعبے پائے، ایک تو ہیئت انسانیہ
جو کہ خشوع سے انتزاع کی ہوئی ہے جو کہ
انسان کے رگ و پے میں سرایت کئے
ہوئے ہے اور حور و غلمان اسی سے ہیں
اور دوسری وہ ہیئت جمعیہ احاطیہ ہے
جو کہ قیام قعود رکوع اور سجدے سے تیار
ہوئی ہے اور اسی سے جنت کے عالیشان
محلات اور دلکش باغات ہیں، اور نماز
کی ایک ہیئت تعظیمیہ بھی ہے جو تجلی
ذاتی پر منتہی ہو جاتی ہے اور اسی طرح
ایک وہ ہیئت بھی ہے جو اعراض عن الاغیار
سے پیدا ہوتی ہے جس سے گناہوں کی
تکفیر ہوتی ہے اور میری رائے میں اذکار
یعنی تسبیح و تہلیل وغیرہ کی داخل نماز
اور خارج نماز مشروعیت یہ اتمام
قصور اور حدائق اشجار و ثمار وغیرہ کی
تکمیل کیلئے ہے اور ایسے ہی نماز میں
خشوع اور سکون حور و غلمان کے جمال
کے لئے مشروع کیا گیا ہے۔

وَمِنْ اَذْوَاقِی اَنَّ الصَّلٰوةَ كُلَّهَا لَيْسَ لَا تَقْتَضِی اِلَّا حُوْرِيَّةً وَاحِدَةً لِاَجْلِ لِاحْتِيَاجِ السُّبُوْغِ وَ قَدْ تَقْتَضِیْ كُلُّ صَلٰوةٍ حُوْرِيَّةً بَلْ كُلُّ رَكْعَةٍ حُوْرِيَّةً تَحْتَهَا سَبْعُوْنَ حُوْرِيَّةً اُخْرٰى لِاَتَمِّيَّةِ السُّبُوْغِ وَذٰلِكَ لِاَنَّهُ كَمَا اَنَّ الْعَيْنَ الثَّابِتَةَ تَقْتَضِیْ لِاَجْلِ السُّبُوْغِ ظُهُوْرَ الْوُجُوْهِ الْمُنْطَوِيَةِ فِيْهَا كَذٰلِكَ قَدْ تَقْتَضِیْ كُلُّ وَجْهٍ مِنْ تِلْكَ الْوُجُوْهِ ظُهُوْرَ وَجْهٍ مُنْطَوِيَةٍ فِیْ ذٰلِكَ الْوَجْهِ هٰذِهِ الْقَاعِدَةُ الْكُلِّيَّةُ نَافِذَةٌ فِی الْقُصُوْرِ وَ الْغِلْمَانِ وَكَذٰلِكَ فِیْ سَائِرِ الْاَعْمَالِ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ۔

اور میرا ذوق یہ کہتا ہے کہ بعض اوقات نماز میں سبوغ کامل نہیں ہوتا تو سب نماز میں ایک ہی حور کی صورتمیں متمثل ہوتی ہے ورنہ تو ہر ایک نماز بلکہ ہر ایک رکعت کیلئے علیحدہ حور ہوتی ہے جسکی خدمت کیلئے اور ستر حوریں کمربستہ رہتی ہیں بوجہ کمال سبوغیت کے کیونکہ جسطرح عین ثابتہ سبوغ کیوجہ سے ان وجوہ مختلفہ کے ظہور کی مقتضی ہے جو اس کے ضمن میں موجود ہیں۔ اسی طرح بعض اوقات ایک ہی وجہ میں دوسری کئی وجوہ مستور ہوتی ہیں، جنکا ظہور سبوغ پر موقوف ہوتا ہے یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے جو کہ قصور و غلمان اور اسی طرح تمام اعمال حسنہ اور سیئہ میں نافذ ہے۔

روزہ کے تمثلات

اَلصَّوْمُ اَلصُّوْرَةُ الْمُنْطَبِعَةُ

روزہ اس کی وہ صورت جو صحف

في الصحف هيئتان الاولى
هيئة امساكية عدمية تنزيهية
تنتهي الى التجلي الذاتي ومنها
قوله صلى الله عليه وسلم روايته
عن الله تبارك وتعالى الصوم
لي وانا اجزي به ومنها قوله
صلى الله عليه وسلم الصوم
جنة يعني تنزه عن لحشاء
النار والثانية هيئة طلبية
طبيعية للحظوظ واللذات
ومنها باب الريان وقوله صلى
الله عليه وسلم لبلال وهو
صائم تؤكل عنده ان
اعظمه تسبح لله تعالى و
ومنها الاكل للاطعمة
اللذيذة والشرب للخمر
وغيرها والتمتع من الحور
بالجماع وبالسماع والى
غير ذلك من اللذات

اعمال میں منطبع ہے اسکی دو صورتیں ہیں
پہلی ہیئت امساکیہ عدمیہ تنزیہیہ ہے جو
کہ تجلی ذاتی پہ منتہی ہوتی ہے اور اسی لئے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے
کہ اللہ تبارک تعالے فرماتا ہے کہ
روزہ خالص میرے لئے ہے اور میں
ہی اس کی جزا دوں گا اور رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ روزہ
ڈھال ہے یعنی وہ انسان کو دوزخ کی
سختیوں سے محفوظ رکھتا ہے اور دوسری
محظوظات ولذات کیلئے ہیئت طلبیہ
طبعیہ ہے اور اسی سے باب الریان ہے
اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بلال رض
سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہاری ہڈیاں
خدائے بزرگ کی تسبیح میں مشغول ہیں یہ
اسوقت فرمایا جبکہ بلال رض روزہ دار تھے
اور انکے سامنے کھانا کھایا جا رہا تھا
اسی طرح آخرت میں اطعمہ لذیذہ سے
چاشنی اندوز ہونا اور شراب وغیرہ کا

وَقَدْ اَشَارَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِلٰى هَاتَيْنِ الشُّعْبَتَيْنِ فِيْ قَوْلِهٖ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ ۔

پینا اور عورتوں کی مصاحبت اور ایسا ہی تنگ سے محفوظ ہونا وغیرہ اسی ہیئت سے متعلق ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان میں کہ روزہ دار کیلئے دو فرحت کے مقام ہیں ان ہی دو شعبوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

زکوٰۃ اور صدقات

اَلزَّكٰوةُ وَالصَّدَقَةُ لَهَا ثَلٰثُ شُعَبٍ اَلْاُوْلٰى هَيْئَةٌ وِجْدَانِيَّةٌ تَنْدَرِجُ فِيْهَا صُوْرَةُ الْمُتَصَدِّقِ بِهٖ اِنْدِرَاجًا مُقَدَّسًا وَمِنْهَا حُضُوْرُ الْمُتَصَدَّقِ بِهٖ بِعَيْنِهٖ فِي الْجَنَّةِ اَلثَّانِيَةُ هَيْئَةٌ وِجْدَانِيَّةٌ تَنْدَرِجُ فِيْهَا صُوْرَةُ سُبُوْغِ الْفَقِيْرِ الْمُحْتَاجِ الْمُتَصَدَّقِ عَلَيْهِ وَمِنْهَا يُسْتَفَادُ السُّبُوْغُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ هُنَالِكَ كَمَا مَرَّ فِي الشَّهَادَتَيْنِ وَمِنْهُ تَعْرِفُ كُنْهَ قَوْلِهٖ صَلَّى

زکوٰۃ اور صدقات کے تین شعبے ہیں پہلا ان میں سے ہیئت وحدانیہ ہے کہ جسمیں زکوٰۃ دہندہ اور صدقہ کنندہ کی صورت علی وجہ التقدس شامل ہوتی ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ جو چیز راہ خدا میں صرف کی گئی اسے بعینہٖ جنت میں حاضر کر دیا جائے گا دوسری وہ ہیئت وحدانیہ ہے کہ جسکے ضمن میں اس غریب محتاج کی صورت علی وجہ الکمال شامل ہوتی ہے کہ جس کو خیرات دی گئی ہے اور اسی مقام پر ہر ایک چیز میں سبوغ کا افادہ ہوتا ہے جیسا کہ شہادتین میں گزر چکا اور اسی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰہ علیہ وسلم الیٰ تزیین فی العمر الثالثۃ ھیئۃ قہریۃ علی النفس ومنھا یستفاد اضمحلال الخبائث ھنالک ۔

کے فرمان کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے کہ نیکی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور تیسری ہیئت قہریہ علی النفس ہے کہ جس سے تمام خبائث کے مٹ جانیکا فائدہ حاصل ہوتا ہے،

الحج والعمرۃ لہما شعبتان ھیئۃ طلبیۃ شوقیۃ قدسیۃ ومنھا التجلی الذاتی وھیئۃ عنائیۃ تعبیۃ وکفیۃ ومنھا تردید مان ما قبلھما ۔

حج اور عمرہ کے بھی دو شعبہ ہیں ایک تو ہیئت طلبیہ شوقیہ قدسیہ ہے اور اسی سے تجلی ذاتی ہے اور دوسری ہیئت عنائیہ تعبیہ اور کفیہ ہے کہ جن سے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں

الجہاد لہ ھیئات ثلث ھیئۃ عنائیۃ تعبیۃ منھا یضمحل الذنوب و ھیئۃ اعلائیۃ لکلمۃ اللہ تعالیٰ ومنھا الغرف العالیۃ جزاءً وفاقًا وھیئۃ ھنائیۃ ومنھا الانھار الجاریۃ تحت الغرف ۔

جہاد کی تین ہیئتیں ہیں، ایک ہیئت عنائیہ تعبیہ کہ جس سے گناہ زائل ہو جاتے ہیں اور دوسری کلمۃ اللہ کیلئے ہیئۃ اعلائیہ اور اسی سے عالی شان محلات ہیں باعتبار جزاء وفاق کے اور تیسری ہیئت ہنائیہ ہے کہ جس کے صلہ میں بالاخانوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گے،

العتق لہ ھیئۃ واحدۃ

عتق کی صرف ایک ہیئت تنزیہی

تتزیّا بهيئة على شاكلة الانسان منها يعتق بكل جزء من المعتق بكل جزء من المعتق ◆

ہے جو انسان کے مشابہ ہوتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آزاد کردہ کے ہر ایک عضو کے بدلے میں آزاد کنندہ کے اعضا کو دوزخ سے نجات دیگا،

اذکار کے تمثلات

الاذكار من التسبيح والتكبير والتهليل والحوقلة كل منها له هيئة وحدانية بسيطة شعيبة علوية منها الاشجار الحسنة الا ان هنالك تفصيلا وهو ان من التسبيح التكبير والتهليل والحوقلة اشجار حسنة القامة لا ثمر لها كالسرو والصنوبر ومن التحميد والتكبير اشجار لها ثمار وقوله سبحان الله وبحمده جامع الفضيلتين ◆

تسبیح وتکبیر اور تہلیل وحوقلہ ان تمام اذکار کی ہیئت وحدانیہ بسیطہ شعبیہ علویہ ہے اور انکا تمثل اشجار حسنہ کی شکل میں ہوتا ہے، اگر اس مقام پر کچھ تفصیل ہے وہ یہ کہ تسبیح وتکبیر اور تہلیل وحوقلہ کا تمثل غیر پھلدار مستقیم القامۃ درختوں کی شکل میں ہوتا ہے، جیسا کہ سرو اور صنوبر کے درخت اور تحمید وتکبیر کا پھل دار درختوں کی شکل میں ہوتا ہے اور سبحان اللہ وبحمدہ دونوں فضیلتوں کا جامع ہے،

التلاوة لها هيئتان هيئة علوية منها رفع الدرجات بازاء اصله الذى

تلاوت کی بھی دو شکلیں ہیں، ایک ہیئت علویہ ہے جو اپنے اصل کلام مقدس کی بنا پر رفع درجات کا

هُوَ الْكَلَامُ الْمُقَدَّسُ وَهَيْئَةٌ
عِرْفَانِيَّةٌ لَطِيْفَةٌ وَمِنْهَا الرَّيَاحِيْنُ
وَالْاَوْرَادُ بِإِزَاءِ اٰيَاتِهِ الْمُشْتَمِلَةِ عَلٰى
لَطَائِفِ الْعُلُوْمِ وَبِالْجُمْلَةِ فَهٰذَا
مَا تَلَوْنَا مِنْ مَتْنِ الصُّحُفِ الْمُنْتَشِرَةِ
لَدَيْنَا فِيْ بَادِي النَّظَرِ۔

باعث ہے اور دوسری ہیئت عرفانیہ
لطیفہ ہے اور اسی سے ریاحین ہیں اور
اوراد ان آیات کے مقابلہ میں ہیں جو
کہ لطائف علم پر مشتمل ہیں الغرض جو صحف
اعمال ہمارے سامنے پھیلائے گئے انہیں
دیکھکر بادی النظر میں ہمیں جو کچھ معلوم ہوا ہم نے بتادیا

احوال جزا وسزا

وَلِلْعَادَاتِ الرَّاسِخَةِ
الَّتِيْ لَا تَضْمَحِلُّ فِي الْحِسَابِ
اَيْضًا تَاثِيْرٌ فِيْ تَرْجِيْحِ بَعْضِ
الْوُجُوْهِ كَجِدِّيَّةِ الزَّرْعِ وَ
النَّخِيْلِ وَالْاِبِلِ وَالْوَلَدِ وَ
لِاِرَادَةِ الرَّجُلِ اَيْضًا
تَاثِيْرٌ فِيْ ذٰلِكَ وَقَدْ
اَسْمَعْنَاكَ سِرَّ كَوْنِ الْوَلَدِ
مِنَ الْوَالِدِ فِيْ شَرْحِ
اِخْرَاجِ الذُّرِّيَّةِ فِيْ
بَعْضِ الْمَكَاتِيْبِ

اور وہ عادات جو طبیعت میں
راسخ ہوچکی ہیں اور جن کو حساب کے
وقت نامۂ اعمال سے محو نہ کیا جائیگا تو
یہ بعض اوقات بعض وجوہ کی بنا پر
ترجیح کا باعث ہوگی، جیسا کہ کھیتی اور
کھجور کے درخت والی حدیث اور گھوڑا
اور اونٹ اور لڑکے والی حدیث انسان
کا اپنا ارادہ بھی اکثر موثر ہوتا ہے چنانچہ
ہم نے تمہیں الولد سر لابیہ
کا راز بتلا دیا ہے اور اپنے بعض مکاتیب
کے ذریعہ انسان کے اخراج کی شرح

مِنْ اِنَّ الْوَلَدَ اَيْضًا مِنْ
وُجُوهِ هٰذَا الْعَيْنِ
الْمُنْطَوِيَةِ فِيهَا۔

وَاِذَا فَرَغَ سَمْعُكَ مَا
تَلَوْنَا مِنْ مُقْتَضَيَاتِ الْجَنَّةِ
وَمُرَجِّحَاتِ الْخَارِجِ مِنَ الْعَيْنِ
الثَّابِتَةِ فَاجْعَلْهُ اُسْوَةً
لِلتَّحْقِيقِ اَحْوَالَ النَّارِ وَمُرَجِّحَاتِ
الْخَارِجِ النَّارِيَّةِ كَالَّذِي
دَيْدَنُهُ الْاِشْرَافُ عَلٰى اُمُوْرٍ
عِظَامٍ مَعْنَوِيَّةٍ عَظَمَتُهَا
كَتَكْذِيْبِ الْقُرْاٰنِ وَاِيْذَاءِ
الرَّسُوْلِ وَاِغْوَاءِ النَّاسِ
يُعَذَّبُ بِصُعُوْدِ الصُّعُوْدِ
وَالَّذِي شَانُهُ الْبُخْلُ وَ
مَنْعُ الزَّكٰوةِ حَيْثُ صَدَرَتْ
مِنْهُ صُوْرَةٌ وِجْدَانِيَّةٌ
تَنْدَرِجُ فِيهِ صُوْرَةُ الْمَبْخُوْلِ
بِهٖ اِنْ رَاٰهَا مُقَدَّسًا

بتلائی ہے کہ اولاد بھی ان ہی وجوہ میں سے
ہے جو اس کی عین ثابتہ کے ضمن میں
مندرج ہوتی ہیں،

اور جب ہم نے جنت کے مقتضیات
اور عین ثابتہ کی وہ وجوہ بتا دیں، جو
ترجیح نوعیت جزاء کا موجب ہوتی ہیں
تو اب دوزخ کی مقتضیات اور کسی عقوبت
خاص کی وجوہ ترجیح کو بھی اسی پر قیاس
کرو چنانچہ جسکے جرائم کا تعلق ان امور
سے ہے کہ جنہیں معنوی طور پر بڑی عظمت
حاصل ہے مثلاً تکذیب قرآن رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہچانا اور لوگوں
کو گمراہ کرنا ایسے شخص کو صعود کے پہاڑ پر
(دوزخ میں) چڑھنے اترنے میں مبتلا
کیا جائیگا اور جسکی عادت بخل اور زکوۃ
نہ دینے کی ہے کیونکہ اس کے عمل کی
صورت وجدانیہ میں اس چیز کی صورت
شامل ہے جس کے دینے میں اس نے
بخل کیا تھا اس لئے آخرت میں وہی

يُعَذَّبُ بِأَعْيَانِ تِلْكَ الصُّوَرِ	اشیاء متمثل ہو کر اسکے عذاب کا باعث
كَمَا ذُكِرَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ	ہونگی مثلاً اونٹ، بیل، گائے، بھیڑ
وَالتَّطَوُّقِ بِالشُّجَاعِ الْأَقْرَعِ	اور بکری اسکو اپنے پیروں سے روندیں گی
إِذْ صُورَةُ الْمَالِ فِي ذٰلِكَ	اور مال و دولت ایک گنجے اژدہے
الْعَالَمِ مُشَابِهَةٌ بِصُورَةِ	کی شکل میں متمثل ہو کر اسے بار بار کہے
الْحَيَّةِ وَالْكَيُّ بِالذَّهَبِ	گا اور اسکے گلے کا طوق بنا رہے گا کیونکہ
وَالْفِضَّةِ وَالْفَرْقُ	آخرت میں مال و دولت سانپ کی
بَيْنَهُمَا أَنَّ التَّطَوُّقَ	شکل میں متمثل ہوتے ہیں جن سے مانعین
لِمَنْ غَلَبَ عَلَيْهِ	زکوۃ کی پیشانیوں، اور پہلوؤں اور
مَحَبَّةُ الْمَالِ الْكُلِّيِّ	پیٹ کو داغا جاتا ہے عذاب کی نوعیت
الْمُجَرَّدِ وَالْكَيُّ لِمَنْ عَلِقَ	کا اختلاف اسی پر مبنی ہے اگر کسی کو کلی طور پر مال سے
وَتَعِبَ فِي حِفْظِ	محبت ہے تو اس کا مال اژدہے کی صورت اختیار
جُزْئِيَّاتِ الْمَالِ ۔	کر کے گلے کا ہار بنتا ہے اور داغنے کا عذاب اس

کیلئے ہے جو مال کی جزئیات کی حفاظت میں غلطاں پیچاں رہتا ہے۔

وَالَّذِي أَهْلَكَ نَفْسَهُ	اور جس شخص نے کسی پتھر وغیرہ
بِالْحَجَرِ مَثَلًا يُهْلِكُ نَفْسَهُ	سے خودکشی کر لی تو وہ دوزخ میں ہمیشہ
فِي النَّارِ أَبَدًا بِالْحَجَرِ وَالَّذِي	یہی کرتا رہے گا اور جو شخص سود
كَانَ يَأْخُذُ الرِّبٰوا يُلْقٰى فِي نَهْرِ	کھاتا تھا وہ خون کی نہر میں ڈالا جائے
الدَّمِ وَإِذَا الْمَالُ الْمَغْصُوبُ	گا اس لئے کہ مال مغصوب اگر مالک کے

هُنَالِكَ لَوْ كَانَ فِي يَدِ الْمَالِكِ لَكَانَ دَمُهُ وَغِذَائُهُ وَبِغَضَبِهِ غَشِيَهُ غَمٌّ كَغَمِّ الَّذِي يُسْلَبُ مِنْهُ دَمُهُ وَالَّذِي يَغْصِبُ الْاَرْضَ يُطَوَّقُ بِهَا لِانْحِفَاظِ صُورَةِ الْاَرْضِ مُنْدَرِجَةً تَحْتَ صُورَةِ الْغَصَبِ وَقِسْ عَلَيْهِ الصُّوَرَ الْاُخْرٰى مِمَّا شَهِدَ بِهِ الْاٰيَاتُ الْبَيِّنَاتُ وَالْاَحَادِيْثُ الشَّرِيْفَةُ .

پاس ہو تو اس سے اسکی غذا اور خون تیار ہوتا ہے اور اسکے غصب کی وجہ سے اسکو ایسا غم لاحق ہوا کہ جس نے اس کا خون وغیرہ چوس لیا اور جو شخص کہ زمین کو غصب کریگا تو اسی زمین کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا کیونکہ اسکے غاصبانہ عمل میں زمین کی صورت محفوظ ہے اور اسی کے اوپر ان صورتوں کو بھی قیاس کرلو کہ جن پر آیات بینات اور احادیث شریفہ دال ہیں ،

وَالَّذِي يَقْتَضِيهِ ذَوْقُنَا اَنَّ الْمَعْرِفَةَ الَّتِي فِي تِلْكَ الدَّارِ اَتَمُّ وَاَكْمَلُ لَا يُتَصَوَّرُ لِاَحَدٍ نَبِيًّا كَانَ اَوْ وَلِيًّا فِي غَيْرِهَا وَاَنَّ الْعَارِفَ اَوْسَعُ مِنَ الْعَامِّيِّ هُنَالِكَ حُوْرًا وَقُصُوْرًا وَاَنَّهُمْ جَمِيْعًا مُتَنَعِّمُوْنَ بِالتَّجَلِّي الذَّاتِي اِلَّا اَنَّ الْعَامَّةَ تَوَجُّهُ

ہمارا ذوق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ انسان کو آخرت میں جو معرفت حاصل ہوگی وہ کامل اور تام ہوگی کہ جس کا کوئی تصور نہیں کرسکتا خواہ نبی ہو یا ولی۔ عارف کو وہاں بہ نسبت عامی کے زیادہ حور و قصور ملیں گے اور سب تجلی ذاتی سے بہرہ یاب ہونگے، مگر عوام کو اس راز کی توجہ وقتاً فوقتاً

سِرِّهِمْ اِلَيْهِمْ حِيْنًا بَعْدَ	حاصل ہوگی اور خواص کو اس سے بہت
حِيْنٍ وَالْخَاصَّةُ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ	زائد اور اخص حضرات کیلئے تجلی دائمی ہو
وَالْاَخَصُّوْنَ تَجَلِّيْهِمْ دَائِمِيٌّ لَا	گی، کوئی دوسری حالت اس میں خلل انداز
يَشْغَلُهُمْ شَانٌ عَنْ شَانٍ وَاَنَّهُ	نہ ہوگی اور ہدایت یافتہ حضرات میں
لَيْسَ مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ اَحَدٌ اِلَّا فِي الْجَنَّةِ	سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا کہ جو جنت میں
وَالْحُوْرِ وَالْقُصُوْرِ وَالْحُظُوْظِ ۔	حور وقصور اور دیگر نعمات سے محظوظ نہ ہو،

علم حضوری اور علم حصولی

وَتَحْقِيْقُ الْقَوْلِ فِيْهِ	اس کے متعلق تحقیقی قول دو جلیل
يَقْتَضِيْ تَمْهِيْدَ مُقَدِّمَتَيْنِ جَلِيْلَتَيْنِ	القدر مقدمات پر مبنی ہے ۱- ذات
الْاَوَّلُ اَنَّ الْعِلْمَ الْحُضُوْرِيَّ	اقدس اور اس کی صفات تک پہنچانے
هُوَ الْمُوْصِلُ اِلَى الْوَاجِبِ جَلَّ	کا ذریعہ علم حضوری ہے علم حصولی کو اس
مَجْدُهٗ وَصِفَاتِهٖ وَاَمَّا الْحُصُوْلِيُّ	مقام شریف تک رسائی نہیں، علم
فَلَا سَبِيْلَ لَهٗ اِلَى تِلْكَ الْبُقْعَةِ	حصولی میں استدلال استعمال کیا جاتا
الْمَنِيْعَةِ اِلَّا بِالْاِسْتِدْلَالِ لِمَا	ہے اور اس سے جو یقین دل میں پیدا
اَنَّ الْحُصُوْلِيَّ تَلَعْجَ دَبْرَكَ	ہوتا ہے اس کی صورت صاحب صورت
بِالصُّوْرَةِ الْمُغَايِرَةِ لِذِي الصُّوْرَةِ	سے مغائر ہوتی ہے اسکا عین نہیں ہوتی
بِاِسْمِ عَيْنِهَا فَلَا جَرَمَ اَنَّهٗ	اس لئے علم حصولی ایک جہل ہے، کہ
جَهْلٌ مُزَخْرَفٌ بِصُوْرَةِ الْعِلْمِ	جس پر ملمع سازی کی گئی ہے اور اس

وَلَيْسَ يَرِيْبُ اَحَدٌ فِيْ اَنَّ
الصُّوْرَةَ الْمُنْطَبِعَةَ مُحَاطَةٌ بِالذِّهْنِ
مُتَلَوِّنَةٌ بِلَوْنِ الْاِمْكَانِ فَلَا
جَرَمَ اَنَّهَا حِكَايَةٌ لِلْوَاقِعِ عَلٰى
مَا لَيْسَ هُوَ عَلَيْهِ فَهُوَ سَبِيْلُ
الْمُهِنِّ بِالتَّلْوِيْنَاتِ فِي
الْحُضُوْرِيِّ قَطُّ اِلَّا مَا يَكُوْنُ
فِيْ قُرْبِ الْفَرَائِضِ وَذٰلِكَ
اَيْضًا فِي الْمَعْنٰى عِلْمٌ
حُضُوْرِيٌّ مِنْ قِبَلِ الْعَيْنِ
وَلٰكِنْ حُصُوْلِيٌّ فِيْ ظَاهِرِ الْاَمْرِ
وَوَجْهُ اِيْصَالِهِ اِلَيْهِ عَزَّ مَجْدُهٗ
اِنَّ الْعِلْمَ الْحُضُوْرِيَّ اِنَّمَا
هُوَ طَفَاحَةٌ مِنْ عَيْنٍ تَقَرَّرَ
الرَّجُلُ حِيْنَ امْتَلَأَتْ قَنَا تَرْبِيْ
وَهَلْ هٰذَا التَّقَرُّرُ لَهٗ مِنْ قِبَلِ
نَفْسِهٖ كَلَّا بَلْ بَاطِنٌ فِيْ نَفْسِهٖ
مُتَحَقِّقٌ مُتَقَرِّرٌ مَوْجُوْدٌ بِاِفَاضَةٍ
مِنَ الْوَاجِبِ اٰنًا فَاٰنًا بَلْ بِحَيْثُ

میں تو کوئی بھی شک نہیں کر سکتا کہ جو
صورت ذہن میں جاگزین ہوتی ہے،
اس پر امکان کا رنگ ہوتا ہے اگرچہ
یہ صورت امر واقع کی محاکی ہوتی ہے،
لیکن اس کی یہ حکایت ناقص ہوتی ہے
مگر علم حضوری میں امکان تلوینات
دخل انداز نہیں ہوسکتا البتہ قرب
فرائض میں یہ نقص واقع نہیں ہوتا لیکن
اگرچہ وہ بھی بظاہر علم حصولی ہوتا ہے
تاہم عین ثابتہ کے لحاظ سے وہ علم
حضوری ہوتا ہے ذات اقدس جل مجدہ
تک وصول کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو
جسوقت تحقق حاصل ہوتا ہے تو اسکی
عین ثابتہ سے علم حضوری اسطرح جوش
مارتا ہے جسطرح کوئی چشمہ پانی سے
لبریز ہوجاتا ہے اور اس پر جھاگ
آجاتے ہیں اس تقرر کا خود بخود ظہور
میں آنا ناممکن ہے بلکہ وہ تو اسکے
نفس کی باطنی کیفیت ہے جو کہ واجب

لا آنٍ ولا حينٍ فلا محالة أنّ كلّه
ظهر شيئًا فشيئًا إلى الفيّاض بالحقّ.
مَثَلُه كمثل جسمٍ مخروطيٍّ
شفّافٍ طُبع على مركزه
فصٌّ أحمر في غاية الحمرة
فليس هذا اللون القاعدة
إلّا لون المركز بعينه دُرّيّه
فإذا لو أمعنت في النور الأقصى
نظرك إلى القيّوم الحقّ وصفاته
المقدّسة فمن عرف نفسه
بالعلم الحضوري فقد علم
ربّه في ذلك العلم على كونٍ
بائنٍ بين العارف والجاهل
ليس من جهلٍ في ذلك
بالجسم المخروطي على ضربين
ضربٌ أهمّه الجسم المخروطي و
ليس إبصاره للمركز إلّا
بالعرض والاتصال الاستتباعي

تعالیٰ کے افاضہ جود کا نتیجہ ہے جس کا
گھڑی گھڑی ظہور ہوتا ہے اور وہ تو زمان و مکان سے
بالاتر ہے اسی راستہ کی بنا پر انسان کو فیاض مطلق برحق تک پہنچنے کا راستہ مل جاتا ہے
اس کی مثال ایک جسم مخروطی کی ہے
جسکے مرکز پہ گہرے سرخ رنگ کا نگینہ
جڑ دیا گیا ہو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ قاعدہ
مخروطہ کا بعینہ وہی رنگ ہوگا جو اسکے
مرکز کا ہے اسلئے اگر تم نور مقدس کو
غور کے ساتھ دیکھنے لگو، تو یقیناً تمہاری
نظر قیوم برحق اور اسکی صفات عالیہ
تک پہنچ جائیگی لہذا اب جس نے اپنے
آپ کو علم حضوری سے جان لیا اسکو اللہ
تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگئی مگر عارف
اور جاہل میں بہت بڑا فرق ہے تمہیں
معلوم ہوگا کہ جسم مخروطی کو دیکھنا دو
طریقہ پر ہے ایک وہ شخص ہے کہ جس
کا اصل مقصد جسم مخروطی کو دیکھنا ہے
مرکز کا دیکھنا بالتبع اور بالعرض ہو
جاتا ہے اور برخلاف اسکے کہ ایک

وَضَرْبٌ مَنْ اَهَمَّهُ الْمَرْكَزُ	دوسرا شخص وہ ہے کہ جسکے نزدیک اہم
وَلَيْسَ اِبْصَارُهُ الْجِسْمَ اِلَّا	چیز مرکز کو دیکھنا ہے اور جسم مخروطی کا
بِالْعَرَضِ وَالَّا لَهُ ۔	دیکھنا اسکے لئے بالتبع ہے،
وَمِنْ هٰذَا التَّحْقِيْقِ	اور اس قابل قدر تحقیق سے ہماری
الشَّرِيْفِ يَنْقَدِحُ كُنْهُ قَوْلِنَا	ان تحریرات کا مفہوم واضح ہوجاتا ہے جو
فِيْ بَعْضِ الْمَكَاتِيْبِ	توحید الٰہی وغیرہ کے موضوع پر لکھی ہیں،
التَّوْحِيْدِ الْاَفْعَالِيِّ وَغَيْرِهٖ	وہاں پر بھی ہمارا مقصود کسی وحدت کی
فَالَّذِيْ رُمْتُ بِهٖ هُنَالِكَ	بنا پر اللہ تعالےٰ کا علم حضوری حاصل ہونا
حُضُوْرُهٗ تَعَالٰى عَلٰى وَحْدَتِهٖ	ہے جو اس کی ذات اقدس یا کسی صفت
مَا بِحَيْثُ يَعُوْدُ الْعِلْمُ	عالیہ تک پہنچائے سلف کے اس قول کے
الْحُضُوْرِيُّ اِلَيْهِ اَوْ اِلٰى	معنی بھی اس تحقیق سے واضح ہوجاتے
صِفَةٍ مِنْ صِفَاتِهٖ وَمِنْهُ	ہیں کہ خدا را بخدائی می توانی شناخت
يَنْقَدِحُ مَعْنٰى قَوْلِ السَّلَفِ	اس طائفہ علیہ کے بعض دیگر اقوال کا
(خدا را بخدائی مے توانی شناخت)	بھی حل اسی سے ہوسکتا ہے،

اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مُسْتَعْجِبَاتِ هٰذِهِ الطَّائِفَةِ الْعَلِيَّةِ ۔

وَالْعِلْمُ الْحُضُوْرِيُّ بِالْمَعْنَى	اور علم حضوری دوسرے معنی کے لحاظ سے
الثَّانِيْ هُوَ الَّذِيْ تَعَيَّنَتْ	وہ ہے جو کہ غفلت کے مرتفع ہونے کیساتھ
بِارْتِفَاعِ الْغَفْلَةِ ۔	متعین ہو۔
اَلثَّانِيَةُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى عَالِمٌ	دوسرا حصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بذات

بِالْعِلْمِ الْحُضُورِيِّ بِنَفْسِهٖ يَنْدَرِجُ فِي ذٰلِكَ عِلْمُ الْعِلْمِ بِجَمِيعِ صِفَاتِهٖ وَجَمِيعِ مَخْلُوقَاتِهٖ لَا مِنْ حَيْثُ الْاِتِّحَادِ فَقَطْ بَلْ مِنْ حَيْثُ الْغَيْرِيَّةِ اَيْضًا وَذٰلِكَ بِمَا سَلَفَ مِنَّا تَحْقِيقُهُ اَنَّ صِفَاتِ الْوَاجِبِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَنْزِلَةِ لَوَازِمِ الْمَاهِيَّةِ وَمَخْلُوقَاتِهٖ بِمَنْزِلَةِ لَوَازِمِ الْوُجُودِ فَمَا تِلْكَ اِلَّا وَجْهٌ مِنْ وُجُوهِ تَقَرُّرِهِ الْاَقْدَسِ وَشَانٌ مِنْ شُئُونِ ذَاتِهِ الْاَعْلٰى اَمَا شَهِدَ الْعِرْفَانُ عَلٰى مُحَاذَاةِ الْبُرْهَانِ اَنَّ الْعِلْمَ بِالصِّفَاتِ الْعَيْنِيَّةِ وَلَوَازِمِ الْمَاهِيَّةِ دَاخِلٌ فِي عِلْمِهِ الْحُضُورِيِّ بِنَفْسِهٖ وَمَنْ تَشَبَّهَ بِالْوَاجِبِ فِي هٰذَا الْعِلْمِ كَانَ عَلٰى قُرْبٍ مَا مُقَدَّسٍ مِنَ الْاِبْتِهَاجِ التَّامِّ ۔

خود علم حضوری کا عالم ہے، اور اسی میں تمام صفات اور مخلوقات کا علم بھی داخل ہے نہ صرف اس حیثیت سے کہ اس میں اتحاد ہے بلکہ غیریت کے اعتبار سے بھی کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات عالیہ بمنزلہ لوازم ماہیت کے ہیں اور اسکی مخلوق کی حیثیت لوازم وجود کی طرح ہے یہ اس کی مقدس وجوہ میں سے ایک وجہ اور اس کی ذات اقدس کی شئون میں ایک شان ہے کیا عرفان اور برہان دونوں اس بات کا اثبات نہیں کرتے کہ صفات عینیہ اور لوازم ماہیت کا علم نفس کے علم حضوری میں داخل ہے جس کسی نے اس علم حضوری میں واجب تعالیٰ کیساتھ مشابہت پائی اس کو کامل خوشی اور سرور حاصل ہوگا جس کی نوعیت مقدس ہوگی۔

آخرت میں معرفت تفصیلی ہوگی

وبعد تمهيد المقدمتين نقول صاحب الجنة يعلم كل ما هو في جنته من الحور والقصور وغيرهما بعلم تفصيلي داخل في علمه بنفسه وكل شيء يوصل إلى أصله الذي هو تمثال له من صفات الله المقدسة فلا محالة أن له عرفانًا بالله تعالى في ضمن علمه بنفسه وعرفانًا بكل صفة من صفاته في ضمن الأشياء الموجودة هنالك كل ذلك تفصيلي لا يشغله شأن عن شأن كالواجب جل مجده وهل ذلك إلا من بركات السبوغ الأتم الأكمل

ان دونوں مقدمات کے تمہیدی طور پر بیان کرنیکے بعد اب ہم تمہیں اصل مقصد سے آگاہ کرتے ہیں کہ ہر ایک شخص جو جنت میں داخل ہوگا تو اسے حور و غلمان اور قصور اشجار و اثمار کا تفصیلی علم حاصل ہوگا جو اس کے نفس کے علم حضوری میں داخل ہے اسی طرح ہر ایک وہ چیز جو اپنی اس اصل تک آدمی کو پہنچا دے جو اللہ تعالیٰ کی صفات مقدسہ میں سے کسی صفت کا تمثل ہے تو علم بالنفس کے ضمن میں اسکو یقیناً اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگی یہ معرفت تفصیلی ہوگی کوئی حالت کسی دوسری کو مشغول نہ کریگی اور اسکی مثال واجب تعالیٰ جل مجدہ کے علم کے طریقہ پر ہوگی یہ سب کچھ سبوغ اکمل اور اتم کی برکات کا نتیجہ ہے،

وَلَا مُحَالَۃَ اَنَّ لَہٗ رُبُوبِیَّۃً بِاِزَاءِ کُلِّ مَوْجُوْدٍ فِیْ جَنَّتِہٖ اَلَیْسَ ھُوَ اَصْلَ تَقَرُّرِہٖ وَاِثْبَاتِہٖ فَبِکُلِّ مَظْہَرٍ مِنْ مَظَاھِرِہٖ فَھُوَ نِعْمَۃٌ لَا یَمْنَعُھَا نَبِیٌّ وَلَا وَلِیٌّ فِیْ غَیْرِ تِلْکَ الدَّارِ الْجَلِیْلَۃِ وَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّھُمْ فِی التَّخَلُّصِ اِلَی التَّجَلِّی الذَّاتِیْ عَلٰی ثَلٰثِ طَبَقَاتٍ وَمِنَ الْفَلَتَاتِ عِنْدِیْ اَنَّ الْکُمَّلَ مِنَ الْفَانِیْنَ الْبَاقِیْنَ یَکُوْنُوْنَ مُلْتَذِّیْنَ بِالصِّفَاتِ عَلٰی ضَرْبٍ اٰخَرَ وَذٰلِکَ کَالْتِذَاذِ اللہِ تَعَالٰی بِصِفَاتِہٖ فَلَا یُشْغِلُھُمْ شَاْنٌ عَنْ شَاْنٍ ۔

اور ہر ایک چیز جو جنت میں موجود ہوگی اسکے اعتبار سے اسے ربوبیت حاصل ہوگی کیونکہ ذات اقدس ہی اسکے تقرر اور تحقق کی اصل ہے اور اسکے مظاہر میں سے ہر ایک مظہر کو دیکھ کر اسے خوشی اور فرحت حاصل ہوتی ہے یہ وہ نعمت ہے جو کسی نبی اور ولی کو بھی اس جلیل القدر گھر کے علاوہ اور کہیں نہیں دیجاتی یہ تو تم کو معلوم ہو چکا ہے، کہ تجلی ذاتی تک پہنچنے کے لحاظ سے لوگوں کے تین طبقے ہیں اور میرے نزدیک جن کامل حضرات کو فناء اور بقاء کا مقام حاصل ہے وہ صفات سے اس طریقہ پر لذت یاب ہونگے جس طرح کہ اللہ تعالے کو اپنی صفات مقدسہ سے ابتہاج حاصل ہوتا ہے سو ان لوگوں کیلئے کوئی شغل دوسرے شغل سے مانع نہیں ہوتا ۔

حقیقت رؤیت

الرُّؤیۃُ عِلْمٌ حُضُوْرِیٌّ	رویت کی حقیقت علم حضوری اور
وَانْکِشَافٌ تَامٌّ بِاللّٰہِ تَعَالٰی	انکشاف کامل ہے کبھی یہ انکشاف ذات
تَارَۃً وَبِصِفَاتِہِ الْمُقَدَّسَۃِ اَیْضًا	اقدس کا اور کبھی صفات عالیہ کا ہوتا ہے
اُخْرٰی وَذٰلِکَ بِاَنْ یَضْمَحِلَّ	اسکی اصلیت یہ ہے کہ آدمی کا اپنا تقرر
تَقَرُّرُہٗ وَلَا یَبْقٰی اِلَّا الْفَرْدُ	اور تحقق محو ہو کر ایک ہی واحد صمد کی
الصَّمَدُ وَھٰذَا التَّوْحِیْدُ عَلٰی	ذات اقدس باقی رہ جاتی ہے ، اس
ضَرْبٍ مَا مِنَ التَّامِّ لَا یُتَصَوَّرُ قَطُّ	ناقص عالم میں توحید کی کسی بھی قسم کا
فِی الدَّارِ الدُّنْیَا الْمُخْدِجَۃِ	کمال کبھی نہیں ہو سکتا ،
وَلِلّٰہِ دَرُّ اَھْلِ السُّنَّۃِ	اہل سنت کی خوبی اور بھلائی ہے کہ
حَیْثُ وَحَقَّقُوْا مَا ھُوَ الْحَقُّ الْمُطَابِقُ	انہوں نے وہی بات کہی جو حق اور مطابق
لِلْوَاقِعِ فَمَا حَکَمُوْا بِاَنَّ لِجَارِحَۃِ	واقعہ تھی کہ آنکھ کو اس انکشاف کامل میں
الْعَیْنِ مَدْخَلًا ھُنَالِکَ فِی الْاِنْکِشَافِ	کسی نہ کسی قسم کا دخل ہے ، اور یہ
التَّامِّ وَمَا ذٰلِکَ اِلَّا مِنْ بَرَکَاتِ	برکات انکو انبیاء الکرام کی قوت
جَزْمِ الْھِمَّۃِ عَلٰی تَقْلِیْدِ	کے ساتھ تقلید کرنے کی وجہ سے حاصل
الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ ۔	ہوئی ہیں ،
وَتَحْقِیْقُہٗ عَلٰی مَا تَفَرَّدْتُ	اور میرے ذوق کے مطابق اس
بِہٖ وَھُوَ اَنَّ فِیْ بَعْضِ اَوْقَاتِ	کی تحقیق یہ ہے کہ بعض اوقات تجلی

التجلي الذاتي يكون العلم
بوساطة هذه الجارحة كما
ان من المتحقق عندنا ان
ليس للجوارح ولا للاعراض
صور علمية التي نسميها
بالاعيان انما هي وجوه
الاعيان واعتباراته فالعين
تمثال للانكشاف التام
الذي هو وجه منطبع في
العين الثابتة وكذلك اليد
تمثال للقوة العملية التي هي
ظل لجزئي من جزئيات الصنع
والخلق وايضا من المتحقق
عندنا ان هناك خلطا و
اتحادا بين الحقيقة والتمثال
ليس ههنا كما ذكرنا فلسنا
ننكص على اعقابنا ان سمعنا
قول رسول الله صلى الله عليه
وسلم اني اشم رائحة الايمان

ذاتی میں جو علم اور انکشاف ہوتا ہے اس
کا ذریعہ یہی ظاہری آنکھ ہوتی ہے کیونکہ
ہمارے نزدیک یہ بات پایۂ ثبوت
کو پہنچ چکی ہے کہ اعضاء و جوارح اور
اعراض کیلئے ایسی صور علمیہ نہیں ہوتیں کہ
جن کو ہم اعیان سے موسوم کر سکیں وہ
اعیان کی وجوہ اور حیثیات ہوتی ہیں
چنانچہ ظاہری آنکھ اس انکشاف کامل کا
تمثل ہے جسکی حیثیت عین ثابتہ میں مندرج
ہے جس طرح آدمی کا ہاتھ اس قوت
علمیہ کا تمثل ہے جو صنع اور خلق کی
جزئیات میں سے ہے یہ بات بھی ہمارے
نزدیک پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے
کہ وہاں حقیقت اور تمثل میں اتحاد پایا
جاتا ہے جو یہاں نہیں جیسا کہ ہم پہلے
بیان کر چکے ہیں اسی واسطے ہم رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن
کر کہ میں یمن کی طرف سے ایمان کی
خوشبو محسوس کرتا ہوں، آپکے قول

مِنْ قَبْلِ الْيَمِيْنِ وَمَا ذٰلِكَ النُّكُوْصُ اِلَّا مِنْ شَاْنِ الشُّعَرَاءِ كَالْفَلَاسِفَةِ وَالْمُعْتَزِلَةِ وَاَشْبَاهِهِمْ فَاعْلَمْ بَعْدَ الْحَقِّ وَالدُّنْيَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَبَّهٗ بِعَيْنِهٖ فِي الْمِعْرَاجِ وَاَنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ سَمِعَ كَلَامَ الْمُتَّقِيْ بِاُذُنَيْهِ وَلَا تَتَعَجَّبْ وَاٰمِنْ وَاَسْلِمْ فَاِنَّ الْاِنْكَارَ فِيْ اَمْثَالِ هٰذَا الطَّيْشُ وَعَجْزٌ اَللّٰهُمَّ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ اِتْمَامَ النِّعْمَةِ وَتَعْلِيْمَ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ اَنْتَ وَلِيِّيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ اِلَيْكَ مُسْلِمًا مُنْقَادًا بِالْفَنَاءِ التَّامِّ وَالْحَقِيْقِيْ

کی حقانیت میں شک نہیں کرتے شک کرنا تو بیوقوفوں کی خصوصیت ہے جیسا کہ فلاسفہ اور معتزلہ وغیرہ بہت کچھ ردوقدح کے بعد ہمیں یہ یقین حاصل ہوا کہ شب معراج میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالٰے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور موسٰی علیہ السلام نے اپنے کانوں سے اسکا کلام سنا ان باتوں پر ذرا بھی تعجب نہ کرو بلکہ ان کو تسلیم کرکے ان پر ایمان لاؤ، ان باتوں کا انکار جہالت اور عاجزی پر دال ہے، سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم، خدایا میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں، کہ مجھ پر اپنی نعمت کو کامل کر اور تاویل حادیث سے مجھے بہرہ ور بنا اور دنیا و آخرت میں تو ہی میرا ولی اور کارساز ہے مجھے اس حالت میں موت دے کہ میں فنائے تام کی وجہ سے دل وجان

بَعْدَ ذٰلِكَ بِالصَّالِحِیْنَ	سے تیرا مطیع اور فرمانبردار ہوں اور
الْبَاقِیْنَ اِنَّكَ قَاضِیَ	مجھ کو زمرہ صالحین میں شامل فرما،
الْحَاجَاتِ وَرَافِعُ	بیشک تو ہی قاضی الحاجات اور
الدَّرَجَاتِ ،	درجات کا بلند کرنیوالا ہے،

الخزانۃ العاشرۃ دسواں خزانہ

فی فوائد شتّٰی — فوائد متفرقہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً وَّاحِدَۃٌ مِّنْھَا فِی الْجَنَّۃِ وَالْبَاقُوْنَ فِی النَّارِ وَعِنْدَنَا السُّنِّیُّ مَنْ وَّافَقَ السُّنَّۃَ عِلْمًا وَّعَمَلًا وَّلَہُ الدُّخُوْلُ الْاَوَّلِیْ فِی الْجَنَّۃِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں تہتر فرقے پیدا ہونگے اور ایک ان میں سے جنت میں جائیگا اور باقی دوزخ میں اور ہمارے نزدیک سُنی کا یہ مطلب ہے کہ اسکا علم اور عمل سنت کے مطابق ہو، یہی فرقہ سب سے پہلے جنت میں جائے گا،

ابوالحسن اشعری اور ان کا مسلک!

وَاَمَّا مَا اَبْتَدَعَہُ الْمُتَکَلِّمُوْنَ فَلَیْسَ بِشَیْءٍ وَّلَا یَجِبُ اِتِّبَاعُہُمْ وَکَذٰلِکَ الشَّرَائِعُ الْقِیَاسِیَّۃُ لَا تَثْلَجُ لَھَا عِنْدَنَا وَلِمَذْھَبِ

اور جو باتیں متکلمین نے بدعت کے طور پر ایجاد کی ہیں وہ سراسر باطل ہیں اور اس قابل نہیں کہ ان کا اتباع کیا جائے اور اسی طرح جن احکام شرعیہ کی بنا قیاس پر ہے ان سے بھی ہم مطمئن

لِلشَّيْخِ اَبِي الْحَسَنِ عِنْدَنَا
رَفْعٌ وَمَذْهَبُهُ مِنْ تَمَاثِيلِ
مَذْهَبِ الصَّحَابَةِ وَهُوَ
مِنْ تَحْتِ الْاِرَادَةِ الْمُتَجَدِّدَةِ
وَهِيَ مِلَاكُ عِرْفَانِهِ وَلِهٰذَا
نَظْرُهُ اَنْ يَلْغِيَ كُلَّ
تَفْصِيْلٍ فَاضِلٍ۔

نہیں، امام ابوالحسن اشعری کے مذہب کو ہم قدر و منزلت کیساتھ دیکھتے ہیں اور ہمارے نزدیک انکا مذہب صحابہ کرام کے مذہب کے مطابق ہے اور وہ ارادہ متجددہ کے ماتحت ہے اور اسکے علم و معرفت کا دارومدار اسی پر ہے یہ اصول ان کے پیش نظر رہتا ہے کہ ہر ایک غیر ضروری امر کو ضروری کر دیا جائے،

وَاِذَا دَخَلْتَ فِي
مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ تَعَيَّنَ هٰذَا
الْمَذْهَبُ بِالتَّحْقِيْقِ فَحَيْثُ
يَقُوْلُ الْوُجُوْدُ عَيْنُ الْمَاهِيَّةِ
اِنَّمَا يُرِيْدُ اَنَّ مَنَاطَ الْفَرْقِ
بَيْنَ حَالَتَيِ الْعَدَمِ الْبَسِيْطِ
وَالْوُجُوْدِ اِنَّمَا هُوَ الشَّيْءُ
نَفْسُهُ۔

اور اگر تم کو صحابہ کرام کے مذہب پر عبور حاصل ہو تو تم اس نظریہ پر پہنچو گے کہ امام موصوف کا مسلک حقیقۃً اسی کے مطابق ہے جیسا کہ ان کا قول کہ وجود عین ماہیت ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ عدم بسیط اور وجود کے درمیان جو فرق پیدا ہوتا ہے اس کا دارومدار کسی چیز کی ذات پر ہے،

وَحَيْثُ يَقُوْلُ الْاِسْمُ
عَيْنُ الْمُسَمّٰى اِنَّمَا يُرِيْدُ
اَنَّهُ صَادِقٌ عَلَيْهِ وَ

اور جیسا کہ ان کا قول کہ اسم عین مسمی ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اسم اپنے مسمی پر پورے طور پر صادق آتا ہے اور اسکا عنوان

عنوان لہ ۔	ہوتا ہے ،
وحیث یقول الانبیاء افضل من الملائکۃ فانما یرید بحسب ھذا الاسم الحادث والحکیم ایضا یفضلہم فضلا لھذا الاسم کما عرفت لاسیما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔	اور ان کا قول ہے کہ انبیاء کرام کو ملائکہ پر فضیلت حاصل ہے اس سے مراد وہ فضیلت ہے کہ جسکا تعلق اسم حادث سے ہو ایک حکیم ربانی بھی اس اسم پاک کے لحاظ سے انبیاء کرام اور خصوصاً ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ملائکہ سے افضل سمجھتا ہے ،
والحدیث الذی رواہ ابن ماجۃ یختص الانبیاء الذین لاسمہم زیادۃ سبوغ وظہور ۔	اور ابن ماجہ کی حدیث میں جن انبیاء کرام کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے ان کے اسم میں زائد سبوغ اور ظہور پایا جاتا ہے ،
وحیث یقول الحسن والقبح شرعیان یرید بحسب ھذا التحقق الحادث والقول الفصل عندنا ان الشئ حسن او قبیح بحسب الازل ومن العقل ما یبین ویظہر ھذا الحکم ثم لما	اور امام موصوف فرماتے ہیں کہ اعمال کا حسن اور قبح شرعی ہے مطلب یہ کہ باعتبار تحقق حادث کے اور قول فیصل ہمارے نزدیک یہ ہے کہ دراصل کسی فعل کا حسن اور قبح ازلی ہے اور عقل اس حکم کا بیان اور اظہار کرتی ہے پھر جب شریعت کا نزول ہوا تو ایک اور حسن

نشأت الشريعة تحقق له	اور قبح کی حالت پیدا ہو گئی تو شیخ ان
حسن او قبح آخران فالشيخ	دونوں حالتوں کو دیکھتے ہیں، مگر معتزلہ
انما يبصر هذين والمعتزلة	نے ان چیزوں کو عقل ہی پر ختم کر دیا
قصروا فانهم يابون تقليد	کیونکہ وہ صحابہ کرام کی تقلید نہیں کرتے
الاصحاب يحكمون على حسبه	اور اپنی ہی عقل کو کافی سمجھتے ہیں،
وحيث يقول بعصمة الانبياء	اور عصمت انبیاء کا قول اختیار کرنا یہ
فانه موافق لمذهب الحكيم	بھی حکیم کے مذہب کے مطابق ہے مگر عصمت
الا ان العصمة عندهم لها	کے انکے نزدیک جیسا کہ بیان کیا گیا،
طبقات كما علمت ولا يمتنع	مختلف طبقات ہیں اور ہماری رائے
بالعصمة الا الكبائر من	میں عصمت فقط کبائر ذنوب سے مانع
الذنوب عندنا ويقلق	ہے، ہاں صغائر کے وقت بھی طبیعت
نفسه عند الصغائر +	کو قلق ہوتا ہے،
وحيث يقول بخلق	خلق افعال اور استطاعت مع
الافعال والاستطاعة مع	الفعل کے مسئلہ میں بھی امام موصوف
الفعل فهو محق فيه	حق بجانب ہیں کیونکہ ہم اس بات کو
الذي منا هذا بيانه	واضح طور پر بیان کر چکے ہیں، کہ تمام
ان قاطبة الممكنات	ممکنات کا معرض ظہور میں آنا، اللہ
مستندة الى الله سبحانه	تعالے کیساتھ وہی نسبت رکھتا ہے
استناد الضوء الى الشمس	جو کہ سورج کی روشنی کو عین آفتاب کی

أو أتم وأسبغ منه فاعلم أن الأفعال كذلك غير أن الشيخ لأميته اكتفى بالأفعال.

ساتھ نسبت ہے بلکہ اس سے بھی زائد اور کامل، سو افعال بھی اسی طرح ہیں، مگر شیخ موصوف نے اپنی امیت کی وجہ سے صرف افعال ہی پر اکتفا کیا ہے،

وحيث يقول الكلام النفسي فانما يريد به ما أسلفناه في مبحث الكلام ولا عبرة بتفاسير أصحابه كلامه وحيث يقول إن من أسمائه تعالى المسعر وما يشابهه فقد علمت أن الله تعالى وسبحانه كذلك بحسب انتهاء الوسائط ولكن الشيخ لسبوغ أميته يقول إنها صفات وأسماء حقيقية فلا بأس بذلك.

اور جس وقت شیخ موصوف کلام نفسی کے متعلق بیان کرتے ہیں تو اسکا مفہوم ہم کلام کی بحث میں بیان کر چکے ہیں اور ان کے کلام کی جو تفاصیل کی گئی ہیں وہ قابل اعتبار نہیں اور جس وقت امام کہتے ہیں کہ اللہ تعالے کے اسماء میں سے المسعر (نرخ متعین کرنیوالا) بھی ہے تو تم جان چکے ہو کہ اللہ تعالی کی یہ صفت متعین کرنا بھی صحیح ہے کیونکہ وسائط کو جب آخر تک پہنچایا جائے تو وہ اللہ تعالی کی ذات ہی پر منتہی ہوتے ہیں لیکن شیخ اپنی امیت کے کمال کی وجہ سے انہیں صفات اور اسماء حقیقیہ سمجھتے ہیں خیر اس میں کوئی مضائقہ نہیں،

وحيث يقول في

اور شیخ موصوف آخرت میں عذاب

المعاد بعد المقبر والحساب والميزان والرؤية والشفاعة فهو محق وقد علمت اسرارها فيما ذكرنا من قبل وحيث يقول بتحيز النفس فانما هو حق كما مر.

قبر حساب میزان رویت اور شفاعت کے قائل ہیں تو یہ بھی حق ہے جیسا کہ گذر چکا اور وہ تحیز نفس کے بھی قائل ہیں تو وہ بھی درست ہے جیسا کہ بیان گزر چکا ہے،

وحيث يقول بحدوث العالم زمانا وباشتراط الحدوث بالحاجات فكل ذلك لاميته ولاضمحلاله تحت الارادة المتجددة وبهذه الارادة يقول الارادة قديمة وتعلقاتها حادثة.

اور اسی طرح ان کا قول ہے کہ عالم حادث زمانی ہے اور حاجات کیلئے حدوث شرط ہے یہ سب باتیں انکی امیت کا نتیجہ ہیں اور کیونکہ وہ ارادہ متجددہ میں محو ہو چکے تھے اور اسی ارادہ کی بنا پر وہ کہتے ہیں کہ ارادہ قدیم ہے اور اسکے تعلقات حادث ہیں،

وحيث يقول الاصبع واليمين والوجه صفات فذلك لاميته وحيث يقول لا يشترط لنبي كسب ولا استعداد فانما يريد ان ليس له تجشم كسب والامية يقتضي ان لا يتبين

اور اصبع اور یمین اور وجہ کو صفات الٰہی تسلیم کرنا بھی انکی امیت کی دلیل ہے اور ان کا یہ بھی قول ہے، کہ نبی میں کسب اور استعداد شرط نہیں اس سے انکی مراد یہ ہے کہ بہ تکلف کوئی بھی نبوت کا اکتساب نہیں کر سکتا اور انکی امیت ہی کا تقاضا ہے کہ استعداد انکے سامنے

الاستعداد کما علمت۔ | نمایاں نہیں ہوئی

وَاخْتِلَافُهُمْ فِي الْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّصْدِيْقِ نِزَاعٌ لَفْظِيٌّ لَا يَرْجِعُ اِلٰى مَعْنَوِيٍّ وَمَعَ هٰذَا فَالْحَقُّ مَا عَلَيْهِ الْاَشْعَرِيَّةُ لِاَنَّهٗ هُوَ اصْطِلَاحُ الصَّدْرِ الْاَوَّلِ وَنَحْنُ نَذْكُرُ لَكَ۔

اور ایمان واسلام اور تصدیق کے مفہوم میں جو اختلاف ہے وہ اختلاف لفظی ہے اختلاف معنوی نہیں، بایں ہمہ اشعریہ کے طریق تعبیر کو ہم حق سمجھتے ہیں، کیونکہ صدر اول کی یہی اصطلاح ہے اور ہم تمہارے سامنے ان چیزوں کو بیان کر دیں گے،

وَالْخِلَافَةُ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً وَاَفْضَلُ الْاُمَّةِ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ وَثُمَّ عَلَى التَّرْتِيْبِ وَمُرْتَكِبُ الْكَبِيْرَةِ لَيْسَ بِخَارِجٍ عَنِ الْاِيْمَانِ الْاِقْرَارِيِّ فَهٰذِهٖ قَرِيْبٌ مِنْ اَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ مَسْئَلَةً بَيَّنَّا حَقِيْقَةَ اَهْلِ السُّنَّةِ فِيْهَا وَهِيَ مُعْظَمُ مَا انْفَرَدُوْا بِهٖ عَنْ غَيْرِهِمْ۔

اور خلافت راشدہ تیس سال رہی ہے اور ابوبکر صدیق رض تمام امت میں افضل ہیں اس کے بعد علی حسب الترتیب ثابت ہے اور مرتکب کبیرہ ایمان اقراری سے خارج نہیں ہوتا یہ ان ہی چوبیس مسائل میں سے ہے کہ جن میں اہل سنت کی تحقیق ہم نے بیان کر دی ہے، اور یہ وہ معرکۃ الآرا مسائل ہیں کہ جنہیں یہ حضرات اپنے علاوہ اور جماعتوں سے علیحدہ رہے

وَبِالْجُمْلَةِ لَوِ اعْتَبَرْتَ الْحَالَةَ الَّتِيْ تَحَقَّقَ بِالصَّحَابَةِ بِلَا

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر تم اس طریقہ کا اعتبار کر لو جو کہ صحابہ کرام کا ہے، تو

تحقيق الا في مذهب الاشاعرة
وهذه الحالة هي التي تجب
على المقلدين فكل فرقة
مقلدة وابت ذلك فهي
خاطئة واما اعمالهم فان
يفتشوا الاحاديث ويعملوا
على حسبها مع فقه ودراية
معان والحكيم لا يقبل من
الاقيسة الا القياس الجلي
او الخفي ذا مصلحة عامة واما
المتعمقون في الرأي فليسوا
من اهل السنة في شيء اما
هذه المذاهب الاربعة فاقربها
الى السنة مذهب الشافعي المنقح
المصفى وكان نظره يصل الى
حقيقة العلل والاسباب .

اشاعرہ ہی کا مسلک تحقیق پر نظر آئے گا،
اسی حالت کی تقلید تمام مقلدین پر
واجب ہے اور جس نے اس سے روگردانی
کی وہ خطاکار ہے اور اعمال کے متعلق
ہمارا نظریہ یہ ہے کہ احادیث کی چھان
بین کی جائے اور فقہ اور درایت کے مطابق
ان پر عمل کیا جائے حکیم ربانی کے نزدیک
قیاسات میں سے صرف وہی مقبول ہے
جو قیاس جلی ہو، یا وہ قیاس خفی کہ جس
کی مصلحت عامہ ہو، جو لوگ صرف اتباع
رائے میں تعمق کرتے ہیں وہ اہل سنت
نہیں، مذاہب اربعہ میں قریب الی السنۃ
امام شافعی کا مذہب ہے، بشرطیکہ اس
کی تنقیح اور تمحیص کی جائے امام موصوف
کی نظر علل اور اسباب کی جانب بہت
جلد پہنچتی ہے،

روایت حدیث میں اختلاف صحابہ

اعلم ان اختلاف

صحابہ کرام سے جو اختلاف احادیث

الصحابة في حكايتهم
له صنوف الأول اختلاف
الرواية بالمعنى وهو الأكثر
والثاني اختلاف الحذف
وهو أن يحذف أحدهم
كلاما ويورده الآخر
الثالث اختلاف الوهم
مثل ما قال ابن عباس رض
أن رسول الله صلى الله
عليه وسلم أهل حين
ركب وأهل حين
أشرف على تل فمنهم
من وهم أنه أهل
حين قامت به راحلته
ومنهم من وهم أنه
أهل حين أشرف وإنما
كان فرض الحج حين صلى
ركعتين في مسجد ذي الحليفة
الرابع اختلاف النسيان فيقول

کی روایت میں واقع ہوا ہے اس کی
چند وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ وہ اکثر
روایت بالمعنی کرتے تھے دوسرے یہ
کہ ایک راوی کسی روایت میں کسی فقرے کو
حذف کر دیتا اور دوسرا اسے بیان کر دیتا
تیسرے یہ کہ ایک راوی کو کچھ وہم سا ہو جاتا
کہ جسکی بنا پر اسکی تعبیر اور حضرات سے
مختلف ہو جاتی، مثلاً ابن عباس رض بیان
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب اونٹنی پر سوار ہوئے تو آپ نے
لبیک کہکر اپنی آواز بلند کی اور جب
بلندی پر چڑھے تب بھی تلبیہ با آواز
بلند پڑھا چنانچہ اب بعض راویوں کو یہ
وہم ہوا کہ آپ نے اونٹنی پر سوار ہو کر
احرام باندھا اور بعض نے یہ خیال کیا
کہ ٹیلے پر چڑھ کر احرام باندھا اور تلبیہ
کہا درانحالیکہ آپ اس وقت احرام باندھ
چکے تھے کہ جب آپ نے مسجد ذو الحلیفہ میں
دو رکعت نفل پڑھی تھی اور بعض وفات

لَوْ كَانَ حَرْفٌ حَرْفًا آخَرَ كَمَا قَالَ فِي قِصَّةِ الْكُسُوفِ أَحَدُهُمْ رَجُلٌ وَآخَرُهُمْ امْرَأَةٌ ۔

نسیان کی وجہ سے اختلاف ہو جاتا ہے اور ایک لفظ دوسرے لفظ سے بدل جاتا ہے جیسا کہ کسوف کی روایت میں ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا۔ اور دوسرے عورت کا تذکرہ کرتے ہیں۔

وَاخْتِلَافُهُمْ فِي شَأْنِ النُّزُولِ أَكْثَرُ سَبَبِهِ أَنَّهُمْ لَمَّا أَرَادُوا أَنْ يُفَسِّرُوا الْآيَةَ فَرَضُوا لَهَا قِصَّةً تَكُونُ مِصْدَاقَهَا أَوْ قَصُّوا قِصَّةً كَانَتْ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جُزْئِيَّاتِ هٰذِهِ الْآيَةِ فَيَزْعَمُ الزَّاعِمُ أَنَّهَا نَزَلَتْ حِينَئِذٍ ۔

اور آیات کے شان نزول میں اکثر اختلاف اس وجہ سے پیدا ہوا کہ صحابۂ کرام جس وقت کسی آیت کی تفسیر کرنے لگے تو اس کا مصداق واضح کرنے کیلئے کوئی واقعہ بیان کرتے یا کوئی ایسا واقعہ سناتے جو عہد نبوت میں واقع ہوا ہوتا اور اس آیت کے جزئیات میں سے ہوتا یہ سن کر راوی گمان کرتا کہ یہ آیت اسی واقعہ کے بابت نازل ہوئی ہے

وَاخْتِلَافُهُمْ فِي وَقْتِ النُّزُولِ بِسَبَبِهِ أَنَّهُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْآيَةَ عِنْدَ وَاقِعَةٍ اسْتِشْهَادًا وَاسْتِنْبَاطًا فَيَظُنُّ الظَّانُّ أَنَّهَا نَزَلَتْ حِينَئِذٍ ۔

اور وقت نزول میں اختلاف پیدا ہونیکا یہ سبب ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کسی واقعہ کے پیش آنے پر کلام اللہ کی کسی آیت یا آیات سے استشہاد فرماتے یا اس واقعہ کا حکم اس آیت سے استنباط فرماتے تو راوی کو

یہ غلط فہمی ہوتی کہ یہ آیت اسی وقت نازل ہوئی ہے ،

وَاَمَّا اِخْتِلَافُهُمْ فِيْ مِثْلِ اَحْكَامِ فَسَبَبُهٗ اَنَّهُمْ مُخْتَلِفُوْنَ فِي السُّنَنِ فَيَأْخُذُ اَحَدُهُمْ سُنَّةً وَالْاٰخَرُ اُخْرٰى وَاَمَّا اَنَّ صَحَابِيًّا يَرٰى عَمَلًا اَوْ يَسْمَعُ قَوْلًا مِنْ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَحْمِلُهٗ عَلٰى عِلَّةٍ وَوَجْهٍ وَصَحَابِيًّا اٰخَرَ يَرٰى اَوْ يَسْمَعُ بِعَيْنِهَا وَيَحْمِلُهٗ عَلٰى عِلَّةٍ وَوَجْهٍ اُخْرٰى ۔

احکام شرعیہ کے متعلق جو اختلاف صحابہ کرام میں پیدا ہوا اسکا باعث یہ ہے کہ آپ کی سنتیں مختلف ہیں، کسی نے ایک پر عمل کیا اور کسی نے دوسری پر اور یہ کہ کسی صحابی نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی عمل کرتے ہوئے دیکھا یا آپ کی کوئی حدیث سنی ، تو اسے کسی علت اور جہت پر محمول کرلیا اور دوسرے صحابی نے بعینہ آپ کو وہی عمل کرتے ہوئے دیکھا اور وہی بات آپ سے سنی مگر اس کو اور جہت اور علت پر محمول کرلیا ،

وَاَمَّا الْمَصَالِحُ فَيَخْتَلِفُ بِالْاَزْمِنَةِ وَالْاَمْكِنَةِ اَوِ الْاٰرَاءِ وَيَخْتَلِفُ بِحَسْبِهَا الْجَوَابُ وَيَطْمِسُ فِيْ نَظَرِ الرُّوَاةِ ۔

اور مصالح میں وقت زمانہ اور رائے کے اختلاف کی بنا پر اختلاف ہوجاتا ہے اور جواب بھی اس اعتبار سے بدلتا رہتا ہے اور راوی اس بات کو نظر انداز کردیا کرتے ہیں (معلوم ہوا کہ ابتداء زمانہ میں مثلاً رفع یدین کا حکم تھا پھر بعد میں منسوخ ہوگیا ، عابد الرحمن صدیقی)

وَاَمَّا دَرَجَتُهُمْ فِيْ كَمَالِهِمْ	اور صحابہ کرام کا درجہ کمال بھی مختلف ہے
فَمِنْهُمُ الْمُتَوَحِّدُ الْمُعْتَدِلُ مِنْهُمْ	کوئی متوحد معتدل ہے کوئی خلیفہ ہونیکی
الْخَلِيْفَةُ وَمِنْهُمُ الْفَقِيْهُ وَ	استعداد رکھتا ہے کوئی فقیہ اور کوئی ان سے
مِنْهُمُ الْاَفْقَهُ وَذَكَرْنَا	بھی فقیہ تر ہے ہم نے پہلے بھی انکے بعض
بَعْضَ اَقْسَامِهِمْ وَاخْتِلَافُ	اقسام بیان کر دئے ہیں صحابہ کرام کا
الصَّحَابَةِ كَانَ سَبَبًا لِاخْتِلَافِ	اختلاف بعد والوں کیلئے اختلاف کا
مَنْ بَعْدَهُمْ فَتَدَبَّرْ.	باعث ہوا بخوبی سمجھ لو۔

ایمان کی حقیقت

وَمِمَّا يَجِبُ التَّنْبِيْهُ	اس بات کو بخوبی سمجھ لو کہ ایمان
عَلَيْهِ اَنَّ اَصْلَ الْاِيْمَانِ هُوَ	کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی کا ظاہر و باطن
الْاِنْقِيَادُ لِلّٰهِ تَعَالٰى قَلْبًا وَقَالِبًا	اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار ہو جائے
وَلِهٰذَا يَقْتَضِيْ لِذَاتِهٖ نَوْعًا	اسلئے کسی نہ کسی شکل میں حکمت عصمت
مِنَ الْحِكْمَةِ وَالْعِصْمَةِ وَ	اور وجاہت اسکا اقتضاء ذاتی ہے
الْوَجَاهَةِ وَاِنْ كَانَتْ فِيْ	اگرچہ یہ عالم مادی ان صفات کے کما حقہ
حَاجِزٍ مِنَ النَّشْاَةِ الدُّنْيَاوِيَّةِ	ظہور میں آنے سے مانع ہے اسی طرح
وَاَصْلُ الْكُفْرِ عَدَمُ الْاِنْقِيَادِ	کفر کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی ظاہر و باطن
لِلّٰهِ تَعَالٰى لَا قَلْبًا وَلَا قَالِبًا	میں اللہ تعالیٰ سے رو گرداں ہو جائے اس
وَيَقْتَضِيْ لِذَاتِهٖ اَضْدَادًا	لئے اس کا ذاتی اقتضاء یہ ہے کہ وہ ان

أُولٰئِكَ الصِّفَاتِ. — اوصاف کے اضداد سے موصوف ہو،

وَلَمَّا دَعَتِ الْحَاجَةُ وَوُضِعَتِ الشَّرَائِعُ تَعَيَّنَ رَسْمُ الْاِيْمَانِ لِلشَّهَادَتَيْنِ وَاسْمُ الْكُفْرِ لِلنُّكُوْلِ عَنْهُمَا فَالْاِيْمَانُ بِحَسَبِ هٰذَا الْاِصْطِلَاحِ قَوْلٌ فَقَطْ وَالْكُفْرُ هُوَ النُّكُوْلُ عَنْهُ وَعَلَيْهِمَا يَتَفَرَّعُ حُكْمُ الشَّرْعِ مِنَ الْاَمْنِ وَالْجِهَادِ وَغَيْرِهِمَا.

جب شرائع نے احکام کی تعیین کر دی تو ایمان کا لفظ شہادتین کیلئے مخصوص ہو گیا اور کفر کا یہ مفہوم بن ہوا کہ جو شہادتین کا منکر ہو اس اصطلاح کو پیش نظر رکھکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایمان فقط اقرار باللسان ہے اور کفر کے معنٰی یہ ہیں کہ زبان سے شہادتین کا انکار کرے اور اسی پر امن اور جہاد وغیرہ کے شرعی احکام متفرع ہوتے ہیں۔

وَلِلشَّرْعِ اِصْطِلَاحٌ اٰخَرُ وَهُوَ الْاِيْمَانُ يَخْتَصُّ بِالَّذِيْ تَحَقَّقَ فِيْهِ نَوْعٌ مِّنْ هٰذِهِ الصِّفَاتِ فَبَقِيَ قِسْمٌ اٰخَرُ يُسَمّٰى بِالْمُنَافِقِ وَمَرِيْضِ الْقَلْبِ.

اور شریعت کی ایک اور اصطلاح بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مومن کا لفظ اسی لئے مخصوص ہے کہ جس میں یہ صفات مذکورہ کسی نہ کسی شکل میں موجود ہوں، چنانچہ اسکے علاوہ دوسری قسم کو منافق اور مریض القلب کیساتھ موسوم کیا گیا ہے

منافق کی حقیقت!

فَتَعَرَّفْتَ مِنْ هٰذِهٖ — اس سے تمہیں معلوم ہو گیا ہوگا

لتستمل ان المنافق في عرف الشرع يطلق على معنيين الاول هو المصدق بقلبه ولسانه بالله وبرسوله وقد احاطت به خطيئاته من قبل اللسان والفرج والقلب وغيرها ومن امراض قلوبهم الشرك بالله في طلب الحوائج والعبادات والذبح والنذر والايمان ما لم يكن تكون لا بخلق الله تعالى واليوم الآخر ولرسوله والانقياد له.	کہ شرع کی اصطلاح میں منافق کے دو معنی ہیں ایک وہ جو دل اور زبان سے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی تصدیق کرے لیکن اس کی زبان شرمگاہ اور قلب وغیرہ کے گناہوں نے اسے گھیر رکھا ہو اور امراض قلوب میں سے شرک باللہ ہے یعنی غیر اللہ سے مرادیں مانگی جائیں انکی پرستش کیجائے ان کیلئے جانوروں کو ذبح کیا جائے منتیں مانیں اور انکے نام کی قسمیں کھائی جائیں مگر شرط یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو خالق مانے اور آخرت اور اسکے رسول پر ایمان رکھے اور اسکی اطاعت پر آمادہ ہو،
وهذا الصنف اصعبها وهم يدخلون الجنة بعد التعذيب ان شاء الله تعالى ولا يخلدون في النار لانهم لا يؤمنون بالله وبرسوله وان اخطئوا	مگر یہ سخت ترین نفاق ہے اس قسم کے منافقین عذاب پالینے کے بعد جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہیں گے اگرچہ وہ خطاکار ہیں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کو

مَا لَمْ يُبْعَثْ إِلَيْهِمْ رَسُولٌ
آخَرُ فَإِذَا بُعِثَ وَانْكَشَفَ
الْغِطَاءُ وَتَحَقَّقَ التَّكْذِيبُ
وَقَامَتِ الْحُجَّةُ فَهُمْ
خَالِدُونَ فِي النَّارِ۔
فَمِنْ هٰذَا الصِّنْفِ كَانَ
الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى قَبْلَ
رَسُولِنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلَمَّا بُعِثَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ
وَإِلَيْهِ الْإِشَارَةُ فِي قَوْلِهِ
تَعَالَى وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ
حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا وَمِنْ
أَمْرَاضِ الْقَلْبِ الْحَسَدُ وَ
الْحِقْدُ وَاتِّبَاعُ الشَّهَوَاتِ
وَأَمْثَالُهَا وَإِلَيْهَا أَشَارَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي أَحَادِيثِ عَلَامَاتِ
النِّفَاقِ۔
وَأَمَّا أَمْرَاضُ الْجَوَارِحِ فَأَكْثَرُ

تا وقتیکہ اور کوئی دوسرا رسول نہ آجائے
پناہ سمجھتے ہیں مگر جس وقت آپ مبعوث ہو گئے
اور پردہ اٹھ گیا اور جھوٹ ثابت ہو
گیا اور حجت قائم ہو گئی تو پھر یہ لوگ
ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے،
چنانچہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کی بعثت سے پہلے یہود اور نصاریٰ
اسی قسم میں داخل تھے چنانچہ جب آپ
مبعوث ہوئے اور ان پر حق ثابت ہو
گیا اور اسی چیز کی جانب اللہ تعالیٰ نے
اپنے اس فرمان میں اشارہ کیا ہے کہ ہم
کسی قوم کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتے
کہ جس وقت تک ان کے پاس کوئی رسول نہ
بھیجیں اور حسد و حقد اور اتباع شہوات
وغیرہ امراض قلب میں سے ہیں اور انہیں
کی طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان احادیث میں اشارہ فرمایا ہے کہ
جن میں علامات نفاق کا تذکرہ کیا ہے،
اور اعضاء کے امراض شمار سے باہر

يمن أن يخشى وبالجملة
فكل من أحاطت به خطيئته
أي فني فيه ما نوع منها فهو
المنافق بالمعنى الأول وإياه
كانت الصحابة يخافون
الثاني المكذب قلبا و
المصدق لسانا وهو في
الدرك الأسفل من النار
وفيهم نزل استغفرت
لهم الآية وبالجملة
فالمنافق لفظ مشترك
ولإهمال هذا التحقيق
وقعوا في الخبط.
ولما لم يكن لأنواع الكفر
أحكام في الشرع بعد اتفاقها
في أنها كلها في النار لم تختص
بحسب هذا الاصطلاح لمعنى
وفي الحديث أن بعض الكفار
يخفف عنهم كأبي طالب

ہیں، خلاصہ یہ کہ جس کو گناہ نے گھیر لیا۔
یا کسی قسم کی اسکو اس میں فنا حاصل ہو گئی
وہ پہلے معنی کے اعتبار سے منافق ہے
اور اسی چیز کا صحابہ کرام اپنے اوپر
خوف کیا کرتے تھے،
اور دوسرے قسم کا منافق وہ ہے کہ
قلب سے جھٹلائے، اور زبان سے
تصدیق کرے تو اسکا انجام درکات اسفل
من النار ہے اور انہیں منافقین کے
بارے میں یہ آیت نازل ہوئی استغفرت
لهم الآية، الغرض منافق کا لفظ ان
دونوں معنی میں مشترک ہے اسی تحقیق کے
نہ سمجھنے کی وجہ سے خبط میں پڑ جاتے ہیں
اور انواع کفر کے شریعت میں کوئی
احکام نہیں کیونکہ اس چیز پر اتفاق
ہے کہ سب کے سب دوزخی ہیں اس
اصطلاح کی بنا پر کسی معنی کی کوئی خصوصیت
نہیں، اور حدیث شریف میں ہے کہ
بعض کافروں سے عذاب میں تخفیف

عن القسم الذی هو بازاء المنافق في المؤمنين فتدبر وترشد

کی جائیگی تو وہ اسی قسم کے ہیں، جیسا کہ مسلمانوں میں منافق بخوبی سمجھ لو،

نسخ کی حقیقت!

وايضا مما يجب التنبيه عليه ان النسخ كان في اصطلاح الصدر الاول بازاء معنى الازالة فقط اعم من ان يكون زوالا لزوال العلماء كنسخ النجوم والمقيط او ردها القياس باطل كنسخ البحائر والسوائب او بيانا لانتهاء مدة الحكم وقد ذكرنا السر فيه او بيانا لان المفهوم الموافق او المخالف غير مراد وغير ذلك ولما لم يدرك هذا التحقيق جل المفسرين اختبطوا فتدبره

یہ بات بھی خصوصیت کیساتھ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ صدر اول میں نسخ زائل کرنے کے معنی کیلئے استعمال کیا جاتا تھا عام ازیں زوال علماء کے زوال کیساتھ ہو جیسا کہ علم نجوم یا رمل یا کسی قیاس باطل کو رد کیا جائے جیسا کہ بحیرہ اور سائبہ کا نسخ عمل میں لایا گیا یا یہ کہ جو حکم شرعی نافذ تھا اس کی مدت نفاذ کے ختم ہونیکا اعلان کر دیا جائے اور اس کا راز ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یا یہ بتایا جائے کہ کسی چیز کا مفہوم موافق یا مخالف مراد نہیں وغیر ذلک اور جب اکثر مفسرین اس تحقیق کو نہ سمجھ سکے تو خبط میں گرفتار ہو گئے،

وايضا مما يجب التنبيه

اور ان امور سے کہ جن پر تنبیہ واجب ہے

وعلیہ ان الارادۃ والمشیئۃ فی القرآن حیثما ذکرت فالمراد عنہما الرضاء وکذلک الامر والاذن فتدبر.

وہ یہ کہ قرآن کریم میں جس مقام پر ارادہ اور مشیت کا ذکر کیا ہے تو اس سے مراد رضا ہے اور اسی معنی کیلئے اذن اور امر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے،

اعلم ان الکفار الذین خاصمہم اللہ تعالیٰ فی کتابہ صنفان الاول المشرکون وکانوا یشرکون الاصنام فی العبادۃ و طلب الحوائج والذبح والنداء ای الذکر والنذور وبہا الایمان و اصل ضلالہم ھذا ان اٰباءھم لحقوا ببعض المقربین من الناس والملائکۃ ورأوا منہم الکرامات وعلموا انہم احباء واجب تعظیمہم

یاد رکھو کہ جن کافروں کیساتھ مجادلہ کہا گیا ہے وہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک ان میں سے مشرکین ہیں یہ لوگ اپنے اصنام کو اللہ تعالٰی کی عبادت میں شریک ٹھہراتے تھے ان سے مرادیں مانگتے اور انکے نام پہ ذبح کرتے تھے ان کی یاد میں مشغول رہتے اور استغاثہ کے طور پہ انکو پکارتے اور ان کیلئے منتیں مانتے تھے اور انکے نام کی قسمیں کھاتے تھے اور انکی گمراہی کی بنیاد یہ ہے کہ انکے باپ دادا کو بعض صالح لوگوں کی صحبت حاصل ہوئی اور بعض ملائکہ سے انہوں رشتہ عقیدت جوڑا اور انکی کرامات کا مشاہدہ کیا اور انکو واجب التعظیم سمجھا، ان کی اس تعلیم کا باعث

وَاَنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ لَا یُتَقَرَّبُ
مِنْہُ اِلَّا بِوَاسِطَتِہِمْ فَلِھٰذَا
عَظَّمُوْھُمْ وَطَلَبُوْا مِنْہُمُ
الْحَوَائِجَ وَشَاعَ ذٰلِکَ
حَتّٰی نَشَأَ ھٰؤُلَاءِ
الْمُشْرِکُوْنَ فَاَشْرَکُوْا بِاللّٰہِ
مِنْ کُلِّ وَجْہٍ کَادَ قَلْبُہُمْ
اَنْ یَّحْکُمَ لَہُمْ بِالْاُلُوْھِیَّۃِ
وَالْخَالِقِیَّۃِ وَزَعْمُہُمْ اَمْرُ
مَا حَقِیْ وَھُوَ اَنَّ الْمَلِکَ
الْعَظِیْمَ لَا یُسْتَطَاعُ
قُرْبُہٗ اِلَّا بِوَاسِطَۃِ مُلُوْکِہِمْ
خُلَفَائِہٖ فِیْ اَطْرَافِ
الْمَمَالِکِ فَھُمْ مُلُوْکٌ
وَھُوَ مَلِکُ الْمُلُوْکِ وَکَانُوْا
یُنْکِرُوْنَ بِعْثَۃَ رَسُوْلِنَا
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیُقِرُّوْنَ
بِبِعْثَۃِ سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَیَدَّعُوْنَ
اِتِّبَاعَھُمْ اِبْرَاھِیْمَ صَلَوَاتُ

یہ تھا کہ انکے دلوں میں یہ عقیدہ جم گیا تھا
کہ انکو واسطہ قرار دیئے بغیر کسی کو اللہ
تعالےٰ کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا اسلئے
(۱۵) وہ اسکے مستحق ہیں کہ انکی تعظیم کیجائے اور
اپنی مرادیں اور حاجتیں ان سے طلب
کی جائیں یہ باتیں ان میں شائع ہوگئیں
چنانچہ انکی نسلوں میں یہ عقیدہ اس قدر مستحکم
ہوگیا کہ وہ من کل الوجوہ پکے مشرک ہو
گئے اور اپنے دلوں میں ان مقربین کو
تقریباً معبود اور خالق سمجھنے لگے انہوں
نے عالم قدس کو اس عالم مادی محسوس پر قیاس کیا انہوں
نے دیکھا کہ عظیم الشان شہنشاہ کا قرب
حاصل کرنیکی سوائے اسکے اور کوئی صورت
نہیں کہ پہلے اسکے مصاحبین اور مقربین
خلفاء نواب کا قرب اور انکی خوشنودی
حاصل کی جائے، یہ لوگ رسالت رسل
اور بعثت انبیاء کو تسلیم کرتے تھے اور ملت
ابراہیمی کے اتباع کے مدعی تھے لیکن
ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

اللهِ عليهِ وسلامُهُ وأصلُ ذلكَ استبعادُهم أن يُكلّمَ اللهُ رجلًا هو مثلُنا ومن جنسنا يأكلُ ويشربُ ونبيٌّ له مزيةٌ عليهم بزعمِهم ومن عادةِ الجهلةِ أنه إذا لم يروا رجلًا زعموه منزّهًا ثم إذا أروه يمارسُ العاداتِ أنكروا عليه فلهذا السرِّ كانوا يكفرون بسائرِ الأنبياءِ ويشكّون بمحمدٍ صلى اللهُ عليهِ وسلم۔

کا انکار کرتے تھے اسلئے کہ انکی عقل سے یہ چیز بالا تھی کہ اللہ تعالے ایسے انسان سے کلام فرمائے جو کہ ہمارے جیسا ہے اور ہمارے طریقے سے کھاتا پیتا ہے اسلئے کہ انکا خیال تھا کہ انہیں ہم پر کسی قسم کی فوقیت حاصل نہیں جاہلوں کی عادت ہے کہ جس کسی کو انہوں نے دیکھا نہیں ہوتا تو وہ اس کو مقدس اور فوق البشر ہستی خیال کرتے ہیں برخلاف اس کے اگر کوئی صاحب کمال ان کے سامنے ہو اور وہ یہ دیکھ لیں کہ یہ بھی ہماری طرح زندگی بسر کرتا ہے اور اس کی عادات ہمارے مخالف نہیں تو اس وجہ سے اس کی فضیلت کا انکار کرتا ہے ان لوگوں کے دیگر انبیاء کو تسلیم کرنے اور ہمارے رسول اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کرنے میں یہی راز تھا۔

وكانوا ينكرون البعثَ والجزاءَ وأصلُ ذلك ألفُهم بالزمانِ لأنهم ما رأوا مرورَ هذا الانتظامِ بهذا الترتيبِ وخفي عليه السرُّ الخفيُّ في الوجودِ

اور یہ لوگ بعث بعد الموت اور جزا کا انکار کرتے تھے اور انکے دلوں میں یہ عقیدہ پیدا ہونیکی وجہ یہ تھی کہ وہ مدت ہائے دراز سے اس بات سے مانوس تھے کہ عالم کا نظام جوں کا توں ہے حقیقت تک رسائی سے انکی عقلیں قاصر

فزعموا هذا الانتظام مر دائما	تحقیق انہوں نے اس یہ نتیجہ اخذ کیا کہ نظام
كذلك واستبعادهم ان	دائمی ہے اور وہ اس چیز کو بعید از صواب
تجمع الاجزاء المتفرقة بعد	سمجھتے تھے کہ جسم انسان کے خاک ہو
صيرورتها ارضا.	جانیکے بعد اجزاء متفرقہ کون جمع کرسکتا ہے
وكانوا حرموا اشياء	اور ان چیزوں کو حرام اور حلال
واحلوا اشياء لم يامر	کر لیا تھا کہ جنکا اللہ تعالے نے حکم نہیں
الله بها واصل ذلك عمرو	دیا تھا، اور اس کی بنیاد عمرو بن لحی
بن اللحي فانه هو الذي	نے ڈالی کہ جس نے سب سے پہلے سوائب
سيب السوائب وان	کو رواج دیا اور جاہلوں کا دستور ہے
الجهلة يبحثون عن انفسهم	کہ اللہ تعالے کے احکام کی پرواہ نہ کرتے
بغير علم امرا ويتبعهم	ہوئے بعض امور کو اپنے اوپر واجب کر
رجال اخرون اذا راوا	لیتے ہیں اور دوسرے جب دیکھتے ہیں کہ ان
انهم سعدوا في	کو عزت ہے تو وہ انکی اتباع شروع
حياتهم الدنيا فهذه	کر دیتے ہیں اور سعادت دنیا میں
خمسة مسائل خاصم	ملی ہے یہ وہ پانچ مسائل ہیں کہ جن
الله تعالى في كتابه فيها	کے بارے میں قرآن کریم نے مشرکین سے
المشركين.	ردو قدح کی ہے،
والثاني اهل الكتب	اور دوسرا گروہ کہ جنکے ساتھ قرآن
وكانوا يثبتون لله	کریم نے مجادلہ فرمایا ہے وہ اہل کتاب

سُبْحَانَہٗ وَلَدًا اَصْلُہٗ اَنَّ	کا ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کیلئے اثبات
لِعِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ	ولد کرتے تھے اور اس غلط عقیدہ کی بنیاد
خُصُوْصِیَّۃٌ لَیْسَتْ لِغَیْرِہٖ	یہ تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے
فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَہٗ بِلَا	ہاں ایک خاص منزلت حاصل ہے اور وہ
سَبَبٍ ظَاہِرٍ بِجَنْبِہٖ اِیَّاہُ	اس خصوصیت سے ممتاز تھے کہ اللہ
وَکَذٰلِکَ لِعُزَیْرٍ عَلَیْہِ	تعالیٰ نے انہیں بغیر باپ کے پیدا کیا
السَّلَامُ خُصُوْصِیَّۃٌ	جسکا کوئی ظاہری سبب نہیں تھا صرف
فَسَمَّوْا ہٰذِہِ الْخُصُوْصِیَّۃَ	اللہ تعالیٰ کے وہ محبوب بندے تھے
بُنُوَّۃً وَکَادَ اَخْلَافُہُمْ	اور عزیر علیہ السلام کو بھی اسی طرح بارگاہ
یَزْعُمُوْنَ الْبُنُوَّۃَ الْحَقِیْقِیَّۃَ	الٰہی میں خصوصیت حاصل تھی ان خصوصیات
وَالْاَوَّلُ زُوْرٌ لِاَنَّہٗ	کو اہل کتاب نے ابنیت سے تعبیر کیا ہے،
مَجَازٌ اَوْ نَقْلٌ بِلَا	جنکے اخلاف اسکو حقیقی ابنیت سمجھنے لگے،
جَامِعٍ یُعْتَدُّ بِہٖ مَعَ مَا	مگر یہ تعبیر سراسر جھوٹ ہے کیونکہ خصوصیت کو ابنیت
فِیْہِ مِنْ فَسَادِ الْمَصْلَحَۃِ	سے تعبیر کرنا مجاز ہے اور اس مقام پر کوئی مرجح نہیں کہ
وَسُوْءِ الْاَدَبِ فَکَیْفَ	جس سے دونوں کے مفہوم میں اشتراک پایا جائے علاوہ
الثَّانِیْ ٭	ازیں ابنیت کو ان معنوں میں استعمال کرنا مصلحت کے

خلاف اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ سراسر گستاخی ہے تو پھر یہ تعبیر ثانی کیسے درست ہو سکتی ہے۔

وَکَانُوْا یُنْکِرُوْنَ بِعْثَۃَ	اور اہل کتاب رسول اکرم صلی
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ	اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بھی منکر تھے،

وَسَلَّمَ وَكَانَ الْبَاعِثُ عَلَيْهِ
أَشْيَاءُ مِنْهَا أَنَّهُمْ كَانُوا يَزْعُمُونَ
أَنَّ النُّبُوَّةَ فِيهِمْ أَبَدًا وَمِنْهَا
الْبَغْيُ وَالْحَسَدُ وَمِنْهَا أَنَّ
الْعَلَامَاتِ الْمَذْكُورَةَ فِي التَّوْرَاةِ
وَالْإِنْجِيلِ كَانَتْ كُلِّيَّةً لَا
يَحْتَمِلُ انْطِبَاقُهَا عَلَى الْجُزْئِيَّاتِ
لَا سِيَّمَا وَقَدْ أَوَّلَهَا قُدَمَاؤُهُمْ
لَا عَلَى مَعْنَى الْمُرَادِ فَكَانُوا
يُحَرِّفُونَ الْكِتَابَ فِي ذٰلِكَ عَلَى
وَجْهَيْنِ إِمَّا كَانُوا يُؤَوِّلُونَ
الْكِتَابَ عَلَى غَيْرِ مَا هُوَ عَلَيْهِ
ثُمَّ يَكْتُبُونَ التَّأْوِيلَ الْفَاسِدَ
وَيُسَمُّونَ التَّرْجَمَةَ تَوْرَاةً
وَإِنْجِيلًا وَإِمَّا كَانُوا يَقِيسُونَ
قِيَاسًا فَاسِدًا وَيَسْتَنْبِطُونَ
اسْتِنْبَاطًا فَاسِدًا ثُمَّ يُسَمُّونَهَا
حُكْمَ اللهِ فِي التَّوْرَاةِ فَهٰذِهِ
ثَلَاثَةُ مَسَائِلَ خَاصَمَ اللهُ فِيهَا

جس کے وجوہ مختلف تھے، وہ اپنی زعم باطل میں یہ سمجھتے تھے کہ نبوت پر فائز ہونا صرف بنی اسرائیل کی خصوصیت ہے اور پھر خود غرضی اور حسد تھا، اور تورات و انجیل کی پیشین گوئیاں اس طور پر تھیں کہ انہیں مختلف معانی پر محمول کیا جا سکتا تھا خصوصاً جبکہ ان کے اسلاف اور قدماء نے انکو باطل معانی پر محمول کیا، چنانچہ یہ اپنی کتابوں میں تحریف کرتے تھے اور یہ دو طریقے تھے ایک یہ کہ اسکی عبارتوں کی غلط توجیہات کرتے تھے اور پھر ان ہی توجیہات کو اس مقام پر لکھ دیتے اور اس ترجمہ کو اصل تورات اور انجیل کے ساتھ موسوم کر لیتے یا قیاس فاسد اور استنباط فاسد کرتے تھے، تو اسے کہتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں حکم نازل کیا ہے چنانچہ یہ تین مسائل ہیں کہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے بحث کی ہے کہ جن

اَهْلَ الْكِتَابِ هٰذَا اَحْسَنُ	کی اصلیت اور غلط فہمی ہم نے بیان
دَأْبِهِمْ وَمَحَلُّ النِّزَاعِ فِيْهِمْ ۔	کر دی ہے،

تفسیر و حدیث کے اقسام!

وَاعْلَمْ اَنَّ التَّفْسِيْرَ	یاد رکھو تفسیر کی دو قسمیں ہیں،
تَفْسِيْرَانِ تَفْسِيْرٌ هُوَ حَظُّ	ایک اہل ظاہر کی اور دوسری حکماء
اَهْلِ الظَّاهِرِ وَتَفْسِيْرٌ هُوَ	ربانیین کی تفسیر ہے تفسیر ظاہر کیلئے
حَظُّ الْحُكَمَاءِ الرَّبَّانِيِّيْنَ اَمَّا	یہ ضروری ہے کہ آدمی کو عربیت میں
الْاَوَّلُ فَهُوَ اَنْ يَكُوْنَ الرَّجُلُ	کمال حاصل ہو اور اسی طرح حدیث
قَدْ جَمَعَ الْعَرَبِيَّةَ وَسَمِعَ	میں کافی عبور حاصل ہو اس سے اس میں
الْحَدِيْثَ فَتَمَثَّلَتْ لَهٗ مَلَكَةُ	استنباط کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے، کہ وہ
اسْتِنْبَاطِ الْمَرَامِ فَهُوَ بِذٰلِكَ	کلام کو سمجھ سکے اور قرآن کریم کی آیات
يَتَصَرَّفُ فِيْ مَوَارِدِ الْكَلَامِ	سے صحیح طور پر استنباط کر سکے اور دوسری
وَاَمَّا الثَّانِيْ فَهُوَ اَنْ يَكُوْنَ	قسم کی تفسیر ان لوگوں کا کام ہے کہ
لِلرَّجُلِ لِامْتِثَالِهٖ اَمْرَ رَسُوْلِ	جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	کی پیروی کر کے حکمت عصمت اور وجاہت
عِصْمَةٌ وَحِكْمَةٌ وَوَجَاهَةٌ مُحِيْطًا	کے اقتضاءات کو پورا کیا ہے الٰہیات
بِحَقَائِقِ الْاِلٰهِيَّاتِ وَالْمَعَادِيَّاتِ	اور معادیات وغیرہ پر ان کا علم کامل
وَغَيْرِهِمَا مُتَطَلِّعًا اِلٰى مَنَاطِ الْاٰيَاتِ	ہے، آیات کریمہ کے مناط پر انکی نظر

الكريماتِ فيُدرِكُ بِحِدَّةِ
بَصَرِهِ اَنَّ اَىَّ اٰيَةٍ تَصِلُ عَنْ
اَىِّ حَضْرَةٍ فَهٰذَا هُوَ الْاِيْمَانُ
الْكَامِلُ بِالْقُرْاٰنِ وَاِلَيْهِ
يَنْتَهِى التَّصْدِيْقُ
وَكَذٰلِكَ مَعْرِفَةُ الْحَدِيْثِ
مَعْرِفَتَانِ اَمَّا مَعْرِفَةُ اَهْلِ
الظَّاهِرِ فَبِالرُّوَاةِ وَغَرِيْبِ الْحَدِيْثِ
وَاَمَّا مَعْرِفَةُ الْحُكَمَاءِ فَبِالتَّطَلُّعِ
اِلٰى حَقِيْقَةِ التَّشْرِيْعِ وَ
الْعِلْمِ وَلَيْسَ الْعِلْمُ اَمْرًا
يَمْضِىْ وَيَنْقَضِىْ وَلٰكِنَّهُ عِنْدَ
اللّٰهِ اَزَلِىٌّ اَبَدِىٌّ مَنْ فَازَ
بِهٖ فَهُوَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ وَ
كَذٰلِكَ الْقِيَاسُ قِيَاسَانِ
اَمَّا قِيَاسُ اَهْلِ الظَّاهِرِ
فَمَعْرِفَةُ الْعِلَلِ وَتَطْبِيْقُ
الْمَقِيْسِ بِالْمَقِيْسِ
عَلَيْهِ وَاَمَّا قِيَاسُ

رہتی ہے اور وہ اپنی تیز فہمی سے ہر ایک
آیت کے متعلق یہ کہہ سکے کہ اسکا صدور
کون سی بارگاہ سے ہوا قرآن مجید پر
کامل ایمان رکھنے کی حقیقت یہی ہے
اور یہی تصدیق کا منتہائے کمال ہے،
علی ہذا حدیث کا جاننا بھی دو طرح
پر ہے ایک طریقہ اہل ظاہر کا جسکا
مدار راویوں کے ثقہ اور غیر ثقہ اور
غریب الحدیث وغیرہ جاننے پر ہے
اور حکماء ربانیین کا نظریہ تشریع اور
علم کی حقیقت جاننا ہوتا ہے اور
علم آنے جانے والی شے نہیں بلکہ وہ
اللہ تعالٰے کے ہاں ایک ازلی اور
ابدی چیز ہے جس نے اس کو پا لیا
اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی
اسی طرح قیاس کی بھی دو قسمیں ہیں
ایک قیاس اہل ظاہر کا ہے وہ تو
علتوں کا جاننا اور مقیس کو مقیس علیہ
کے مطابق کرنا ہے اور ایک قیاس

اَهْلِ الْحِكْمَةِ فَاَجَلُّ مِنْ اَنْ يَّتَصَوَّرَهُ الْاَذْهَانُ الْمَشْهُوْرَةُ وَعَلٰى اَنْ نَّذْكُرَ هٰذِهِ الْعُلُوْمَ فِيْ رِسَالَةٍ مُّنْفَرِدَةٍ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِيَدِهِ الْخَيْرُ +

اہل حکمت کا ہے اور انکے افکار عالیہ کی حقیقت اس سے بالاتر ہے کہ معمولی اذہان اسکا ادراک کر سکیں اور ممکن ہے کہ ہم ان علوم کو ایک مستقل تصنیف کی صورت میں شائع کریں، ان شاء اللہ تعالےٰ بیدہ الخیر۔

حقائق حروف

وَمِنْ فُنُوْنِ الْحِكْمَةِ فَنُّ الْحُرُوْفِ ا- غَيْبٌ مَّحْضٌ لَا بِشَرْطِ شَيْءٍ ب- لُزُوْمُ تَدَنُّسٍ ت- تَتْمِيْمُهَا غَالِبًا وَمَعْنَاهَا مِثْلُ مُتَدَنِّسٍ غَيْرِ مُتَعَيِّنِ الْحَقِيْقَةِ ث- بَدَلٌ عَنِ التَّاءِ غَالِبًا وَمَعْنَاهُ مِثْلُ التَّاءِ اِلَّا اَنَّهُ اَلْطَفُ مِنْهُ ج- مَعْنَاهُ تَخْلِيْطٌ غَيْرُ مُتَشَعْشِعِ الْمَاهِيَّةِ ح- غَيْبٌ بِشَرْطِ

اور انواع حکمت میں سے حقائق حروف کا جاننا بھی ضروری ہے چنانچہ الف کا مفہوم غیب محض ہے بلشرط لا شیئے ب کے معنیٰ لزوم تدنس کے ہیں، ت میں غالباً اس کی تکمیل ہے یعنی وہ متدنس کہ جسکی حقیقت متعین نہیں ث غالباً ت کا بدل ہے اور اسکے بعینہٖ وہی معنیٰ ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ اس کا مفہوم لطیف تر ہے، ج کا مفہوم وہ تخلیط ہے کہ جسکے مفہوم میں نورانیت نہیں، ح کے معنیٰ غیب لبشرط

شَيْءٍ خ هُوَ كَالحَاءِ وَيَزِيدُ
فِيهِ مَعْنَى اللُّزُومِ وَالتَّخْلِيطِ
د لُزُومٌ لَا انْفِكَاكَ لَهُ ذ مِثْلُهُ
إِلَّا أَنَّ فِيهِ لُطْفًا ر هُوَ مَادُّ
ظُهُورٍ مُتَرَدِّدٍ أَعْنِي يَظْهَرُ
مَرَّةً وَيَبْطُنُ أُخْرَى أَوْ
يَصْدُرُ عَنْهُ آثَارٌ ظَاهِرٌ
وَبَاطِنٌ ز هُوَ الجِيمُ إِلَّا
أَنَّ فِيهِ لُطْفًا وَإِشْعَارًا
بِمَعْنَى اللُّزُومِ س
سَرَيَانٌ مَوْهُومٌ أَوْ
مَوْجُودٌ ش هُوَ الانْطِبَاقُ
وَالشُّمُولُ ص رِفْعَةٌ
عَمُودِيَّةٌ ض فَسَادُ
صُورَةٍ إِلَى أَوْكَسَ
مِنْهُ ط غَيْبٌ بِشَرْطِ
لَا ظ هُوَ الظُّهُورُ غَيْرُ
الْمُتَشَعْشِعِ وَفِيهِ
لُطْفٌ ع هُوَ

شئے کے ہیں خ اور ح کے ایک معنی ہیں مگر اس میں لزوم
زیادہ، د کا مفہوم وہ لزوم ہے کہ جس میں انفکاک نہیں ہوتا
ذ بھی اسی معنی میں مستعمل ہے لیکن اسمیں یک گونہ لطافت
ر کے معنی اس ظہور کے ہیں، کہ جس
میں تکرار اور تردد کا مفہوم شامل ہے
اس سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ کبھی اس
سے اسکا ظہور اور کبھی اخفا ہوتا
ہے یا اس سے دو طرح کے اثرات
ظہور میں آتے ہیں، ظاہر اور باطن،
ز کے معنی جیم کی طرح ہیں مگر اسمیں
لطافت اور کسی قسم کا لزوم پایا جاتا ہے
س کا مفہوم سریان ہے خواہ موجود
ہو یا موہوم ش کے معنی انطباق
اور شمول کے ہیں، ص کا مفہوم رفعت
عمودیہ ہے، ض کا مفہوم کسی صورت
کا ناقص سے ناقص ہونا، ط کے
معنی تغیب بشرط لا شئے، ظ اس
ظہور کا نام ہے کہ جس میں لطافت
تو ہو مگر نورانیت نہ ہو، ع کا مفہوم

الحاءِ الا ان فیہ شروقا	ح کے طریقہ پر ہے مگر اس میں چمک
وتشعشعا غ ھو المتکدر	اور نورانیت ہے غ بمعنی انکدار
ـن کفافا بما ومعناہ	ق کے معنی ت کے طریقہ پر ہیں مگر
کالتاءِ ق تحجر	اس میں لکنت ہے ق کے معنی سخت
غایۃ التحجر ویستعاد	تحجر کے ہیں کہ جیسکے معنی باعتبار کنایۃ
للقوۃ ک اضعف	کے قوت کیلئے مستعمل ہوتے ہیں، ک
من ذلک واخف	کا مفہوم اس سے ضعیف ادر کمزور ہے
ل ھو التعین بعد	ل ابہام کے بعد تعیین کرنا، م بمعنی
الابھام م ھو التدنس	تدنس تام، ن بمعنی نور اور روشنی
التام ن ھو النور	و، کا استعمال کبھی میم کے طریقہ پر اور
والضوءُ وقد یکون	کبھی باء کے طریقہ پر ہوتا ہے لا کے
کالمیم وقد یکون کالباءِ	معنی وہ غیب کہ جس کا وجود عالم
لا غیب عالم التخلیط ی ھو	تخلیط میں، ی کے معنی ظہور اور خفاء
التردد بین الظھور والخفاءِ	میں تردد کے ہیں
واعلم ان الھمزۃ و	یاد رکھو کہ ہمزہ اور ھ کے ایک
الھاءَ واحدۃ الا ان الھاءَ	معنی ہیں، لیکن ھ کے مفہوم میں تخلیط
اخلط والحاء والعین واحد	زائد ہے اور ح و ع کے ایک معنی ہیں
الا ان العین اشرق والحاءَ	لیکن ع میں اشراق اور نور زائد ہے
والغین واحد الا ان الخاءَ	خ اور غ کے ایک معنی ہیں لیکن خ کے

اَلْزَمُ وَالْغَيْنُ اَغْلَظُ	مفہوم میں لزوم اور غ کے مفہوم میں
وَالْقَافُ وَالْكَافُ	غلظت زائد ہے ق اور ک کے ایک
وَاحِدٌ اِلَّا اَنَّ الْكَافَ	ہی معنیٰ ہیں مگر موخرالذکر خفیف تر ہے
اَخَفُّ وَاللَّامُ وَالرَّاءُ	ل اور راء کے مفہوم میں تردد ہے
وَاحِدٌ اِلَّا اَنَّ اللَّامَ	د اور ت کے ایک معنیٰ پائے جاتے ہیں
اَنْزَلُ فَتَعَيَّنَ وَالرَّاءُ اَرْفَعُ	مگر د میں لزوم اور فصاحت ہے
مِنْ ذٰلِكَ فَتَرَدَّدَ وَالدَّالُ	اور ت میں ابہام کی زیادتی ہے ج
وَالتَّاءُ وَاحِدٌ اِلَّا اَنَّ	اور ز کے بھی ایک ہی معنیٰ ہیں، مگر ز
الدَّالَ اَلْزَمُ وَاَفْصَحُ وَالتَّاءُ	میں زائد لطافت پائی جاتی ہے،

اَبْهَمُ وَالْجِيْمُ وَالزَّاءُ وَاحِدٌ اِلَّا اَنَّ الزَّاءَ اَلْطَفُ ،

وَلْنُمَهِّدْ لِنَ لِكَ	اور اب اسی معنیٰ کو پیش نظر رکھتے ہوئے
اَلْفَاظًا عَلٰى هٰذَا الْمَذَاقِ	بعض الفاظ مرکب کے ہم تم کو معانی
اَل غَيْبٌ تَعَيَّنَ وَمِنْهُ	بتلاتے ہیں، ال کے معنیٰ ہیں وہ غیب
قَالَ بَعْضُ الصُّوْفِيَّةِ	ہے جو متعین ہوگیا اسی بنا پر بعض
اِنَّ الْاِسْمَ الْاَعْظَمَ اَل	صوفیہ ال کو اسم اعظم کہتے ہیں، بل
بَل اِتَّصَلَ بِمَا قَبْلَ	کے یہ معنیٰ ہیں کہ اسی تعین کو اپنے ماقبل
هٰذَا الْمُتَعَيَّنِ هَلْ	سے اتصال حاصل ہوگیا ھل وہ
مُنْكَرٌ يُطْلَبُ تَعَيُّنُهُ	مجہول چیز ہے کہ جس کا تعین مطلوب
اَى غَيْبٌ مُتَرَدِّدٌ	ہے، آئی کے معنیٰ وہ غیب متردد کہ

يُعلَمُ جِنسُهُ ويُجهَلُ عَينُهُ
جس کی جنس معلوم اور عین مجہول ہے

ذا مُبهَمُ الذّاتِ الّذي غَيبٌ
ذا کا مفہوم وہ مبہم ذات ہے کہ جس میں

مُتعَيِّنٌ بِأمرٍ مُتَنَكِّرٍ ساعَتَئِذٍ
غیب متعین ہوا جسکی صورت بظاہر منکرہ

يُفصَحُ عَنهُ بَعدَ ذٰلِكَ وَ
کی ہے مگر یہ ابہام زائل ہو جائے گا

سَرى وَسارَ وَسَرَدَ وَسَبَحَ
سرے، سار، سیر، سبح اور

وَساحَ كُلُّها تُنبِئُ عَن مَعنَى
ساح، ان سب میں سریان کے معنی

السَّرَيانِ وَضَلَّ وَضارَ وَ
پائے جاتے ہیں، ضل، ضار، ضل

ضَرَّ وَضَنَكَ كُلُّها يُشعِرُ بِالفَسادِ
ان الفاظ میں جو ض پر مشتمل ہیں، فساد

وَقَد يُستَعارُ الضّادُ لِتَجَرُّدِ
کے معنی پائے جاتے ہیں بعض اوقات

الكَيفِيَّةِ الصُّورِيَّةِ فَيُقالُ
کیفیت صوریہ کے اظہار کیلئے ض کا

أبيَضُ لِلّازِمِ تَرَدُّدٌ مُنفَكًّا وَ
لفظ لایا جاتا ہے مثلاً ابیض کا مفہوم

هُوَ مِن كَيفِيّاتِ الصُّورَةِ وَ
وہ لازم کہ جسکے انفکاک میں تردد ہو

أخضَرُ لِتَخليطٍ هُوَ مِن كَيفِيّاتِ
اور کیفیات صوریہ میں سے ہے اور

الصُّورَةِ وَطَوَدَ وَطَوَرَ وَطَفَى
اخضر اس تخلیط کیلئے جو کیفیات صوریہ

وَطافَ وَطارَ كُلُّها تَبَعُّدٌ أو
میں سے ہے، طور، طود، طفی

تَقَدُّسٌ وَحِسٌّ غَيبِيٌّ سَرى
طاف، طار سب میں بعد اور تقدس

بِالمَعنى وَالإدراكِ الوَحيِ غَيبٌ سُمِّيَ
کا مفہوم ہے نیز وہ غیبی احساس جس

ظَهَرَ أثَرُهُ مِنهُ وَبَطَنَ أثَرُهُ
کے سریان میں تعمق ہے، ادراک

الحُبِّ وَالوُدِّ وَالتَّرَدُّدِ وَالمَدِّ
کے معنی وحی غیبی کہ جسکے سریان کے

كلها للزوم وصدق وصلح	بعض اثرات ظاہر ہوئے اور بعض پوشیدہ
وصار وصبر كلها للعود اما	رہے جذ وذ مذ رد سب ہیں
فقط او معرفة وعلم شرق	لزوم کے معنی پائے جاتے ہیں صدف صلح، صار صبر سب
تعين باللزوم مدلس وحي	میں عود کا مفہوم ہے۔ یا بعض اور مفہومات بھی اس کے
ومحص كلها المدلس انتقل	ساتھ شامل ہیں نیز وہ اشراقی علم جس میں اس لئے تعین
الى الغيب ونور ونار ونهار	پیدا ہوا ہو کہ اس میں اور مدلس میں لزوم ہے
هر كلها الضوء اولذى ضوء	محی۔ اور محص میں مدلس کا مفہوم ہے
ولمع وعين وعنا كلها للشهود	جو غیب کی طرف منتقل ہوا۔ نور۔ نار۔ نہر نہار
وقر وحق للثبوت .	روشنی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ لمع۔ عین۔ عنار

بمعنی چمک اور نورانیت قر اور حق ثبوت کیلئے ہیں،

وبالجملة فعلم الحروف	خلاصہ یہ کہ حقائق حروف کا علم اس
ليس فما يحاط به في الكلام	قدر مختصر نہیں کہ اس کو کلام استطرادی
الاستطرادي والله تعالى	میں بیان کیا جا سکے واللہ الموفق میں تم
هو الموفق وانا ابوح و	سے سچ کہتا ہوں کسی قسم کی کوئی زیادتی
لا كذب	نہیں، (شعر)
ومن احسان ربي صرت	اور میں اپنے پروردگار کے احسانات سے
بحرا . وكان الحق	بحر ذخار ہو گیا، اور حق کے جلوہ گر ہونے
وانكشف الغطاء .	سے حائل اور پردہ ختم ہو گیا اور میری
لساني صارم لا عيب	زبان سیف رواں ہے کہ جسمیں کوئی

فِيهِ ، وَيَجْرِي لَا تُكَدِّرُهُ الدِّلَاءُ ،	نقص نہیں اور میرے علم کا دریا صاف ہے، کہ ڈول ڈالنے سے کچھ کدورت نہیں ہوتی،
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الَّذِي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ بِلَا اسْتِحْقَاقٍ مِنِّي فَلَكَ الْحَمْدُ ،	اے الہ العالمین مجھ پر یہ تو نے تمام انعامات بغیر استحقاق کے کئے ہیں فلک الحمد،

وَصِيَّةٌ

أُوصِيكَ بِالْاِهْتِمَامِ فِي الْاِقْتِرَابِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَالْاِجْتِهَادِ فِي طَاعَتِهِ فَاِنَّهَا جِمَاعُ الْخَيْرِ وَمِلَاكُ الْاَمْرِ وَكُنْ حَنِيفًا لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا لَا جَلِيًّا وَلَا خَفِيًّا وَاِيَّاكَ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُورِ فَاِنَّهَا ضَلَالَةٌ وَاِيَّاكَ وَالْاِلْتِفَاتَ اِلَى اَقْوَامٍ يُسَمُّونَ بِالْمُتَفَلْسِفَةِ وَاُولٰئِكَ قَدْ اَضَلَّهُمُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَحَبَسَهُمْ	میری وصیت یہ ہے کہ اللہ تعالے کا قرب حاصل کرنے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں پوری کوشش کیجائے اسلئے کہ یہی چیز تمام خیر کو جامع اور ملاک امر ہے اور حنیف بننے کی کوشش کرو اللہ تعالے کیساتھ ہر قسم کے شرک جلی اور خفی اور بدعات سے بھی اپنے کو محفوظ رکھو کیونکہ یہ سراسر گمراہی ہے اور جو لوگ اپنے کو فلاسفہ کہتے ہیں ان سے احتیاط کرو، اللہ تعالے نے جان بوجھ کر انہیں گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور انکے ادراکات

فِي مُدَّتِهِ كُتُبِهِمْ فَلَا
يَسْتَطِيعُونَ عَنْهَا مَحِيصًا
فَإِنْ شِئْتَ تَحْقِيقَ الْأُمُورِ
وَتَدْقِيقَ السِّرِّ فَلَيْسَ
عِلْمُهُمْ بِذَلِكَ وَلَكِنْ عِلْمٌ
يُؤْخَذُ مِنْ مَنْبَعِ الشَّرِيعَةِ
بَعْدَ الطَّاعَاتِ وَالْاقْتِرَابَاتِ
فَاتَّبِعُونِي أَهْدِكُمْ سَبِيلَ
الرَّشَادِ وَإِيَّاكَ تُنْكِرُ عَلَى
هَذَا الَّذِي حَوَاهُ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ
فَتَخْسَرَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَإِنَّهُ
عِلْمٌ حَقٌّ رَبَّانِيٌّ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ
مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ وَ
لِلَّهِ دَرُّ مَنْ قَالَ بِالْفَارِسِيَّةِ
چوں بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است
سخن شناس نہ دلبرا خطا ایں جا است
وَلَوْلَا مُبَالَغَةُ بَعْضِ أَجِلَّةِ
الْخُلَّانِ وَأَعِزَّةِ الْإِخْوَانِ
لَقَدْ كِدْنَا أَنْ نَصْمُتَ بِهِ عَلَى

ہیں انکو قید کر رکھا ہے جس سے نکلنے
کا انہیں کوئی راستہ نظر نہیں آتا اگر تمہیں
تحقیق حق مطلوب ہے تو انکی لفاظیاں
کوئی مفید نہیں حقیقی وہ علم ہے کہ جسکا
ماخذ اور منبع وحی ہو اور طاعات بجا
لانے اور باری تعالے کا قرب حاصل
کرنے کے بعد اسکا ظہور ہو، فاتبعونی
اھدکم سبیل الرشاد اور جو کچھ
ہم نے اپنی تالیف خیر کثیر میں لکھا ہے
اسکو پڑھ انکار والا معاملہ نہ کرنا ورنہ
تو دنیا و آخرت میں ذلیل ہو گا۔ اسکا
مضمون علم حق ربانی ہے کہ جسکے آگے اور
پیچھے سے باطل اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتا
کسی نے فارسی میں خوب کہا ہے۔
جب تو اہل دل کی بات سنے تو اسکو غلط نہ کہہ
اے دلبر تو بات کا پہچاننے والا نہیں غلطی اسی جگہ ہے
اگر میرے بعض بزرگ دوست اور عزیز
بھائی اصرار نہ کرتے تو بہت ممکن تھا
کہ ہم ان دقیق عسیر الفہم مضامین کے

مَشْهُوْرَةِ الْاَذْهَانِ وَلٰكِنِ
اَلْخَيْرُ فِيْمَا صَنَعَ اللّٰهُ الْمَنَّانُ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا
ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا قَلْبًا وَّقَالِبًا
سِرًّا وَّعَلَانِيَةً
اِلَيْكَ يَدِيْ عَنْكَ
لَا يَادِيْ تُمِيْنُهَا .
اَجِرْنِيْ فَلَا اَجِرْ
يَجُوْرُ فَاَخْطَلَا .

معرض تحریر لانے میں گریز کرتے لیکن جوکہ
کچھ حنان و منان کو منظور تھا وہی ہوا اور
اسی میں خیر و بھلائی ہے، والحمد للہ
اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً و قلباً
و قالباً و سراً و علانیۃ"
آخر میں الٰہ العالمین سے ہاتھ اٹھا کر دعا
مانگتا ہوں کہ حق پر قائم رکھ اور اپنے
عذاب اور ظلم و جور اور ضلالت سے
محفوظ رکھ، آمین!

برحمتك يا ارحم الراحمين، سبحان ربك رب العزة عما يصفون
وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين

علمی، مذہبی، اخلاقی اور طبی معلومات کا قابل مطالعہ ذخیرہ

سعیدی بہشتی زیور مکمل مدلل

طول ۱۰ انچ عرض ۸ انچ صفحات ایک ہزار سے زائد

قیمت مجلد قسم اول ۱۴/- قیمت مجلد قسم دوم ۱۲/-

حکیم الامت علامہ اشرف علی تھانوی رح نے اس کتاب میں مسلمانوں کی پیدائش سے لے کر وفات کی گھڑی تک کے تمام حالات و مسائل مکمل طور پر درج فرمائے ہیں۔ اور ہم نے زر کثیر صرف کر کے مستند و معتبر علماء کی جماعت سے عربی اردو حواشی کا اضافہ کیا ہے۔ نیز کتاب کے شروع میں مکمل اشرف السوانح شامل ہے۔

سعیدی بہشتی زیور مکمل مدلل!

کا نام ہی کتابت صحت اور طباعت کی عمدگی کا ضامن ہے اس بے نظیر کتاب کا گھر کے ہر فرد کے لئے انتہائی ضروری اور مفید ہے۔

محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب **قرآن محل** مقابل مولوی مسافر خانہ۔ **کراچی**

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الخیر الکثیر

مترجم اردو

مصنف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ

مترجم

مولانا عابد الرحمن صدیقی کاندہلوی

ناشر

قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی